بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عین الفقر

تصنیف لطیف

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم

ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

هُوْ

اللّٰهُ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ ، لَمۡ يَزَلۡ وَلَا يَزَالُ يُخۡرِجُ الۡحَيَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَيِّ[1] لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ[2]

و درود بر سید السادات اشرف کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ ۔

حدیث قدسی

لَوۡلَاكَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاكَ

نعت اوست ۔ قولہٗ تعالیٰ :

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِيۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ[3]

ہم ذات ست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ واہل بیتہ اجمعین۔

بدانکہ این کتاب را نام "عین الفقر" نہادہ شد کہ طالبان اللہ تعالیٰ وفقراء فنا فی اللہ را در ہر مقام از خاص و عام مبتدی و منتہی و متوسط بہرۂ عظیم طریق صراط المستقیم سرّ اسرار مشاہدات تجلیات نور الانوار توحید عین ذات علم الیقین عین الیقین

[1] سورہ یونس ، ۱۰ : ۳۱

[2] سورہ الشوریٰ ، ۴۲ : ۱۱

[3] سورہ آل عمران ، ۳ : ۳۱

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کو ہیں جو سارے جہانوں کا مالک ہے، جس کی ذات کو ہمیشگی ہے وہ قادر مطلق جو زندہ کو مُردے سے اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور کوئی چیز بھی جس کی مثل نہیں اور وہ سب مخلوق کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔

درود و سلام نامحدود سید السادات جناب احمد کبریا محمد مجتبیٰ پر جو جنہیں کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم پر شرف ہے۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر ہدایت اور دین الحق کے ساتھ بھیجا ہے۔

حدیث قدسی

"اے پیغمبرؐ! اگر تُم نہ ہوتے تو ہم زمین و آسمان کبھی نہ بناتے"

اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں کلام پاک میں فرمایا ہے:

"اے ہمارے پیغمبرؐ! تم لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تُم خدا کو دوست رکھتے ہو، تو تم میری پیروی کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں اپنا دوست بنا لے گا۔ جس کی شان یہ ہے کہ ان کا اسم مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے اور اُن کی تمام آل، تمام اصحاب اور تمام اہل بیت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔"

(اے طالب!) جان لے کہ اس کتاب کا نام "عین الفقر" رکھا گیا ہے۔ (اس لیے رکھا گیا ہے) کہ طالبان خدا و فقراء فنا فی اللہ مبتدیان و منتہیان و متوسطین خاص و عام کو ہر مقام میں نفع عظیم دے اور صراط مستقیم کے طریق پر قائم رکھے اور اسرار و مشاہدات و تجلیات انوار توحید عین ذات پر انہیں علم الیقین عین الیقین[1] حق الیقین حاصل ہو، اور انہیں اُنکی

[1] جس چیز کو دلیل سے پہچانتے ہیں، اُسے علم الیقین کہتے ہیں۔ جیسے مخلوقات کو دیکھ کر خالق کو جاننا اور جس چیز کو مشاہدہ سے حاصل کرتے ہیں اُسے عین الیقین کہتے ہیں، جیسے کہ آفتاب کو اپنی ذات کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ ان کے لیے مشاہدہ کافی ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ کے نتیجہ کو حق الیقین کہتے ہیں' جیسے مشاہدۂ تجلیات سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔

حق الیقین حق محبت نصیب کند۔

حدیث قدسی

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ[۱]

ثابت قدم بشناسد۔ وخلاف از راہ شرع شریف محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نکند۔ واز راہ راستی غلط نورزد۔ ودر استدراج و بدعت نیفتد۔

قولہٗ تعالیٰ: وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ[۲]

حدیث

كُلُّ طَرِيْقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِيْعَةُ فَهِيَ زَنْدِيْقَةٌ[۳]

یعنی ہر راہیکہ ردّ کند شریعت آن راہ کفر است از راہ شیطانی وہوا نفسانی ودنیای دون رہزن عالمیان خبردار باشند۔

حدیث

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا فَلَا شَيْئَ لَهٗ وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ[۴]

یعنی کسیکہ جوید چیزی را پس نیست ہیچ شی برای او وکسیکہ جوید اُو را برای او ہمہ چیز است۔

این چند کلمہ بجہت سالک سلوک طیر سیر معنوی[۵] مقصود فقر فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ مطلوب۔ طالب دنیا فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ مردود۔

نظم

پیکر من از توحیدش شد توحیدش در توحید — عین از آن توحید مطلق ماسوی دیگر ندید

---

۱ موضوعات کبیر حضرت ملّا علی قاریؒ، ص ۵۹، ۲ سورہ الاعراف، ۷: ۱۸۲ ۳ یہ حدیث کتاب مرغوب القلوب صفحہ ۹ میں ہے ۴ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، مقام اشاعت وسن مذکور نہیں مَنْ طَلَبَ شَيْئًا فَلَا تَجِدُ لَهٗ خَيْرًا وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ، ص ۳ ۵ ایضاً صوری ومعنوی، ص ۲۔

محبت کا حق نصیب کرے۔

حدیث قدسی

"میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ اس لیے مخلوق کو پیدا کیا۔"

(طالب اس راز کو پاتا ہوا) ثابت قدم رہے۔ اور کہیں صراطِ مستقیم شرع آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خلاف نہ کرے اور سیدھے راستے سے انحراف نہ کرے اور استدراج و بدعت میں نہ پڑ جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا، ہم بتدریج پکڑیں گے۔ جہاں سے وہ بیخبر ہوں گے۔"

حدیث

"جس کو شریعت نے ردّ اور ناپسند کیا۔ اس پر چلنا بے دینوں کا کام ہے یعنی ہر وہ راہ جس کو شرع شریف ردّ کر دے، وہ راہِ کفر ہے۔ (وہ راہ) شیطانی وہوائے نفسانی اور دنیائے دوں رہزن کا ہے۔ طالبان کو اس میں خبردار رہنا چاہیے۔

حدیث

"جو شخص کسی چیز کی طلب کرتا ہے، پس اس کے لیے کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو طلب کرتا ہے تو اس کے لیے سب کچھ موجود ہے۔"

یہ چند کلمات سالک سلوک کی معنوی طیر سیر کی خاطر ہیں (اور فی الحقیقت) مقصود فقیر کا یہی ہوتا ہے۔ کہ (تمام تعلقات چھوڑ کر) اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو۔ اور یہی اس کا مطلوب ہوتا ہے۔ طالب دنیا فقیر وہ ہوتا ہے جو خداوند کریم سے بھاگ کر دنیائے دوں کے درپے ہوتا ہے اور وہ فقیر مردود ہوتا ہے۔

نظم

میرا وجود اس کی توحید سے ہمہ تن توحید ہو گیا۔ اور اس کی عین توحید کے سبب سے خداوند تعالیٰ کے سوا کچھ نہ دیکھا۔

بر دبالاعرش و کرسی با شریعت شاہراہ	ہر مقامش خوش بدیدم سرِ وحدت ازالہ
ہر حرف توحید بینی ہر سطر توحید بین	باشم دائم در مطالعہ تا شود حق الیقین[1]

حدیث

كُلُّ اَنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ[2]

میگوید فقیر باہُوؒ روندگان راہ آگاہ باشند کہ خدای تعالیٰ در مشرق و مغرب و جنوب شمال و فوق و تحت نیست۔ خدای تعالیٰ در شب و روز آفتاب و ماہتاب در آب و آتش و خاک و باد نیست۔ خدای تعالیٰ در قیل و قال نیست۔ خدای تعالیٰ خط خال نگرستن صورت جمال نیست۔ خدای تعالیٰ در ورد وظائف تسبیح حروف نیست۔ خدای تعالیٰ در زہد تقویٰ پارسائی باہر گدائی نیست (خدای تعالیٰ در دلق پوشی لب بستہ خاموشی نیست)[3] دانا و آگاہ باش! سرِ خدای تعالیٰ در سینۂ صاحب راز است۔ اگر بیائی در باز است و اگر نیائی حق بی نیاز است۔

ابیات

ای سرِ تو در سینۂ ہر صاحب راز	پیوستہ در رحمت تو بر ہمہ باز
ہر کس کہ بدرگاہ تو آمد[4] بہ نیاز	محروم ز درگاہ تو کی گردد باز

(قدرت توحید دریای وحدت الہٰی در دل مومن سکونت گرفتہ کسی کہ خواہد کہ حق حاصل (کند)[5] و باخدا واصل شود او را طلب مرشد کامل مکمل باید کہ آن صاحب گنجینۂ دل است۔

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی و باش دائم در مطالعہ تا شوی حق الیقین، ص ۴ [2] مرغوب القلوب۔ [3] الحدیث [4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی۔ ص ۴ [5] ایضاً، ص ۵ آید [6] ایضاً، ص ۵

مجھے یہ میرا وجود توحید مطلق کے ذریعہ سے عرش و کرسی سے بالاتر شریعت کی شاہراہ سے لے گیا۔ اور ہر مقام پر میں نے سرِ وحدت الہٰی کا اچھی طرح مشاہدہ کیا۔

(اے فقیر! اے طالب!) خداوند تعالیٰ کو توحید کے ہر حرف اور ہر سطر سے دیکھ۔ میں ہمیشہ اس کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں، تاکہ مجھے حق الیقین حاصل ہو جائے۔

حدیث

"ہر برتن سے وہی رستا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔"

(یعنی جب برتن میں کچھ ہو گا ہی نہیں تو رسے گا کیا خاک)

(اس مقام پر) فقیر باہُوؒ فرماتے ہیں کہ سالکان طریقت آگاہ ہو جائیں (کہ خداوند تعالیٰ مکان و زمان سے منزہ ہے)، نہ وہ مشرق و مغرب میں ہے نہ جنوب و شمال میں نہ اوپر اور نہ نیچے، نہ رات و دن میں، نہ سورج اور چاند میں، نہ آب و گل میں اور نہ آتش و ہوا میں ہے۔ اور نہ ہی وہ ذات کسی کی قیل و قال میں ہے۔ اور نہ انسان کے خط و خال، نہ صورت و جمال میں، نہ ورد و وظائف میں، نہ زہد و تقویٰ و پارسائی میں، نہ گداگروں کی گدڑی (اور نہ کسی کے لب بستہ میں ہے)

(اے انسان!) جان لے اور آگاہ ہو جا کہ سرِ خدا تعالیٰ صاحب راز کے سینہ میں ہے۔ اگر تو آجائے یعنی اگر تجھے خواہش ہے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر تو نہیں آتا یعنی اگر تیری خواہش نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بے نیاز ہے۔ (اسکو کسی کی پرواہ نہیں)

ابیات

اے وہ ذات! جس کا راز ہر صاحب دل کے سینہ میں رہتا ہے۔ تیری رحمت کا دروازہ دائمی طور پر یکساں کھلا ہوا ہے۔

ہر وہ شخص جو کہ تیری درگاہ میں عاجزی سے آتا ہے۔ وہ شخص تیری درگاہ سے کب محروم ہو سکتا ہے؟

پس قدرت توحید دریائے وحدت الہٰی مؤمن کے دل میں سکونت رکھتا ہے۔ جو شخص خواہش رکھتا ہے کہ اُسے حق حاصل ہو، اور واصل باخدا ہونا چاہتا ہے

"از تصور تاثیر اسم اللہ ذکر اللہ وجود فقیر نور است[1] ہر کہ محرم دل شود از نعمت حق تعالیٰ محروم نماند۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :

اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ[2]

حدیث

مَنْ لَّا شَیْخَ لَهٗ فَیَتَّخِذُهُ الشَّیْطَانُ[3]

بدانکہ دل مؤمن چیست؟ وسیع از چہار دہ طبق است۔

حدیث قدسی

لَا یَسَعُنِیْ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَلٰكِنْ یَسَعُنِیْ فِیْ قَلْبِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ[4]

حدیث قدسی

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَنِیَّاتِكُمْ[5]

بدانکہ مرشد کامل را چہ نشان است؟ طرفہ زد بگذراند از ہر دو جہان؟ مرشد کامل را چہ نشان است؟ چشم زد مستغرق کند در مقام فنا فی اللہ؟ نہ قصہ خوان نہ ذکر بر زبان است۔

۱ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵ ۔ ۲ مرغوب القلوب ۔ ۳ ایضاً
۴ ایضاً ۵ فتاویٰ عزیزی ۔

تو اس کو چاہیے کہ وہ مُرشد کامل کی طرف رجوع ہو، جو اپنے سینے کو اسرار توحید سے پُر کیے ہوئے ہے (کیونکہ تصور اسم اللہ ذات کی تاثیر اور اس کے ذکر سے فقیر کا وجود منوّر ہوتا ہے) جو کوئی حامل راز ہو جاتا ہے۔ تو نعمت الٰہی سے بھی محروم نہیں رہتا۔ (ورنہ شیخ اور مرشد کامل کے بغیر نفس و شیطان اس پر غالب آتا ہے)۔

نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"جس شخص کا رہبر نہیں، اس کا دین مکمل نہیں"۔

حدیث

"جس شخص کا کوئی مُرشد نہ ہو، اس کو شیطان پکڑ لیتا ہے"۔

جان لے! کہ مؤمن کا دل کیا ہے؟ وہ چودہ طبقات سے بھی زیادہ وسیع ہے۔

حدیث قدسی

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری ذات زمین و آسمان میں نہیں سما سکتی، مگر وہ بندۂ مؤمن کے قلب میں سما جاتا ہے"۔

حدیث قدسی

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے"۔

جان لے کہ مرشد کامل کی کیا نشانی ہے؟ (مُرشد کامل وہ ہوتا ہے کہ) وہ آنکھ جھپکنے کی دیر میں دونوں جہانوں کی سیر کرا دیتا ہے۔ مُرشد کامل کی یہ پہچان ہے کہ وہ دم زدن میں مقام فنا فی اللہ میں مستغرق کر دیتا ہے۔ اس کی مُرشدی صرف ذکر لسانی و قصہ خوانی تک ہی محدود نہیں ہوتی۔ (بلکہ، مُرشد کامل کی یہ نشانی ہوتی

مرشد کامل را چہ نشان است ؟

(یک نظر اُو بہ از عبادت جاودان است۔ مرشد کامل راچہ نشان است[1]؟)

دست بدست رساند آنجا کہ امن امان است۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا[2]

ای مردک بسعی بکن کہ از مرتبۂ مردک بگذری و بمرتبۂ مرد رسی۔ مرتبۂ مردک کیست[3]۔ (و مرتبۂ مرد کیست[4]) مرتبۂ مردک آنست کہ دوام محاربہ کند با عداء اللہ تعالیٰ کہ نفس و شیطان است۔ و مرتبۂ مرد غازی آنست کہ یکبارگی سرِ اغیار نفس را از ہوا جُدا اندازد کہ از محاربہ اُو امین شود یعنی استقامت بہ از کرامت و مقامت۔ مرشد کامل راچہ نشان است؟ بجز حضوری ذکر دادن طالبان راصد گناہ و ہزار زیان[5] است چراکہ مرشد کامل صاحب استغراق است و ذکر نام دوری ہجر و فراق است۔ صاحب مسمّیٰ راچہ تعلق باسم۔

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶

[2] سورہ آل عمران، ۳ : ۹۷

[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷

[4] ایضاً، ص ۷

[5] ایضاً، ص ۷ : ہزاران

ہے (کہ وُہ ایک توجہ سے طالب صادق کو عبادت جاودانی کرنے سے بہتر مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ مُرشد کامل کی یہ پہچان ہے) کہ وہ دست بدست مقام دارالامان (مجلس نبویؐ) میں پہنچا کر اس آیت کریمہ کے مصداق بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"کہ جو شخص اس (خانۂ کعبہ) میں داخل ہو، وہ صاحب امن ہو جاتا ہے"۔

(اسی طرح مُرشد کامل کی بیعت میں امن حاصل ہوتا ہے اور وہ صاحب امن ہو کر اس آیت کا مصداق ہو جاتا ہے)۔

اے طالب خام! تو کوشش کر کہ تُو مرتبۂ خام سے گزر جائے اور جوانمردوں کے مقام پر پہنچ جائے۔ نامرد کا مرتبہ کونسا ہے (اور جوان مرد کا رتبہ کونسا ہے) نامرد کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں جو کہ نفس و شیطان ہیں ہمیشہ لڑائی کرتا رہے۔ اور مرد غازی کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ یکبارگی نفس و شیطان کا سر جُدا کر ڈالے تاکہ (ہمیشہ کے لیے) اس کے محاربہ سے بےخوف ہو جائے۔ کیونکہ استقامت[1] کرامت[2] و مقاومت سے بہتر ہے۔ مرشد کامل کا اور یہ نشان ہے (کہ وہ اپنی توجۂ باطنی کے ساتھ اپنے مرید کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں پہنچا دے) اور بغیر حضوری مجلس طالبوں کو ذکر اذکار عطا کرنے میں صدہا تکالیف اور ہزارہا آفات پہنچتے ہیں۔ کیونکہ مرشد کامل صاحب استغراق ہوتا ہے۔ اور اسم کا زبانی ذکر دوری اور ہجر و فراق ہی ہے، لیکن جو مسمّیٰ تک پہنچ جائے اسے صرف نام (اسم) سے کیا واسطہ ہو یعنی مرشد کامل طالبوں کو اسم ذات میں محو رکھتا ہے اور مرشد ناقص کو اس اسم کی لذّت و تاثیر سے کچھ لگاؤ نہیں ہوتا اور یہ اسم ذات وہ ہے جس میں ہجر و فراق و دوری حاصل ہوتی ہے اور ذکر بھی اسی کا نام ہے جس میں ہجر اور فراق اور اپنے سے دوری حاصل ہو۔ اور ناقص کو اس اسم سے کیا تعلق اور اس اسم کی تاثیر کی کیفیت کو وہ کیا جانے ؟

---

[1] استقامت راست روی کو کہتے ہیں اور مراد ہے کہ فقیر کجروی سے بچتا ہے اور نفس و شیطان کا شائبہ اپنے اوپر نہ آنے دے۔ استقامت سے مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی چیز کی خواہش نہ کرے۔

[2] جو خلاف عادت کام کہ بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہو۔ اگر اولیاء اللہ سے اس کا ظہور ہو تو اُسے کرامت کہتے ہیں۔ اور کافر سے ظہور پائے، تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ اور چونکہ کرامت میں نفس کا شائبہ ہونا ممکن ہے، اس لیے استقامت کو کرامت پر فضیلت ہے۔

پس مرشد کامل و مکمل و اصل آنرا گویند که از غیر و ماسوی اللہ بیرون کشد و دفتر پریشان بشوید و ریاضت ریا را نجوید۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:

اَلرِّیَآءُ مِنَ الْکُفْرِ وَالْکُفْرُ مِنَ النَّارِ ؕ[1]

قَولُهٗ تعالیٰ:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ ؕ[2]

درین راه ریاضت درکار است۔ نہ گفت و شنود وعظ نصیحت۔

قَولُهٗ تعالیٰ:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ؕ[3]

بشنو ای صاحب علم جہال ایک نظر مرشد کامل مکمل بہتر است از عبادت ہزار سال چراکہ در علم سر دردی سر بسر قیل و قال است و در نظر صاحب نظر تمام معرفت وصال است۔

اگر مرشد کامل مکمل طالب اللہ را ریاضت کشاند و در زہد و تقوی بیارد۔

بعضی فقیر در ذکر اللہ مشغول صاحب تاثیر فیض نظیر روشن ضمیر بر نفس امیر اند۔ از دنیا و طمع فارغ و تارک و از ہوا و نفس و شیطان فارغ۔ راغب برازق و نصیب مقرب اللہ حبیب۔ این چنین فقیر ذاکر حسن فی الدارین و بعضی فقیر در اسم اللہ مشغول از برای غوغای

---

[1] الحدیث۔

[2] سورہ الحجرات، ۴۹ : ۱۳

[3] سورہ البقرہ، ۲

پس مرشد کامل و مکمل و اصل اس کو کہتے ہیں جو (اپنے مرید کو) ماسوی اللہ سے باہر کھینچے اور اس کی پریشانی کے دفتروں کو دھو ڈالے اور اس کی ریاضت ریائی کو اس سے نکال دے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے:

"ریا کفر میں سے ہے اور کفر آگ میں سے ہے۔"

(اور) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ وہ قابل تعظیم ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

اس راہ میں (بے ریا) ریاضت درکار ہے، نہ گفت و شنید اور وعظ و نصیحت۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو، اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو، تو کیا تمہیں عقل نہیں۔"

اے طالب ناواقف سن! مرشد کامل اور مکمل کی ایک نظر توجہ ہزار سال کی عبادت و ریاضت (و علم ظاہری کی فضیلت) سے فائق تر ہے، کیونکہ علم ظاہری میں سردردی اور سراسر قیل قال ہوتی ہے۔ اور صاحب نظر کی توجہ ہمہ تن وصال و معرفت ہے۔

(اور) اگر مرشد کامل اکمل مرید پر ریاضت و زہد و تقویٰ کا دروازہ کھول دے تو یہ امر اس کے اختیار میں ہے۔ (چاہے سالہا سال اس میں رکھے)

بعض فقیر (طالب کو) ذکر اللہ میں مشغول کر دیتے ہیں۔ صاحب نظر صاحب تاثیر ہوتا ہے اور صاحب تاثیر فیض رساں، اور روشن ضمیر اور اپنے نفس پر غالب ہوتا ہے۔ طمع دنیا و ہوا و ہوس سے فارغ اور خواہشات شیطانی و نفسانی سے دور ہوتا ہے۔ وہ اپنے تمام حوائج کے لیے رازق مطلق کی طرف راغب ہوتا ہے۔ اور مقرب حبیب الی اللہ ہوتا ہے۔ (یہ صفت فقیر صاحب کمال میں ہوتی ہے) ایسے فقیر ذاکر احسن فی الدارین ہوا کرتے ہیں۔ (اس لیے کہ ان کا ذکر محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوتا ہے) مگر بعض فقیر جو ناتمام اور ناقص ہوتے ہیں اور نفس کے غلام ہوتے ہیں، خلق میں مشہور ہونے کے لیے اسم اللہ ذات کے ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں اور محض خلق اللہ کو دکھانے اور دام تزویر میں لانے

خلق مشهور بانفس اسیر. مردم را بدام و درم دنیا دام گیرد و هر دو را از ذکر دنیا معلوم باید کرد و از دادو ستد دنیا شناس که فقیر کامل ذکر دنیا بحقارت کند که از ذکر او دل صفائی گیرد و فقیر طالب دنیا ذکر دنیا باخلاص کند که از ذکر آن بدنیا محبت پیدا شود و اندازه دوازده سال یا بیست چهار سال یا چهل سال اگر عطا کند بی ذکر فکر بی زہد و تقویٰ طرفہ زدو صال جائیکہ حال احوال لازوال استغراق فنا فی اللہ بقا باللہ وصال آنجا چہ حاجت مشقت مدتہا سال۔

بیت

اسم و جسم یک شدہ بایک وجود   آنچہ بودہ سر پنہان رُخ نمود

درین مقام (جز غیر)[1] ماسوی اللہ دیگر حرام۔ اسم با جسم پیوست و جسم با اسم لبست۔

بیت

چنان کن جسم را در اسم پنہان[2]   کہ میگردد الف در بسم پنہان

طالب اللہ اسم اللہ را مثل جامہ پوشد چنانچہ جان است و در آن زندگی "ہُو" نشان است ذات با ذات و صفات با صفات۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی۔ ص ۱۰

[2] ایضاً۔ ص ۱۰، چنان کن اسم را در جسم پنہان۔

لیے کرتے ہیں۔ یہ (حقیقت میں) درم و دنیا کے بندے ہیں۔ (لہٰذا طالبانِ حق کو چاہیے) کہ وہ ہر دو ذاکروں کی اس دُنیا کے لین دین کے ذکر کے بارے میں پہچان کر لیں کیونکہ (صاحبِ دل فقیر کامل دنیا کا ذکر حقارت سے کرتا ہے (اس لیے کہ اس سے اس کے دل میں کدُورت پیدا ہوتی ہے) اور اس کے ذکر سے صفائی قلب کی جاتی رہتی ہے۔ اور طالب دنیا فقیر دنیا کا ذکر اس شوق سے کرتا ہے کہ اس کے ذکر سے اس کے دل میں دُنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اگر کچھ عطا کرتا بھی ہے، تو اُسے بارہ، چوبیس یا چالیس سال لگ جاتے ہیں لیکن فقیر کامل پلک جھپکنے میں ذکر فکر اور زہد و تقویٰ کے بغیر وصال کرا دیتا ہے۔ اور جہاں (فقر کا) حال احوال، لازوال استغراق اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ ملے، وہاں سالہا سال اور مدتوں تک ریاضت اور مشقت کی کیا حاجت ہے؟

بیت

ذکر اللہ یہ ہے کہ (کثرت) ذکر سے اسم اور جسم ایک ہو جائے۔ اور جو کچھ راز پنہاں ہو نظر آنے لگے۔

اس مقام پر تو ماسوی اللہ دیگر تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اس کا جسم اسم کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے اور جسم اسم کے ساتھ بندھ جاتا ہے۔

بیت

طالب کو چاہیے کہ وہ (کثرت ذکر سے) جسم کو اسم میں اس طرح پنہاں کر دے جس طرح بسم اللہ میں الف چھپا ہوا ہے۔ (یعنی طالب کا وجود بظاہر تو جسم ہو، مگر درحقیقت وہ ذکر ہی ذکر ہو۔ اور جس طرح بسم اللہ کی ب الف میں حاجب ہے، اسی طرح جسم ذکر اللہ کا حاجب ہو)۔

طالب اللہ اسم اللہ کو جامہ کی طرح پہنتا ہے گویا کہ وہ جان ہے اور اس کی زندگی میں ہُو کا نشان ہے۔ ذات کا ذات سے اور صفات کا صفات سے جیسا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"جس شخص نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا۔ بے شک اُس نے اپنے

فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ[1]

دم با قدم باید وقدم بادم ۔

بیت خاقانی

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانیؒ
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانیؒ

جواب باھو قدس سرّہٗ

بسی صد سالہا باید شود فی اللہ جان فانی[2]
دمی نامحرم است آنجا غلط گفتہ است خاقانیؒ[3]

بشنو جاہل را جامۂ جہل است و جامۂ جہل جامۂ شیطان است وعالم را جامۂ علم است وجامۂ علم دانش کلام اللہ از جہل شیطان نگہبان است وفقیر را جامہ نور معرفت سبحانی طیر وسیر ہردوجہان است ۔ جاہل را جامہ مقہور است وعالم را جامہ مغفور است ودرمیان عالم وجاہل وفقیر بیکدیگر ہمہ فرق[4] است ۔ کہ جاہل عام و عالم خاص وفقیر خاص الخاص عارف باللہ است[4]

از وجود جامۂ جہل[5] سخن شرک وکفر وجہل و بدعت می برآید ۔ از وجود جامۂ عالم سخن علم نص وحدیث می برآید واز وجود جامۂ فقیر بہ ہر سخن اسم اللہ معرفت الاّ اللہ

[1] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ وتفسیر عرائس البیان ۔

[2] ایضاً ، ص ۱۱ : بسی صد سالہا باید فنا فی اللہ شود فانی ۔ [3] ایضاً ، ص ۱۱ : فراق ۔

[4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۱۱ : کہ جاہل عام وعالم خاص وفقیر عارف باللہ خاص الخاص است ۔ [5] ایضاً ، ص ۱۲ : جاہل ۔

رب کو پہچان لیا ۔ اور جس شخص نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان
لیا پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچان لیا ۔ وارد ہے :
(پس طالب مولیٰ کو چاہیے کہ) ہر وقت ہر سانس اپنے رب کو یاد کرے اور ایکدم بھی غافل نہ رہے ۔

بیت خاقانیؒ

تیس سال کے بعد خاقانیؒ کو یہ معلوم ہؤا کہ ایکدم بھر بھی خدا کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی سے کئی درجہ اعلیٰ ہے ۔

جواب باھوؒ

اے باھوؒ ! اس بات کو صدیاں چاہئیں کہ فقیر مقام فنا فی اللہ میں ہو جائے اور اگر اس نے ایکدم بھی غفلت کی تو وہ نامحرم محروم ہے ۔ اس لیے خاقانی نے یہ غلط کہا ۔ ایک دم بھر خدا کو یاد کرنا کیا معنی ؟ بلکہ ایک سانس بھی اس کی یاد سے غافل رہنے کی ممانعت ہے اور وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ فرمایا ہے ۔ (اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جایا کرے یاد آتے ہی)

سنو ! جاہل کا لباس اس کی جہالت ہے اور جہالت کا لباس شیطان کا جامہ ہوتا ہے ۔ اور عالم کا لباس اس کا علم ہے اور عالم کا لباس علم کلام اللہ سے ہوتا ہے (جس کے ذریعے سے وہ) جہالت (وحرکات) شیطانی سے محفوظ رہتا ہے ۔ اور فقیر کو لباس نورِ معرفت اسم اللہ ذات سے ملا ہؤا ہوتا ہے (جس کے سبب سے) ہر دو جہاں پر اُسے نصرت وبادشاہی ہوتی ہے ۔ جاہل کو جامۂ مقہوری حاصل ہوتا ہے اور عالم کو جامۂ مغفوری دیا ہوتا ہے ۔ اور عالم ، جاہل اور فقیر کے درمیان باہم فرق ظاہر ہے ۔ کہ جاہل عام اور عالم خاص اور فقیر خاص الخاص عارف باللہ ہوتا ہے ۔

جامۂ جاہل کے وجود سے شرک وکفر وجہالت اور بدعت کی باتیں نکلتی ہیں اور جامۂ عالم کے وجود سے علم قرآن اور احادیث کی باتیں جاری ہوتی ہیں (جس سے عوام الناس کو فائدہ پہنچتا ہے) اور جامۂ فقیر کے وجود سے یعنی فقیر کی ہر بات سے اسم

جمال الٰہی می برآید۔

حدیث

كُلُّ اَنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ [1]

قولہٗ تعالیٰ:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ [2]

بشنو! مرشدیکہ فنا فی اللہ صاحب حضور است غرق کردن بوحدت و بردن حضور در مجلس پیغمبر مشرف و سرفراز کردن آنرا چہ مشکل و دور است؟ چراکہ از ذکر فکر زہد تقویٰ حضور کردن آسان تراست۔ سودا است دست بدست طالب اللہ را دست گرفتہ بحضور برد و سپارد۔ مرشدیکہ این قدر قوت ندارد آنرا مرشد نتوان گفت، بلکہ رہزن است و رہزن زن راگویند و شیطان نیز صورت زن شود۔

قولہٗ تعالیٰ:

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ [3]

بیت

دست مردی گیر تا مردی شوی [4]   جز بمردان نیست راہ رہبری

اما شرط آنکہ طالب اللہ آنچہ بعین بیند عین بیند چراکہ نام اللہ ہادی است و

[1] کتاب مرغوب تبریزیؒ۔

[2] سورہ کہف، ۱۸ : ۲۴

[3] سورہ فتح، ۴۸ : ۱۰

[4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۳؛ دست مردگیر تا مردی شود   جز بمردان نیست راہ رہبری

اللہ ذات، معرفت الا اللہ اور جمال الٰہی منرشح ہوتا ہے۔

حدیث

"ہر برتن سے وہی رستا ہے، جو اس میں ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اپنے رب کو یاد کرو، جب تم بھول جاؤ۔"

(یعنی انسان کو چاہیے کہ خداوند کریم کے اسم پاک کو اس قدر پڑھے اور یاد کرے کہ اس کو اپنی ہستی بھول جائے اور اس کی ذات میں محو اور مستغرق ہو جائے، کیونکہ ذکر کا کمال یہی ہے کہ ذاکر، مذکور میں فنا ہو جائے یعنی اپنے نفس کو اس کی محبت میں فنا کر دے۔ یہی ذکر کا کمال ہے اور بندے کی معراج ہے)۔

سنو! وہ مرشد جو کہ فنا فی اللہ صاحب حضور ہے، اس کے لیے (مرید کو) اللہ کی وحدت میں غرق کرنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں مشرف اور سرفراز کر دینا کیا مشکل اور بعید ہے، بلکہ آسان تر ہے اور صرف ذکر و فکر اور زہد و تقویٰ سے وحدت الٰہی میں مستغرق کرنا دشوار ہے۔ یہ سودا نقد اور دست بدست ہوتا ہے کامل و مکمل مرشد طالب اللہ کا ہاتھ پکڑ کر حضوری میں پہنچا سکتا ہے۔ اور وہ مرشد جو اس قدر قدرت نہیں رکھتا، اس کو مرشد نہیں کہا جا سکتا ہے، بلکہ وہ رہزن ہے۔ اور رہزن زن کو کہتے ہیں اور شیطان بھی زن کی صورت میں ہوتا ہے (مگر اہل ہدایت پر اسے قدرت نہیں ہوتی)، کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

"ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔"

بیت

(پس راہزن کو چھوڑ کر، ایک جوانمرد کا ہاتھ پکڑ، تاکہ تو بھی جوانمرد ہو جائے، کیونکہ جوانمردوں کے بغیر (تیری) راہبری ناممکن ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ طالب مولیٰ جو کچھ دیکھے، بصیرت کی آنکھ سے دیکھے، کیونکہ اسم اللہ اس کے لیے ہادی ہے۔ اور خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

خدای تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را برای ہدایت پیدا کردہ است و شیطان صورت اہل ہدایت نتوان شد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ [1]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ [2]

پس مرشد کامل مکمل بتابعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است [3] و مرشد ناقص مثل شیطان است۔ چون طالب اللہ را با نظر صاحب نظر ذکر جاری و دل بیداری بیگمان جاری گردد و نفس را سوزش و خواری گردد و مردم ہمسایہ دیوانہ گویند و از خلق بیگانہ گردد و با خدا یگانہ و بر زبان این ترانہ از شوق می گوید۔

بیت

باہوؒ! ردِّ خلقیم ہر کہ بیند ردّ ۔ ردِّ خلق است فقر لا یردّ [4]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

لَا یَشْغَلُہُمْ شَیْءٌ عَنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ الْعَیْنِ [5]

بیت

باہوؒ [6] ہر دو جہانش یاد نیاید ۔ از ہر دو جہان آزاد بر آید

[1] مشکوٰۃ شریف [2] سورہ بنی اسرائیل ۱۷ ، ۲۵
[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۱۲ [4] ایضاً ، ص ۱۴ ؛ لا یرد
[5] از تصنیف تبریزیؒ۔ [6] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۱۴۔

وآلہ وسلم کو ہدایت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور شیطان لعین اہل ہدایت کی صورت ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے :

"جس نے مجھے دیکھا واقعی مجھے دیکھا۔ شیطان میری صورت کبھی نہیں بن سکتا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"اے شیطان! یقیناً جو میرے بندے ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہ ہوگی۔"

پس مرشد کامل و مکمل تابعدارِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہے، اور مرشد ناقص مثل شیطان لعین ہوتا ہے جب صاحب نظر (مرشد) طالب اللہ پر نظر کرتا ہے، تو اس کی زبان پر ذکر جاری کر دیتا ہے اور اس کا دل بیدار بیگمان جاری ہو جاتا ہے۔ اور اس کے نفس پر سوزش اور ذلت وارد ہو جاتی ہے۔ اور ہمسائے لوگ اس کو دیوانہ کہنے لگتے ہیں اور وہ مخلوق سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی زبان پر شوق سے یہ ترانہ رہتا ہے۔

بیت

اے باہوؒ جو کوئی یہ دیکھے یعنی جانے کہ ہم لوگ مخلوق کے رد کیے ہوئے ہیں۔ سو وہی مخلوق سے رد کیا ہوا ہے۔ فقیر کسی سے رد نہیں ہوتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

"طالب اللہ کو ذکر اللہ کے سوا کسی اور چیز سے دم بھر کو بھی (تشفی) مشغولیت نہیں ہوتی۔"

بیت

اے باہوؒ! فقیر کو ما سوا ذکر اللہ کے دونوں جہان کی کوئی چیز یاد نہیں رہتی بلکہ وہ دونوں جہان سے آزاد رہتا ہے۔

(جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے) :

قولہ تعالیٰ:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[1]

سالک نیز دو قسم است. سالک مجذوب و مجذوب سالک. فقیر ازین ہر دو خارج است. مالک الملکی محبوب صاحب و ہم صاحب تصرف. و چون باین مرتبہ رسد، وحشت پیش آید، با حق اُنس گیرد و از غیر و ماسوی اللہ فرار گیرد و از شوق اشتیاق شب و روز سوزش و فراق و نفس از ہلاک. چنانچہ حضرت ابراہیم ادھمؒ فرمودہ است

تا پسران خود را یتیم نکنی و زنان خود را بیوہ نکنی و مثل سگان بر خاک نخسپی و خانۂ خود را در راہ خدا تصرف نکنی، گمان مبر کہ در صف مردان راہت دہند. لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ[2] و رد نخوانی یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهٗ[3] نداری دوستی ظاہری و پنہانی کجا راضی شود بر تو یار جانی. چرا کہ فقیر باہوؒ میگوید کہ در راہ فقر استقامت باید، نہ ہوای نفس و کرامت کہ استقامت مرتبۂ خاص است و کرامت مرتبۂ حیض و نفاس (است)[4].

بشنو! ای یار، طالب اللہ را با حیض و نفاس چہ کار؟ اول دل سلیم کن بعدہٗ بحق تسلیم کن۔

بیت

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جانی دیگر است[5]

---

[1] سورہ نجم، ۵۳ : ۱۷

[2] سورہ آل عمران، ۳ : ۹۲

[3] سورہ مائدہ، ۵ : ۵۴

[4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۵۔

[5] این شعر از شیخ احمد جامؒ است۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"نہ بہکی نظر آپ کی اور نہ بڑھی حد سے۔"

(یعنی صاحب کمال ظاہری نظر سے کچھ بھی دیکھے، مگر ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتا)

سالک بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ سالک مجذوب اور مجذوب سالک۔ فقیر ان دونوں سے جدا اور الگ ہوتا ہے۔ فقیر مالک الملکی اور صاحب محبوب و صاحب تصرف ہوتا ہے۔ اور جب سالک اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو اس کے دل پر ایک وحشت طاری ہوتی ہے۔ وہ حق سے مانوس اور غیر اور ماسوا اللہ سے بیزار ہوتا ہے۔ اور اس کا دل شوق و اشتیاق سے شب و روز سوزش و فراق میں رہتا ہے۔ اور اس کا نفس ہلاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا ہے:

جب تک تو اپنے بچوں کو یتیم اور اپنی بیویوں کو بیوہ نہ کرے گا اور اپنے آپ کو زمین پر کتوں کی طرح نہ رلائے گا اور اپنے گھر بار کو خدا کی راہ میں تصرف نہ کرے گا، گمان نہ کر کہ تجھے صف مردان میں جگہ دی جائے گی، جب تک کہ تو اپنے آپ کو اس آیت کریمہ: "تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے تا وقتیکہ تم وہ چیز خدا کی راہ خرچ نہ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہے" کے مصداق نہ بنائے گا اور "اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ کو دوست رکھتے ہیں" کو اپنا دستور العمل نہ بنائے گا۔ اور تمہارا جانی دوست تمہاری ظاہری اور باطنی دوستی پر راضی نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے فقیر باہوؒ (اس موقعہ پر) فرماتے ہیں کہ راہ فقر میں استقامت چاہیے نہ کہ ہوائے نفس و کرامت، کیونکہ استقامت خاص مرتبہ ہے اور کرامت حیض و نفاس ہے۔

(غور سے) سُن! طالب مولیٰ کو حیض و نفاس سے کیا سروکار؟ بلکہ چاہیے کہ وہ پہلے اپنے دل کو ہوا و ہوس سے پاک کرے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے۔

بیت

خنجر تسلیم سے مرے ہوؤں کے لیے ہر زمانہ میں غیب سے نئی زندگی ملتی ہے۔

(خنجر تسلیم سے مراد عشق و محبت ہے۔ یعنی واصل باللہ لوگ جو خنجر رضا سے ذبح ہو

قَوْلُهٗ تعالٰی :

لَا يَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ فِي بَيْتِ الْكَلْبِ ط [1]

○

دل بمثل خانه است و ذکر بمثل فرشته و نفس بمثل سگ۔

ولیکه بحبّ دُنیا و ظلمات خطرات شیطانی پُر هوای هوس نفسانی باشد، آن دل نظر رحمت اللّٰه حق سبحانهٗ وتعالٰی نیابد۔ آن دل که برو نظر خدا عزّ وجلّ نباشد، آن دل سیاه و گمراه، پُر حسد حرص، کبر باشد۔ چنانچه از حسد قابیل، هابیل را کُشت و از حرص حضرت آدم علیه الصّلوٰة والسّلام را از بهشت بدر کشیدند که دانۂ گندم خورد و از کبر ابلیس را بمراتب علیه اللّعنت رسانیدند۔

پس دلیکه خاص خانۂ هوس است همیشه با حرص حسد کبر مغرور و پریشان است بهر دنیای دون۔

[1] امام بخاری و جامع ترمذی، مشکوٰة شریف۔

چکے ہیں۔ اُن کے لیے ہر لمحہ اور ہر ساعت میں غیب سے دوسری زندگی ملتی ہے۔ وہ کبھی مرتے نہیں، بلکہ ترقی پر رہتے ہیں)۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا :

"کہ جس گھر میں کتّا رہتا ہے۔ اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہو سکتے"۔

(مطلب یہ ہے کہ) انسان کا قلب گھر کی مانند ہے اور ذکر مثل فرشتہ کے ہے اور نفس کی خواہش مثل کتّا کے ہے۔

جس دل میں محبّت دنیا بھری ہو، اور وساوس شیطانی و خطرات نفسانی سے پُر ہو، اللّٰہ تعالٰی اس دل پر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا۔ (پس) وہ دل جس پر خدائے عزّ وجل کی نظر رحمت نہ ہو، وہ دل سیاہ اور گمراہ ہو جاتا ہے اور حرص، کبر اور حسد سے بھر جاتا ہے۔ چنانچہ حسد کی وجہ سے قابیلؑ نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ اور حرصؑ کے سبب حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو بوجہ دانۂ گندم کھانے کے جنّت سے باہر نکلوا دیا گیا۔ اور تکبّر کی وجہ سے ابلیس کو مراتب علیہ اللّعنت تک پہنچا دیا گیا۔ پس وہ دل جو ہوا و ہوس کی آماجگاہ ہوتا ہے، ہمیشہ حرص و حسد میں مغرور اور دنیائے دوں کے درپے ہو کر پریشان حال رہتا ہے۔

[1] قابیل اور ہابیل آدمؑ کے دو بیٹے تھے۔ دونوں نے خدا کی نیاز کی۔ قابیل نے ردّی مال نیاز میں رکھا اور ہابیل نے بہتر سے بہتر بکری جو اس وقت ریوڑ میں تھی، نیاز میں رکھی۔ قابیل کی نیاز نامنظور ہوئی اور نامنظور ہونے کے قابل بھی تھی۔ اور ہابیل کی نیاز قبول ہوئی۔ اس وقت کے دستور کے مطابق آسمان سے آگ آکر قابیل کی نیاز کو جلا گئی۔ قابیل نے غصّہ میں آکر مارے حسد کے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا اور اس کی لاش کو لادے لادے پھرا، کیونکہ وہ پہلی موت تھی جو زمین پر واقع ہوئی۔ آخر کو اس نے کوّے سے دفن کرنا سیکھا اور اس کو اپنی حالت پر رنج ہوا۔

[2] حضرت آدم علیہ السّلام اور بی بی حوّا کو اللّٰہ تعالٰی نے جنّت میں رکھا اور کہہ دیا کھاؤ اور پیو، مگر دونوں اس گندم کے درخت کے پاس نہ آنا۔ مگر شیطان نے ان دونوں کو بہکا کر گندم کا دانہ کھلوا دیا اور اس کے کھانے سے جنّت کا لباس اُن کے بدن سے جُدا ہو گیا اور اللّٰہ تعالٰی نے انہیں جنّت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

حُبُّ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ لَا یَسْعَانِ فِیْ قَلْبٍ وَاحِدٍ کَالْمَآءِ وَالنَّارِ فِیْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ[1]

بیت

برزبان اللہ و در دل گاؤ خر ۔۔۔ این چنین تسبیح کی دارد اثر[2]

فقیر آنست کہ ہر دو چشم پوشد واز ہژدہ ہزار عالم تماشای ہر دو جہان بیند۔

قولہ تعالیٰ:

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[3]

حدیث

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ[4]

فرمود پیغمبر علیہ السلام۔

خدای تعالیٰ پناہ دہد از آن فقر کہ سرنگون پیش اہل دنیا باشد بہر دنیا و یا آنکہ فقری زر سیم درم دینار بسیار دارد و بر آن استغنا کند ہمچو فرعون و بخل کند ہمچو قارون و فخر

[1] الحدیث

[2] مثنوی مولانای روم۔

[3] سورہ نجم ۵۳۰ : ۱۷

[4] عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"ایک دل میں دین و دنیا کی محبت یعنی دونوں کی محبت نہیں آسکتی۔ جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہوسکتے"۔

بیت

زبان پر اللہ کا نام جاری ہے اور دل میں مکر و فریب بھرا ہوا ہے، ایسی تسبیح کا کیا اثر ہوسکتا ہے"۔

فقیر وہ ہے جو اپنی دونوں آنکھیں دونوں جہانوں سے بند کرلے اور اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا دیکھے۔ یعنی وہ دونوں جہانوں سے منہ موڑ کر اپنی توجہ محض الی اللہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے (رسول اکرم کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا ہے: "نہ بہکی نظر آپؐ کی اور نہ بڑھی حد سے"۔ یعنی آپؐ نے معراج کے وقت خداوند تعالیٰ کی بڑی نشانیاں دیکھیں، مگر باوجود اس کے آپ کو کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے آپ کو غافل کرسکتی۔ اسی طرح فقیر کامل اگرچہ تمام عالم کی سیر کرتا ہے، مگر ذکر بھی ہر وقت جاری رکھتا ہے۔

حدیث

(ایسے فقر سے جو دنیا کا محتاج بنا دے اور اس سے توجہ الی اللہ مطلق نہ ہو۔ اس فقر سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے)، اور فرمایا ہے: اے پروردگار! ہم دنیا دار فقر سے پناہ مانگتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس فقر سے پناہ دے کہ وہ دنیا کی خاطر اہل دنیا کے سامنے محتاج و سرنگوں ہو جائے اور یا اس فقیر (اہل دنیا) سے جو زر و سیم و دینار بہت رکھتا ہو، اور فرعون کی مانند اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے خبر ہو، اور

[1] مولانا جلال الدین رومیؒ نے کیا خوب کہا ہے:

ہم خدا خواہی و ہم دنیای دون ۔۔۔ این خیال است و محال است و جنون

(یعنی تو خدا بھی چاہتا ہے اور اس کمینی دنیا کو بھی۔ یہ ناممکن ہے۔ بلکہ یہ تیرا خیال جنون ہے)

کند ہمچون نمرود و دنیا را عزت دہد ہمچون شداد ۔

قولہٗ تعالیٰ :

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ[1]

بشنو! ترا خدای تعالیٰ شرف دادہ است ۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ ؕ[2]

و از برای عبادت خود آفریدہ است ۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ؕ[3]

اَىْ لِيَعْرِفُوْنَ ؕ

پس عابد و عارف آنست کہ خود را تا باین عبادت رساند ۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ؕ[4]

---

[1] سورہ مائدہ ، ۵ : ۵۴

[2] سورہ بنی اسرائیل ، ۱۵ : ۷۰

[3] سورہ الذٰریٰت ، ۵۱ : ۵۶

[4] سورہ الحجر ، ۱۵ : ۹۹

قارون کی طرح بخل اور نمرود کی طرح غرور کرے اور شداد کی طرح دنیا کو زینت دے ۔ (پناہ مانگتے ہیں (حالانکہ یہ مال و دولت اور عزت خداوند کریم نے اسے عطا فرمائی تھی۔ پس چاہیے تھا کہ اس کی عبادت اور اس کی شکر گزاری کرتا ۔ اللہ تعالیٰ ایسے مالدار دنیا دار فقیروں سے پناہ دے اور دنیائے دوں کی ذلت و خواری سے بچائے ۔)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

(اے ایمان والو! تم سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا، تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا کہ جو اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے اور اللہ ان سے محبت کرنے والا)" وہ مؤمنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہونگے ، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے ۔)

(اے انسان) سن ، تجھ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا کی ہے ۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

" ہم نے بنی آدم کو تمام مخلوقات پر عزت اور بزرگی دی ہے"۔ (مگر نہ اس لیے کہ وہ اپنے خالق کو بھول جائے) اور اس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

" اور نہیں ہم نے جن و انسان کو پیدا کیا ، مگر اپنی معرفت کے لیے تاکہ وہ میری عبادت کریں"۔ اور میری ذات کو پہچانیں ۔

پس عابد اور عارف وہ ہے جو اپنے آپ کو اس (انتہا) عبادت پر پہنچائے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

" اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ"۔

(یعنی انسان کو چاہیے کہ اس قدر خدا کی عبادت میں استغراق حاصل کرے کہ اس کو عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور اس مرتبہ پر اگر انسان پر عبادت فرض نہیں رہتی ۔ چونکہ اس کو شکر حاصل ہو جاتا ہے اور سکر میں عبادت فرض نہیں رہتی ، بلکہ بعد از شعور اس پر شکریہ کے طور پر عبادت کرنی لازم ہو جاتی ہے ، اگر وہ ہمیشہ سکر و بے تابی میں رہے ، تو عبادت اس پر مسقط ہے ۔)

قول حضرت (غوث) شاہ محی الدینؒ :

وَمَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ بَعْدَ الْحُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ کَفَرَ وَ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ تَعَالٰی [1]

بشنو! کسیکہ از مراتب عبودیت بگذرد و بمقام ربوبیت فنا فی اللہ شود و صاحب مشاہدہ شود۔ آں را بعبادت چہ کار ؟

قول حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ :-

مَا نَظَرْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ

حدیث قدسی

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فَلْیَظُنَّ بِیْ مَا یَشَآءُ [2]

یعنی من نزدیک گمان بندۂ خود ہستم کہ بامن گمان میدارد۔ پس ای پیغمبرؐ ما! بندۂ (ما) را کہ گمان دارد بامن چنانکہ خواہد او چون عین بعین ذات خود معائنہ کند عین یابد۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ [3]

اما درین راہ اہل انسان باید کہ بہ بیند و چشم بکشاید نہ حیوان۔

حدیث قدسی

خُلِقَتِ الْحِمَارُ بِصُوْرَتِ الْبَشَرِ [4]

کسیکہ معرفت ندارد، اگرچہ ہزار کتاب بخواند و سلک سلوک تصوف نداند۔

[1] ملفوظات رسالہ غوثیہ، ص ۶۵ [2] نقل از اربعین نووی۔

[3] سورہ الذّٰریٰت، ۵۱ : ۲۱ [4] حدیث قدسی

حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے: "جو شخص وصال حقیقی حاصل ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کرے، پس بے شک اس نے اپنے مالک حقیقی کے ساتھ کفر کیا اور شرک کیا۔"

(اے طالب مولیٰ!) سُن: جو شخص کہ عبودیت کے مراتب سے گزر جاتا ہے اور ربوبیت فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور صاحب مشاہدہ ہوجاتا ہے۔ اُس کو عبادت سے کیا سروکار؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا ہے :

"میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ خداوند تعالیٰ کا جلال اس میں دیکھا۔"

حضرت رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے :

حدیث قدسی

"میں اپنے بندے کے گمان سے بھی زیادہ نزدیک ہوں پس جو اس کا جی چاہے میرے ساتھ گمان رکھے۔"

یعنی میں اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ پس اے میرے پیغمبرؐ!

میرا بندہ میرے ساتھ جو گمان رکھتا ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے جب وہ اپنے دل کا پورا معائنہ کرلیتا ہے، تو وہ خود ہی (وہی) عین بعین پا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"وہ تمہارے جی میں ہے، پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے؟"

پس انسان کو چاہیے کہ وہ اس راستہ میں بصارت کو کشادہ کرے اور غور سے دیکھے، وہ حیوان نہیں ہے۔

حدیث قدسی

"وہ شخص جو معرفت خداوندی نہیں رکھتا، وہ انسانی شکل میں جانور ہے۔
اگرچہ اُس نے ہزاروں کتابیں کیوں نہ پڑھی ہوں، مگر وہ ابھی سلک و سلوک

زبان زندہ و دل مردہ حامل علم مرکب بار بردہ۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ [1]

بیت

ہر کہ جان خود را فروخت اسم اللہ را خرید ہر کہ اسم اللہ خرید بعین العیان دید [2]

حدیث قدسی

تَفَكَّرُوْا فِيْ آيَاتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ [2]

بیت

او شہرگ نزد چرا گویند دور تو از وبس دور تر او باحضور

قولہٗ تعالیٰ:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ [3]

اللہ تعالیٰ با تو ہمراہ و تو کور چشم از و گمراہ۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى [4]

---

[1] سورہ ق، ۵۰ : ۱۶

[2] نقل از عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ

[3] سورہ الحدید: ۵۷ : ۴

[4] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷ : ۷۲

سے ناواقف اور تصوف سے بے خبر ہے۔ اس کی زبان زندہ اور دل مردہ ہے۔ ایسا صاحب علم تو مثل جانور بار بردار ہے۔ (باوجودیکہ خدا تعالیٰ گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے، لیکن وہ معرفت خداوندی سے محروم و غافل رہا)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور ہم اپنے بندے سے اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں"۔

بیت

جس نے اپنی جان کو فروخت کر کے اسم اللہ خریدا اور جس شخص نے اسم اللہ خریدا، تو گویا اس نے عین بعین مشاہدہ کر لیا۔ (یعنی اس پر تجلیات انوار جلوہ گر ہونے لگیں)

حدیث قدسی

"اس کی نشانیوں پر غور کرو اور اس کی ذات میں غور نہ کرو"۔

بیت

اللہ تعالیٰ گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں، پھر دور کیوں کر کہتے ہیں۔ تو اس (ذات) سے بہت دور تر ہے وہ تو تیرے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو"۔

اللہ تعالیٰ تیرے ہمراہ ہے اور تو کور چشم اس سے گمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور جو شخص اس جہان میں اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا ہی رہے گا"[1]۔

---

[1] اندھا رہنے سے راہ حق نہ پانا مراد ہے اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ جس کی آنکھیں دنیا میں دیدار الٰہی سے محروم ہیں، قیامت میں کس طرح اسے دیکھ سکیں گی اور صوفی صافی اسکا یہی مطلب لیتا ہے کہ — ہر کہ اینجا نہ دید محروم است در قیامت از لذت دیدار۔
جو شخص دنیا میں تجلیات ذات کے دیکھنے سے محروم ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت سے محروم رہیگا۔

اگرچہ مردم علم بہر دنیا خوانده اند و در روز معاش آشنائی بادشاه مانده اند۔

قولہٗ تعالیٰ :

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِىٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ [1]

علم آنست کہ در سینہ بود نہ در سینہ کہ از و پیدا شود حسد و کینہ۔ [2]

بشنو ای اہل حق شناس! پیوستہ با خدا باش و ہر چہ از غیر ماسوی اللہ از لوح دل بتراش کہ بجز ذات حق دیگر نماند۔

قولہٗ تعالیٰ :

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ [3]

رُخ نماید۔

بیت

او مرا داند بہ بیند خوب تر　　راز وحدت را چہ داند گاؤ خر [4]

چون اسم اللہ بر دل صاحب راز منقش گردد و تجلی اسم اللہ بر دل غالب آید و قلب سوزان گردد، مقام وحشت پیدا شود و نفس مغلوب گردد یُمِیْتُ النَّفْسَ وَیُحْیِ الْقَلْبَ ط

---

[1] سورۃ الانشراح ، ۹۴ : ۳

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۲۱

[3] سورہ الرحمٰن ، ۵۵ : ۲۶ - ۲۷

[4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۲۱ ؛ او مرا داند مرا بیند بما او خوش نظر　حق وحدت را چہ داند گاؤ خر

اگرچہ لوگ علم حصولِ دنیا کے لیے سیکھتے ہیں اور روزی معاش کی خاطر بادشاہوں کے آشنا اور مددگار بن جاتے ہیں۔ (وہ علم زبان تک ہی رہتا ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"کیا ہم نے آپؐ کا سینہ نہیں کھولا [1] ؟ اور آپؐ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار لیا جس نے آپؐ کی پیٹھ دوہری کر دی تھی"۔

علم وہ ہے جو سینہ میں ہو (یعنی علم وہ حاصل کرنا چاہیے جس سے ہمیشہ سینہ منوّر رہے) وہ علم سینہ میں نہ ہونا چاہیے جس سے حسد و کینہ پیدا ہو۔

"اے حق شناس! (غور سے) سن! ہمیشہ خدا کے ساتھ رہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف لَو لگائے رکھ) اور بجز ذاتِ الٰہی کے جو کچھ ہے، لوحِ دل سے مٹا دے، تاکہ ذاتِ حق کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔

جیسا کہ قرآن مجید سے ظاہر ہوتا ہے : اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

"تمام کائنات کے لیے فنا ہے۔ صرف تیرے رب کی ذات باقی رہے گی، جو عظمت والا اور بزرگی والا ہے"۔ کا جلوہ نظر آئیگا۔

بیت

وہ (انسان) مجھے (ذاتِ الٰہی) کو جانتا ہے۔ میں اسے بھلا لگتا ہوں۔ جاہل شخص رازِ وحدت کو کیسے جان سکتا ہے؟

جب اسم اللہ صاحبِ راز کے دل پر منقش ہو جاتا ہے اور اسم اللہ کا جلوہ اس کے دل پر غالب آجاتا ہے، اور اس کے دل میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے، تو مقامِ وحشت پیدا ہوتا ہے اور نفس مغلوب ہو جاتا ہے، یعنی نفس مردہ اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔

---

[1] اے ہمارے پیغمبرؐ! کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا تعالیٰ نے امّی کہا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ لکھے پڑھے نہ تھے چنانچہ جب پہلی دفعہ جبرائیلؑ وحی لیکر آئے اور انہوں نے آنحضرتؐ سے کہا، پڑھو۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، تو حضرت جبرائیلؑ نے تین دفعہ آپکے سینے کو دبوچا۔ تو آپ جو کچھ لائے تھے، پڑھنے لگے۔ شرح صدری سے یہی مراد ہے۔

قول حضرت شاہ محی الدینؒ :

اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِاللّٰہِ ط

بیت

ہابُّوؒ [1] اسم اللہ شد ہویدا بر جبین　　برزخ فی اللہ برد حق الیقین

حدیث

اَلدُّنْیَا لَکُمْ وَالْعُقْبٰی لَکُمْ وَالْمَوْلٰی لِیْ ط [2]

پیغمبر علیہ السلام فرمود دُنیا باشد شما و عقبیٰ باشد شما۔ مرا مولیٰ بس است ۔

حدیث

وَمَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا فَلَهُ الدُّنْیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَلَهُ الْعُقْبٰی وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ ط [3]

حدیث قدسی

دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالِ ط [4]

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۲۲

[2] نقل از مرغوب تبریزیؒ

[3] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ ۔

[4] ایضاً ۔

غوث الاعظم حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے :

"اللہ تعالیٰ سے انسیت (محبت) اور ماسوی اللہ سے وحشت اور نفرت پیدا ہوتی ہے "

بیت

اے باہوؒ! اسم اللہ میری پیشانی پر ظاہر ہو گیا ہے۔ اور برزخ [1] اسم اللہ سے مجھے حق الیقین تک لے گیا ۔

حدیث

"دنیا بھی تمہارے لیے اور عقبیٰ بھی تمہارے واسطے ہے۔ مجھے مولیٰ بس ہے "

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا :

"دنیا تمہارے لیے اور عقبیٰ بھی تمہارے لیے۔ مجھے میرا مولیٰ کافی ہے "

حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"اور جس شخص نے دنیا کا ارادہ کیا، اس کے لیے دُنیا ہے اور جس نے عقبیٰ کا ارادہ کیا، اس کے لیے عقبیٰ ہے اور جس نے مولیٰ کا ارادہ کیا، اس کے لیے سب کچھ ہے "

حدیث قدسی

"اپنے نفس کو ترک کر دے اور اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لے "

---

[1] دو چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہوتی ہے۔ اُسے برزخ کہتے ہیں اور طالب کے لیے اسم مسمیٰ کا حائل ہونا ہے اس لیے اسم اللہ کو برزخ کہتے ہیں ۔

بیت

از دل بدر کنم غم دنیا و آخــرت ‌‌ یا خانه ای جای رخت بود یا خیال دوست[1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَلْعِشْقُ نَارٌ اِذَا دَخَلَ فِي الْقَلْبِ الْمُحِبِّ تُحْرِقُ مَاسِوَى الْمَحْبُوْبِ[2]

همه اوست در مغز و پوست. پس عارف باللہ را ہرچہ از زبان برآید اسم اللہ برآید[3] و ہر طرف کہ بیند اسم اللہ بیند۔

قولہٗ تعالیٰ :

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ[4]

و ہرچہ بشنود، اسم اللہ بشنود۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ

دریں مقام عاشق را از فقر فخر حاصل شود۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَالْفَقْرُ مِنِّيْ وَاَنَا فْتَخِرُ بِهٖ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ[5]

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ[6]

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی۔ ص ۲۲ : جمال۔ [2] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔
[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی۔ ص ۲۳۔ [4] سورہ البقرہ ۲ : ۱۱۵
[5] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ۔ [6] ایضاً۔

بیت

(حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل سے غم دنیا و آخرت نکال ڈالا ہے، کیونکہ ایک گھر یا تو اسباب کی جگہ ہوتی ہے یا جمال دوست کی۔

(یعنی جس طرح مکان یا مال و اسباب کی جگہ آرائش دار کمرہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح دل کا حال ہے۔ اگر اس میں دنیا و آخرت کا غم ہے تو وہ اسباب کی جگہ ہے۔ اور اگر اس میں غم مولیٰ ہے اور اللہ کا خیال سمایا ہوا ہے تو وہ آرائش کی جگہ ہے)۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا :

"عشق وہ آگ ہے کہ جب وہ محبت کے قلب میں داخل ہوتی ہے"
تو وہ ماسوائے المحبوب کو خاک کر دیتی ہے"

(اور اس کے ساتھ) ہمہ اوست و مغز و پوست والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ پس عارف باللہ کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے، اسم اللہ ہی نکلتا ہے، اور جس طرف وہ دیکھتا ہے، اس کو وہی اسم اللہ ہی نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"سو جس طرف تم منہ کرو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے"

اور جو کچھ وہ سنتا ہے، اسم اللہ ہی سنتا ہے۔ اور وہ (اللہ) تمام اشیا کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔

اس مقام پر (فقیر کو) فقر سے فخر حاصل ہوتا ہے۔

سرور کائنات اور فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اور میں اپنے فقر کی وجہ سے تمام انبیاء اور رسولوں کے اعمال پر فخر کروں گا"

حدیث

دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے: "فقراء سے دوستی رکھنا انبیاء اور رسولوں کے اخلاق سے ہے اور ان سے بغض رکھنا فرعون کی خصلتوں سے ہے"

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ؛

مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَقِیْرٍ وَّیَسْمَعُ کَلَامَہٗ یُحْشِرُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ؎۱

حدیث قدسی

اَنَا جَلِیْسُ مَعَ مَنْ ذَکَرَنِیْ ؎۲

یک مسئلۂ فقہ آموختن از عبادت ثواب یکسالہ بہتر است و یکدم باخدای تعالیٰ عزّ وجلّ مشغول بودن بذکر اللہ تعالیٰ از ہزار مسئلۂ فقہ ثواب افضل تر است، چراکہ خواندن فقہ بنا راسلام وتلاوت قرآن عبادت ظاہری تمام وقت قضا باز بدست آید، لیکن دم قضا باز نیاید۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ؛

مَنْ لَّمْ یُؤَدِّ فَرْضَ الدَّآئِمِ لَمْ یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ فَرْضَ الْوَقْتِ ؎۳

فرمود پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسلام ہر کسی کہ ادا نکند فرض دائمی را خدای تعالیٰ قبول نکند فرض وقتی او۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ؛

اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَۃٌ کُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھُوَ مَیِّتٌ ؎۴

ابیات

نگہدار دم را کہ عالم دمی است — دمی پیش دانا بہ از عالمی است

؎۱ زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ۔ ؎۲ ایضاً۔
؎۳ الحدیث ؎۴ الحدیث

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے ؛

"جو شخص کسی فقیر کو دیکھے، اس کی بات سُنے۔ خدا اس کا حشر انبیاء اور رسولوں کے ساتھ کرے گا۔"

حدیث قدسی

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ؛

"میں (اللہ تعالیٰ) اسکا ہم جلیس ہوتا ہوں، جو میرا ذکر کرے۔"

فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت کے ثواب سے بہتر ہے اور ایک گھڑی خدائے بزرگ و برتر کا ذکر کرنا اور اس میں مشغول ہونا ہزار مسئلۂ فقہ کے سیکھنے سے زیادہ افضل ثواب ہے، کیونکہ فقہ کا پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید کرنا بنار اسلام کی ظاہری عبادت ہے، جس کی قضا بھی ممکن ہے، لیکن سانس کی قضا ناممکن ہے۔ (اس لیے کہ سانس واپس نہیں آتی اور سانس محدود وجیر ہے)۔

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے ؛

"جو شخص فرض دائمی کو ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اسکے فرض وقتی کو قبول نہیں کرتا۔"

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ؛

"جو شخص فرض دائمی کو ادا نہ کرے، خداوند تعالیٰ اس کے فرض وقتی کو قبول نہیں کرتا۔"

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ؛

"انسانی سانسیں گنتی کی ہوتی ہیں۔ اور جو سانس بدون ذکر اللہ کے نکلے وہ مُردہ ہے۔"

(لہٰذا اس دنیا میں ایک دم بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ اس فانی دنیا کے پیچھے اپنی عمر عزیز برباد نہ کرے اور اس میں ہوشیار رہے)۔

بیت

(اے طالب مولیٰ!) دیکھ اپنی سانس کی حفاظت کر۔ یہ سارا جہان گویا ایک سانس ہے۔ اور ایک سانس دانا اور ہوشیار کے نزدیک تمام جہان سے بہتر ہے۔

مکن عمر ضائع بافسوس و حیف   کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

چونکہ وقت جان کندن رفیق دم بتوفیق الٰہی بجز طلب اللہ دیگر گمراہی۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

ذِكْرُ الْخَيْرِ ذِكْرُ اللهِ طَلَبُ الْخَيْرِ طَلَبُ اللهِ [1]

قولہٗ تعالیٰ :

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا [2]

حدیث قدسی

مَنْ طَلَبَنِيْ وَجَدَنِيْ وَمَنْ وَجَدَنِيْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ عَرَفَنِيْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ عَشَقَنِيْ وَمَنْ عَشَقَنِيْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ عَلَيَّ دِيَتُهٗ فَاَنَا دِيَتُهٗ [3]

خدای تعالیٰ جل شانہٗ میفرماید ہر کہ طلب کند مرا می یابد مرا و ہر کہ بیابد مرا بشناسد مرا و ہر کہ بشناسد مرا دوست گیرد مرا و ہر کہ دوست گیرد مرا عاشق من شود و ہر کہ عاشق من شود من او را می کشم و ہر کہ من او را بکشم پس دیت او بر من لازم آید۔ پس دیت او منم کہ من او را باشم۔

---

[1] الحدیث

[2] سورہ الکہف، ۱۸ : ۲۸

[3] نقل از فوائد المرغوب تبریزیؒ۔

دنیا کے رنج و حسرت میں اپنی عمر ضائع نہ کر، کیونکہ فرصت نہایت عزیز چیز ہے، مگر وقت کی تلوار (اس کو) کاٹ رہی ہے۔

وائے عزیز جان! پھر جب کہ موت سر پر ہے اور توفیق الٰہی سے (اس وقت) فرصت بھی ہے، تو پھر سوائے طلب ذکر اللہ کے ضلالت و گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؛

حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے:

"ذکر الخیر ذکر اللہ ہے۔ جسے بھلائی کی طلب ہے (گویا) اسے اللہ تعالیٰ کی طلب ہے! (ماسوائے اس کے گمراہی ہے)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہے اور جو اپنی خواہشات پر چلتا ہے اور وہ اس کام میں حد سے گزر گیا۔"

حدیث قدسی

"جو مجھے طلب کرتا ہے، وہ مجھے پا لیتا ہے اور جس نے مجھے پالیا، اس نے میری معرفت حاصل کر لی۔ اور جس نے میری معرفت حاصل کی، اس نے مجھے دوست رکھا، اور جس نے مجھے دوست رکھا، وہ میرے عشق میں مستغرق و محو ہوا، اور جو میرے عشق میں محو و مستغرق ہوا، گویا میں نے اسے قتل کیا اور جس کو میں نے قتل کیا، لہٰذا اس کی دیت مجھ پر ہے اور میں ہی اس کی دیت ہوں۔"

خدای تعالیٰ بزرگ و برتر فرماتا ہے:

"جو کوئی مجھے طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے اور جو کوئی مجھے پالیتا ہے، وہ مجھے پہچان لیتا ہے اور جو کوئی مجھے پہچان لیتا ہے، مجھے دوست بنا لیتا ہے اور جو کوئی مجھے دوست بنا لیتا ہے، وہ میرا عاشق ہو جاتا ہے اور جو کوئی میرا عاشق ہو جاتا ہے، میں اس کو قتل کر دیتا ہوں، اور جس کو میں قتل کر دیتا ہوں، پس اس کی دیت مجھ پر لازم آتی ہے، پس اس کی دیت میں ہوں کہ میں اس کا ہو جاؤں۔"

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ نَقَدَہٗ وَجَدَ[1] ط

حدیث قدسی

اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَۃٌ وَّمُضْغَۃٌ فِیْ فُوَادٍ وَّفُوَادٌ فِیْ قَلْبٍ وَّقَلْبٌ فِیْ رُوْحٍ وَّرُوْحٌ فِیْ سِرٍّ وَّسِرٌّ فِیْ خَفِیٍّ وَّخَفِیٌّ فِیْ اَنَاءٍ[2] ط

چون فقیر فنا فی اللہ درین مقام برسد در اَنَا در آید و سکر غالب شود و نور توحید انوار سہ قسم است۔ یک قسم بر جبین، دوم قسم در چشم، سوم قسم در دل۔ اگر سہ قسم عبادت بروارد در معرفت بماند و اگر نہ سلب شود۔ جبین بر سجدہ و نظر بر شریعت و تصدیق دل در متابعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و در اَنَا نیز دو قسم سلک مسلک می شود۔ یک قسم قُمْ بِاِذْنِ اللہِ۔ دوم قسم قُمْ بِاِذْنِیْ[3] چنانچہ بایزید گفت :

سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ و منصورؒ گفت : اَنَا الْحَقُّ۔ اَنَا سر لیست ہر کہ سر فاش کند سر سر ابگیرد۔ چون پیغمبر صاحب صلوات اللہ علیہ درین مقام رسیدند فرمودند :-

سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ[4]

[1] الحدیث

[2] کتاب المرغوب تبریزیؒ۔

[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۲۷ ؛ چنانکہ

[4] سعدی شیرازی

حضور اکرمؐ نے فرمایا :

" جو شخص جس چیز کے لیے جدوجہد کرتا ہے، پس وہ اسے پالیتا ہے۔"

حدیث قدسی

" تحقیق انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے اور وہ ٹکڑا فواد میں ہے اور وہ فواد قلب میں ہے اور وہ قلب روح میں ہے اور روح سِرّ میں ہے اور سِرّ خفی میں ہے اور خفی اَنَا میں ہے۔" (اس حدیث میں قلب کے مقامات ذکر بیان کیے گئے ہیں)۔

جب فقیر فنا فی اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے، تو وہ اَنَا میں آجاتا ہے اور سُکر اس پر غالب ہو جاتا ہے اور نورِ توحید تین مقامات پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اوّل پیشانی، دوم چشم، سوم قلب۔ اگر ان تینوں مقام سے عبادت ظاہر ہوتی ہے، تو فقیر صاحبِ معرفت ہوتا ہے، وگرنہ نور سلب ہو جاتا ہے۔ (لہٰذا طالب مولیٰ کو چاہیے کہ) پیشانی کو سجدے (عبادت) پر قائم رکھے اور نظر شریعت پر رکھے اور تصدیق دل سے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قائم رہے (تب جاکر یہ تینوں مقام حاصل ہوں گے)، اور مقام اَنَا کے بھی دو قسم ہیں۔ ایک تو قُمْ بِاِذْنِ اللہِ (اللہ کے حکم سے اٹھ جا)، اور دوسرا قُمْ بِاِذْنِیْ (میرے حکم سے اُٹھ) جیسا کہ بایزید بسطامیؒ (بحالت سُکر "میں پاک ہوں اور میری شان بہت بلند ہے" کہتے تھے اور منصور بن حلاج[1] اَنَا الْحَقُّ (میں خدا ہوں) کہتے تھے۔ اَنَا ایک سِرّ (پوشیدہ) ہے اور جو سِرّ (بھید) کو فاش کرتا ہے تو سِرّ اس کے سَر (ذہن) کو پکڑ لیتا ہے (یعنی ذہنی توازن کھو کر مجذوب ہو جاتا ہے)، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا :

" پاک ہے تیری ذات ہم سے تیری معرفت کا حق کبھی ادا نہیں ہُوا اور نہ ہی تیرا حق بندگی اور تیری عبادت کا حق ادا ہُوا ہے۔"

[1] حلاج عربی میں دھنیے کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ایک دھنیے کی دکان پر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے انہوں نے اپنے کام کے لیے بھیجنا چاہا۔ اس نے انکار کیا کہ مجھے فرصت نہیں۔ انہوں نے کہا جا تیرا کام کرتا ہوں۔ وہ چلا گیا اور جب واپس آیا تو دیکھا کہ تمام روئی اسکی دھنی پڑی ہے۔ اس روز سے یہ حلاج مشہور ہوئے۔

پس معلوم شد کہ (این)[1] مقام خام است بیشتر باید رفت مقام لَاتَخَفْ۔
قولہ تعالیٰ: اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ[2]۔

دانا وآگاہ باش کہ این فقر فخر محمدیست صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔

قولہٗ تعالیٰ:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ[3]۔

تُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ مرتبہ حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ و قُمْ بِاِذْنِیْ مرتبہ امت حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام را توحید بر زبان است وامت محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم را تمام توحید از سر تا قدم توحید از دل وجان است نہ خدا و نہ از خدا جدا، چنانکہ آتش واخگر چنانکہ طعام ونمک ع۔
ہرچہ در نمک افتد ہمہ نمک گردد۔

چنانکہ آب وشیر ہمچنان است در وحدت فقر۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَایَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَانَبِیٌّ مُّرْسَلٌ[4]۔

قولہٗ تعالیٰ:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ[5]۔

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۷ [2] سورہ یونس، ۱۰ : ۶۲
[3] آل عمران، ۳ : ۱۱۰ [4] بحر الاسرار، ص ۶۰
[5] سورہ الفتح، ۴۸ : ۱-۲

پس معلوم ہوا کہ یہ مقام (و مرتبہ) خام ہے۔ اس سے آگے بڑھنا چاہیے پس مقام لَاتَخَفْ پر پہنچنا چاہیے، جس کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے: ارشاد خداوندی ہے:
"بیشک اولیاء اللہ پر نہ کچھ رنج وخوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے۔"
(طالب مولیٰ کو) جاننا اور آگاہ ہونا چاہیے کہ یہ فقر فخر محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
"تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں کیلئے نکالی گئیں۔"
حضرت عیسیٰؑ کو بِاِذْنِ اللّٰہِ (اللہ کے حکم سے اُٹھ جا) کا مرتبہ حاصل تھا اور قُمْ بِاِذْنِیْ (میرے حکم سے اُٹھ) کا مرتبہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمت کو حاصل ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توحید صرف لسانی تھی (جس پر وہ تبلیغ توحید کیا کرتے تھے) اور امت محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سر سے قدم تک پوری کی پوری توحید میں غرق ہے (جس کے ذریعے سے) وہ تبلیغ توحید دل وجان سے عوام الناس کو کرتے ہیں (اور ظاہری وباطنی فیض لوگوں کو پہنچاتے ہیں)۔ (اور اس کا حال یہ ہے) کہ وہ نہ خدا ہیں اور نہ ہی خدا سے جُدا ہیں۔ جیسے آگ اور چنگاری اور جیسے نمک اور طعام (آپس میں مخلوط ہیں)
ع۔ جو کچھ نمک کی کان میں پڑا، وہ نمک کی تاثیر سے نمک ہی بن جاتا ہے۔
اور جیسے کہ پانی اور دُودھ کا حال ہے ویسا ہی حال وحدت اللہ اور فقر کا ہے۔ اور جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے:
"مجھے خدای تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اس وقت نہ مجھے کسی فرشتہ کا خیال ہو سکتا ہے اور نہ کسی نبی مرسل کا دھیان آسکتا ہے۔"
اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
"اے پیغمبرؐ! بیشک ہم نے آپؐ کو کھلی فتح عطا فرمائی تاکہ اللہ آپؐ کی اگلی اور پچھلی کمی پوری کردے۔"[1]

---

[1] قرآن مجید مع تفسیر رفاعی سید محمد رفاعی عرب، اردو بازار لاہور، سن اشاعت مذکور نہیں۔ ص ۹۱۳۔ اس آیت میں فتح ظاہری اور فتح باطنی دونوں مراد ہیں، کیونکہ انبیاءؑ کا ظاہر وباطن ایک ہوتا ہے اور چونکہ فتح مکہ سے پہلے یہ آیت اتری ہے، اس لیے فتح مکہ کا اس میں خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے۔

چون پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام درین مقام رسیدند، تعبد شکرانہ بسیار کشیدند۔ پس دیگری چہ باشد؟

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

أَفَلَا أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا ط[1]

حدیث

كُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِلظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ ط[2]

بیت

علم را آموز اول بعدہٗ اینجا بیا　　　جاہلان را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا[3]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

مَنْ تَزَهَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَقَدْ جُنَّ فِي آخِرِ عُمْرِهٖ أَوْ مَاتَ كَافِرًا ط[4]

بیت

علم حق نوراست روشن مثل او انوار نیست　　　علم باید باعمل بی عمل جز خر بار نیست

قولہٗ تعالیٰ:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهٗ ط وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهٗ ط[5]

---

[1] الحدیث [2] الحدیث [3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی، ص ۲۹ : آخر
[4] نقل از تفسیر مترجم نور کمل۔ [5] سورہ زلزال، ۹۹ : ۷ - ۸

جب پیغمبر علیہ السلام اس مقام پر پہنچے تو آپ نے بطور شکریہ (پہلے سے) بہت زیادہ عبادت[1] کرنا شروع کر دی۔ جب آپ کا یہ حال تھا تو کسی اور کا کیا ذکر ہے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا:

"کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

حدیث

"جو باطن ظاہر کے خلاف ہو، وہ باطل ہے۔"

بیت

پہلے علم حاصل کر، اس کے بعد اس (درگاہ) پر آ، کیونکہ درگاہ الٰہی میں جاہلوں کی گزر نہیں۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"بغیر علم کے زاہد کو شیطان آخری عمر میں پاگل بنا دیتا ہے۔ یا اسکی موت کفر پر کر دیتا ہے۔"

بیت

علم حق ایک چمکتا ہوا نور ہے، جس کی مانند کوئی نور نہیں۔ علم باعمل چاہیے، کیونکہ جو علم گدھے پر لدا ہوا ہوتا ہے، وہ علم بار آور نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"پس جو ایک رائی کے برابر نیک عمل کرے گا، تو اسی کے مطابق اس کا اچھا صلہ پائے گا، اور جو کوئی ایک رائی کے برابر برائی کرے گا، وہ اس کے مطابق ہی برا صلہ پائے گا۔"

---

[1] اور اب آپ کا یہ حال ہو گیا کہ قیام لیل سے آپ کے قدم مبارک سوج جاتے اور صحابہ کرامؓ یہ حال دیکھ کر عرض کرتے کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، آپکو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے معافی دے دی ہے تو آپ نے فرمایا: أَفَلَا أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا ط (تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟)

بیت

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر — کی بود بی شیر مسکہ کی بود بی پیر پیر [1]

علم آنست کہ بمعلوم برسد با خبر والا نہ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ [2]

بیت

علمی کہ رہ بدوست بردو در کتاب نیست — اینہا کہ خواندہ ایم ہمہ در حساب نیست [3]

گر دل عنان صحبت جانان گرفت یافت — عمری کہ پای رحلت اودر رکاب نیست

قولہ تعالیٰ:

کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا [4]

بیت

ز اہل مدرسہ اسرار معرفت مطلب — کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد

این حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در باب فقر است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

یَا اَبَا ذَرِّ غِفَارِیِ تَمْشِیْ وَحْدَكَ فَاَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی فِی السَّمَآءِ فَرْدٌ

---

۱ مثنوی معنوی مولویؒ — ۲ حدیث قدسی

۳ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۰ ؛ من نخواندم — ۴ سورہ الجمعہ، ۶۲ : ۵

(پس جبکہ یہ امر صادق ہے تو معلوم ہوا کہ علم بدون عمل وبال جان ہے، تو چاہیے کہ علم و عمل سے اپنا ظاہر و باطن درست رکھے، کیونکہ علم ظاہر علم باطن کا نمونہ ہوتا ہے)

بیت

علم باطن کی مثال مکھن کی ہے اور علم ظاہر کی مثال دودھ کی ہے۔ مکھن دودھ کے بغیر کیسے ہو سکتا ہے اور پیر کے بغیر پیر کیسے ہو سکتا ہے؟

علم وہی ہے جو منزل مقصود تک پہنچا دے ورنہ وہ حجاب ہے۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

"علم بھی اللہ تعالیٰ کے حجابوں میں سے ایک بڑا حجاب ہے۔"

بیت

جو علم دوست تک پہنچاتا ہے وہ کتابوں میں درج نہیں ہے۔ جو کچھ ہم نے لکھا پڑھا ہے۔ (یا جو کچھ ہم لکھتے پڑھتے ہیں) وہ (بدون عمل) کسی شمار میں نہیں ہے۔

اگر دل نے محبوب کی صحبت کے لگام کو پکڑ لیا، تو اس نے اس عمر (بقا) کو پا لیا، جس کی رحلت کا پاؤں رکاب میں نہیں۔ (یعنی وہ رحلت نہیں کرتا، بلکہ زندۂ جاوید ہو جاتا ہے)

عالم بے عمل کی مثال وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے:

"اس کی مثال گدھے کی ہے جو پیٹھ پر کتابیں لے کر چلتا ہے۔"

بیت

تو اہل مدرسہ سے معرفت کے بھید مت پوچھ، کیونکہ کیڑا (دیمک) کتاب کے کھانے سے نکتہ دان نہیں ہو سکتا۔

یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقر کے بارے میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابو ذرؓ! جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو۔ فرد ہوتے ہو۔ اسی طرح

أَنْتَ فِي الْأَرْضِ فَرْدٌ، وَكُنْ فَرْدًا يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ
وَيُحِبُّ الْجَمَالَ ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي مَا غَمِّي وَفِكْرِي وَلِأَيِّ شَيْءٍ اشْتِيَاقِي
فَقَالَ أَصْحَابُهُ أَخْبِرْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِغَمِّكَ وَفِكْرِكَ
اشْتِيَاقِكَ ثُمَّ قَالَ آهٍ آهٍ آهٍ وَاشَوْقَاهُ إِلَى لِقَاءِ إِخْوَانِي تَكُونُ
مِنْ بَعْدِي شَأْنُهُمْ كَشَأْنِ الْأَنْبِيَاءِ وَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بِمَنْزِلَةِ
الشُّهَدَاءِ يَفِرُّونَ مِنَ الْآبَاءِ وَالْأُمَّهَاتِ وَالْإِخْوَانِ وَ
الْأَخَوَاتِ وَالْأَبْنَاءِ ابْتِغَاءَ لِمَرْضَاتِ اللّٰهِ تَعَالَى وَهُمْ يَتْرُكُونَ
الْأَمْوَالَ لِلّٰهِ وَيُبَدِّلُونَ أَنْفُسَهُمْ بِالتَّوَاضُعِ لَا يَرْغَبُونَ فِي
الشَّهَوَاتِ وَحُصُولِ الدُّنْيَا يَجْتَمِعُونَ مَجْذُوبِينَ مِنْ حُبِّ اللّٰهِ
وَقُلُوبُهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَأَرْوَاحُهُمْ مِنَ اللّٰهِ وَعَمَلُهُمْ لِلّٰهِ إِذَا مَرِضَ
وَاحِدٌ مِنْهُمْ هُوَ أَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ أَلْفِ سَنَةٍ وَإِنْ شِئْتَ
أَزِيدُكَ ۔

يَا أَبَا ذَرٍّ! قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يَمُوتُ فَهُوَ كَمَنْ مَاتَ فِي السَّمَاءِ لِكَرَامَتِهِمْ
عِنْدَ اللّٰهِ وَشِئْتَ أَنْ أَزِيدَكَ ۔

يَا أَبَا ذَرٍّ! قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ
يُؤْذِيهِ نَمْلَةٌ فِي ثِيَابِهِ فَلَهُ عِنْدَ اللّٰهِ أَجْرُ سَبْعِينَ حَجَّةً وَ
عُمْرَةً وَكَانَ لَهُ أَجْرُ عِتْقِ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً مِنْ أَوْلَادِ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں فرد ہے۔ اور یقیناً پاک اور ستھری چیزوں کو پسند کرتا ہے۔"

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا :

"اے ابوذرؓ! تمہیں میرا غم اور فکر معلوم ہے اور کس چیز کا میں مشتاق ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آپ ہی بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: آہ، آہ، آہ! مجھے اپنے رفیقوں کی ملاقات کا بہت شوق ہے جو میرے بعد ہوں گے اور جن کی شان انبیاءؑ جیسی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ شہداء کا ہوگا۔ یہ لوگ اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دور بھاگیں گے اور خداوند تعالیٰ سے لو لگائیں گے۔ انہیں اپنے مال و دولت کی کچھ پرواہ نہ ہوگی اور اسے بھی چھوڑ دیں گے۔ اور وہ اپنے سرکش نفسوں کو عاجزی سے بدل دیں گے۔ اور خواہش نفسانی اور دنیائے دوں سے نفرت کریں گے۔ پہلے وہ مجذوب ہوں گے کہ اُن کے دل محبت الٰہی کی طرف کھچے ہوئے ہوں گے۔ ان کی ارواح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں گی اور ان کے کام لوجہ اللہ ہوں گے۔ جب ان میں سے کوئی بیمار ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے افضل ہوگی۔"

اے ابوذرؓ! تم چاہتے ہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا! ان میں سے ایک کی موت خدا کے نزدیک ایسی ہوگی گویا آسمان والوں سے کوئی مر گیا۔

اے ابوذرؓ! اگر چاہتے ہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا، ہاں یا رسولؐ اللہ بیان فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر ان میں سے کوئی اپنے کپڑے کی ایک جوں مارے گا تو بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہوگا کہ گویا اس نے ستر حج اور عمرے کیے۔ اور ان کے لیے ایسا ثواب ہوگا کہ انہوں نے (گویا) چالیس غلام آزاد کیے۔ اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِينَارٍ وَإِنْ شِئْتَ أَزِيدُكَ.

يَا أَبَا ذَرٍّ! قَالَ قُلْتُ بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يَذْكُرُ أَهْلَ الْوُدِّ ثُمَّ يَخْتِمُ يُكْتَبُ لَهُ بِكُلِّ نَفَسٍ أَلْفَ أَلْفَ دَرَجَةٍ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ أَزِيدُكَ.

يَا أَبَا ذَرٍّ! قَالَ قُلْتُ بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ يَعْبُدُ اللّٰهَ فِي جَبَلِ الْعَرَفَاتِ لَهُ ثَوَابُ مِثْلِ عُمُرِ نُوحٍ أَلْفَ سَنَةٍ وَإِنْ شِئْتَ أَزِيدُكَ.

يَا أَبَا ذَرٍّ! قَالَ قُلْتُ بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ تَسْبِيحَةٌ خَيْرٌ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَنْ يَسِيرَ مَعَهُ جِبَالُ الدُّنْيَا ذَهَبًا وَفِضَّةً ذَهَبَهَا وَإِنْ شِئْتَ أَزِيدُكَ

يَا أَبَا ذَرٍّ! قَالَ قُلْتُ بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قَالَ مَنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ أَحَدِهِمْ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ بَيْتِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ وَمَنْ سَتَرَهُ فَكَأَنَّمَا سَتَرَ اللّٰهَ تَعَالَىٰ وَمَنْ أَطْعَمَهُ فَكَأَنَّمَا أَطْعَمَ اللّٰهَ تَعَالَىٰ وَإِنْ شِئْتَ أَزِيدُكَ.

يَا أَبَا ذَرٍّ! قَالَ قُلْتُ بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قَالَ الْوَاحِدُ يَجْلِسُ إِلَيْهِمْ قَوْمٌ مُصِرِّينَ مُثْقَلِينَ مِنَ الذُّنُوبِ يُغْفَرُ مَا يَقُومُونَ مِنْ أَحَدٍ عِنْدَهُمْ إِلَّا الْمُخَفَّفِينَ

ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہے۔

اے ابوذرؓ! تم کہو تو میں اور بیان کردوں۔ انہوں نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا۔ ان میں سے جب کوئی اہل محبت کا ذکر کرے گا اور سانس لے گا، تو ہر سانس کے بدلہ میں ہزار ہزار درجہ ان کے لکھے جائیں گے۔

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کردوں۔ انہوں نے عرض کیا! ہاں یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر کوئی ان میں سے جبل عرفات کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے گا، تو اس کو نوح علیہ السلام کی ہزار برس کی عمر کا ثواب ملے گا۔

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کردوں۔ انہوں نے عرض کیا، ہاں رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر ان میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح کہے گا، تو وہ تسبیح قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہوگی کہ اس کے عوض میں دنیا کے پہاڑ سونا چاندی ہوکر اس کے ساتھ پھرا کریں گے۔

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو، تو میں تمہیں کچھ اور بھی بتادوں؟ انہوں نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی ان میں سے ایک دوسرے پر محبت کی نظر ڈالے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نظر بیت اللہ پر ڈالنے سے زیادہ بہتر ہوگی۔ اور جس کسی نے انہیں لباس پہنایا، تو گویا اس نے اللہ تعالےٰ کو لباس پہنایا۔ اور جو کوئی انہیں کھانا کھلائے گا، گویا اس نے خداوند تعالیٰ کو کھانا کھلایا۔

اے ابوذرؓ! اگر تم چاہو، تو میں اُن کے بارے میں تمہیں کچھ اور بھی بتا دوں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، گنہگار لوگ جو اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے ہوں گے۔ جب ان کے پاس بیٹھ کر اٹھیں گے، تو وہ اپنے گناہوں سے

فَاعْلَمْ اَنَّ اَرْبَابَ الْقُلُوْبِ يُكَاشِفُوْنَ بِاَسْرَارِ الْمَلَكُوْتِ تَارَةً
عَلٰى سَبِيْلِ الرُّؤْيَاءِ الصَّالِحَةِ وَتَارَةً فِى الْيَقْظَةِ عَلٰى سَبِيْلِ
كَشْفِ الْمَعَانِىْ بِمُشَاهَدَةِ الْاَمْثِلَةِ كَمَا يَكُوْنُ فِى الْمَنَامِ
وَهٰذَا مِنْ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَهِىَ مِنْ دَرَجَاتِ النُّبُوَّةِ الْعَالِيَةِ
كَمَا اَنَّ الرُّؤْيَاءَ الصَّالِحَةَ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ اَرْبَعِيْنَ وَهِىَ مِنَ النُّبُوَّةِ
فَاِيَّاكَ وَاِنْ كَانَ خَطَاءُكَ يَكُوْنُ مِنَ الْعِلْمِ وَاِنْ كَانَ كُلُّ مَا
جَاوَزَ حَدَّ قُصُوْرِكَ قَضِيَّةٌ هَلَكَ الْمُتَّخِذُ بِعَيْنٍ وَالْجَهْلُ
خَيْرٌ مِّنْ عَقْلٍ يَدْعُوْنَ بِهٖ اِلَى الْاِنْكَارِ مِنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ الْاَوْلِيَاءِ
اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَنْ اَنْكَرَ ذٰلِكَ الْاَوْلِيَاءِ لَزِمَهٗ اِنْكَارُ الْاَنْبِيَاءِ وَكَانَ
خَارِجًا مِّنَ الدِّيْنِ كُلِّهٖ [1]

قولہ تعالیٰ، وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا [2]

واین آیت نیز در باب فقر است۔

قولہ تعالیٰ، يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝
فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ [3]

این آیت نیز در باب فقر است۔

قولہ تعالیٰ: وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِىْ جَوْفِهٖ [4]

و در رسالۂ غوث الاعظم غلام محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز رقم است:-

---

[1] جامع التفسیر وفوائد وکنز الحقائق۔
[2] سورہ کہف ۱۸ : ۲۸
[3] سورہ الفجر ۸۹ : ۲۷ - ۳۰
[4] سورہ الاحزاب ۳۳ : ۴

پاک ہو جائیں گے۔ پس تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل دل کبھی کبھی سچے
خوابوں کی صورت میں اسرار ملکوت کا مشاہدہ و مکاشفہ کرتے رہتے ہیں
اور کبھی کبھی حالت بیداری میں بھی ان پر مشاہدہ کی صورت میں معانی منکشف
ہوتے ہیں۔ اور یہ حالت اعلیٰ درجات میں سے ہے اور یہ درجات نبوت
میں سے ہیں تحقیق سچا خواب نبوت کے چھیالیسویں حصوں سے ایک حصہ
ہے۔ پس تم ان کے معاملہ میں بچو۔ اگر تو خطا کرے، تو وہ تیرے علم کی ہو
گی۔ اگر یہ تیری حد قصور سے تجاوز ہو، تو ایسا قضیہ ہے، جس میں جان بوجھ
کر تیرنے والا گرفتار ہلاکت ہوتا ہے۔ اور جہالت اس عقل سے بہتر
ہے جو اولیاء اللہ کے امور سے انکار کی طرف بلائے اور جو اولیاء اللہ
سے انکار کرے، تو وہ لازماً انبیائے علیہم السلام سے منکر ہوگا اور وہ
دین سے کلی طور پر خارج ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم اپنے آپ کو روکے رہو ان کے
ساتھ جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں صبح شام۔ طالب ہیں خدا کے اور
اپنی آنکھ ان لوگوں سے نہ اٹھانا زینت دنیا کو تلاش کرتے ہوئے"

اور یہ آیت بھی فقر کے بارے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جب نیک بندے کی روح پرواز کرتی ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے
اسے خطاب ہوتا ہے "اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف واپس
ہو جا کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص
بندوں میں داخل ہو جا اور (خوش خوش) میری جنت میں داخل ہو جا"

اس آیت میں بھی فقر کا ذکر ہے۔

باری تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے پیٹ میں دو دل نہیں رکھے"

غوث الاعظم حضرت غلام محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے رسالہ میں تحریر ہے۔

قَالَ اللّٰہُ لِی یَا غَوْثُ مُحْیَ الدِّیْنِ :

لَیْسَ الْفَقِیْرُ عِنْدِیْ لِمَنْ لَیْسَ لَہٗ شَیْئٌ بَلِ الَّذِیْ لَہٗ اَمْرًا فِیْ کُلِّ شَیْئٍ اِذَا قَالَ لِشَیْئٍ کُنْ فَیَکُوْنُ ط یَا غَوْثُ مُحْیَ الدِّیْنِ قُلْ لِاَصْحَابِکَ وَ اَحْبَابِکَ فَمَنْ اَرَادَ مِنْکَ حُبِّیْ فَعَلَیْہِ بِاخْتِیَارِ الْفَقْرِ ط فَاِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ ط یَا غَوْثُ مُحْیَ الدِّیْنِ قُلْ لِاَصْحَابِکَ اَغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِیْ وَ اَنَا عِنْدَ هُمْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اِذَا رَاَیْتَ الْمُحْرَقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَ الْمُنْکَسِرِ بِکَثْرَةِ الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبْ اِلَیْہِ فَلَیْسَ حِجَابٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ ط

فرمود حق سبحانہٗ وتعالیٰ یا غوث نیست فقیر نزدیک ما کہ نیست اُورا چیزی مگر آنکہ اورا امر است. ہر چیزی را کہ می گوید شوی شود یا غوث بگو اصحابان و یاران را پس کسیکہ خواہد از شما محبت من پس برو لازم است کہ اختیار کند فقر را. چون کسی را کہ فقرش تمام شود پس ہمان اللہ ماند یا غوث بگو یاران خود را کہ غنیمت دانید دعای فقیر را. بدرستیکہ ایشان نزدیک من اند و من نزدیک ایشان. یا غوث محی الدین چون بینی سوختہ بہ آتش فقر و شکستہ فاقہ را. پس نزدیک اُو شو کہ نیست درمیان من و اُو پردہ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْفَقْرُ شَیْنٌ عِنْدَ النَّاسِ وَخَزِیْنَةٌ مِنْ عِنْدَ اللّٰہِ [1]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْفَقْرُ تَقِیِّ خَیْرٌ مِنْ غِنَاءِ الشَّاکِرِ [2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْفَقْرُ بَیَاضُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ [3] ط

چنانچہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ را پرسیدند کہ یا شیخ! فقیری و درویشی چیست؟ فرمود کہ فقیری و درویشی اینست کہ ہژدہ ہزار عالم موجودات سیم و زر بدست آنکس بدھند ہمہ را براہ خدای تعالیٰ تصرف کند۔

[1] الحدیث [2] الحدیث [3] الحدیث

یعنی وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"اے غوثؒ! میرے نزدیک فقیر وہ نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحب امر ہو کہ اگر کسی چیز کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے۔ اے غوث محی الدین! اپنے احباب کو کہہ دو جو آپ سے محبت و ارادت رکھتے ہوں، انہیں فقر اختیار کرنا لازم ہے، کیونکہ جب فقر کمال کو پہنچتا ہے تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے۔[1] یعنی وصال باری عز اسمہٗ کا مقام ہوتا ہے۔ یا غوث محی الدینؒ! اپنے احباب سے فرما دیجئے کہ فقرا کی دعا کو غنیمت جانو۔ وہ مجھ سے اور میں اُن سے نزدیک ہوں۔ اے غوث اعظمؒ! جب تم کسی کو فقر کی آگ سے جلا ہوا اور فقر و فاقہ کی کثرت سے شکستہ حال دیکھو تو اس کے نزدیک ہو جاؤ۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔"

رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"لوگوں کے نزدیک فقر ملامت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ خزانہ ہے۔"

(دوسری حدیث میں) حضورؐ نے فرمایا :

"تقی کا فقر شکر کرنے والے کے استغنا سے بہتر ہے۔"

(تیسری حدیث میں) سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمایا :

"فقر دونوں جہانوں میں سرخروئی ہے۔"

چنانچہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا شیخ! فقیری اور درویشی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ فقیری اور درویشی یہ ہے کہ اگر تمام عالم کا مال و زر اس آدمی (فقیر) کے ہاتھ میں دے دیا جائے، تو وہ تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دے (اور ایک پھوٹی کوڑی بھی وہ اپنے پاس نہ رکھے)

○

[1] جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے تو فقیر کو مقام فنا میں حصول الی اللہ ہوتا ہے۔

درویشی فقیری را ہفتاد ہزار مقام است تا فقیر درویش ہفتاد ہزار مقام را
سیر نکند و تماشای نہ بیند و تماشای نہ نماید اُورا درویش فقیر نتوان گفت۔ تا درویش
فقیر جملگی مقام را واقف نباشد از ہر مقام نتواند گذشت اُو درویش فقیر نیست۔
از برای خود درویشی کند نہ از برای خدای عزّ وجلّ۔ جائیکہ گنج است بالای آن مار
است و ہر جائیکہ گُل است خار است ۔

چون کار اُو از ہژدہ ہزار عالم بگذرد۔ بالای عرش رود۔ ہر کس را داند۔ در
مذہب سلوک درویش فقیر ہمین را گویند۔ چون از ہفتاد ہزار مقام بالای از عرش
و کرسی بگذرد مقام اُو در وہم و فہم (کس)[1] نگنجد۔ آن سرّیست میان بندہ و مولی اکشف
آن سرّ ہیچ کس نتواند مگر خدای عزّ وجلّ کہ آن داناتر است۔

بیت

چنان غرق گردد بدریای عشق   کہ ہر دم سراز عرش بالا کشد

و این فقیر باہُوؒ میگوید کہ چون شب معراج بر براق سوار جبرائیلؑ پیش جلوہ دار
صورت کونین را آراستہ و ہژدہ ہزار عالم پیراستہ گرد بگردِ دست بستہ
پیش حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استادہ بالای از عرش و کرسی
فروتر در مقام سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى مَحْمُوْدًا نَّصِيْرًا قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى[2]
اعلیٰ بحضور حق تعالیٰ رسید پرسید یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تماشای کونین ہژدہ

---

۱ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۷

۲ سورہ النجم، ۵۳ : ۹

فقر کے مقامات

نفیری درویشی کے ستّر ہزار مقامات ہیں۔ فقیر درویش جب تک ان ستّر ہزار مقامات
کو طے نہیں کر لیتا اور دیکھ نہیں لیتا اور کسی دوسرے کو اس کا تماشا نہیں دکھاتا، اسکو درویش
فقیر نہیں کہا جا سکتا۔ (کیونکہ) فقیر درویش جب تک ان تمام مقامات کا واقف نہ ہو، وہ ہر مقام
سے گزر نہیں سکتا۔ (درحقیقت) وہ درویش فقیر نہیں ہے، (بلکہ) وہ صرف اپنے نفس
کے لیے فقیر بنا ہے، نہ خدائے بزرگ و برتر کے لیے۔ کیونکہ جہاں خزانہ ہے، اس
کے اُوپر سانپ ہے اور جہاں پھول ہے وہاں (ضرور) کانٹا بھی ہے (یعنی فقر کی راہ میں
بہت زیادہ مصائب و مشکلات ہیں) جب اس (فقیر) کا معاملہ دنیا کو عبور کر لیتا ہے یعنی
جب فقیر ان تمام مقامات سے گزر جاتا ہے اور عرش کے اوپر تک پہنچ جاتا ہے تو
پھر وہ تمام افراد کو پہچان جاتا ہے۔ (اور ہر ایک کے مرتبہ سے واقف ہو جاتا ہے)
مذہب سلوک میں فقیر درویش اسی کو کہتے ہیں۔ (اور) جب وہ ستّر ہزار مقامات سے
عرش و کرسی سے بھی گزر جاتا ہے تو اس کا مقام کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں سما
سکتا، بلکہ وہ بندہ و معبود کے درمیان ایک راز ہوتا ہے، جس کا کشف کسی بشر سے ممکن
نہیں اس کی حقیقت و راز خدائے بزرگ و برتر ہی جانتا ہے، کیونکہ وہ داناتر ہے۔

بیت

میں عشق کے دریا میں ایسا غرق ہوا ہوں کہ ہر لحظہ میرا سر عرش پر پہنچتا ہے۔
اور یہ فقیر باہُوؒ فرماتے ہیں کہ جب آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہو کر شب
معراج شریف کو تشریف لے گئے اور جبرائیل علیہ السلام نے عرش و کرسی سے اوپر مقام
سدرۃ المنتہیٰ پر جلوہ گر صورت کونین کو آراستہ اور ہژدہ ہزار عالم کو گرداگرد پیراستہ
کر کے مؤدب ہو کر آپ کے روبرو استادہ کیا اور اس کے بعد آپ مقام قاب
قوسین او ادنیٰ پر حق تعالیٰ کے حضور میں پہنچے تو ارشاد ہوا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!
آپ نے اٹھارہ ہزار عالم کونین کا تماشا دیکھا۔ ہم نے اسے آپ کے تابع فرمان کر کے
آپکے سامنے پیش کیا اور اپنی تمام موجودات کو ہم نے تمہارے سپرد کیا۔ ان (تمام) میں سے

ہزار عالم تابع پیش تو آوردم وہمہ موجودات خود بتو سپردم۔ ترا چہ خوش آمد وچہ می خواہی؟ گفت: خداوندا! مرا خوش آمد اسم ذات تو ومحبت تو وترا از تو می خواہم یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت من در کدام چیز است ومن کدام چیز را میخواہم ونزدیک من کدام چیز پسند است کہ قرب تمام دارد کہ میان ما واو ہیچ حجاب نیست۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود: یا خداوندا! فقر فنا فی اللہ بقا باللہ!

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ
احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ[1]

چون پیغمبرؐ صاحب فقر را با حق سبحانہٗ وتعالیٰ یکتا دید فرمود:

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ[2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ[3]

قولہ تعالیٰ: وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ[4]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَآءِ الْغَنِیَّ[5]

پس پیغمبرؐ صاحب را فقر اختیاری بود نہ اضطراری۔ چون حق سبحانہٗ وتعالیٰ پرسید یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ترا کدام چیز ناپسند است۔ فرمود: خداوندا! ہر آنکہ ناپسند تراست۔ فرمود: مرا کدام چیز ناپسند است۔ گفت: خداوندا! دنیا کہ نزدیک تو قدر دنیا را برابر پشہ نیست۔ پس ہر کہ دُنیا را پسندید، آن ناپسندیدہ درگاہ است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

---

[1] نقل از جامع الصغیر علامہ سیوطیؒ۔ [2] راحت القلوب از حضرت نظام الدین اولیاءؒ۔

[3] نقل از مرغوب القلوب، ص ۱۸، و انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبندیؒ، ص: ۶۳

[4] سورۂ محمد، ۴۷: ۳۸ [5] الحدیث

آپ کو کیا پسند آیا؟ اور ان میں سے، آپ کو کیا چاہیے؟ آپؐ نے فرمایا! اے میرے پروردگار! مجھے تو تیرا اسم ذات اور تیری محبت پسند آئی اور میں تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری محبت کس چیز میں ہے اور میں کس چیز کو چاہتا ہوں اور میرے نزدیک کونسی چیز پسندیدہ ہے جو پورا قرب رکھتی ہے اور میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

اے میرے آقا! وہ چیز منزل عجز ونیاز فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔

چنانچہ آپؐ ہمیشہ دعا میں فرمایا کرتے تھے:

"اے پروردگار! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور میری موت بھی مسکینوں میں کر اور اے پروردگار! مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھا۔"

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو (بچشم خود) بذریعہ مراتب فقر یکتا دیکھا تو فرمایا:

"فقراء کا خادم قوم کا سردار ہے۔"

دوسری حدیث ہے:

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے تو وہ خدا ہی ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو۔"

حضور اکرمؐ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ غنی فقراء کو دوست رکھتا ہے۔"

پس پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر اختیاری تھا نہ اضطراری۔

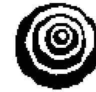
جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تمہیں کونسی چیز ناپسند ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے پروردگار! جو تجھے ناپسند ہے۔ ارشاد ہوا مجھے کونسی چیز ناپسند ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اے پروردگار! دنیا! کہ تیرے نزدیک دُنیا کی قدر ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ پس جس کسی نے دنیا کو پسند کیا، وہ تیری درگاہ میں ناپسندیدہ ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَّمَا فِیْهَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی[1]

بشنو فقیر باھوؒ میگوید کہ فقہ سہ حرف است و فقیر نیز سہ حرف است و علم نیز سہ حرف است و عمل نیز سہ حرف است و حلم نیز سہ حرف است و حلیم نام خدای عزّ و جلّ است۔ ہمہ را یک جا (جمع)[2] بکن و غلولہ بند بسازد و در آرند طریقت، حقیقت، معرفت، عشق، محبت بیامیختہ در آب شریعت سیراب کن و در آوند طریقت، حقیقت،[4] معرفت، عشق، محبت (بیامیختہ)[3] ساغر از آن نوش کن۔ بعد از آن قدم در فقر انداز و ہر دو جہان را فراموش کن، اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس۔

بجز این اقدام راہ فقر نتوان رفت کہ ہزاران ہزار درین ورطۂ توحید گم شدہ؛ جذب خوردہ رجعت بردہ اند حسرت خوردہ مردہ اند۔ با محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ہشیار باش (و با خدای تعالی)[5] مست در خواب بیداری و مستی و ہوشیاری۔



[1] نقل از عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۰

[3] ایضاً، ص ۴۰

[4] ایضاً، ص ۴۰؛ زن

[5] ایضاً، ص ۴۰

"اللّٰہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دنیا اور اس کے مابین جو کچھ ہے (سب) ملعون ہے۔"

لفظ فقیر کی تعریف اور حقیقت فقر کے بیان میں

فقیر باھوؒ کہتا ہے۔ (اے طالب غور سے) سُن! کہ لفظ فقہ کے تین حروف ہیں۔ اور فقر کے بھی تین حروف ہیں اور (اسی طرح) علم کے بھی تین حروف ہیں، اور عمل کے بھی تین حروف ہیں۔ اور لفظ حلم بھی تین حروف پر مشتمل ہے۔ اور حلیم خدائے بزرگ و برتر کا نام ہے۔ (لہٰذا) ان سب کو ایک جگہ جمع کر اور گولی بنا لے اور اور طریقت، حقیقت، معرفت، عشق، محبت کے پیالہ میں آمیز کر کے آبِ شریعت میں گھول لے اور (پھر) طریقت، حقیقت، معرفت، عشق، محبت کے پیالہ میں ملا کر اس سے نوش کر لے اور اس کے بعد راہِ فقر میں قدم رکھ اور دونوں جہان کو فراموش کر دے۔ اور اللّٰہ بس اور ماسوائے اللّٰہ ہوس پر دھیان رکھ۔

ان اقدام کے بغیر راہِ فقر پر چلنا دشوار ہے، کیونکہ ہزارہا لوگ اس ورطۂ توحید میں پریشان حال ہو کر بھٹک گئے ہیں اور حسرت اٹھا کر اپنی جانیں کھو گئے ہیں۔ (طالب کو چاہیے کہ) حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوشیار رہے اور خداوند کریم کے ساتھ عالمِ مستی میں رہے۔ ایسی مستی جو خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری میں برقرار رہے۔ (با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار)



باب اوّل

مشاہدۂ ذات توحید برزخ اسم اللہ و رسیدن بتوحید فنا فی اللہ

بشنو! ہر چہار کتاب توریت، انجیل، زبور، اُمّ الکتاب یعنی فرقان ہمہ شرح اسم اللہ ذات است۔ اسم اللہ چیست؟ یعنی عین ذات پاک بیچون و بی چگون، بی شبہ و بی نمون۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ [1]

ہر کہ اسم اللہ خواند حافظ وَ يُحِبُّ اللّٰهَ گشت۔ از خواندن اسم اللہ ذکر اللہ علم مِنْ لَدُنِّي واضح گردد، و علم

عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا [2]

[1] سورہ اخلاص، ۱۱۲ : ۱

[2] سورہ البقرہ، ۲ : ۳۱

باب اوّل

مشاہدۂ ذات توحید برزخ اسم اللہ و توحید باری تعالیٰ فنا فی اللہ کے پہنچنے کے اسباب

(اے طالب مولیٰ!) سن کہ یہ چار کتابیں توریت، انجیل، زبور و اُمّ الکتاب یعنی فرقان حمید (قرآن مجید) در حقیقت اسم اللہ ذات کی شرح ہیں اور اسم اللہ کیا ہے یعنی (اسم اللہ سے) وہی عین ذات پاک مُراد ہے۔ وہ ذات بے چوں و بے مثل و بے شبہ اور بے نمونہ ہے۔ چنانچہ اس کی یگانگی پر یہ آیت شاہد ہے:

"کہہ دو اللہ ایک ہے۔"

ذکر اللہ کے فتوحات

جس کسی نے اسم اللہ پڑھا اور اس پر عمل کیا، وہ (تمام علوم کا) حافظ اور محبوب الٰہی ہو گیا۔ اسم اللہ اور ذکر اللہ کے شاغل پر علم لدنّی بھی واضح ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے۔

"سکھا دیے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نام کُل چیزوں کے۔" [1]

[1] اس قصے میں بھی علم ظاہری اور علم باطنی کا موازنہ ہوا ہے۔ وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، تو فرشتے بولے کیا آپ زمین پر کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں، جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کریگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں جانتا ہوں، جو کچھ تم نہیں جانتے۔ اس کے بعد اللہ نے آدمؑ کو ساری چیزوں کے نام سکھائے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے کہا: اے پروردگار! پاک ہے تیری ذات، ہمیں ان کا علم نہیں مگر تو نے جتنا بتا دیا ہمیں اتنا ہی علم ہے۔ اب فرشتوں کا وہ تعجب جاتا رہا اور حضرت آدمؑ کی فضیلت انہیں معلوم ہوئی۔ حضرت آدمؑ کا علم لدنّی تھا، جو انہیں اللہ تعالیٰ سے بلاوسیلہ حاصل ہوا تھا اور فرشتوں کا علم ظاہری جو انہیں تعلیم سے ظاہر ہوا تھا۔

قولہٗ تعالیٰ :

مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ [1]

ترجمہ: فرمود حق سبحانہٗ وتعالیٰ چیزیکہ ذکر کردہ نمی شود در آن چیز اسم اللہ پس بدرستی وہر آینہ [1] آن فسق است۔

دانی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بالا تر از عرش وکرسی ولوح وقلم بمقام قاب قوسین حضور پروردگار رسید فیما بین وبین اللہ بی حجاب کلام تمام شنید۔ برکت اسم اللہ جل جلالہٗ بود کہ کلید ہر دو جہان اسم اللہ است۔ ہفت طبق زمین وہفت طبق آسمان کہ بی ستون استادہ است، برکت اسم اللہ است، ہر پیغمبر یکہ پیغمبری یافت برکت اسم اللہ بود واز کفار کہ نجات و خلاصی وفتح یافت برکت اسم اللہ بود کہ گفتند اللہ معیننا۔ درمیان بندہ ومولیٰ کہ وسیلہ است اسم اللہ۔

ہر اولیاء وغوث وقطب ولی اہل اللہ را ذکر فکر الہام مذکور غرق توحید مراقبہ کشف کرامات ہمہ را برکت اسم اللہ است۔

علم لدنی از اسم اللہ بکشاید کہ ہیچ علم دیگر خواندن احتیاج نماند۔

بیت باہوؒ

ہر کرا با اسم اللہ شد قرار ہر چہ باشد غیر اللہ زان فرار [2]

قولہٗ تعالیٰ :

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ [3]

[1] سورہ الانعام ، ۶ : ۱۲۱

[2] عین الفقر مترجمہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۱۴۱

[3] سورہ مائدہ ، ۵ : ۲۵

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:

"جس چیز پر اسم اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اُسے کھانا گناہ ہے" [1]

(غرضیکہ جس قلب میں اللہ تعالیٰ کا اسم جلوہ گر نہیں ہوتا وہ قلب ناپاک ہے،)

اور دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شب معراج شریف عرش وکرسی اور لوح وقلم کے اُوپر قاب قوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے اور بے وسیلہ اور بے حجاب اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے۔ یہ سب کچھ اسم اللہ کی برکت سے تھا۔ کیونکہ دونوں جہان کی کلید اسم اللہ ہے۔ اسم اللہ کی برکت سے ساتوں طبق زمین اور ساتوں طبق آسمان بے ستون قائم ہیں۔ اور برکت اسم اللہ ذات سے تمام انبیائے علیہم السلام نے پیغمبری حاصل کی۔ اور اسم اللہ کی برکت سے ہی انہوں نے کفار سے نجات وخلاصی اور فتح پائی۔ کیونکہ وہ اسم اللہ کو معین جانتے تھے۔ کیونکہ بندہ اور مولیٰ کے درمیان اسم اللہ ہی وسیلہ ہوتا ہے۔

سب اولیاؤں اور غوثوں قطبوں، اہل اللہ ولیوں کو ذکر وفکر، الہام، درجہ غرق فی النور والتوحید، مراقبہ، کشف وکرامات وغیرہ جو کچھ حاصل ہوا اسم اللہ ذات کی برکت سے حاصل ہوا۔

علم لدنی بھی اسی اسم ذات کی برکت سے قلب پر روشن ہوتا ہے۔ جس کے بعد کسی دوسرے علم کے پڑھنے کی احتیاج نہیں رہتی۔

بیت

جس شخص کو اسم اللہ ذات سے قرار ہوتا ہے۔ اس کو غیر اللہ سے فرار ہوتا ہے۔

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی قوم نے نافرمانی کی اور ان کا کہا نہ مانا اور وہ بھی اپنی قوم سے نا اُمید ہو گئے تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کی:

"میں اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ لیتا ہوں تو تو ہمکو ان نافرمانوں سے دور رکھ۔"

[1] یعنی جو جانور کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح نہ کیا جائے۔ وہ ناپاک اور حرام ہوتا ہے۔ اسی طرح جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا ہو۔ صوفی صافی اُسے ناپاک جانتا ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

لَا تَجْلِسُوْا مَعَ اَهْلِ الْبِدْعَةِ ؕ[1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَهْلُ الْبِدْعَةِ كِلَابُ النَّارِ ؕ[2]

بشنو از اسما رصفات استدراج می شود و در اسم اللہ ذات تفاوت وتجاوز استدراج نمی شود۔ چراکہ اسم اللہ چہار حروف است۔

الف لام لام ہ۔ چون الف جدا شد، للہ ماند وچون لام جدا شد لہٗ ماند وچون لام دوم جدا شد، ھُو ماند۔ پس این ہر چہار اسم[3] اللہ للہ لہٗ ھُو طا اسم ذات است۔

قولہٗ تعالیٰ : اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ[4]

قولہٗ تعالیٰ :

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ[5]

قولہٗ تعالیٰ :

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ؕ[6]

چہار ہزار اسم اللہ در قرآن است بہ برکت اسم اللہ فرقان ہم اسم اللہ است۔ مرشد کامل مکمل آنست کہ راہ اسم اللہ داند واسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داند ودیگر ہیچ نداند وطالب صادق آنست کہ بجز اللہ تعالیٰ طلب دیگر نکند ولغیر ذات پاک ایزد تقدس وتعالیٰ نجوید[7]۔

---

[1] غنیۃ الطالبین۔ [2] ایضاً

[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۳ : چہار حرف اسم اعظم۔

[4] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۵۵ [5] ایضاً، ۲ : ۲۵۷

[6] سورہ مزمل، ۷۳ : ۹ [7] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۴

(اور اسی لیے حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے :

"اہل بدعت کے ساتھ نہ بیٹھو"۔

اور دوسری حدیث میں فرمایا :

"اہل بدعت دوزخ کے کتے ہیں"۔

(اے طالب مولیٰ !) غور سے سُن! کہ اسمائے صفات میں استدراج (کا شائبہ) ہوتا ہے۔ اور (چونکہ) اسم اللہ اسم ذات ہے، اس لیے اس میں تفاوت وتجاوز استدراج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسم اللہ چار حرف سے بنا ہوا ہے۔

الف ایک، لام دو۔ دوسرا لام تین اور چوتھا ہ یعنی اللہ بنا۔ جب الف جدا ہوا، للہ رہ گیا۔ اور جب لام کو دور کیا تو لہٗ رہ گیا، اور جب دوسرا لام جدا ہوا تو (صرف) ھُو رہ گیا۔ پس یہ چاروں اسم اعظم (اللہ)، (للہ)، (لہٗ)، (ھو) اسم ذات ہیں۔ (اور کلام اللہ میں مذکور ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

دوسری جگہ فرمایا :

"اللہ ایمان والوں کا والی ہے، جو ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے"۔

پھر فرمایا :

"اس کے سوا کوئی اللہ نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ"۔

قرآن مجید میں اللہ کے چار ہزار نام مذکور ہیں۔ اسم اللہ کی برکت سے فرقان بھی اسم اللہ ہے۔

مرشد کامل ومکمل وہی ہے جو اسم اللہ ذات اور اسم آقای نامدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا عامل اور (ان کی تاثیر واسرار کا) ماہر ہو، اور بدون ان کے اور کچھ نہ جانتا ہو۔ اور طالب صادق بھی وہی ہے کہ جو بجز اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کچھ نہ چاہے اور نہ ہی اس پاک ذات کے سوا کسی سے کچھ طلب کرے (کیونکہ وہی ہر حاجت کو پورا کرنے والا ہے۔ اور باقی تمام جہان فانی ہے۔

بیت

دادۂ خود سپہر بستاند — اسم اللہ جاوداں ماند

دانی چون حق سبحانہ و تعالیٰ خواست از خود اسم ذات جدا ساخت و از ان
نور محمدی ظہور گشت و در آئینہ قدرت (توحید)[1] خود دید و بدیدنش بنور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مشتاق و مائل عاشق و ولواتہ خود برخود خطاب رب الارباب حبیب اللہ یافت و
از نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم پیدا شد۔

حدیث قدسی

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّةَ یَا مُحَمَّدُ[2]

اوّلاً کلمۂ طیب کہ بر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواند۔ اللہ تعالیٰ خود خواند خود گفت:
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ:
بعد ازان روح حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ خواند۔
وبعد ازان حضرت علی کرم اللہ وجہہ در شکم مادر مسلمان شد و کلمۂ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خواند و دیگر اصحابان رضی اللہ عنہم بمعجزہ ایمان آوردہ اند۔
بشنو! ہر جان زندہ انس و جن و مور و مرغ و پرندہ ہمہ را انفاس نفس باسم ہو می آید۔
کسی را معلوم و کسی را معدوم۔ کسی را کہ معلوم است ذاکر گشت و کسی را کہ معدوم
است مردہ گشت۔

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۴ - [2] حضرت ملا علی قاریؒ موضوعات کبیر۔
[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۵۔

بیت

آسمان اپنا دیا ہوا واپس لے لیگا۔ اور صرف اسم اللہ ہمیشہ کو باقی رہے گا۔
دیکھو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ سے اسم ذات کو جدا کرنا چاہا۔ تو اس
(اسم ذات) سے نور محمدی کا ظہور ہوا۔ اور اپنی قدرت توحید کے آئینہ میں اس کو
دیکھا۔ اور اس کو دیکھنے سے نور محمدی کا مشتاق اور اس پر عاشق و شیدا ہوا اور خود
شیفتہ ہو کر رب الارباب اور حبیب اللہ کا خطاب پایا۔ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کل مخلوقات اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا۔

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:
"[1]اے ہمارے حبیبؐ! اگر تم نہ ہوتے، تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔"
سب سے پہلے کلمۂ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے
خود پڑھا۔ اور خود کہا:
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ
اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روح مبارک نے پڑھا:
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔
اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ شکم مادر میں مسلمان ہوئے اور انہوں نے
کلمۂ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا۔
اور اس کے بعد دیگر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپؐ کے معجزات
پر ایمان لائے ہیں۔
(اے طالب صادق! غور سے، سن: ہر جاندار جن و انس اور تمام مور و مرغ و پرندہ
کی سانس سے اسم ہو ہی نکلتا ہے۔ کسی کا ذکر (سانس) معلوم اور کسی کا ذکر (سانس)
معدوم۔ (غرضیکہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے)، (لیکن) جس کسی کا ذکر معلوم و
مقبول ہے وہ ذاکر ہو گیا اور جس کسی کا ذکر معدوم ہے وہ مردہ ہوا۔

بیت

شد ترا نزدیک از شہرگ خدا او خدا با تست تو از وی جُدا

بیت

ابتدا ہُو انتہا ہُو می رسد عارف آن گردد کہ باہُو می شود[1]

قولہٗ تعالیٰ:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ[2]

قولہٗ تعالیٰ:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ[3]

بیت

خود حجاب است زان ہزار ہزار خود نماند ببین کہ یار بیار[4]

نہ متقی نہ یار پرہیزم نہ زاہدم نہ اہل شب خیزم
حقیقی عاشقی باستغراق فنا فی اللہ بیار آمیزم

در تفحص با نفس خود قاضی باش و برای کشتن این گبر غازی باش و با خدا راضی باش کہ یار با یار و اغیار با اغیار برای نفس حیلہ و حجت میار. اگر کسی ریاضت کشد دوازدہ

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۵: ابتدا ہُو انتہا ہُو ہر کہ باہو می رسد
عارف عرفان شو ہر کہ باہو ہو شدہ

[2] سورہ الحدید، ۵۷ : ۳

[3] سورہ الشوریٰ، ۴۲ : ۱۱

[4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۵: خود حجاب ہزار است زان ہزار ہزار
خود نماند خدا کہ بیند کہ یار بیار

بیت

خدا تمہاری شہ رگ سے بھی نزدیک ہو گیا۔ مگر تُو اس سے جُدا ہے (حالانکہ وہ خُدا تیرے ساتھ ہے۔

بیت

ابتدا اور انتہا کو پاتا ہے جو شخص کہ ہُو تک پہنچتا ہے۔ وہ صاحب عرفان ہو جاتا ہے جو شخص کہ ہُو کے ساتھ ہُو ہو جاتا ہے۔ (یعنی اوّل و آخر اور ظاہر و باطن اسی ذات کا وہ مظہر بن جاتا ہے)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وہی اوّل ہے وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔"

دوسری جگہ پھر فرمایا:

"اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

بیت باہُوؒ

(اے طالب!) تیرے ساتھ اس وقت ہزار ہزار حجاب موجود ہیں۔ اور جب تجھ سے ایک بھی نہ رہے گا تو پھر تُو دیکھے گا کہ یار یار کے ساتھ واصل ہو جائے گا۔

(اے باہُوؒ!) نہ تو میں متقی ہوں اور نہ ہی پرہیزگار عاشق ہوں۔ نہ میں زاہد ہوں اور نہ ہی شب بیدار ہوں۔ نہ ہی میں استغراق فنا فی اللہ کے ساتھ عاشق حقیقی بن کر اللہ کے ساتھ واصل ہوں۔

(اے باہُوؒ!) تُو اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتا رہ۔ اور اس کافر کو قتل کر کے غازی بن اور (ہر دم) خدا تعالیٰ سے راضی رہ کہ یار با یار اور اغیار با اغیار کے ساتھ (مشغول) رہتا ہے۔ (اور ہرگز اپنے) نفس (کے آرام) کے لیے حیلہ و حجت مت پکڑ (بلکہ اس نفس سرکش کے خلاف کر) جو شخص اس راہ فقر میں قدم رکھنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے

سال ریاضت در شریعت باید قائم اللیل و صائم الدّھر۔ دوازدہ سال ریاضت در طریقت باید طلاق دھد غیر د ماسوی اللہ را۔ دوازدہ سال ریاضت در حقیقت باید کہ بجز حق دیگر طلب نہ کند۔ دوازدہ سال ریاضت در معرفت باید کہ در معرفت محو شود۔ پیش[1] از آن در مقام عشق محبت چشم ظاہر باطن بکشاید۔

بغیر مرشد کامل اگر تمام عمر سر بسنگ ریاضت (نفس)[2] زند ہیچ فائدہ نیست کہ بی مرشد و بی پیر ہیچکس بخدا نرسد، چراکہ مرشد بمثل معلّم دیدبان جہاز است۔ از ہر بلا ہا از علم معلّم خبردار باشد۔ اگر معلّم در جہاز نباشد، جہاز غرق شود خود جہاز و خود معلّم۔ فَہِمَ مَنْ فَہِمَ ؏

بیت

باھُوؒ ترا نزدیک از شہرگ خدای		آن خدا با تست تو از وی جدای

بموجب این آیت کریمہ

قولہٗ تعالیٰ:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ[3]

عشق (نیز)[4] دو قسم است: عشق حقیقی و عشق مجازی (حقیقی آنست کہ بجز یاد حق دیگر نماند)[5] و مجازی آنست کہ ذکر سکر و مستی و وجد و جذب کند و مجذوب گردد۔ یا معشوق جذب[6] کند تا عاشق دیوانہ گردد۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۶ : پس [2] ایضاً، ص ۴۷
[3] سورہ ق، ۵۰ : ۱۶ [4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۷
[5] ایضاً، ص ۴۷ [6] ایضاً، ص ۴۷ : خبر

کہ (متواتر) بارہ سال شریعت میں رہ کر ریاضت کرے اور (ہمیشہ) قائم اللیل اور صائم الدّھر رہے اور بارہ سال تک طریقت میں ایسی ریاضت کرے کہ گویا اس نے ماسوائے اللہ تعالیٰ اور غیر غیروں سب کو طلاق دیدی ہے۔ (نیز) بارہ سال حقیقت میں ایسی ریاضت کرے کہ بجز حق تعالیٰ کے کسی کی طلب (نہ رہے اور) نہ کرے اور بارہ سال معرفت میں ایسی ریاضت کرے کہ معرفت میں محو ہو جائے اور اس کے بعد مقام عشق محبت میں ظاہر و باطن کی آنکھ کھولے۔

(اس راہ فقر میں) بغیر مرشد کامل اگر تمام عمر ریاضت کشی میں سر پتھر پر مارتا رہے لیکن اس کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ بے پیر اور بے مرشد اللہ تک رسائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ مرشد مثل معلّم (دریائے معرفت کے) جہاز کا نگہبان ہوتا ہے، وہ اپنے علم کے ذریعے سے ہر آفت سے خبردار ہوتا ہے۔ اگر معلّم جہاز میں نہ ہو، تو جہاز (دریا میں) غرق ہو جاتا ہے۔ خود جہاز اور خود معلّم: فَہِمَ مَنْ فَہِمَ ("سمجھ لیا اس نے جو صاحب فہم ہے")۔

بیت

اے باھُوؒ! اللہ تعالیٰ تو تیری شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے، اور وہ تو تیرے ساتھ ہے، مگر تو اس سے دُور پڑا ہوا ہے۔

اس آیت کریمہ کے بموجب جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور ہم اپنے بندے سے اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں"

(لہٰذا طالب کو چاہیے کہ اس کو نزدیک سمجھ کر اسی کا ہو رہے)

عشق کی دو قسمیں ہیں۔ عشق حقیقی اور عشق مجازی۔ عشق حقیقی وہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کچھ یاد نہ رہے۔ اور عشق مجازی وہ ہوتا ہے کہ اس کے ذکر سے سُکر و مستی و وجد اور جذب (کا غلبہ) ہوتا ہے اور مجذوب ہو جاتا ہے یا معشوق (اتنا) (اظہار) محبت کرتا ہے، یہاں تک عاشق دیوانہ ہو جاتا ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت باھوؒ

اگر در خوابم غرق توحید با خُدایام   واگر بیدارم خبروارم بایارم ہوشیارم
رواصلان را ہر دو وقت خوش نظر   حال مستی را چہ داند بی خبر
سُبحَانَ اللّٰہ! اللہ بمن است و من باللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

بیت باھوؒ

والدہ راستیؒ باصدق دین است   کہ ہر دو چشم او دیدار بین است

بیت

رحمت و غفران بود بر راستیؒ   راستیؒ از راستی آراستی

حدیث

طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ[3]

مرد مذکر را گویند کہ بجز مولیٰ دیگری را نخوید نہ دنیا و نہ زینت دُنیا۔ نہ حُور نہ قصور، نہ میوہ نہ براق نہ لذت بہشت۔ نزدیک اہل دیدار ہمہ زشت۔ چراکہ ایشان با اسم اللہ دل بست مست الست کسی را کہ اسم اللہ با جسم و جان داست[4]، بی غم از ہر دو جہان[5] است۔

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۸۔ [2] ایضاً، ص ۴۸: دمیست۔
[3] حدیث۔
[4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۸
[5] ایضاً، ص ۴۸: جاودان۔

بیت باھوؒ

اگر میں خواب میں بھی ہوں تو غرقِ توحید ہو کر اللہ کے ساتھ دوستی کا دم بھرتا ہوں۔ اور اگر بیدار ہوں تب بھی میں خبر رکھتا ہوں اور اس کی یاد میں ہوشیار رہوں۔
(واصلوں کے لیے دونوں وقت خوشی کے ہیں۔ اور تو اے بےخبر! حال مستی کا کیا جانے)
سبحان اللہ! اللہ میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

بیت باھوؒ

میری والدہ ماجدہ راستیؒ دین کی سچائی کے ساتھ ہے، جس سے میری ہر دو آنکھوں کو انوار حاصل ہوتے ہیں۔

بیت

میری والدہ مکرمہ راستیؒ پر اللہ کی رحمت و سلامتی ہو۔ اے خدای تعالیٰ! بیشک، تو نے راستیؒ کو سچائی سے مزین کیا۔

حدیث

"طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مؤنث اور طالب مولیٰ مذکر ہے۔"
جوانمرد کس کو کہتے ہیں؟ مذکر و جوانمرد وہی ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی جستجو نہیں کرتا۔ نہ اُسے دُنیا اور نہ اس کی زیب و زینت کی خواہش ہوتی ہے، اور نہ ہی حور و قصور اور نہ ہی اُسے بہشت کی دیگر لذات کی پرواہ ہوتی ہے۔ اہلِ دیدار کے نزدیک یہ سب چیزیں ہیچ ہیں، اس لیے کہ ان کا دل اسم اللہ میں مشغول رہتا ہے اور جس کسی کا جسم اور جان اس کے وعدہ الست میں مست رہتے ہیں، وہ دونوں جہانوں کے غم سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

چون روز محشر مردم بحساب نیکی و بدی شود، ہرکرا اسم اللہ بر دل نقش باشد و اسم اللہ یک مرتبہ بصدق دل گفتہ باشد۔ اگر گناہ اہل اسم اللہ برابر آسمان و زمین چہار۴ طبق باشد۔ از گرانی اسم اللہ در یک پلۂ ترازو سبک خواہد شد۔ فرشتگان در فریاد خواہند آمد کہ خداوندا! این بندہ را کدام نیکی پلۂ ترازو گران می آید؟ حق سبحانہٗ وتعالیٰ می فرماید کہ این بندہ طالب من است و با اسم اللہ من مشغول بودہ۔ ای فرشتگان! شما اہل حجاب اید۔ از حقیقت حق پرستی اشتغال اللہ شما واقف نیستید۔ من با ایشان و ایشان با من یگانہ شما بیگانہ اید۔[1]

اللہ بس و ماسوی اللہ ہوس

اسم اللہ آنچنان است کہ کسی تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن از ہر قسم عبادتی کہ کردہ باشد و یا عالم معلم اہل فضیلت شود، چون از اسم اللہ و از اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر ندارد و در مطالعۂ او نباشد عمر عبادت او برباد و ضائع گشت ہیچ فائدہ ندارد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

تُبْعَثُوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَکَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ ط[2]

قولہٗ تعالیٰ :

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ط[3]

چراکہ عالم فاضل دانشمند بسیار، صاحب مسائل فقیہ، قائم اللیل، صائم الدہر، زاہد، عابد، چلہ کش، (بسیار)[4] خلوت نشین، حاجی، غازی بسیار، غوث و قطب اہل اللہ ولی اللہ صاحب تقویٰ و فتویٰ، شیخ مشائخ بسیار، صاحب ورد و وظایف خوان، صاحب مجاہدہ، مشاہدہ، غریب، خاکسار، صابر، شاکر، مذکور، حضور وصال و احوال نیک بخت،

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۹؛ ہیچنان ۔ [2] الحدیث

[3] سورہ البقرہ، ۲: ۴۰ ۔ [4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۰ ۔

جب روزِ قیامت آدمیوں کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب ہوگا، تو جس شخص کے دل پر اسمِ ذات منقش ہوگا یا جس شخص نے صرف ایک ہی مرتبہ صدقِ دل سے اسم اللہ پڑھا ہوگا۔ اگر اس کے گناہ آسمان و زمین کے برابر بھی ہوں گے، تو ایک طرف پلہ میں اس کے گناہ رکھ دیئے جائیں گے اور دوسرے پلہ میں اسمِ ذات رکھ دیا جائے گا، تو اسمِ ذات والا پلہ بھاری اور گراں ہوگا۔ فرشتے تعجب کرکے کہیں گے۔ اے پروردگار! اس بندے کی کونسی نیکی نے ترازو کے پلہ کو گراں کر دیا۔ حق تعالیٰ فرمائیگا۔ (اے فرشتو!) یہ بندہ میرا طالب ہے اور میرے اسمِ ذاتی میں مشغول رہا ہے۔ اے فرشتو! تم اہلِ حجاب ہو۔ تم حق پرستی کے شغل کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہو۔ میں ان (اہلِ اسم اللہ) کے ساتھ ہوں اور وہ میرے ساتھ ہیں۔ تم اس راز سے بیگانہ ہو۔

اللہ بس و ماسوی اللہ ہوس

اسم اللہ اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن مجید اور ہر قسم کی عبادتیں کرتا رہے اور یا عالم معلم ہو جائے اور کتنی ہی فضیلت حاصل کرے، مگر اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر نہ رکھے اور اس کے مطالعہ میں نہ رہے، تو یہ اس کی تمام عبادتوں کی عمر (گویا) برباد اور ضائع ہوگئی (اور) اس کو ان عبادات کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ (ان بے ذکروں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے :

"جیسے تم پیدا ہوئے ویسے تم مرجاؤ گے، جس طرح تم مرجاؤ گے، اسی طرح تم اٹھو گے۔"

(پس انسان کو چاہیے کہ اپنے عہد پر قائم رہے)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"تم میرے عہد کو پورا کرو، میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔"

اس لیے کہ عالم فاضل اور دانشمند بہت ہیں، (اسی طرح) صاحب مسائل، فقیہ، قائم اللیل، صائم الدھر، زاہد، عابد اور چلہ کش بھی بہت ہیں (اور اسی طرح) خلوت نشین، حاجی اور نمازی بھی بہت زیادہ ہیں۔ (اسی طرح) غوث و قطب اہل اللہ، ولی اللہ، صاحب تقویٰ و فتویٰ اور شیخ مشائخ بھی بہت زیادہ ہیں۔ (اسی طرح) اہل ورد و وظائف، صاحب مجاہدہ و مشاہدہ، غریب، خاکسار، صابر و شاکر، مذکور، حضور وصال و احوال اور نیک بخت،

خوب خصال، مؤمن، مسلم بسیار، صاحب ذوق، شوق، خاموش، شب بیدار، ہشیار بسیار، نفس پرست ہمہ کس، خدا پرست کم کس، ایشان ہمہ با انا مست ہست، مطلب آنکہ فقیر عارف باللہ و فقیر فنا فی اللہ و فنا فی الرسول را گویند۔ فنا فی فقر فنا فی ہُو باید۔

بیت باہُوؒ

اسم اللہ ہر کرا گردد رفیق — او فنا فی اللہ شود در جان غریق

غم ندارد جاودان غم رفتہ زو — مست ہم ہشیار بی غم بردہ گو

بشنو! مرشد کامل مکمل آنست کہ برزخ اسم اللہ تعالیٰ یا برزخ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نوشتہ بدست طالب اللہ بدہد و بنماید و ہر چہ طالب اللہ ازین برزخ ببیند بی شک راہ راستی یابد و طالبی کہ ازین مرشد روگردان شود، یقین است کہ از اسم اللہ جل شانہٗ و از اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم روگردان شود۔

پس کلمہ طیب نیز ہمین ہر دو اسم است ہر کہ از کلمہ روگردان شود مرتد شود و مرتد را نماز و روزہ و ہیچ عبادت قبول نیست۔

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ:

مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَایَ[1]

○

---

[1] نیز رجوع بفرمائید بہ فتاویٰ جامع الفوائد، ص ۲۲۵

خلیق اور مؤمن و مسلم بھی بہت ہیں۔ (اور اسی طرح) صاحب ذوق و شوق، خاموش، شب بیدار اور ہشیار بھی بہت ہیں۔ مگر یہ سب (واصلین حق کے نزدیک) نفس پرست ہیں، اور حق پرست فقیر کم ہیں۔ (کیونکہ) یہ تمام اپنی انا میں مست ہیں[1]۔ خلاصہ یہ کہ فقیر عارف باللہ اور فقیر فنا فی اللہ و فنا فی الرسول کو کہتے ہیں۔ پس فقیر کو فنا فی الفقر و فنا فی ہُو ہونا چاہیے۔

بیت باہُوؒ

جس کسی کا رفیق اسم اللہ ہو جاتا ہے، تو وہ اپنی جان میں غرق ہو کر (مقام) فنا فی اللہ (میں) ہو جاتا ہے۔

وہ کوئی غم نہیں رکھتا۔ غم ہمیشہ کے لیے اس سے دور ہو جاتا ہے۔ گویا وہ بے غم ہو کر مست بھی رہتا ہے اور ہوشیار بھی۔

(اے طالب مولیٰ! غور سے) سن! کہ مرشد کامل و مکمل وہ ہے جو برزخ اسم اللہ تعالیٰ یا برزخ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تحریر کر کے طالب مولیٰ کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور اس کی راہ بتاتا ہے۔ اور طالب مولیٰ جو کچھ اس برزخ سے دیکھتا ہے، وہ بے شک راہ راستی پاتا ہے۔ اور وہ طالب جو اس مرشد کامل و اکمل سے روگرداں ہوتا ہے، یقین ہے کہ وہ اسم اللہ جل جلالہٗ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے روگرداں ہوتا ہے۔

پس کلمۂ طیبہ بھی انہی دو کلموں سے مرکب ہے۔ جو کوئی کلمۂ طیبہ سے منحرف ہو جاتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی نماز اور روزہ اور کوئی عبادت قبول نہیں ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا قول ہے:

"جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھا دیا، وہ میرا مولیٰ یعنی سردار ہے"[2]

---

[1] یہاں حضرت سلطان باہُوؒ کا مقصد ان لوگوں کی تذلیل کرنا نہیں ہے، گو وہ روحانی طور پر بلند مراتب پر فائز ہیں، مگر مقربین حق کے نزدیک یہ لوگ ابھی نفس پرستی میں پڑے ہیں، اور ان میں سے بہت کم ہیں جو فنا فی ہُو ہو کر ہُو میں محو ہو چکے ہیں، اور اس منزل پر پہنچنے والے ہیں۔

[2] ایک حرف بتانے والے کا مرتبہ یہ ہے تو جو خدا کی راہ بتائیگا اسکا مرتبہ تو بہت ارفع ہو گا۔

وہر کہ از استاد اوّل حرف خواند نیز ہمین اسم اللہ است چراکہ اُستاد کہ اوّل حرف سبق می دھد ہمین میدھد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و بسم اللہ نیز اسم اللہ است۔ بشنو! نفس زبان قلب و روح مخلوق و اسم اللہ غیر مخلوق۔

پس اللہ غیر مخلوق را باغیر مخلوق یاد باید کرد۔ میان اسم و مسمّٰی چہ فرق است؟ صاحب اسم صاحب ذکر است و مسمّٰی صاحب استغراق۔ صاحب اسم در مقام مخلوق است و صاحب مسمّٰی در مقام غیر مخلوق۔ بر صاحب مسمّٰی ذکر حرام کہ آن ظاہر باطن حضور فی اللہ باستغراق تمام۔ ہر کہ از روز ازل مست الست چشم اسم نقاش نقش یکتا پیوست۔

بیت باہُوؒ

نقاش چون در نقش آید خانہ میگردد نقاش گر محرم اسرار خانہ ای زنقش[1] غافل مباش

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ[2]

(پس)[3] این تفکر منتہی با برزخ اسم اللہ فنا فی اللہ با ذات است نہ بذکر نہ بفکر نہ بدین تماشای مخلوقات مراتب صاحب تصرف۔

حدیث قدسی

يَفِرُّوا مِنَ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يَقْبَلُ اللّٰهُ فَاَرُمْ قِ النَّفْسَ ثُمَّ قُلْ

---

[1] عین الفقر مرتبہ نظام الدین ملتانی، ص ۵۲ : نقّاش۔

[2] رجوع بفرمائید بہ زین الحلم شرح عین العلم حضرت ملّا علی قاریؒ۔

[3] عین الفقر مرتبہ نظام الدین ملتانی، ص ۵۲

اور ہر شخص اپنے استاد سے جو حرف پہلے پڑھتا ہے، وہ اسم اللہ ہے، کیونکہ استاد جو پہلا حرف پڑھاتا ہے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی پڑھاتا ہے۔ اور بسم اللہ بھی اسم اللہ ہے۔ (اے طالب! غور سے) سُن! نفس، زبان، قلب اور روح سب مخلوق ہیں، اور اسم اللہ غیر مخلوق ہے۔

پس اللہ غیر مخلوق کو غیر مخلوق سے یاد کرنا چاہیے۔ اسم اور مسمّٰی کے درمیان کیا فرق ہے؟ (اس میں یہ فرق ہے) کہ صاحب اسم صرف صاحب ذکر ہوتا ہے اور صاحب مسمّٰی صاحب استغراق ہوتا ہے۔ صاحب اسم مقام خلق میں ہوتا ہے اور صاحب مسمّٰی مقام غیر مخلوق میں۔ (پس) صاحب مسمّٰی پر ذکر حرام ہوتا ہے، اس لیے کہ اس کا ظاہر و باطن پوری طرح حضور فی اللہ میں غرق ہوتا ہے جو روز الست سے مست ہوتا ہے، اس کی نگاہ اسم پر، اس کے نقاش پر اور اسکے نقش یکتا پر جمی رہتی ہے۔

بیت باہُوؒ

نقاش جب نقش میں آجاتا ہے، تو سارا گھر نقاش ہی بن جاتا ہے۔ اگر تو گھر کے اندرونی رازوں کا محرم ہے تو نقاش سے غافل نہ ہو۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"خداوند تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک ساعت کے لیے فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔"

پس یہ تفکر برزخ اسم اللہ فنا فی اللہ میں ذات الٰہی پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس تفکر کا تعلق نہ تو ذکر و فکر سے ہے اور نہ ہی مخلوقات کے تماشا سے اور نہ ہی صاحبِ تصرف کے مراتب سے۔

حدیث قدسی

"انسان بھاگتا ہے غضب اللہ سے طرف اسی اللہ تعالیٰ کے پھر اللہ تعالیٰ اس کو قبول کر لیتا ہے۔ پھر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو جھکائے اور کہے اللہ ہی اللہ ہے۔ اور قطع تعلق کرے۔ حالتِ روح اور نفس اور قلب اپنے کی اللہ کے لیے، پھر کہے اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اللہُ دَعْ رُوْحَکَ وَقَلْبَکَ ثُمَّ قُلِ اللہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ قُلِ
اللہُ کَانَ اللہُ طَارَ رُوْحَہٗ[1]

چون عارف باللہ واصل باللہ برزخ تصور اسم اللہ ذات بر دل نقش کند می بیند۔ چون (جسم در[2]) اسم اللہ غائب شود، معلوم شد کہ جسم در اسم اللہ آمد و جسم غائب شدہ[3]) و اسم اظہار گشت۔

معلومیت ظاہر و باطن از مشاہدۂ اسم اللہ کند کہ در وجود لذت ذکر نماند و از سوزش اسم اللہ ذکر خوش نیاید۔ در مدنظرش ہر طرف کہ بہ بیند اسم اللہ می نماید، اگرچہ اسم اللہ نہ بیند بجز ماسوی اللہ دیگر ہیچ چیز پسندیدہ نیاید، ہمہ اوست در مغز و پوست (گردد) صاحب عنایت گردد و غنایت تمام رُخ نماید، نفس دل شود و دل رُح شود و روح سر شود و سر در خفی در آید و خفی در انا در آید و انا در یخفیٰ در آید۔ این را توحید مطلق میگویند۔ چنانچہ اوّل بود ہمچنان آخر کہ اوّل از توحید نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم پیدا شد و از نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم روح پیدا شد و از روح نور، اسم، جسم، قلب، نفس، قالب، مطلب، مطالب، وجود اربع عناصر پیدا شد۔

پس مرشد ہمون است چنانچہ مراتب بمراتب منزل بمنزل مقام بمقام از ازل تا ابد ہمون طور تن در توحید غرق کند با ازل برساند چراکہ سالک بی خبر نیست از راہ رسم مقام منزل از ازل تا ابد کہ ازل و ابد ہر دو در چشم دو چشم است۔ بنظارہ گاہ اوست۔

---

[1] حدیث۔ قول ابوسعید ابوالخیر و حضرت امام شبلیؒ۔

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ۵۳

[3] ایضاً، ص ۵۳

اور یہاں تک قطع تعلق کر روح اس کا سمندر اسی ذات کا بن جائے اور ایسا تمام ماسوی اللہ سے قطع کرے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے سب سے قطع تعلق کیا۔[1]

اور جب عارف باللہ واصل باللہ کے قلب پر برزخ اسم اللہ تعالیٰ کا نقش جم جاتا ہے، تو وہ اس کو دیکھ بھی لیتا ہے۔ جب کہ جسم اسم اللہ میں غائب ہوجاتا ہے تو (اس سے)، معلوم ہوا کہ جسم اسم اللہ میں ظاہر ہوا اور جسم غائب ہوگیا اور اسم کا ظہور ہوگیا۔

اور اسے ظاہری اور باطنی حالت اسم اللہ کے مشاہدہ سے معلوم ہوتی ہے۔ وہ اپنے وجود میں ذکر اللہ کی لذت نہیں پاتا اور اسے اسم اللہ کی سوزش سے ذکر اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اور ہر وقت جدھر نظر اٹھاتا ہے، اسم اللہ اسے مدنظر رہتا ہے، اگرچہ وہ خود اسم اللہ نہیں دیکھتا۔ اسم اللہ کے سوا اسے کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ اور اب معاملہ ہمہ اوست در مغز و پوست والا ہوجاتا ہے۔ اور وہ صاحب عنایت ہو جاتا ہے، اور پوری غنائیت اس کی طرف رُخ کرتی ہے۔ (توحید مطلق صاحب تصور کا) نفس دل ہوجاتا ہے اور دل رُح ہوجاتا ہے اور رُح سر ہوجاتی ہے اور سر مقام خفی میں اور خفی مقام انا میں آتا ہے اور انا یخفیٰ میں آتا ہے۔ اسے توحید مطلق کہتے ہیں۔ چنانچہ اوّل آخر سے منطبق ہوجاتا ہے۔ جس طرح اوّل توحید سے نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ظاہر ہوا اور نور محمدیؐ سے روح پیدا ہوئی۔ اور روح سے نور (روشنی)، اسم، جسم، قلب، نفس، قالب، طلب، مطالب غرضیکہ وجود اربعہ عناصر پیدا ہوئے۔

پس مرشد کامل (طالب صادق کو) اسی طرح مراتب بمراتب، منزل بمنزل، مقام بمقام پہنچا کر اس کے وجود کو توحید میں غرق کرتا ہے اور اسے ازل سے ابد تک پہنچاتا ہے۔ اس لیے کہ سالک (اس راہ سے) بے خبر نہیں ہوتا۔ اس کو راہ و رسم سے پوری واقفیت ہوتی ہے۔ اور مقام منزل ازل سے ابد تک اور ابد سے ازل تک سب (مقامات) اس کے مدنظر ہوتے ہیں اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں۔

---

[1] نقل از تفسیر روحی سورہ انعام رکوع ۱۰۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ[1]

مرشد آنست کہ در مقام توحید تمام وحدانیّت منفرد مدخلہ کند. مقام منفرد کدام است ؟ جائیکہ اوّل نورِ خدا جدا شُد. بارادت صدق بشنو. مرشد رہنمای بمقام منفرد بہ بقای مدخل کند۔

فَهِمَ مَنْ فَهِمَ

پس یقین است کسی را کہ مرشد کامل مکمل اسم ذات دست دہد طرفۃ العین بذات عین توحید رساند. ہرگز صفات نگذارد بجز یکتا گشتن توحید. دیگر منزل مقام ہمہ مشترکی است ۔

بیت

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ — نگنجد در مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ

اگرچہ در توحید تمام غرق شوی خلاف شریعت و سنّت مباش ۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :

اِذَا رَاَیْتَ رَجُلاً یَطِیْرُ فِی الْهَوَآءِ وَیَمْشِیْ عَلَی الْمَآءِ وَتَرَکَ سُنَّۃً مِنْ سُنَّتِیْ فَاضْرِبُہٗ بِالنَّعْلَیْنِ[2]

[1] موضوعات کبیر از حضرت ملا علی قاریؒ ، ص : ۳۵

[2] حدیث ۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے :

"اپنے وطن[1] کو دوست رکھنا ایمان کی نشانی ہے"

مرشد کامل وہ ہے جو مقام توحید منفرد میں دخل تمام رکھتا ہے۔ مقام منفرد کونسا ہے؟ یہ وہ مقام ہے جہاں سے پہلے نورِ خدا جدا ہوا۔ (اے طالب مولیٰ!) ارادت و صدق سے سُن! مرشد کامل مقام منفرد سے مقام بقا تک دخل رکھتا ہے۔

فَهِمَ مَنْ فَهِمَ (جس نے سمجھ لیا اس کو سمجھ آگئی)

پس یقین ہے کہ مرشد کامل و اکمل جب کسی کے ہاتھ میں اسم ذات دے گا۔ اسے آنکھ جھپکنے میں عین توحید باری تعالیٰ کی ذات میں پہنچا دے گا۔ اور (طالب کو) ہرگز مقامات صفاتیہ میں نہیں چھوڑے گا۔ اور یہ بجز یکتائی توحید کے باقی تمام منازل و مقامات میں اس کا مشترک ہے۔ (اور اس سے جدا نہیں ہوتا)۔

بیت

اگرچہ فرشتہ کو قرب درگاہ حاصل ہے، مگر مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی۔

(یہ مرتبہ مرد کامل کو حاصل ہے، جس کو باری تعالیٰ عطا کرے)

(اے طالب!) اگرچہ تو توحید و معرفت میں، کامل طور پر غرق ہو جائے پھر بھی تجھے خلاف شرع و سنت نہیں ہونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے :

"اگر تو کسی کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھے یا پانی پر چلتا ہوا اور تجھے معلوم ہو کہ میری سنت پر عمل نہیں کرتا، تو تو اسے جوتے مار"

(کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکی کچھ عزت نہیں ہے، شیطان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ قدرت دی ہے)

[1] یہاں وطن سے مراد وطن حقیقی (آخرت) ہے۔

بیت باھوؒ

نماز دائمی باوقت پندار   کسی وقتی نخواند بس گنہگار

○

بشنو! فقیر یکہ باسم اللہ مشغول باشد خواہ دانا خواہ مجذوب دیوانہ باللہ یگانہ است۔ اسم اللہ ورد است بر زبان عام و ہم خاص و ہر جنبندہ و جاندار۔

فرد

محبت است کہ دل رانمی دہد آرام   دگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد؟

●

کسیکہ بگفتن نام اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ جبراً بر غصہ شود معلوم شُد کہ اسم اللہ رانمی خواہد۔ ہر آنکس دشمن خدا است اگرچہ فرض کفایت است جلّ جلالہٗ، بگوید کہ جلّ جلالہٗ گفتن عبادت است۔

اہل اسلام را باید کہ اگر کسی نام شیطان بگیرد (بہ[1]) غصہ شود و نام دنیا و اہل دنیا را نخواہد۔ ہر آنکس کہ دوست خدا است۔

قیامت قائم آن زمان خواہد شد کہ بر روی زمین ہیچ کس نام اسم اللہ تعالیٰ نخواہد گفت۔

منع کنندہ از اسم و ذکر اللہ از دو حکمت خالی نباشد یا منافق یا کافر یا حاسد، یا متکبر۔ راہبر در ہر دو جہان اسم ذات است، اسم اللہ اینست: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۲

بیت باھوؒ

دائمی نماز (قلبی) کا ہر وقت خیال رکھ۔ اور نماز وقتی (فرض پنجگانہ) جو شخص ادا نہیں کرے گا، تو بہت گنہگار ہوگا۔

(اے طالب صادق!) (غور سے) سن! جو فقیر کہ اسم اللہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے، خواہ وہ دانا ہو، خواہ مجذوب دیوانہ ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یگانہ ہوتا ہے، اسم اللہ کا ورد عام اور خاص کی زبان پر بھی اور ہر حرکت کرنے والی شے اور جاندار پر ہوتا ہے۔

فرد

محبت ہے کہ دل کو قرار نہیں دیتی، ورنہ کون شخص ہے جو آسودگی نہیں چاہتا۔

اور جو شخص کہ خدائے بزرگ و برتر کا اسم مبارک سننے سے جبراً پُر غصہ ہو جاتا ہے، معلوم ہوا کہ وہ اسم اللہ کو نہیں چاہتا۔ ایسا شخص دشمن خدا ہے۔ اگرچہ اسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ جلّ جلالہٗ کہنا مسلمانوں کے لیے فرض کفایہ ہے۔ مگر اسم اللہ سن کر جلّ جلالہٗ کہنا چاہیے، کیونکہ جلّ جلالہٗ کہنا عبادت ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اگر ان میں سے کوئی شخص شیطان کا نام لے، تو وہ (جھٹ) پُر غصہ ہو جائے۔ (کیونکہ) ہر وہ شخص جو خدا کا دوست ہے وہ دنیا اور اہل دنیا کا نام سننا گوارا نہیں کرے گا۔

قیامت اسوقت قائم ہوگی جبکہ روئے زمین پر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اسم کا نام لینے والا نہ ہوگا۔

اسم اللہ اور ذکر اللہ سے منع کرنے والا دو حال (حکمت) سے خالی نہیں یا منافق ہوگا یا کافر، پھر یا وہ حاسد ہوگا یا متکبر۔ اسم اللہ ذات دونوں جہان کا رہبر ہے۔ اور اس کے ذریعے ہر دو جہان قائم ہیں۔ اسم اللہ یہ ہے:۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللّٰہ جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ

اللّٰہ بس وماسوی اللّٰہ ہوس

برزخ اسم اللّٰہ بتوحید رسیدن طرفۃ العین

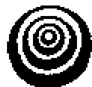


اللّٰہ ارض و سماء کا نور ہے

اللّٰہ جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ

اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس

اور جو شخص برزخ اسم اللّٰہ کو پڑھے، آنکھ جھپکنے کی دیر میں غرق فی التّوحید ہو جاتا ہے



باب دوّم

در ذکر تجلیات وتحقیقات مقامات[1] نفس وشیطان غیر ماسوی اللہ

بدانکہ تجلّی نام روشنائی است وآن نیز چہاردہ قسم است وچہاردہ مقام. باید دانست کہ ہر یک تجلّی از نشانی آثار تاثیر وجودیہ معلوم می شود۔ از ہمہ مقامہای سخت تر مقام تجلّی است۔ چراکہ در تجلّیات عارفان وواصلان ومحققان وموحدان وذاکران وطالبان ہزاران ہزار در ورطۂ دریای تجلّی غوطہ خوردہ گمراہ گشتہ اند کہ ہرگز بساحل عافیت نرسیدہ اند. بعضی مرتد وبعضی در شہرت افتادہ اند. بعضی در شرک، بعضی در بدعت واستدراج درجہ بدرجہ دوزخ زیادہ میگردد۔

اوّل تجلّی شریعت کہ آن بچشم ظاہر تعلق دارد وآنچہ بہ بیند معائنہ کند وآن بر جبین ظاہر می گردد۔ دوم تجلّی طریقت کہ ازان نور قلب میخیزد. سوم تجلّی حقیقت کہ ازان نور روح می خیزد۔ چہارم تجلّی معرفت کہ ازان نور سرّ می خیزد۔ پنجم تجلّی عشق کہ ازان نور اسرار الٰہی میخیزد. ششم تجلّی مرشد شیخ کہ ازان نور محبت واخلاص مربّی میخیزد۔ ہفتم تجلّی فقر کہ ازان نور غیر وماسوی اللہ می خیزد. ہشتم تجلّی فرشتگان کہ ازان نور تسبیح می خیزد. نہم تجلّی جن کہ ازان جنونیت ودیوانگی می خیزد۔ دہم تجلّی نفس کہ ازان شہوت می خیزد. یازدہم تجلّی شیطانی کہ ازان معصیت گناہ می خیزد۔ دوازدہم تجلّی شمس کہ ازان نور برق می خیزد۔ سیزدہم تجلّی ماہتاب کہ ازان پرتو می خیزد۔ چہاردہم تجلّی (برزخ)[2] اسما اسم اللہ جلّ جلالہٗ واسم ہُو واسم نود ونہ[99] نام باری تعالٰی

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۷

[2] ایضاً، ص ۵۷

باب دوّم

تجلیات وتحقیقات مقامات نفس وشیطان وغیر ماسوائے اللہ

(اے طالب صادق!) جان لے کہ تجلّی روشنی (نور) کا نام ہے۔ اور اس کی بھی چودہ قسمیں ہیں۔ اور اس کے مقامات بھی چودہ ہیں۔ اور جان لینا چاہیے اور ہر مقام تجلّی کی روشنائی آثار (ہر ایک طالب کے وجود میں) تاثیر علیحدہ علیحدہ ظاہر ہوتی ہے۔ فقر کے تمام مقامات میں سے تجلّی ایک سخت تر (اور مشکل تر) کام ہے۔ کیونکہ اس دریائے تجلیات کے بھنور میں ہزارہا ہزار عارف، واصل، محقق، موحد، ذاکر اور طالب (اس کی ذات کی حقیقت میں) غوطہ کھا کر گمراہ ہوگئے ہیں۔ اور ہرگز عافیت کے ساحل پر نہیں پہنچے ہیں. بعض مرتد ہوئے اور بعض شہرت کے خبط میں پڑ گئے۔ اور بعض شرک اور بدعت واستدراج میں گرفتار ہوگئے۔ غرضیکہ ہر ایک درجہ بدرجہ زیادہ ہی دوزخ کے قابل ہوئے۔

پہلی تجلّی شریعت کی ہے، جو ظاہر آنکھ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ جو کچھ دیکھتی ہے معائنہ کرتی ہے۔ اور وہ (تجلّی) پیشانی پر ظاہر ہوتی ہے۔ دوسری تجلّی طریقت ہے، جس سے دل کا نور زیادہ ہوتا ہے۔ تیسری تجلّی حقیقت کی ہے کہ اس سے نور روح زیادہ ہوتا ہے۔ چوتھی تجلّی معرفت کی ہے جس سے نورِ سرّ زیادہ ہوتا ہے۔ پانچویں تجلّی عشق کی ہے جس سے نورِ اسرار الٰہی زیادہ ہوتا ہے۔ چھٹی تجلّی مربّی مرشد وشیخ کی ہے، جس سے محبت واخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ ساتویں تجلّی فقر کی ہے۔ جس سے نورِ حق زیادہ ہوتا ہے۔ آٹھویں تجلّی ملائکہ کی ہے اور اس سے نورِ تسبیح زیادہ ہوتا ہے۔ نویں تجلّی جن کی ہے، کہ جس سے جنون اور دیوانگی زیادہ ہوتی ہے۔ دسویں تجلّی نفس کی ہے کہ جس سے خواہش نفسانی زیادہ ہوتی ہے۔ گیارہویں تجلّی شیطان کی ہے کہ جس سے معصیت وگناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ بارھویں تجلّی شمس کی ہے کہ جس سے نور برق زیادہ ہوتا ہے۔ تیرھویں تجلّی قمر کی ہے کہ جس سے نور کا پرتو زیادہ ہوتا ہے چودھویں تجلّی برزخ اسمار کی ہے، یعنی اسم اللہ جلّ جلالہٗ، اسم ہُو، ننانوے نام باری تعالٰی

واسم فقر واسم محمدؐ۔

ازمیان ہر حرف بمثل فتیلہ چراغ شمع روشن تابان ترگردد۔ لیکن در مقام تجلیات ساکن مباش وغرہ مشو۔ پیشتر باید رفت۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلسُّکُوْنُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ الْاَوْلِیَاءِ ؕ[1]

نفس بمثل دیو است۔

بیت باہوؒ

دیوزادہ نفس را علاجی نیست　　ازسوز عشقؒ بسوز تا آن دیو مسخر گردد

○

الغرض آنکہ اہل شریعت را تجلّی بر روی می تابد واہل طریقت را تجلّی بر دل میتابد واہل حقیقت را تجلّی در مشاہدہ می تابد واہل معرفت را تجلّی از سر تا قدم می تابد۔ باید دانست۔ دو تجلّی ظاہر شیطانی ونفسانی است۔ زر وسیم تجلّی شیطانی ونفسانی وہم زن۔

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ :

اَلنِّسَاءُ شَیَاطِیْنُ خُلِقْنَ لَنَا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ ؕ[2]

ونیز دو تجلّی ظاہر دیگر است۔ یک تجلّی روز و دوم تجلّی شب۔

---

[1] نقل از عوارف معارف

[2] عین الفقر مرتبہ نظام الدین ملتانی، ص ۵۸

اسم فقر اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اور ان کے ہر ایک حرف سے مانند فتیلہ اور شمع کے (انسان کا وجود) روشن اور تاباں تر ہو جاتا ہے۔ لیکن (اے طالب صادق!) تجلیات کے مقام پر آکر تو کہیں سُست ہو کر سکونت اختیار نہ کرے اور مغرور نہ ہو، بلکہ آگے بڑھنا چاہیے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"اولیاء اللہ کے قلوب پر سکون حرام ہے"۔

(اے طالب مولیٰ! شیطان نفس کے فریب میں نہ آ، کیونکہ یہ) نفس مثل دیو کے ہے۔

بیت باہوؒ

"دیوزادہ نفس کا اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں کہ (خود بھی) عشق کی آگ میں جل اور اسے بھی جلا تاکہ دیو مسخر ہو جائے"۔

خلاصہ یہ کہ اہل شریعت کی تجلی اس کے چہرے پر چمکتی ہے (اور اُن کا چہرہ منوّر ہو جاتا ہے)، اور اہل طریقت کی تجلی اس کے دل پہ چمکتی ہے (جس سے اس کا دل روشن ہو جاتا ہے)، اور اہل حقیقت کی تجلی اس کے مشاہدہ میں پڑتی ہے۔ (جس سے وہ نزدیک و دُور دیکھتا ہے) اور اہل معرفت کی تجلی اس کے سَر سے پاؤں تک چمکتی ہے (یعنی اہل معرفت کو سر سے پیر تک تجلی ہوتی ہے۔ جس کے سبب وہ ہر وقت مستغرق فی التوحید رہتا ہے)، اور جاننا چاہیے کہ شیطانی اور نفسانی دو تجلیات میں سے اوّل بظاہر زر و سیم کی تجلی ہے اور دوسری عورت کی ہے (یعنی عورت کی خواہش کا جلوہ گر ہونا ہے) اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا ہے :

"عورتیں شیطان ہیں جنہیں ہمارے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے نام سے شیاطین کے شر سے پناہ مانگتے ہیں"۔

اور بظاہر دو تجلیات اور ہیں۔
(جن کا اوپر ذکر نہیں کیا گیا)
اوّل تجلّی نورِ روز ہے اور دوسری کا نام تجلّی شب ہے۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ [1]

دراین ہر دو تجلی بانفس درمحاسبہ باش۔ اللہ تعالیٰ را حاضر ناظر دان۔

بیت باہوؒ

گر کنم شرح تجلی را تمام — رقم گردد دفترش از خاص وعام

وہ ہر مقام طالب رنجور است بامشاہدہ بہشت مزدور است۔ تا آنکہ بوحدت غرق حضور نشود۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [2] (زندہ گردد)

بیت باہوؒ

تپ زدۂ عشق راچہ طلب طبیب — داد دارو دوای جان حبیب [3]

ہیہات ہیہات!

بیت باہوؒ

بعد مُردن زندہ گشتم من بذکر لَا اِلٰہ — بہتراست از ہر عبادت دم بہ اِلَّا اللہ آہ [4]

خاص تجلی آنست کہ از درد محبت الٰہی می خیزد۔ چون موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام رؤیت خواست کہ در مناجات۔ قولہٗ تعالیٰ:

[1] سورہ النباء، ۷۸: ۱۰-۱۱

[2] نقل از عین العلم وشرح برزخ

[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۹: تپ زدۂ عشق چون طبیب طلب / داد داروی دوای جان طلب

[4] ایضاً، ص ۶۰: بعد مردن زندہ گشتہ باالااللہ — ازہر عبادت گشتہ بہتر دم باہ الا اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"ہم نے رات کو تمہارے لیے پردہ بنایا اور دن کو روزی کا ذریعہ بنایا ہے۔"

ان رات اور دن کی دونوں تجلیات میں انسان کو اپنے نفس سے محاسبہ کرنا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر سمجھنا چاہیے۔

بیت باہوؒ

"اگر میں تجلی کی پوری شرح بیان کروں، تو خاص وعام کے تمام دفتر بھر جائیں گے۔"

ہر مقام میں طالب رنجیدہ خاطر رہتا ہے اور بہشت کے مشاہدہ میں اس کے لیے مزدور بنتا ہے۔ جب تک وہ حضوری وحدت میں غرق نہ ہو جائے۔

اور جیسا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے،

"مرنے سے پہلے مرجاؤ۔"

(یعنی اپنے نفس کو مار کر زندگی حاصل کرو) کے مصداق بن جائے۔

بیت باہوؒ

عشق کے بیمار کو طبیب کی کیا حاجت ہے، کیونکہ حبیب (اللہ تعالیٰ) نے اس بیمار کو دوائے جان کا دارو عطا کر رکھا ہے۔

ہائے افسوس۔ ہائے افسوس! (یہ کس دور کی بات ہے)؛

بیت باہوؒ

"مرنے کے بعد میں لَا اِلٰہ کے ذکر کے ساتھ پھر زندہ ہوا۔ (کیونکہ) ہر عبادت سے بہتر ہے کہ ہر سانس آخر اِلَّا اللہ کے ساتھ نکلتی رہے۔"

خاص تجلی وہ ہے کہ دردِ محبت الٰہی سے پیدا ہو۔ جیسا کہ موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے دیدار کی آرزو میں اللہ تعالیٰ سے مناجات میں (یوں) کہا: "اے پروردگار!

رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ط[1] گفت۔ حق تعالیٰ فرمود: کہ ای موسیٰؑ! این گستاخی است کہ در حضرت ما کردی کہ ما وعدہ کردیم کہ تا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر آخرالزمان کہ اُو محبّ ما است ونا (اُو)[2] واُمّت اُو نہ بیند، ہیچ کس دیدار ما نہ بیند۔ موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ از شوق این سخن در گوش نکرد۔ دوّم بار مناجات کرد۔ قولہٗ تعالیٰ: رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ۔ فرمان آمد کہ ای موسیٰؑ! من تجلّی خواہم کرد۔ اما طاقت نخواہی آورد۔ موسیٰؑ گفت: الٰہی خواہم آورد۔ فرمان آمد کہ ای موسیٰؑ! بالای کوہ طور بیا۔ بندہ وار دوگانہ نماز بگذار وبہر دو زانو بحرمت بنشین، چون موسیٰ علیہ السلام ہمو نطور کرد۔ تجلّی تافت۔ کوہ طور پارہ پارہ شد۔ موسیٰؑ بیفتاد وبیہوش گشت تا سہ شبانروز افتادہ ماند۔ خبر از خویش نداشت۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ط[3]

ای موسیٰؑ! ہمین گفتم کہ طاقت نخواہی آورد۔ بعد ازان فرمان آمد۔ ای موسیٰؑ! بر تو نور تجلّی شد، بیخود گشتی وسرّ مارا آشکارا کردی و مرا بندگان اند کہ آخرالزمان پیدا خواہند شد۔ از اُمّت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواہند بود کہ ہر روز ہزار بار نور تجلّی بر دل ایشان خواہم زد و ذرّہ ایشان (تجاوز) نخواہند گرفت، بلکہ فریاد خواہند کرد۔

اِشْتِیَاقُ مُحِبَّتِیْ اِلَی الْحَبِیْبِ ط

ناگاہ آتش عشق کہ آتشی است کہ بجز در دل درویش عاشق قرار نگیرد۔ اگر مبادا صاحب دردی از غلبات شوق یک آہ از سینۂ خود بیرون کشد، جملہ عالم از مشرق تا مغرب سوختہ گردد و ہر چیہ درمیان (راہ) اوست[4] ناچیز شود۔ چون موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام بانوار تجلّی عشق مشرّف

[1] سورہ الاعراف ، ۷ : ۱۴۳ [2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ۔ ص ۶۰

[3] سورہ الاعراف ، ۷ : ۱۴۳ [4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ۔ ص ۶۱ ۔

مجھے اپنا آپ دکھلا۔ مَیں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں"۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰؑ! تم نے ہماری جناب میں گستاخی کی، کیونکہ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ جب تک ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پیغمبر آخرالزمان ہیں وہ اور ان کی امت ہمارے دیدار سے مشرف نہ ہوگی، اس وقت تک کسی کو دیدار نصیب نہ ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بوجہ شوق اس بات کی طرف توجہ نہ کی اور دوبارہ مناجات کی: "اے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں آپ کو دیکھوں"۔ حکم ہوا! کہ اے موسیٰؑ! میں تو تجلّی کروں گا، مگر تجھے برداشت نہ ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی میں برداشت کروں گا۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ کوہ طور پر آؤ۔ اور عاجزانہ طریق سے نماز دوگانہ ادا کر کے باادب بیٹھو۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، تو تجلّی ہوئی اور کوہ طور پارہ پارہ ہو گیا۔ موسیٰؑ گر پڑے اور بیہوش ہو گئے۔ اور تین رات و دن تک (ایسے) بیہوش پڑے رہے کہ اپنے آپ سے بے خبر رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے"۔

(جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آ گئے) تب خداوند تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اے موسیٰؑ! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تم برداشت نہ کر سکو گے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا:

"اے موسیٰؑ! آخر تم پر نور تجلّی پڑی"۔ اس سے تم بے خود ہو گئے۔ اور ہمارے راز کو تم نے آشکارا کیا۔ (اے موسیٰؑ!) ہمارے (بہت سے) بندے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے کہ ان کے دلوں پر مَیں ہر روز ہزار بار اپنے انوار کی تجلّی کروں گا، مگر ان میں ذرّہ بھر بھی تجاوز نہ ہوگا۔ بلکہ وہ فریاد کریں گے اور کہیں گے:

"اپنے دوست کی طرف میرا اشتیاق اور محبت ویسے ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی"۔

یاد رکھو کہ عشق کی آگ وہ آگ ہے جو دل درویش وعاشق کے سوا اور کہیں قرار نہیں پاتی۔ خدانخواستہ ایک صاحب درد غلبات شوق کی وجہ سے اگر ایک آہ اپنے سینے سے باہر نکالے، تو تمام عالم مشرق سے مغرب تک جل جائے گا۔ اور جو کچھ اسکے راستہ میں رکاوٹ ہے، سب نیست ونابود ہو جائیگا۔ (اور) جب موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام انوار تجلّی عشق سے مشرف ہوئے، تو اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے منہ

گشت، بعد ازان نور در روی موسیٰ علیہ السلام بانوار تجلی تابان شد۔ فرمان آمد کہ ای موسیٰ! بروی خود برقع بہ بند۔ بعد موسیٰ علیہ السلام ہر برقع کہ بر روی خود بہ بستی از آتش عشق سوختہ می شدی۔ چنانچہ برقع از زر و نقرہ و آہن و مس میساخت ہیچ نمی ماند، سوختہ می شد۔ بعد ازان فرمان آمد۔ ای موسیٰ! اگر ہزار برقعہ ہمچنین بپوشی، ہرگز نماند، سوختہ گردد۔ اما برقع ژندہ پوشان اہل دلق فقیر عارف باللہ فنا فی اللہ مذکور یک پرکالہ از دلق ایشان بگیر۔ ازان رقعہ برقع بساز و بر روی خود بپوش۔ آن رقعہ برقع از نظر تو نخواہد سوخت۔ موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام ہمچنان کرد تا از ژندہ پوشان رقعہ از دلق گرفت و برقع ساخت و بر روی خود بپوشید۔ آن برقع ہرگز نسوخت۔ موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام التماس کرد۔ خداوندا! این برقع چرا نسوخت۔ فرمان آمد ای موسیٰ! این برقع پارچہ درویشان است۔ ہرچہ در وجود ایشان است بجز ماسوی اللہ دیگر نیست نابود و در تجلی سر ذکر اللہ تعالیٰ وجود ایشان در یاد اللہ تعالیٰ شب و روز است۔ فقر سر اللہ است۔ واللہ سر فقر فقیر انسان است و دیگر مردم حیوان۔

حدیث قدسی

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ[1]

ابیات

من آن دم[2] کردہ سجدہ پیش معبود	کہ منبر مسجد و کعبہ نہ جا بود
نہ بودہ نفس و شیطان کفر و اسلام	نبودہ جسم و جان و روح و اعظام
نبودہ انبیاء و اولیاء نی	بہر یک میدہم زان جا نشانی
نبودہ بود[3] باہوؒ ما چہ بودیم	فنا فی اللہ بوحدت حق ربودیم

[1] حدیث قدسی نقل از مرغوب القلوب تبریزیؒ

[2] عین الفقر، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۳ [3] ایضاً، ص ۶۳: باہوؒ ہمہ باللہ بودہ ما چہ بودیم

مبارک پر انوار تجلی تاباں ہوئے۔ حکم ہؤا کہ اے موسیٰ! اپنے منہ پر نقاب ڈالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے روئے مبارک پر ہر وہ نقاب جو ڈالتے، وہ آتش عشق سے جل جاتا۔ چنانچہ آپ نے سونا و چاندی اور پیتل اور لوہے سے بھی نقاب بنا کر اپنے چہرے پر ڈالا۔ وہ بھی آتش عشق سے سوختہ ہوگیا اور کچھ نہ رہا۔ اس کے بعد حکم ہؤا کہ اے موسیٰؑ اگر تم ہزاروں نقاب اسی طرح ڈالتے رہو گے۔ تو سب کے سب سوختہ ہوتے جائیں گے، اور تمہارے منہ پر ایک بھی نہ ٹھہرے گا۔ مگر وہ نقاب جو فقیر عارف باللہ فنا فی اللہ دلق پوشوں کی گدڑی سے ایک ٹکڑا لے کر اس کا نقاب اپنے منہ پر ڈالو تو وہ نقاب تمہارے منہ پر ٹھہرے گا۔ اور جلے گا نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور آپ نے عارف باللہ فنا فی اللہ کی دلق سے ٹکڑا لے کر اس کا نقاب اپنے چہرے پر ڈالا، اور وہ نقاب ہرگز سوختہ نہ ہؤا۔ اور ان کے چہرہ پر قائم رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے متحیر ہو کر عرض کیا: اے میرے آقا! یہ نقاب کیوں سوختہ نہیں ہؤا؟ حکم ہؤا اے موسیٰؑ! یہ نقاب درویشوں کے پارچہ سے بنا ہے اور جو کچھ ان کے وجود میں ہے، بجز غیر ماسوائے اللہ کے نہیں ہے۔ اور تجلی سر ذکر اللہ تعالیٰ سے ان کا وجود شب و روز اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے۔ (تجھے معلوم ہے) کہ فقر سر اللہ ہے اور اللہ سر فقر ہے۔ فقیر انسان ہے اور باقی لوگ حیوان ہیں۔

اور حدیث قدسی میں ہے:

"انسان (کامل) میرا سر ہے اور میں اسکا سر ہوں"۔

ابیات

میں نے اپنے حق تعالیٰ کو اس وقت سجدہ کیا کہ جس وقت منبر نہ تھا، مسجد نہ کعبہ تھا، نہ کوئی اور مکان۔

نہ نفس و شیطان تھا نہ کفر و اسلام تھا۔ نہ جسم و جان تھی نہ روح تھی نہ اعظام (ہڈیاں) تھیں، نہ انبیاء تھے نہ اولیاء، کسی کا بھی نشان نہ تھا۔

سب اس وقت نابود تھے۔ اے باہوؒ! ہم بھی نہ تھے۔ بلکہ ہم وحدت الٰہی میں اس وقت بالکل فنا تھے۔

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ[۱]

ابیات

حقیقت ابتدا از من چہ پرسی | نہ بودی کن قلم نہ عرش و کرسی
نبودہ ہیچ کس آندم خدا بُود | کجا بودیم من و تو این بمقصود
خدا بودی بمن و من با خدا ئی | کہ توحید است مطلق کبریا ئی
نبودہ شش جہات[۲] زیر و بالا | بقدرت خویش بودی حق تعالیٰ
(باہُوؒ) مکانی حق بود در لا مکانی | کہ سِرّ عاشقان سِرّ نہانی

○

حدیث

اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَاتِ وَالْاٰفَاتِ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ[۳]

بیت

بجز دیدار حق مردار باشد | کہ عاشق طالب دیدار باشد
باہُوؒ بہ بدنامی رہا کردم سلامت[۴] | سلامت عاشقی اندر ملامت

---

[۱] خطبات احمدیہ
[۲] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۴
[۳] تذکرۃ الاولیاء
[۴] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۴ : باہُوؒ بہ بدنامی رہی بردم سلامت

اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔

ابیات

(اے طالب!) ابتدائے حقیقت تُو مجھ سے کیا پُوچھتا ہے۔ اس وقت نہ کُن تھا اور نہ عرش و کرسی۔

اس وقت کوئی بھی نہ تھا۔ اس وقت صرف خدا تعالیٰ کی ذات تھی۔ اس وقت مَیں اور تُو کہاں تھے؟ یہی کہنا مقصود ہے۔ (یعنی اس وقت کچھ نہ تھا)

خدا میرے ساتھ تھا اور مَیں خدا کے ساتھ تھا۔ کیونکہ مطلق کبریائی (نظریۂ) توحید ہے۔

نیچے اور اُوپر کہیں بھی شش جہات نہ تھے۔ صرف خدا ہی تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے موجود تھا۔

(اے باہُوؒ!) حق تعالیٰ کا مکان لامکان میں تھا۔ (اور ہے) اسی لیے عاشقانِ خدا کا راز سِرِّ مخفی ہوتا ہے۔

حدیث

"سلامتی وحدت میں ہے اور خلط ملط ہونے میں آفات ظاہر ہوتی ہیں۔"

(اسی لیے فقیر کثرت کو چھوڑ کر وحدت اختیار کرتا ہے اور بجز دیدارِ الٰہی کے اور کسی طرف رُخ نہیں کرتا ہے)۔

بیت

بجز دیدارِ الٰہی کے جو کچھ ہے، وہ سب مُردار اور حرام ہے۔ کیونکہ عاشق صرف دیدار کا طالب ہوتا ہے۔

(اے باہُوؒ! مَیں نے بدنامی سے اپنے آپ کو سلامتی کے ساتھ بچا لیا۔ (کیونکہ) ملامت کے اندر ہی ایک عاشق کی سلامتی ہے۔ (عشقِ الٰہی میں فرمانبردار بن کر رہنا چاہیے۔ تب جا کر عشقِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور پھر ان لوگوں پر نظرِ توجہ غالب نہیں آتی)۔

فرمان شد کہ ای موسیٰؑ! نظر تو بر فقیر فنا فی اللہ غالب و قادر نگردد۔

پس معلوم شد کہ طایفہ فقیر درویش[1] را از خاک عشق انوار تجلی سرشتہ اند کہ در زاد المنتہیٰ[2] نوشتہ دیدم۔ آن روز کہ حق تعالیٰ بعلم قدرت خواستہ کہ اہل عشق را در عالم موجودات پیدا کنم۔ زمین بود بر خاک از ان زمین حق سبحانہٗ و تعالیٰ نظر رحمت و کرم شوق اشتیاق عیش عشرت بہمت خورمی غنی بی غمی خاک پاک آورد۔ انوار سر اسرار عشق و محبت در آن خاک بدید۔ در جنبش آمد ہم در سکر آغاز عالم افتاد و در رقص در آمد و فریاد کرد اَنَا الْمُشْتَاقُ فِیْ لِقَائِیْ۔ از آن گاہ اہل عشق را از آن زمین پیدا کرد۔

بشنو! موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام در شکم مادر بود کہ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ میگفت۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِكَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ[3]

مشاہدہ پانزدہ قسم است۔

چہاردہ قسم در چہاردہ طبقات ناسوت و پانزدہم قسم خارج از ہر دو جہان است

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۴: درویشان
[2] ایضاً، ص ۹۵: زاد المنتہیٰ
[3] سورہ الاعراف، ۷: ۱۴۳-۱۴۴

حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ! تمہاری نظر فنا فی اللہ فقیر پر غالب و قادر نہ آسکے گی۔

پس معلوم ہوا کہ فقیر اور درویش گروہ کی سرشت ہی عشق و انوارِ تجلیات کی مٹی سے گوندھی گئی ہے۔ جیسا کہ میں نے کتاب زاد المنتہیٰ میں لکھا دیکھا ہے کہ جس روز حق تعالیٰ نے اپنے علم قدرت سے اہلِ عشق کو عالم موجودات میں پیدا کرنا چاہا، تو اس خاک پر جس سے اُن کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تھا، اس پر نظر رحمت و کرم ڈالی اور اُسے شوق و اشتیاق اور عیش و عشرت اور خوشی و خرمی کی نگاہ سے دیکھا، تو اس خاک میں اسرارِ عشق و محبت کے انوار ظاہر ہوئے اور اسے جنبش ہوئی اور مستی کے عالم میں آگئی اور رقص کرتی ہوئی فریاد کرنے لگی: "کہ میں آپ (اللہ تعالیٰ) کے دیدار کی مشتاق ہوں" تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے اہلِ عشق کو پیدا کیا۔

اے طالب! غور سے سُن! (اسی لیے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کے پیٹ میں رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ (اے پروردگار! مجھے اپنا دیدار دکھا) کی فریاد کی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور جب موسیٰؑ حسب وعدہ حاضر ہوئے اور ان سے اُن کے رب نے کلام فرمایا، تو انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ البتہ تو اس پہاڑ کی طرف دیکھ۔ اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا، تو پس تو مجھے دیکھ سکے گا۔ پس جب اُس کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی، تو اُسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب ہوش ہوا تو بولے: سب تعریف تیرے لیے ہے۔ میں تجھ سے اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہوں اور میں سب سے پہلے تجھ پر ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ فرمایا اے موسیٰؑ! میں نے تجھے لوگوں سے برگزیدہ کیا، اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ جو میں نے تجھے عطا فرمایا۔ اور تو اس کیلئے شکر گزار ہو جا۔"

مشاہدہ کی پندرہ قسمیں ہیں۔ ان میں سے چودہ مقامات ناسوت کے ہیں۔ اور ایک مقام ہر دو جہان سے باہر ہے اور وہ مقام لاہوت سے ہے۔ جو خاص مقام

لاہوت مقام کہ بعین ذات صرف توحید باری تعالیٰ است۔ چنانچہ ہر یک مقام را شرح دادہ شود۔

مشاہدۂ تسبیح، زبان، نفس، قلب، روح، آفتاب، مہتاب، جن، ملائک، شیطان، آتش، خاک، باد، آب، صورت شیخ، این چہاردہ ناسوت است۔ پانزدہم مقام توحید فنا فی اللہ بقا باللہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1] ہمہ اوست در مغز و پوست گردد۔ چون طالب (اللہ)[2] در مقام توحید غرق شود۔ ازین چہاردہ جدا فرق گردد۔

بیت باہوؒ

ہر کہ بیند روی فقرش صبح و شام   آتش دوزخ برو گردد حرام

باہوؒ با خدا ہم نفس است و او از برای این خادم ہم نفس است۔ مارا با او الفت ہمیش است۔ باہوؒ را ازان گویند مردم نام باہوؒ۔

اَلْعَاقِبَةُ بِالْعَافِیَةِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی[3]

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

تو عین تجلی و تجلی مجو   تجلی بستر تو شوی عین او[4]

---

[1] نقل از انوار غوثیہ

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۶ [3] سورہ طٰہٰ ۲۰: ۴۷

[4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۶ : سر تجلی تو شوی عین او

ذات و توحید صرف باری تعالیٰ کا ہے۔ چنانچہ ہر ایک مقام کی تفصیل دی جاتی ہے۔

مقامات مشاہدۂ تسبیح، زبان، نفس، قلب، رُوح، آفتاب، مہتاب، جنّ، ملائکہ، شیطان، آتش، خاک، باد، آب اور صورت شیخ۔ یہ چودہ مقامات ناسُوت سے ہیں۔ اور پندرھواں مقام توحید فنا فی اللہ بقا باللہ مقام لاہوت سے ہے۔ اور یہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (جب فقر کامل ہو جاتا ہے تو مشاہدۂ الٰہی فقیر کو حاصل ہوتا ہے)، کا مقام ہے۔ جب فقیر اس جگہ آجاتا ہے۔ ہمہ اوست در مغز و پوست ہو جاتا ہے۔ اور طالب اللہ جب مقام توحید میں غرق ہو جاتا ہے، تو ان چودہ مقامات سے جُدا ہو جاتا ہے۔

بیت

جو شخص کہ شب و روز مقام فقر فنا فی اللہ سے مشرف ہوتا ہے، اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

اے باہوؒ! چونکہ تُو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہم نفس ہے۔ اس لیے وہ بھی اس خادم (باہوؒ) سے ہم نفس ہے۔ ہم کو اس (اللہ) کے ساتھ ہمیشگی کی الفت ہے۔ اسی لیے لوگ باہوؒ کو باہوؒ کے نام سے پکارتے ہیں۔

عاقبت سے عافیت حاصل ہوتی ہے۔ اور سلام اُس پر جو نیک بات کی پیروی کرے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

تو بذات خود اس (اللہ تعالیٰ) کی ایک تجلی ہے۔ اب دوسری تجلی مت ڈھونڈو (بلکہ) اسی کے راز کو دریافت کر، تاکہ تو عین حقیقت کا مشاہدہ کرے۔

ابیات

نُور ز نورش ہمہ شد ظہور ہرچہ بہ بینی تو از وگشتہ نور
آن نور تجلی کہ بموسیٰؑ بطور عین عنایت است مرا حق ظہور[1]

بیت

باہُوؒ ہمدم ہمقدم ہم درکنار گر تو چشمی داشتی با حق نگار
تجلی خاص الخاص ہمین است کہ از میان حروف اسم اللہ برآید. برزخ اسم اعظم اینست۔

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

بیت

تو بخود مغرور و از حق بی خبر کی رسی در معرفت حق بی بصر[2]
اسم ہادی اسم شافی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:
لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ[3]

لِلّٰہ

برزخ توحید غرق شدن طرفۃ العین اسم اللہ۔
فردا قیامت چون عاشقان را در مقام تجلی بیارند حکم اللہ تعالیٰ شود کہ چشم باز کنید پس

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۶: عین عنایت است مرا حق ظہور آن نور تجلی بموسیٰ شد بطور
[2] ایضاً، ص ۶۷: کی رسی با معرفت اے بی بصر
[3] سورہ المؤمن، ۴۰: ۱۶

ابیات

اسی کے نور کا پرتو سب پر ظاہر ہوگیا۔ جو کچھ تُو دیکھ رہا ہے، اسی کے پرتو سے روشن ہُوا ہے۔
وہی نور تجلی جو حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر دیکھی۔ حق تعالیٰ کی عین عنایت ہے کہ وہ مجھ پر ظاہر کردی ہے۔

بیت

اے باہُوؒ! وہ میرے ساتھ ہمدم، ہمقدم اور بالکل نزدیک ہے۔ اگر تیری آنکھیں بھی حق نگار ہوتیں، تو تجھے بھی نظر آتا۔
خاص الخاص کی تجلی یہی ہے کہ حروف کے درمیان سے اسم اللہ حاصل ہوتا ہے اور یہ برزخ اسم اعظم ہے۔

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

بیت

تُو اپنی ذات میں مغرور ہے اور حق سے بے خبر ہو رہا ہے۔ تُو اس طرح بے بصر ہوکر معرفت کے مقام میں کب پہنچ سکتا ہے؟
اسم ہادی اسم شافی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ
ارشاد خداوندی ہے:
"اس دن کس کا راج ہے۔ اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا"

لِلّٰہ

اور جو شخص برزخ اسم اللہ کو پڑھے، طرفۃ العین میں غرق فی التوحید ہوجاتا ہے۔
کل قیامت کے روز جب عاشقوں کو مقام تجلی میں بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ اپنی آنکھیں کھولو۔ پس عاشقوں میں سے ہر ایک عاشق کو سامنے لے جائیں

ہر یکی از عاشقان را پیش برند۔ ہزار بار پیش حق سبحانہٗ وتعالیٰ میفرماید کہ دیدار ما بہ بینید۔ بر ہر فقیری ہر بار کہ تجلی شود ہفتاد ہزار سال بی ہوش افتادہ می شوند و ہر بار کہ از بی ہوشی باز آیند فریاد می کنند۔

هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ۔ باز تجلی شود۔ (ہر بار)[1] ہفتاد ہزار سال (بی ہوش باشند)[2] آنگاہ در مقام خود باز آیند۔

اما تجلی ظاہر باطن از حق تعالیٰ ہمو نست کہ وجود عاشقان نفیر فنا فی اللہ از سر تا قدم پُر تجلی است۔

چنانچہ نقل است کہ روزی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا در خانہ نشستہ بود بہ جمعی اولیاء اللہ۔ وقت شب در خانہ تاریکی تمام بود و در ملک یک فلوس نداشت کہ چراغ روشن شود۔ ہمہ حیران ماندند کہ روی یکدیگر نمی دیدند۔ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا بر انگشت دم کرد کہ از میان ہر دو انگشت بمثل آفتاب چراغی پیدا شد۔ ہمہ اولیاء اللہ حیران ماندند۔ پس معلوم شد کہ وجود نفیر فنا فی اللہ تمام تجلی است کہ نفر عین ذات با ذات است۔ تجلیات روشن از نور اللہ تعالیٰ۔

ابیات باہوؒ

باہوؒ ز سر تا پای تجلی گشت نوری   من آن نورم کہ نور از من ظہوری

[1] عین الفقر، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۷

[2] ایضاً، ص ۶۸ - ۶۷

گے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہزار بار اُن کے سامنے فرمائے گا کہ ہمارا دیدار کرو۔ ہر فقیر پر ہر بار تجلی ہوگی اور وہ ستر ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہے گا اور ہر بار جب ہوش میں آئے گا تو فریاد کرے گا۔

هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ (کچھ اور زیادہ کچھ اور زیادہ) پھر تجلی ہوگی۔ ہر بار ستر ہزار برس تک (یہ فقرا) بے ہوش رہیں گے۔ پھر کہیں جا کر اپنے مقام پر آئیں گے۔

پس حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر و باطن کی تجلی اسی طرح ہے کہ فقیر عاشقان فنا فی اللہ کا وجود سر سے پاؤں تک انوار تجلی سے پُر ہوتا ہے۔

چنانچہ (قصہ) منقول ہے کہ ایک دن رابعہ بصری علیہا الرحمۃ (اپنے) گھر پر تشریف رکھتی تھیں۔ اولیاء کرامؒ کا ایک گروہ اُن کی زیارت کے لیے جمع ہوا۔ رات کے وقت (بے سروسامانی کی وجہ سے) گھر میں پوری تاریکی تھی۔ (اس میں روشنی مطلق نہ تھی) اُنکے پاس ایک پھوٹی کوڑی تک نہ تھی، کہ چراغ روشن ہو جائے۔ وہ سب حیران رہ گئے۔ کہ (بوجہ تاریکی) وہ (اولیاء کرامؒ) ایک دوسرے کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے (یہ حال دیکھ کر) اپنی انگشت مبارک پر دم کیا اور اُن کی ہر دو انگلیوں میں سے آفتاب کی طرح ایک روشنی پیدا ہوئی۔ (اور وہ قندیل سے زیادہ روشنی دینے لگی) (اس کو دیکھ کر) تمام اولیاء کرامؒ حیران رہ گئے۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر فنا فی اللہ کا وجود ہمہ تن تجلی ہے۔ چونکہ فقیر عین ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسلیے تجلیات اس پر اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہوتی ہیں۔

ابیات باہوؒ

اے باہوؒ! سر سے پاؤں تک اس کے نور کی تجلی ظاہر ہو رہی ہے۔ میں اس نور سے ہوں جسکے نور کا پرتو مجھ سے ظاہر ہے۔[1]

[1] سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ نے یہاں محض بطور اظہار تشکر کے اپنا حال تحریر فرمایا ہے۔ وہ ایسے ہی روحانی مرتبہ پر فائز تھے اور ایسی مقدس ہستیاں قابل دیدار ہوتی ہیں۔

دیدہ بیار کہ لایق دیدار باشد　　نگار جلوۂ ذاتی نگر زبان مکشائی[1]

کہ در مشاہدۂ دوست دم زدن غلط است۔ وجود فقرا پر نور است۔ نہ وجود مردم عام کہ از اربع عناصر ظہور۔ فقیر چون خواہد کہ آتش وجود او ہمہ آتش بود آتش با آتش آمیختہ گردد و فقیر چون خواہد کہ آب وجود او ہمہ آب شود آب با آب آمیختہ گردد و فقیر چون خواہد کہ باد وجود او ہمہ باد شود باد بہ باد پریدہ آمیختہ گردد و فقیر چون خواہد کہ خاک وجود او ہمہ خاک شود خاک با خاک آمیختہ گردد۔ وجود ایشان یک لطیفہ است کہ از عشق می خیزد۔ بجز ذات معشوق قرار ندھد تا آنکہ معشوق خود را نبیند۔ از ازل تا ابد مشتاق گشتہ سرگردان ماند۔ چہار چیز را قرار نیست۔ آفتاب را و ماہتاب را و باد را و عاشق را۔

بشنو! فقیر عاشق فنا فی اللہ نشود تا آنکہ یازدہ چیز را از خود قطع نکند۔

۱۔ اوّل ترک اکسیر۔
۲۔ دوّم ترک تکسیر۔
۳۔ سیوم ترک علوم۔
۴۔ چہارم ترک ذکر۔
۵۔ پنجم ترک فکر۔
۶۔ ششتم ترک امید بہشت۔
۷۔ ہفتم ترک بیم دوزخ۔
۸۔ ہشتم ترک حبّ دنیا درم زر مال۔
۹۔ نہم ترک رجوعات خلق۔

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۸: نگار جلوۂ ذاتی زمانگرہ بکشاید

وہ آنکھیں لا جو کہ دیدار کے لائق ہوں۔ ذاتی جلوہ کی تصویر دیکھ اور زبان نہ کھول۔

کیونکہ مشاہدۂ دوست میں دسوائے اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے درستی ولایت کا)، دم مارنا لغو ہے۔ فقراء کا وجود نور سے ہوتا ہے۔ ان کا وجود عوام کا وجود نہیں ہوتا ہے جو کہ اربعہ عناصر سے بنا ہوتا ہے۔ فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی آگ تمام آگ بن جائے تو آگ آگ سے مل جاتی ہے۔ اور فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کا پانی تمام پانی ہو جائے تو پانی پانی سے مِل جاتا ہے۔ اور جب فقیر چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی ہوا تمام ہوا ہو جائے تو ہوا اڑ کر ہوا کے ساتھ مل جاتی ہے اور فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی خاک تمام خاک ہو جائے تو خاک خاک کے ساتھ مل جاتی ہے۔ اُن کا وجود ایک لطیف شے ہے جو کہ آتش عشق سے بھڑکتی ہے۔ اور بجز ذات معشوق کے قرار نہیں پاتی۔ اور وہ جب تک اپنے معشوق کو نہیں دیکھتا، ازل سے ابد تک مشتاق ہو کر پریشان حال رہتا ہے۔ (کیونکہ) چار چیزوں کو قرار نہیں ہے۔ آفتاب و ماہتاب کو اور ہوا کو اور عاشق کو۔ (پس ایسا ہی حال ان فقراء کا ہے)

(اے طالب مولیٰ! غور سے) سُن! فقیر عاشق فنا فی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے سے گیارہ چیزوں کو ترک نہ کر دے۔ (اور وہ چیزیں یہ ہیں)

(۱) اوّل اکسیر۔ (یعنی تصور اسمِ ذات)
(۲) دوّم تکسیر۔ (یعنی دعوت القبور)
(۳) سوّم علوم۔
(۴) چہارم ذکر۔
(۵) پنجم فکر۔
(۶) ششتم امید بہشت۔
(۷) ہفتم خوف دوزخ۔
(۸) ہشتم حب دنیا زر و مال و درہم۔
(۹) نہم خلق کی طرف رجوع کرنا۔

۱۰۔ دہم ترک نام ناموس۔

۱۱۔ یازدہم ترک مجلس اہل دنیا۔

تا آنکہ ازین چیزھا ترک نکند ہرگز بمراتب فقیر فنا فی اللہ نرسد۔ بجز ترک جانی و کشتن نفس بدست بیعت مرشد (کامل) راہ ربانی حاصل نشود کہ دنیا فانی است۔

حدیث

اَلدُّنْيَا يَوْمٌ وَلَنَا فِيهَا صَوْمٌ [1]

ونیز فرمود:

حدیث

اَلدُّنْيَا ظِلٌّ زَائِلٌ [2]



[1] نقل از عین العلم

[2] حدیث

(۱۰) دہم (خیال) نام وناموس۔

(۱۱) یازدہم مجلس اہل دنیا۔

(پس) جب تک فقیر ان چیزوں کو ترک نہ کرے۔ وہ ہرگز فنا فی اللہ کے مراتب پر نہیں پہنچ سکتا، اور نہ ہی اس کو ربانی راستہ حاصل ہو سکتا ہے۔ تاوقتیکہ اپنی جان کو ترک نہ کر دے، اپنے نفس کو مار نہ دے اور (کسی) مرشد (کامل) کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے۔ کیونکہ دنیا فانی ہے۔ (اور ان تمام متذکرہ بالا چیزوں کا تعلق اس سے ہے)

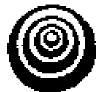
حدیث

"دنیا صرف ایک دن ہے۔ اور ہمارے لیے اس میں گویا ایک روزہ ہے"۔
اور پھر ارشاد ہوا:

حدیث

"دنیا ایک سایہ ہے جو جاتا رہے گا" (لہذا یہ قابل اعتبار نہیں)

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس



باب سیوم

ذکر مرشد وطالب سبیل اللہ فقر فنا فی اللہ وبقا باللہ

مرشد کامل کرا گویند؟ ومرشد چہ خاصیت ووصف دارد؟ ومرشد بکدام سلک سلوک در توحید غرق کند وچہ طور بحضور مدخل مجلس نبوی صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف گرداند؟ واز مرشد چہ چیز حاصل شود؟ ومرشد چہ مقام منزل مراتب دارد؟ مرشد فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ صاحب تصرف یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ لَایَحْتَاجُ بمثل سنگ پارس۔ ہمچون محک نظرش ہمچون آفتاب خوئی بد مبدل کند۔ ہمچون رنگریز۔ باخبر ہمچون[1] تنبولی بر برگ پان۔

بیت

آہن کہ بپارس آشنا شد فی الحال بصورت طلا شد

○

صاحب خلق چنانچہ خلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہربان تر چنانچہ از مادر و پدر فایق راہ نماید۔ چنانچہ ہادی سبیل اللہ گوہر بخش۔ چنانچہ کان سنگ لعل قیمت موج کرم۔ چنانچہ دریای دُر و ہر منزل کشای۔ چنانچہ مفتاح در قفل۔ از دنیا زر مال

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۷

باب سوّم

مرشد کامل وطالب صادق کی خصوصیات

(اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ) مُرشد کامل کِسے کہتے ہیں اور مُرشد کیا خاصیت اور صفت رکھتا ہے۔ مرشد کس طریق سے (طالب کو) توحید میں غرق کرتا ہے۔ اور کس طرح (طالب کو) مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچاتا ہے اور مُرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور مُرشد خود کیا مقام رکھتا ہے اور کن مراتب کا حامل ہے۔ اور (یہ بات یاد رہے کہ) مرشد فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ صاحب تصرف ہوتا ہے۔ اور یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ (مارتا جلاتا ہے یعنی مُردہ دل کو زندہ اور نفس کو مُردہ کرتا ہے) وُہ سنگ پارس کی طرح لایحتاج ہوتا ہے۔ اس کی نظر (طالب کے لیے) مثل کسوٹی کے ہوتی ہے۔ وُہ آفتاب کی طرح (طالب کی) خوئے بد کو تبدیل کر دیتا ہے۔ (سورج ہوائے بد کو تبدیل کرتا ہے) وہ رنگریز کی طرح ہوتا ہے (جس طرح وُہ کپڑے کو عمدہ سے عمدہ رنگ میں رنگ سکتا ہے)، وُہ پان فروش کی طرح باخبر ہوتا ہے، جو پان کے پتّوں کی نگہبانی کرتا ہے (اسی طرح مرشد کامل طالب اللہ کی حفاظت کرتا ہے)

بیت

"لوہا (جونہی) سنگ پارس سے آشنا ہُوا، وہ فوراً سونے کی شکل میں تبدیل ہوگیا۔"

اسی طرح مُرشد کامل صاحب خلق ہوتا ہے۔ خلق محمدیؐ کی صفت اس میں پائی جاتی ہے۔ وہ ماں باپ سے زیادہ (مریدوں پر) مہربان ہوتا ہے۔ وہ ان کی راہنمائی کرتا ہے۔ وہ گویا راہ اللہ کا ہادی اور گوہر بخش ہوتا ہے۔ وہ سنگ لعل کی کان کی طرح بیش قیمت ہوتا ہے۔ وہ دریائے دُر کی طرح موج کرم ہوتا ہے۔ (یعنی سخی ہوتا ہے) وُہ (طالبوں کے لیے) اس طرح مشکل کشا ہوتا ہے جیسا کہ چابی قفل کے لیے ہوتی ہے۔ وُہ طالب

بی نیاز۔ چنانچہ بی طمع عزیز طالبان چنانچہ جان عزیز خویش مفلس تمام۔ چنانچہ درویش۔ مردہ شو غسّال راگویند۔ طالب مُردہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ہ راجویند۔ تن او مُردہ دل زندہ باید۔ در راہ فقر فاقہ فقیر والآنہ طالب نالائق راہ خویش گیر۔ یا آنکہ مرشد بمثل گل کوب (باشد چنانچہ گل پیش[1]) دم نزند۔ آنچہ داند کند۔

بیت

گِل راچہ مجال است کہ گوید بکلال   از بہرچہ سازی وچرا می شکنی

لیکن مرشد نیز خدا بین باشد و طالب صادق الیقین۔ مرشد رفیق راگویند۔

حدیث

اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ[2]

بیت

باہوؒ مرشدان این زمانہ زرگیر   ہر کہ نظرش زر کند آن بی نظیر

ابیات

باہوؒ مرشدان این زمانہ زر پرست زن پرست   زن پرست و زر پرست و دل سیاہ خود پرست

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷۱

[2] حدیث

کو دنیا کے مال و زر سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہ خود بے طمع ہوتا ہے۔ طالب اس کو عزیز ہوتے ہیں، جس طرح کہ جان عزیز ہوتی ہے۔ وہ خود پوری طرح مفلس ہوتا ہے، جس طرح کہ درویش ہوتا ہے۔ مردہ کو غسل دینے والے کو غسّال کہتے ہیں، طالب مُردہ دل ایسے مرشد کی تلاش میں رہتا ہے "جو موت سے پہلے مرجائیے" کی اصطلاح میں آتا ہے۔ وہ (مرشد) مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ طالب کو بھی چاہیے کہ وہ راہ فقر و فاقہ میں ثابت قدم رہے، ورنہ وہ ایک نااہل خود سر طالب کہلائے گا۔ اور یہ کہ مرشد طالب کے حق میں، مثل گِل کوب (کمہار) کے ہوتا ہے۔ چنانچہ مٹی اس کے سامنے کوئی دم نہیں مارتی۔ وہ جو کچھ جانتا ہے کرتا ہے۔ (یہی مثال مرشد کامل کی ہے)

بیت

مٹی کی کیا مجال ہے کہ وہ کمہار کو کہے کہ وہ اس کو کس لیے بناتا ہے اور اُسے کیوں کوٹتا پیٹتا ہے۔

لیکن مرشد (کو چاہیے کہ وہ) بھی خدا بین ہو، اور طالب صادق الیقین ہو۔ مرشد رفیق کو کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کہ پہلے رفیق (مرشد) ساتھ لو، پھر راہ چلو"۔

بیت

اے باہوؒ! اس زمانہ کے مُرشد پیسے بٹورنے والے ہیں۔ وہ مرشد کہ جس کی نظر سونا بنائے، وہ بے مثال ہے۔

ابیات

اے باہوؒ! اس زمانہ کے مرشد زر پرست و زن پرست ہیں۔ (اور) زن پرستی و زر پرستی سے سیاہ دل ہو کر خود پرست ہو گئے ہیں۔

باہُوؒ مرشدان واصلان حق عشق سوز　　ہر ساعتی ہر دم بسوزد شب بروز

بشنو! وجود آدمی بمثل شیر است و دوغ نیز در شیر است۔ وجغرات در شیر و مسکہ در خیر و روغن در شیر۔ ہمچنان در وجود آدمی نفس قلب روح سر ساکن در یک خانہ مقام است۔ مرشد آن را گویند۔ چنانچہ در شیر موافق قدر دوغ اندازد۔ در تمام شب جغرات جمع شود و جغرات را حل کنند مسکہ برآید۔ دوغ جُدا مسکہ جُدا۔ چون مسکہ را بر آتش نہند از سوزش آنچہ میل باشد از مسکہ برطرف گردد۔ خالص روغن پاک شود۔ پس مرشد از زن کمتر نباشد۔ چنانچہ کار شیر زن با تمام رساند۔ مرشد طالب اللہ را در وجود طالب مقام نفس جُدا نماید و مقام قلب جُدا نماید و مقام روح جُدا نماید و مقام سر جُدا نماید و مقام توفیق الٰہی جُدا نماید و مقام علم شریعت طریقت حقیقت معرفت جُدا نماید و مقام خناس خرطوم شیطان حرص حسد کبر جُدا نماید۔ چنانچہ قصاب بُز را کشد و پوست از جان برآرد و ہر رگ و ہر گوشت بشناسد و علیحدہ علیحدہ کند و آنچہ در گوشت غیر باشد دور اندازد و مرشد کامل مکمل ہمچنان باید و الآنہ (طالب) دست چہار مرشد بگیرد۔

۱۔ مرشد شریعت۔

۲۔ و مرشد طریقت۔

۳۔ و مرشد حقیقت۔

۴۔ و مرشد معرفت۔

و شریعت چیست؟ بنای اسلام کلمہ حج زکوٰۃ مال روزہ نماز است و طریقت چیست؟

؎ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۷، کثافت

اے باہُوؒ! مرشداں و واصلان حق عشق سوز ہوتے ہیں۔ (اور اسی کی تپش میں) وہ ہر گھڑی ہر دم شب و روز جلتے رہتے ہیں۔

(اے طالب! غور سے) سُن! انسان کے وجود کی مثال دُودھ جیسی ہے اور دہی بھی دُودھ سے بنتا ہے اور چھاچھ، مکھن اور گھی بھی سب دودھ سے بنتا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں نفس، قلب، روح اور سر کا ایک ہی خانہ میں قیام ہے۔ مُرشد بھی اسی کو کہتے ہیں (جو اس فن کا ماہر ہو) جو دودھ میں بقدر ضرورت دہی ڈالتا ہے۔ یعنی جاگ لگاتا ہے۔ تمام رات میں چھاچھ اکٹھی ہو جاتی ہے اور چھاچھ کو حل کرتے ہیں اور مکھن نکل آتا ہے۔ دہی الگ اور مکھن الگ ہوتا ہے۔ جب مکھن کو آگ پر رکھتے ہیں تو اس کی تپش سے مکھن سے میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور خالص گھی پاک صاف ہو کر نکل آتا ہے۔ پس مرشد بھی عورت سے کم نہیں ہوتا ہے۔ وہ بھی دُودھ (سے مکھن نکالنے) والی عورت کے کام کو انجام تک پہنچاتا ہے۔ (مرشد (کامل) طالب اللہ کے وجود میں سے مقام نفس و مقام قلب و مقام روح و مقام سر و مقام توفیق الٰہی و مقام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و مقام خناس و خرطوم شیطان و حرص و حسد اور غرور کو جُدا جُدا کرتا ہے (تاکہ محمودات کو قائم رکھے اور مذمومات کو نکال ڈالے) جس طرح قصاب بکری (جانور) کو ذبح کرتا ہے اور کھال اس کے بدن سے جُدا کرتا ہے۔ وہ اس ذبیحہ کی ہر رگ اور ہر گوشت سے واقف ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کے تمام اجزا کو علیحدہ علیحدہ کرتا ہے۔ اور جو کچھ گوشت میں زائد چیزیں (خون نجس و مکروہ) ہوتی ہیں دُور پھینک دیتا ہے۔ (اور گوشت کو صاف کر دیتا ہے) مرشد کامل مکمل کو ایسا ہی ہونا چاہیے (کہ تمام مقامات فقر سے خوب واقف ہو) ورنہ ہرگز مرشد ناقص کی بیعت نہ کرے۔ اگر ایسا مرشد نہ ہو تو طالب کو چاہیے کہ ان چار مرشدوں کا ہاتھ پکڑ لے۔

۱۔ مرشد شریعت۔

۲۔ مرشد طریقت۔

۳۔ مرشد حقیقت۔

۴۔ مرشد معرفت۔

اور مرشد شریعت کیا ہے؟ مرشد شریعت بنائے اسلام کلمہ، حج، زکوٰۃ، روزہ،

وطریقت چیست؟ درگردن طوق بندگی از ہر دو جہان بی نیاز است۔

وحقیقت چیست؟ خود را بدست خود کشتن جان بازیست۔

ومعرفت چیست؟ صاحب سرّ اسرار راز است۔

ہرکہ طالب اللہ را باین مراتب مرشد نرساند بطال و دغا باز است۔

چون بینی کہ فقیری در زہد تقویٰ ریاضت چلہ کشی بقدر رنج خود بسیار کشد و خبراز باطن ندارد بداند کہ در بادیۂ ضلالت افتادہ است عاقبت ہمچون جعل خواہد شد۔

فقیر دو قسم است۔ یک صاحب باطن، دوم صاحب بطن، ہرکہ شکم را بہ بند و خالی دارد، آن را خبراز باطن نیست۔ انجام او باطل خواہد شد۔ صاحب باطن چندان کہ بخورد دو چندان در وجود او نور ظہور گردد۔ خوردن فقرا او نور است۔

وشکم فقرا تنور است وقلب فقرا بیت المعمور است و خواب فقرا حضور است و نزدیک ایشان زاہد طالب بہشت مزدور است و عاقبت ایشان مغفور است۔

ومرشد نیز دو قسم است:

مرشد صاحب نظر و مرشد صاحب زر۔

مرشد فضلی سالی و مرشد وصلی لازوالی۔

مرشد ہمچون درخت باید۔ چنانچہ درخت سرہا دگر ما بر سر خود اختیار و قبول کند وکسیکہ در زیر سایۂ درخت بنشیند، آسایش تمام یابد۔ مرشد باید دشمن دنیا

اور نماز پر قائم رہتا ہے۔

مرشد طریقت کیا ہے؟ مرشد طریقت گردن میں بندگی کا طوق ڈال کر دونوں جہاں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اور مرشد حقیقت کیا ہے؟ مرشد حقیقت نفس کشی اور اس کی سرکوبی میں جانبازی کرتا ہے۔

اور مرشد معرفت کیا ہے؟ مرشد معرفت سرّ اسرار سے مطلع ہو کر صاحب راز ہوتا ہے۔

جو مرشد کہ طالب اللہ کو ان مراتب پر نہ پہنچا سکے، وہ مکار و دغاباز ہے۔

جب تو دیکھے کہ ایک فقیر زہد، تقویٰ، ریاضت اور چلہ کشی میں محنت شاقہ تو بہت کرتا ہے، مگر باطن سے بے خبر ہے، تو سمجھ لے کہ وہ گمراہی کے بیابان میں پڑا ہوا ہے۔ اس کا انجام بھی چاپلوس شخص کی طرح ہوگا۔

فقیر (بھی) دو قسم ہوتا ہے۔ ایک صاحب باطن اور دوسرا صاحب بطن۔ صاحب بطن (حیوانوں کی طرح) شکم پُری کرتا ہے۔ اس کو علم باطن کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کا انجام خراب ہوگا۔ صاحب باطن جتنا کہ وہ کھاتا ہے۔ اس سے دو چند اس کے وجود میں نور کا ظہور ہوتا ہے فقرا کا کھانا (نُور ہی) نور ہوتا ہے۔

اور فقرا کا پیٹ تنور اور ان کا قلب بیت المعمور ہوتا ہے۔ اور اُن کا سونا حضوری (دیداری) ہوتا ہے۔ اور اُن کے نزدیک زاہد طالب بہشت مزدور ہے۔ اور انکی آخرت منظور ہے۔

اور مرشد کی بھی دو قسمیں ہیں:

ایک مرشد صاحب نظر اور دوسرے مرشد صاحب زر۔

(یعنی) مرشد فصلی سالی اور مرشد وصلی لازوالی،

اور مرشد کو چاہیے کہ وہ پھل دار اور سایہ دار دونوں درختوں کی طرح خاصیت رکھتا ہو، کیونکہ جو شخص درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھتا ہے۔ پوری طرح آرام پاتا ہے اسی طرح مرشد کو چاہیے کہ وہ طالب کو دین و دنیا میں فائدہ پہنچاتا رہے، جیسا کہ درخت پھل بھی دیتا ہے اور اپنے سایہ سے آرام بھی پہنچاتا ہے۔ لہذا مرشد کو چاہیے کہ وہ ہر

دوست دین و طالب باید صاحب یقین کہ از مرشد مال و جان ہیچ دریغ ندارد و مرشد باید ہمچون نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و طالب باید ہمچون ولی اللہ نہ لعنت اللہ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ خَطِيئَةٍ [1]

از فضیلت وسیلت بہتر است، چراکہ وقت گناہ علم فضیلت مانع نشود۔ وسیلت مانع از گناہ کردن دست بگیرد، چون حضرت یوسفؑ از زلیخا۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلشَّيْخُ فِي قَوْمِهٖ كَنَبِيٍّ فِي اُمَّتِهٖ [2]

مرشد آن را گویند کہ بایک نظر نقش علم نسیانی کند و آشناسی ہر دو جہانی گرداند کہ جاہل رابیک نظر علم کلی واضح گردد۔ آنچہ نداند بخواند۔

بیت باہوؒ

گر ترا علم است یا دانش عظیم — بی وسیلت می روند راہ رجیم [3]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلْوَسِيْلَةُ دَرَجَةٌ [4]

---

[1] عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔ جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ۔

[2] ضیاء القلوب۔

[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۷: گر ترا علم است یا علم است یا دانش عظیم / بے وسیلت میروند راہ رجیم

[4] نقل از رسالہ غوثیہ۔

زمانہ میں طالب کو فیض پہنچاتا رہے، مرشد کو چاہیے کہ وہ دشمن دنیا ہو، اور دین کا دوست ہو۔ اسی طرح طالب کو بھی صاحب یقین ہونا چاہیے کہ مرشد سے اپنی (ظاہری) جان و مال سے کچھ دریغ نہ کرے۔ اور مرشد کو چاہیے کہ وہ نبی اکرمؐ کے سے خصائل اختیار کرے اور طالب کو چاہیے کہ وہ اپنے میں ولی اللہ کی صفات پیدا کرے یعنی ولی اللہ بنے اور دنیا میں، اللہ کی لعنت نہ لے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

"جس طرح ترکِ دنیا تمام عبادتوں کی جڑ ہے، اسی طرح حُبِ دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے۔"

(اور مرشد طالب کے لیے وسیلہ ہوتا ہے) اور وسیلہ فضیلت سے بہتر ہوتا ہے، کیونکہ گناہ کے وقت علم فضیلت مانع نہیں ہوتا۔ اور وسیلہ گناہ سے مانع ہوتا ہے اور اس سے نجات پاتا ہے۔ (یعنی مرشد کامل جو طالب کے لئے وسیلہ ہوتا ہے، طالب کو گناہ سے بچا سکتا ہے، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت زلیخا کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نشانی بتائی اور وہ اپنے قصد سے باز رہے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا :

"شیخ اپنی قوم میں یعنی اپنے مریدوں میں میری اُمت میں بمنزلہ نبی کے ہوگا۔"

مرشد اس کو کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایک نظر سے طالب علم کے (یاد شدہ) تمام علوم کو بھلا دے اور اگر چاہے تو دونوں جہان کے علوم سے اُسے آشنا کر دے (اور اگر چاہے تو) جاہل کو ایک نظر سے تمام علوم سے آگاہ کر دے اور جو کچھ وہ نہیں جانتا، وہ پڑھ لے۔

بیت باہوؒ

اگر تجھے علم بھی حاصل ہو یا دانش عظیم بھی رکھتا ہو، مگر پھر بھی بے وسیلہ گمراہی میں پڑ جانے کا بے حد اندیشہ ہے، کیونکہ بے وسیلہ چلنا شیطان کا کام ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"وسیلہ (پکڑنا) ایک عظیم درجہ ہے" (اور قرآن حکیم میں وسیلہ پکڑنے کا صاف حکم ہے)۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ؕ[1]

حدیث

اَلْمُرِيْدُ لَا يُرِيْدُ ؕ[2]

باھوؒ! تلقین چیست؟ و کرا گویند؟ تلقین نام ترک است و طلاق دادن غیر ماسوی اللہ۔ تلقین نام توکّل است۔ ہر کہ صاحب توکّل نیست، صاحب تلقین نیست۔ ذکر اللہ و اسم اللہ بمثل شیر است۔ جائیکہ شیر آید، ہمہ جانوران از ترس شیر بگریزند۔ جائیکہ در وجود طالب اللہ ذکر اسم اللہ در آید، ہیچ خطرات و والہمات نماند و اگر ماند، ذکر با تاثیر نکردہ است۔ مرشد عارف را گویند۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ؕ[3]

و نیز در خبر است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهٗ ؕ[4]

و عارف نیز سہ قسم است۔ (۱) عارف دنیا۔ (۲) عارف عقبیٰ (۳) عارف مولیٰ۔

عارف دنیا۔ طالب زر و مال و جاہ و رجوعات خلق، طالب مرید استخوان

---

[1] سورہ مائدہ، ۵: ۳۵ [2] حدیث

[3] حدیث۔ نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار

[4] حدیث۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور اُس (خدا) کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایک وسیلہ تلاش کرو۔"

حدیث

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"مرید وہ ہے جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو۔"

اے باھوؒ! تلقین کیا ہے؟ اور تلقین کس کو کہتے ہیں؟ تلقین (دنیا کو) ترک کر دینے کا نام ہے اور ماسوائے اللہ کو طلاق دے دینا۔ تلقین کا (دوسرا) نام اللہ پر بھروسہ ہے۔ جو شخص صاحب توکّل نہیں، صاحب تلقین نہیں ہے۔ ذکر اللہ اور اسم اللہ کی مثال شیر جیسی ہے۔ جس جگہ شیر آتا ہے، وہاں سے ڈر کی وجہ سے تمام جانور بھاگ جاتے ہیں۔ اسی طرح جس وجود (دل) میں ذکر اللہ اور اسم اللہ آتا ہے، اس دل میں کسی قسم کے خطرات اور توہّمات نہیں رہنے پاتے اور اگر توہّمات و خطرات پیدا ہوں تو جان لیں کہ اب تک اس کے وجود میں اسم اللہ تعالیٰ نے اثر نہیں کیا ہے۔

مرشد عارف کو کہتے ہیں (یعنی عارف کی صفت یہ ہوتی ہے کہ جب اس کو رب العزت کی پہچان ہو جاتی ہے، تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گنگ ہو گئی۔"

اور دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان (حق گوئی میں) کھل گئی۔"

عارف کی بھی تین قسمیں ہیں:

(۱) اوّل عارف دنیا۔

(۲) دوم عارف عقبیٰ۔

(۳) سوم عارف مولیٰ۔

عارف دنیا زر و مال و جاہ اور رجوعات خلق کا طالب ہوتا ہے۔ وہ طالب مرید استخوان خوار ہوتا ہے۔ خانقاہوں کو فروخت کرتا ہے۔ زمین و آسمان کی سیر میں

فروختن خانقاہ سیر زمین آسمان کشف کرامات با ظل اللہ بادشاہ ملاقات خواہ۔ این مراتب مخنث است ، از عارف مرشد مخنث طالب او نیز مخنث ۔

دوم عارف عقبیٰ زاہد، عابد، اہل علم، متقی، پرہیزگار کہ از خوف دوزخ ترسندہ و عبادت از برای بہشت کنندہ مراتب ایشان مؤنث طالب او نیز مؤنث ۔

بیت

زاہد از بیم دوزخ چہ ترسانی مرا آتشی دارم کہ دوزخ نزد او خاکستر است

سوم عارف باللہ عارف مولیٰ بتوحید غرق حضور، از دنیا و عقبیٰ دور، باشتغال اللہ مسرور ۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

برنام اللہ تعالیٰ اول الف آمد و برنام انسان اول نیز الف آمد و برنام احد اول نیز الف آمد و برنام احمد اول نیز الف آمد۔ پس انسان اہل اسرار را گویند و سر نام فقر است۔ پس انسان اہل سر را گویند۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ [1]

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز انسان است۔ انسان اینست کہ تابع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد۔ پس انسان مرتبۂ پیغمبری دارد و بر شرع محکم و برنام اللہ تعالیٰ اول حرف الف است و برنام آدمؑ اول نیز حرف اول است۔ پس آدمی آنست کہ مرتبۂ آدمؑ دارد و الا نہ حیوان ناطق کیسکہ

[1] حدیث

(اپنے مقصد) دلچسپی رکھتا ہے۔ کشف و کرامات کی طرف مائل رہتا ہے۔ "ظل الٰہی" بادشاہِ وقت سے ملاقات کا خواہشمند رہتا ہے۔ یہ مراتب مخنث کے ہیں۔ (اصل عارفان و واصلان کے نزدیک ایسا مرشد بھی مخنث ہے اور اس کا طالب بھی مخنث ہے۔

دوسرا عارف عقبیٰ ہوتا ہے۔ وہ زاہد، عابد، صاحب علم، متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے۔ وہ دوزخ سے ڈر کر اور بہشت کا خواہاں ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اس کے یہ مراتب بھی عارفان و واصلین کے نہیں ہیں، بلکہ مؤنث کے ہیں اور اسی طرح اس کے طالب بھی مؤنث ہوتے ہیں۔

بیت

اے زاہد! تو مجھے دوزخ سے کیا ڈراتا ہے۔ میرے سینے میں خود وہ آگ ہے کہ جس کے سامنے دوزخ راکھ ہے۔

تیسرا عارف باللہ عارف مولیٰ ہوتا ہے۔ وہ غرق فی التوحید و حضوری ہوتا ہے۔ اور وہ دنیا و عقبیٰ سے (کوسوں) دُور رہتا ہے اور وہ ذکر و فکر میں مشغول رہ کر مسرور رہتا ہے۔

پس اللہ بس اور ماسوائے اللہ ہوس اس کا سبق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام پر لفظ الف پہلے ہے اور انسان کے نام پر بھی لفظ الف پہلے ہے۔ اور لفظ احد پر بھی الف پہلے ہے اور لفظ احمد پر بھی الف پہلے ہے۔ پس انسان اہل اسرار کو کہتے ہیں۔ اور سر (دوسرے لفظوں میں) فقر کا نام ہے۔ پس انسان اہل سر کو کہتے ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"انسان کامل میرا ایک راز ہے اور میں اس کا راز ہوں"۔

(اور دیکھو) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انسان ہیں۔ انسان وہی ہے، جو حضور اکرمؐ اور ان کی شریعت کا پیرو اور تابعدار ہو۔ پس انسان پیغمبری کا مرتبہ رکھتا ہے۔ بشرطیکہ وہ شریعت پر سختی سے عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر پہلا حرف الف ہے اور آدمؑ کے نام پر بھی پہلا حرف الف ہے۔ پس آدمی وہی ہے، جو آدمیت

(نزدیک[1] مولیٰ و رسولؐ خداست از ہوا و لذت دنیاوی و از شیطانی نفس دور است۔
ہر کہ نزدیک دنیا ہوای شیطانی نفس جہول دور است، از خدا و رسولؐ دور است۔

استغراق نیز دو سلک شود۔ یکی بسوی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دوم بتوحید فنا فی اللہ بقا باللہ۔ اہل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عارف و صاحب استغراق توحید معارف۔ عارف مرشد کامل را گویند و معارف مرشد مکمل را گویند۔ مرشد آنست کہ کامل مکمل باشد و مرشد عارف بجسم ظاہری حضوری مشرف شود و مرشد معارف بجسم جسد روحی مشرف گردد۔ چون پیغمبر صاحب صلوٰۃ اللہ تعالیٰ در مجلس با معارف ہم سخن شوند[2] اہل مجلس را نظرش نیاید۔ گفتند یا رسولؐ اللہ بکدام کس حضرت بی چون سخن مبارک می کنند؟ وی گویند[3] کہ معارف است کہ ظاہر بر روی زمین می باشند و باطن بجسم روحی حاضر ما است کہ دیوانہ و عاشق ما اند و معشوق اللہ تعالیٰ۔

حدیث قدسی

اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ[4]

پس کسی را کہ اللہ تعالیٰ معارف فقر فنا فی اللہ بخش کند آن را در فقر علم باطنی عالم فاضل دانشمند کند و بر وی راہ کشف کرامات بند کند چرا کہ در فقر دو قسم راہ است۔ یکی بکرم۔ دوم بکرامات[د]

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷۷
[2] ایضاً، ص ۸۷ : می شدند
[3] ایضاً، ص ۸۷: می گفتند
[4] کتاب معرفت بوستان جلد اول، شرح معرفت مثنوی مولانای رومؒ

کی صفت اور مرتبۂ انسانیت رکھتا ہے، ورنہ وہ حیوان ناطق ہے۔ جو شخص خدا اور رسولؐ خدا سے نزدیک ہے، وہ طمع اور لذت دنیاوی اور نفس و شیطان سے دور ہوتا ہے۔ اور جو کوئی دنیائے دوں اور خواہش نفسانی اور حرکات شیطانی سے نزدیک ہوتا ہے، وہ خدا اور رسولؐ سے دور ہوتا ہے۔

بیان اقسام استغراق

استغراق کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک استغراق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لے جاتا ہے۔ دوسرا استغراق توحید فنا فی اللہ بقا باللہ کی طرف۔ اہل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عارف کہلاتا ہے اور صاحب استغراق توحید فنا فی اللہ بقا باللہ معارف کہلاتا ہے۔ عارف مرشد کامل کو کہتے ہیں، اور معارف مرشد مکمل کو کہتے ہیں اور مرشد وہ ہے جو کامل و مکمل ہو، اور مرشد عارف اپنے جسد ظاہری سے مجلس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریاب ہوتا ہے۔ اور مرشد معارف جسد روحانی سے مشرف ہوتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں معارف سے ہمکلام ہوتے ہیں، تو اہل مجلس کو وہ نظر نہیں آتے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہؐ! آپؐ کس شخص کے ساتھ بیچوں کلام مبارک فرما رہے ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ معارف سے باتیں کر رہا ہوں۔ کیونکہ وہ ظاہرا طور پر زمین پر موجود ہے، مگر باطن میں جسم روحانی کے ساتھ ہمارے پاس حاضر ہے۔ اس لیے کہ وہ ہمارا دیوانہ اور عاشق ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

(اس امر پہ یہ حدیث قدسی شاہد ہے) :

حدیث قدسی

"بیشک میرے اولیاء میری قبا میں ہیں، ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔"

پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ معارف فقر فنا فی اللہ بقا باللہ کا مرتبہ عطا کرتا ہے، اس کو علم باطنی کے فقر میں عالم فاضل دانشمند کر دیتا ہے۔ اور اس پر کشف و کرامات کی راہ بند کر دیتا ہے۔ کیونکہ فقر میں دو قسم کی راہیں ہیں۔ ایک فقر بکرم۔ دوم فقر بکرامات۔ اور

درکرم نیز دو راه است. یکی بکرم کمالیت دوم بکبر چنانچہ شیطان جانب کرم کمالیت نیامد، براہ کبر و کرامات افتاد. از و اَنَا واقع شد یعنی اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ. و در راہ فقر فنا فی اللہ دعا بددعا نیست. پیغام دعا بددعا، دیر می شود و فقر فنا فی اللہ بقا باللہ را وہم جذب است وہم فقرا رحم خدا تا ابدالاباد و غضب فقرا و جذب فقرا قہر خدا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا.
مرشد بمثل مرأت است۔

حدیث

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ[1]

درآئینہ ہیچ تقصیر نیست. رنگ برنگ می نماید. سیاہ سیاہ، سرخ سرخ، زرد زرد۔ چنانچہ باشد۔ اوّل مرشد تحقیق کند کہ طالب را طلب غیر است یا طالب را طلب حق پس حق با حق برسد و باطل باطل شود[2]۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ[3] از اہل جاسوس طالب بترس۔

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

اِخْوَانُ ھٰذَا الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ

چنانچہ زر در بوتہ آتش تحقیق کند زرگر ہمچنان مرشد طالب را تحقیق کند۔

حدیث

اِنَّ اللّٰہَ یُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْبَلَاءِ کَمَا یُجَرِّبُ

---

[1] التشرف واربعین۔ [2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷۹ : برسد
[3] التشرف والمرغوب۔

فقر بکرم کے بھی دو راستے ہیں ایک بکرم بکمالیت، دوم بکبر۔ چونکہ شیطان کرم کمالیت کی طرف نہیں آیا، (بلکہ) کبر و کرامات کی راہ پر چل پڑا، اس لیے اس سے اَنَا واقع ہوا یعنی "میں اس سے بہتر ہوں" کہا۔ اور راہ فقر فنا فی اللہ میں دعا یا بددعا (کا نام) نہیں ہے۔ (یعنی کسی کو دعا دے دی یا کسی کو بددعا کر دی اور وہ پوری بھی ہو گئی) بلکہ فقراء کے پیغام و دعا میں تاخیر واقع ہوتی ہے۔ (ہاں البتہ) فقر فنا فی اللہ بقا باللہ کو وہم و جذب (ضرور) ہوتا ہے۔ اور اُن کا وہم ابدالاباد تک رحمت خدا کا سبب بنتا ہے۔ اور ان کا غضب و جذب نشان قہر خدا ہوتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ "مرشد (مرید کیلئے) آئینہ کی طرح ہوتا ہے" جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

حدیث

"مؤمن مؤمن کے لیے آئینہ ہوتا ہے"

آئینہ میں کوئی عیب نہیں ہے۔ جس طرح آئینہ سے سیاہ، سرخ، زرد (بھلا برا) جو کچھ موصاف نظر آتا ہے، ایسا ہی مرشد پہلے (طالب کا حال) معلوم کر لیتا ہے کہ طالب کو طلب حق ہے یا طالب غیر کی طلب کرتا ہے۔ پس حق حق کو پہنچتا ہے اور باطل باطل کو (یعنی طالب اپنے ارادہ کے مطابق اپنے مقصود کو پہنچتا ہے)۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے"

(پس) طالب کو اہل جاسوس سے ڈرنا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اس زمانہ کے احباب عیبوں کے جاسوس ہیں"

(اور) جس طرح سنار سونے کو کٹھالی میں ڈال کر (امتحان کے لیے) آگ پر رکھتا ہے (اور اس کو پگھلا کر دیکھتا ہے) اسی طرح مرشد طالب کا امتحان کر لیتا ہے۔ (اور اس امر پہ یہ حدیث بھی شاہد ہے)۔

حدیث

"بیشک اللہ تعالیٰ مصیبتیں ڈال کر ایمان والوں کا امتحان اس طرح کرتا ہے، جس طرح سونے

اَلذَّھَبُ فِی النَّارِ[1]

دشمن آدمی معدۂ آدمی است۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرمود:

"بطن دشمن است با آدمی"۔ فقیر آنست کہ طمع نکند۔ اگر کسی چیزی بدھد منع نکند۔ اگر بیاید جمع نکند۔ فقر را علم ملاقات است و اورا علم کرامات است۔ ملاقات چیست؟ و کرامات چیست؟ کرامات مقام ناسوت است و ملاقات مقام لاہوت است۔ کرامات بازیگری تماشا نمائیدن مردم را و ملاقات مشرف ملازمت حضور پُر نور اشرف الانبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و با ملاقات غرق بتوحید وحدانیت مقام ربوبیت (است)[2] فنا فی اللہ بقا باللہ عارف باللہ۔ کسی کہ بملازمت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در مقام شریعت مجلس حاصل شود، آن حقیقت حال احوال مشرف، حضوری مقام طریقت چہ داند؟ کسی کہ در مقام طریقت مشرف حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدخل شود[3] حقیقت حضوری مجلس حقیقت چہ داند؟ کسی کہ در مقام حقیقت مشرف حضوری شود، حقایق احوال مقام[4] معرفت چہ داند؟ کسی کہ در مقام معرفت حضوری مشرف شود حقیقت مشرف مقام عشق چہ داند؟

کسی کہ در مقام عشق مشرف مجلس حضوری شود آنکس حقیقت مقام محبت حضوریات چہ داند؟ ہر کہ در مدّ نظر خداست، ہر دو جہان در مدّ نظر اوست۔

کسی کہ در مقام محبت حضوری شود، حقیقت حضوری فنا فی اللہ چہ داند؟ پس ہر کس مراتب بمراتب خویش عزّ و جاہ است و فقیر فنا فی اللہ ہمہ کس را بداند و بشناسد۔

---

[1] نقل از فوائد الفواد۔

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۰

[3] ایضاً، ص ۸۰ ؛ مدخل شود۔

[4] ایضاً، ص ۸۰ ؛ مقامات

(چاندی) کا امتحان آگ سے ہوتا ہے۔"

آدمی کا دشمن اس کا معدہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں:

"آدمی کا دشمن اس کا پیٹ ہے"۔ فقیر وہ ہے جو طمع نہ کرے۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز اس کو دے، تو اسے منع نہ کرے (یعنی اس کو واپس نہ کرے) اگر (کچھ مال) آئے تو اسے جمع نہ کرے۔ فقیر کے لیے علم گویا اللہ سے اس کا ملاقات کرنا ہے۔ اور اہل بطن کے لیے علم (صرف) کشف و کرامات ہے۔ ملاقات کیا ہے اور کرامات کسے کہتے ہیں؟ کرامات مقام ناسوت ہے اور ملاقات (و وصال) مرتبہ لاہوت ہوتا ہے۔ کرامات ایک قسم کی بازیگری ہے اور لوگوں کو تماشا دکھانے کے مترادف ہے اور ملاقات حضور پُر نور اشرف الانبیا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملازمت سے مشرف ہونا اور غرق توحید و وحدانیت اور مقام ربوبیت میں باوصال ہو کر فنا فی اللہ بقا باللہ ہونا ہے، اور جو شخص کہ مقام شریعت میں ملازمت مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہوتا ہے، وہ شخص واقعی حقیقت حال احوال سے آگاہ ہوتا ہے، مگر مقام طریقت کی حضوری کو وہ کیا جانتا ہے؟ اور وہ شخص جو مقام طریقت میں حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہوتا ہے، وہ حضوری مجلس حقیقت کو کیا جانتا ہے؟ اور (اسی طرح) وہ شخص جو مقام حقیقت میں مشرف حضوری ہو جاتا ہے، وہ احوال مقام معرفت کے حقائق کو کیا جانتا ہے؟ اور وہ شخص جو مقام معرفت میں مشرف حضوری ہو جاتا ہے، وہ مقام عشق کی حقیقت سے مشرف ہونا کیا جانتا ہے؟ اور وہ شخص جو مقام عشق میں مجلس حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے، وہ شخص حضوریات کے مقام محبت کی حقیقت کو کیسے جان سکتا ہے؟ (یعنی جو شخص ان مقامات شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت سے مشرف ہوتا ہے، وہی شخص ان کی اصل حقیقت سے واقف ہوتا ہے اور دوسرے شخص کو ان مقامات کی کیا خبر ہو سکتی ہے اور جو شخص مقام عشق و محبت کا واقف ہوتا ہے، اس کو ہی ان کی خبر ہوتی ہے۔)

اور جس شخص کو (ہر لحظہ و ساعت) اللہ تعالیٰ کی ذات مدّ نظر ہوتی ہے، دونوں جہان اس کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ (یعنی ان کے تمام حالات کو دیکھتا ہے)

اور جس شخص کو مقام محبت میں حضوری حاصل ہو جاتی ہے وہ حضوری فنا فی اللہ کی حقیقت کو کیا جانے؟ پس ہر شخص کو اپنے مراتب بمراتب عزّ و جاہ حاصل ہے۔ اور فقیر فنا فی اللہ ہر ایک کو جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْئٌ [1]

وعالم آن را گویند که عین طالب حق باشد و مولانا آن را گویند که طالب مولیٰ باشد و دانشمند آن را گویند که دعویٰ مدعی با نفس خود باشد و فاضل آن را گویند که جز محبت جاودانی را بگذارد و رفیق با توفیق اللہ تعالیٰ را کند۔

قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْیَا فَهُوَ کَافِرٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْحُجَّةِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلٰی فَهُوَ مُسْلِمٌ [2]

حدیث

اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطَانٌ اَخْرَسُ [3]

پس علم نیز بر دو قسم است۔ علم عارفیت و علم عاریت۔ علم عارفیت علم ربوبیت است، طالب دیدار و علم عاریت طالب دنیا مردار۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :

اَلدُّنْیَا مَنَامٌ وَالْعَیْشُ فِیْهَا اِحْتِلَامٌ [4]

علمیکه از بهر خدا و اعمال خواند بمرتبهٔ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رساند۔ علمیکه از بهر دنیا روزگار خواند همنشین ابوجهل نشاند۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :

اَلْعُذْرُ شَیْئٌ وَالْجَهْلُ لَا شَیْئٌ [5]

[1] نقل از مرغوب شمس تبریزیؒ۔ [2] نقل از صحاح [3] ایضاً
[4] ایضاً [5] ایضاً۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

"عارف پر کسی چیز کی حقیقت پوشیدہ نہیں رہتی"

اور عالم اس کو کہتے ہیں جو عین حق کا طالب ہو۔ اور مولانا اسے کہتے ہیں جو مولیٰ کا طالب ہو۔ اور دانشمند اس کو کہتے ہیں جو (ہمیشہ) اپنے نفس پر مدعی ہو کر اس پر غالب رہے۔ اور فاضل اس کو کہتے ہیں جو تمام چیزوں کی جاودانی محبت چھوڑ کر محض رفیق با توفیق اللہ تعالیٰ کا خواہشمند ہو جائے۔

(جیساکہ) حضور اکرمؐ نے فرمایا :

"دنیا کے لیے علم کا طالب (سرکش) کافر ہے۔ اور حجت اور غلبہ کے لیے علم کا طالب منافق ہے۔ اور جو شخص علم محض خداوند کریم کی محبت کے لیے حاصل کرتا ہے، وہ (پکا اور سچا) مسلمان ہے" (اگر سچی بات کا چھپانا بھی منع ہے)۔

حدیث

"حق بات سے چپ رہنے والا شخص گونگا شیطان ہے"

پس علم کی بھی دو قسمیں ہیں، علم عارفیت اور علم عاریت۔ علم عارفیت علم ربوبیت کا نام ہے اور طالب دیدار کا نام اور علم عاریت علم دنیائے مردار کا نام ہے اور اس کے طالب کا نام۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"دنیا گویا ایک خواب (کا نام) ہے اور اس کا عیش احتلام ہے"

(اور) جو شخص کہ علم محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اعمال کے لیے پڑھتا ہے، اس کو وہ علم مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا کر آپؐ کا ہم نشین بنائے گا اور جو شخص علم کو (محض) دنیائے دوں کا روزگار حاصل کرنے کے لیے پڑھتا ہے، وہ علم اس کو ابوجہل کا ساتھی بنائے گا۔

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :

"عذر (تو پھر بھی) کوئی چیز ہے (جو قابل قبول ہے)، مگر جاہلیت (تو) کوئی چیز نہیں ہے" (اور وہ قابل قبول بھی نہیں ہے)

مرشد عالم باید و طالب اُو متعلم جاہل را چہ کند؟

حدیث قدسی

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلِيًّا جَاهِلًا ط [1]

جاہل کیست؟ و کرا گویند؟ جاہل آنست کہ طالب حُبّ دنیا، حرص ہوای، طالب نفس دون، دشمن علمای و کلام اللّٰہ۔ پس او کافر۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ط [2]

قولہٗ تعالیٰ، وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ط [3]

قولہٗ تعالیٰ، وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط [4]

قولہٗ تعالیٰ، وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ط [5]

پس سبب را بگذار مسبّب را طلب کن۔ پس مرشد راہ مسبّب بخشد نہ کہ سبب۔

بیت

چون رزق مقدّر است گردیدن چیست؟ رازق چو بگرداند پرسیدن چیست؟

قولہٗ تعالیٰ:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ ط [6]

---

[1] حدیث قدسی
[2] سورہ البقرہ ۲ : ۳۹
[3] سورہ ہود، ۱۱ : ۶
[4] سورہ الطلاق، ۶۵ : ۳
[5] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۱۲
[6] سورہ زخرف، ۴۳ : ۳۲

(لہٰذا) اس راستہ میں مرشد صاحبِ علم ہونا چاہیے اور طالب متعلّم ہونا چاہیے۔ (ورنہ) جاہل مرشد طالبِ علم کو کیا تعلیم دے گا۔

حدیث قدسی

"اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بنایا۔"

جاہل کون ہے اور کس کو کہتے ہیں؟ جاہل وہ ہے جو حبِّ دنیا اور حرص و ہوا اور نفسِ دوں کا طالب ہو، اور علما اور کلام اللہ کا دشمن ہو۔ پس (اسی وجہ سے) وہ کافر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

"جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ یہ لوگ آگ میں رہنے والے ہیں اور اس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔"

اور جاہل اپنی روزی محض سبب پر موقوف رکھتا ہے اور فقیرِ کامل اکمل اپنی روزی کا ذمّہ دار خدائے لایزال کو جانتا ہے اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہے اور ان آیات پر ہمیشہ نظر رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں، جس کا رزق اللہ کے ذمّے نہ ہو۔"

دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

"جو کوئی خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے، پھر وہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے۔"

خدائے قدوس پھر فرماتا ہے: "اور اللہ جسے چاہے اسے بے حساب روزی دیتا ہے۔"

(اے طالب!) پس سبب کو چھوڑ دے اور مسبّب کو طلب کر۔ پس مرشد سبب کا نہیں، مسبّب کا راستہ دکھاتا ہے۔

بیت

"جب رزق (تیرا) مقدّر (مقرّر) ہے، تو پھر پریشانی اور سرگردانی کیوں ہے؟ رازق جب رزق کے حصول کے لیے پھراتا ہے، تو پھر پوچھ گچھ کیا ہے؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ہم نے ان کی روزی کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔"

قوله تعالیٰ:

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ [1] وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ [2]

اما استوار درویش در سلک درویشان ہمون است کہ شبی کہ فاقہ باشد، آن شب درویش را معراج۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

مِعْرَاجُ الْفَقْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ [3]

معراج درویش در شب فاقہ است۔ در مقامیکہ درویش گرسنہ خسپد آن مقام خراب و پریشان باشد۔ اگر درویش نباشد شہر و مقامہا ہمہ زیر و زبر گردد۔ از عرش تا تحت الثریٰ ہر آبادانی کہ ہست برکت دعای درویشانست و قدم مبارک ایشان قائم است۔ پس مرشد درویش فقیر اہل اللہ ولی اللہ فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود:

اَلْمُفْلِسُ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ [4]

مراتب مرشد آسانی نیست۔ در معرفت محو از خود فانی باید۔ مرتبۂ مرشد موافق این آیت:

[1] سورہ ابراہیم، ۱۴: ۲۷

[2] سورہ مائدہ، ۵: ۱

[3] مرغوب القلوب۔

[4] حدیث۔

رب العزت پھر فرماتا ہے:

"باری تعالیٰ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے، اسی کا حکم دیتا ہے۔"

اور درویشوں کے سلوک میں درویش کی استقامت یہی ہے کہ جس رات فاقہ ہو، وہ درویش کے لیے شب معراج ہوتی ہے[1]

حضور اکرم نے فرمایا:

"فاقہ کی رات فقر کے لیے معراج ہوتی ہے۔"

درویش کی معراج رات میں فاقہ ہے۔ جس جگہ کہ درویش بھوکا سوتا ہے۔ (اس جگہ کے لوگ اس کی خبر نہ لیں)، تو وہ مقام خراب اور پریشان ہو جاتا ہے۔ اور اگر درویش (اس جگہ پر) نہ ہو تو تمام شہر اور مقام (تمام عالم) زیر و زبر ہو جائیں۔

زمین سے لے کر عرش تک ہر آبادی جو کہ موجود ہے، درویشوں کی دعاؤں کی برکت سے ہے اور ان کے مبارک قدموں کے طفیل قائم ہے۔ پس (ایسا) مرشد درویش فقیر اہل اللہ ولی اللہ فقیر فنا اللہ بقا باللہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مفلس و محتاج خدا تعالیٰ کی نگہبانی میں ہے۔"

مرشد کے مراتب پر پہنچنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے معرفت میں محو ہونا پڑتا ہے اور اپنے نفس کو فنا کرنا پڑتا ہے۔ مرشد کا مرتبہ اس (مندرجہ ذیل) آیت کے مطابق ہونا چاہیے۔

(اس لیے کہ فقیر کو نفس مطمئنہ حاصل ہونا لازمی ہے)۔

[1] حضرت نظام الدین اولیاءؒ برصغیر پاک و ہند میں ایک مشہور صوفی صافی بزرگ گزرے ہیں، وہ طوطیٔ ہند امیر خسرو کے مرشد تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاء کم سن تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور اب تنگدستی کی وجہ سے فاقہ کشی کی نوبت پہنچی، تو اُن کی والدہ ماجدہ ان سے کہتیں کہ بابا نظام آج ہم خدا کے مہمان ہیں، تو حضرت نظام الدینؒ ان کے اس کہنے پر بہت ہی محظوظ ہوتے اور انہیں انتظار رہتا کہ ہمارے گھر میں فاقہ ہو تو والدہ ہمیں یہ کہیں جو انہوں نے پہلے کہا تھا۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ [1]

بیت

قبر مارا ہو بگوید باھوؒ ... این چہ خوش خانہ است خلوت باخدا [2]

حدیث

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [3] این است۔

حدیث

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ [4]

بیت

الٰہی عاشقان را بقدرت خویش جان گیر کہ عزرائیلؑ درمیان نامحرم است۔

پس مرشد کرا گویند؟ یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ۔ چون بر طالب جذب

[1] سورہ البقرہ ، ۲ : ۲۶۰

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۴۸ : این بخوش خانہ

[3] کتاب شرح برزخ

[4] عین العلم شرح زین الحلم و خزانۃ الجلالی و کتاب شرح برزخ وہدایۃ الحرمین الشریفین۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"اور جب حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا اے میرے پالنے والے! مجھے دکھا کہ تُو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ اُس نے کہا مجھے پختہ یقین ہے، مگر اس لیے چاہتا ہوں کہ مجھے اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔ فرمایا کہ تُو پرندوں میں سے چار پرندے لے لے اور ان کو اپنے ساتھ ہلا لے، پھر اُن کے ٹکڑے کر کے ہر ایک پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دے۔ پھر انہیں بُلا کہ وہ تیرے پاس دوڑ کر چلے آئیں گے اور یہ خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

بیت

اے باہوؒ! قبر ہم سے اللہ ہُو کہتی ہے۔ یہ کیسا دل لبھانے والا گھر (قبر) ہے کہ جہاں خلوت خدا کے ساتھ رہتی ہے۔

حدیث

"مرنے سے پہلے مر جاؤ۔" اسی کا نام ہے۔

حدیث

"جب تم اپنے کاموں میں حیرت زدہ ہو جاؤ، تو قبر والوں سے (تقویت حاصل کرنے کے لیے) مدد مانگو۔"

بیت

"یاالٰہی! عاشقوں کی جان اپنی قدرت سے نکال لے۔ کیونکہ عزرائیلؑ ہمارے درمیان میں نامحرم ہے۔"

پس مرشد کس کو کہتے ہیں؟ (مرشد کامل کی یہی صفت ہوتی ہے) کہ وہ دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مارتا ہے۔ (لیکن) جب وہ طالب پر جذب اور غضب کرتا ہے، تو

غضب کند یُحیِ النَّفسَ وَیُمِیتُ القَلبَ گردد۔

مرشد آن را گویند کہ فقر تمام وغیر ما سوی اللہ بر و حرام۔ از ازل تا ابد بر خود لیستہ احرام۔ حاجی بی حجاب۔ این طریق مرشد کامل کمیاب[1] کہ ظاہر بود گناہ و باطنا در عین ثواب۔ چنانچہ حضرت موسیٰ صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ السلام و حضرت خضر صلوٰۃ اللہ۔

قولہ تعالیٰ:

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا[2]

چنانکہ کشتی را خرق[3] کرد و دیوار شکستہ را بنا کرد و پسر را کُشت قصۂ ایشان در سورہ کہف واقع است۔ پس موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام را علم ظاہری بود و حضرت خضر علیہ السلام را علم باطن و علما و طالب بمثل حضرت موسیٰ علیہ السلام است و مرشد فقیر بمثل خضر علیہ السلام۔ از فقرا سیر حضرت خضر باید بود۔ و مرشد بمثل طبیب است و طالب بمثل مریض است۔ آنچہ طبیب معالجہ ہر مریض کند، دارو تلخ و شیرین دھد۔ مریض را باید کہ بخورد تا بہ شود۔

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی، ص ۸۵: کامیاب

[2] سورہ الکہف: ۱۸ / ۷۸

[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی، ص ۸۵: شکست

اس کا نفس زندہ ہو جاتا ہے اور اسکا قلب مُردہ ہو جاتا ہے۔

مُرشد اس کو کہتے ہیں کہ فقر اس پر تمام ہو جائے اور تمام اشیاء کی محبت ماسوائے اللہ تعالیٰ کے اس پر حرام ہو جائے اور ازل سے ابد تک وہ صاحب احرام اور حاجی بے حجاب ہو جائے۔ اس طریق (مرتبہ) کا مرشد کامل کمیاب ہوتا ہے، کہ اگرچہ اسکا ظاہر گناہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت (مطابق شرع کے) عین ثواب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہما السلام کے واقعہ میں گزرا۔ اور سورہ کہف میں اس کی تفصیل مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کر دیا۔ (حالانکہ وہ اس پر خود بھی سوار تھے) اور شکستہ دیوار کو از سر نو بنا دیا۔ اور ایک لڑکے کو قتل کر دیا۔ ان تینوں واقعات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گرفت کی اور اعتراض کرتے رہے۔ باوجودیکہ حضرت خضر علیہ السلام انہیں ان کا عہد یاد دلاتے رہے کہ کیوں میں نے یہ نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ یہ سُن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام معذرت چاہتے اور فرماتے میں بھول گیا۔ اب نہ کہوں گا۔ آخر تیسرے واقعہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ...... صَبْرًا

اب میری اور تمہاری جدائی ہے اور میں اب تمہیں ان باتوں کا بھید بتلائے دیتا ہوں جس پر تم صبر نہ کر سکے۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم ظاہری تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطنی۔ (اس سے معلوم ہوا) کہ علما اور طالب علم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں اور مرشد کامل فقیر کی مثال حضرت خضر علیہ السلام جیسی ہے۔ فقرا کی سیرت و عادات حضرت خضر علیہ السلام کی مانند ہونی چاہئیں۔ اور مرشد کامل مثل طبیب کے اور طالب مثل مریض کے ہوتا ہے۔ اور طبیب ہر مریض کا علاج (اس کی بیماری کی نوعیت دیکھتے ہوئے کبھی) دوائی تلخ اور کبھی شیریں دیتا ہے۔ مریض کو چاہیے کہ اس دوا کو کھا لے تاکہ وہ تندرست ہو جائے۔[1]

---

[1] اس قصہ کی بنا یہ ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ سے بھی زیادہ جاننے والا کوئی اور شخص ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ خدا کے رسول تھے اس لیے (باقی اگلے صفحہ پر)

مرشد چهار حرف است و عارف چهار حرف که از حرف میم صاحب مروت باشد و از حرف ر ریاضت کش و از حرف ش اہل شوق و از حرف د صاحب درد باشد۔

بشنو! بعضی بزرگی[1] فرموده است۔ نماز نفل گزاردن کار بیوه زنان است و روزه نفل داشتن صرفهٔ نان است و حج رفتن تماشای سیر جہان است۔ دل بدست آوردن کار مردان است۔

و این فقیر میگوید کہ نماز نفل گزاردن پاکی جان است و روزه نفل داشتن خوشنودی رحمٰن است و به حج رفتن سلامتی[2] ایمان است و دل بدست آوردن کار خامان است۔ خدای را دیدن و شناختن کار ناتمامان است۔ از بشریت بر آمدن و از خود خالی گشتن و عین فنا فی اللہ و بقا باللہ بودن کار مردان است۔ پس مرشد مرد باید کہ صاحب تجربہ پر درد باشد۔

قولہ تعالیٰ:

یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ[3]

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی۔ ص ۸۵: بزرگ

[2] ایضاً، ص ۸۶: شیوتی

[3] سورہ النساء، ۴: ۷۶

مرشد کے چار حرف ہیں اور عارف کے بھی چار حرف ہیں۔ حرف میم سے مراد مرشد صاحب مروّت ہونا چاہیے۔ اور حرف ر سے مراد مرشد ریاضت کش ہو اور حرف شین سے مراد صاحب شوق ہو، اور حرف دال سے مراد مرشد صاحب درد ہو۔ (اے طالب غور سے) سُن! بعض بزرگ اولیا رنے فرمایا ہے کہ نماز نفل کا ادا کرنا بیوہ عورتوں کا کام ہے اور روزہ نفل رکھنا روٹیوں کی بچت ہے۔ اور حج پر جانا جہان کا سیر و تماشا ہے۔ دلوں کو اپنے ہاتھوں میں لانا (ہمدردی کرنا) مردوں کا کام ہے۔ مگر یہ فقیر (باہوؒ) کہتا ہے کہ نماز نفل کی ادائیگی روح کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ (یعنی اس سے نفس پاک ہوتا ہے، جس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے) اور روزہ نفل کی ادائیگی سے خداوند کریم کی رضامندی حاصل ہوتی ہے اور حج کعبۃ اللہ شریف کا کرنے سے ایمان کی سلامتی ہوتی ہے۔ اور دلوں کو قبضے میں لانا خام لوگوں کا کام ہے۔ اور اسی طرح خدا کا دیدار کرنا اور اس کا پہچاننا ناتمام اور خام لوگوں کا کام ہے اور بشریت سے نکل کر اپنے آپ میں فنا ہونا اور عین فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرنا مردوں کا کام ہے۔ پس مرشد ایسا شخص ہونا چاہیے کہ وہ صاحب تجربہ کار اور صاحب درد ہو۔

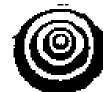
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور جو ایمان والے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں"۔

(بقیہ حاشیہ) انہوں نے کہا نہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی اور فرمایا کہ ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ جانتا ہے تم اُس کے پاس جاؤ، اس کا پتہ نشان یہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو جب حضرت خضر علیہ السلام کا حال معلوم ہوا تو آپکو ان سے ملنے کا اشتیاق ہوا اور سفر کر کے اُن کے پاس پہنچے اور ملاقات کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اُن سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ تم میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں میں صبر کروں گا اور جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح آپ کے ساتھ رہوں گا۔ آخر تک حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ رہے اور جو واقعات پیش آتے گئے ان پر اعتراض کرتے رہے۔ آخر کار حضرت خضر علیہ السلام نے ان باتوں کی تاویل بتائی۔ وہ تاویلیں یہ ہیں: کہ کشتی میں انہوں نے سوراخ کیا کہ ایک ظالم بادشاہ اس طرف آرہا تھا جو کشتیوں کو جبراً مفت اپنے کام میں لیتا، جس کا حضرت موسیٰؑ کو علم نہ تھا۔ اور دیوار اس لیے بنائی کہ وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کے لیے خزانہ دفن تھا۔ اور لڑکے کو اس لیے مار ڈالا کہ اس کے ماں باپ نیک بخت اور ایماندار تھے، اور اس کی وجہ سے ان پر کفر کا خوف تھا۔

بیت

مُرشدی میراثی نیست صرافی سرِ ایں است — مرشد نہ فروختن بہ نقد جنس نہ نخاس است

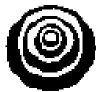
مُرشدی اخص خاص الخاص ۔ مرشد من اخص است وارادت من بس است۔ مقام عام، مقام خاص، مقام خاص الخاص ۔ مقام اخص مقام سِر است۔ چون پیر مرشد من اخص است ۔ اعتقاد من بس است ۔



بیت

مرشدی کسی کی میراث نہیں ہے، بلکہ (طالبوں کے) جان و مال کی صرافی ہے۔ اور مرشدی یہ ہے کہ اس کا سودا نقد و جنس اور سکّوں سے نہیں کیا جا سکتا۔

بہر حال مرشدی ایک اعلیٰ مرتبہ اور اخص خاص الخاص کا مقام ہے۔ میرا مرشد اخص ہے اور میری عقیدت (بھی ان سے) بہت زیادہ ہے۔ اور یہ عقیدت مقام عام، مقام خاص اور مقام خاص الخاص سے بڑھ کر ہے۔ مقام اخص مقام سِر ہے۔ چونکہ میرا پیر و مرشد اخص ہے، اس لیے میرا اعتقاد بھی بہت زیادہ ہے ۔



باب چہارم

در ذکر مخالفت نفس و کشتن و زیر کردن نفس بعون اللہ تعالیٰ

در آنچہ خوشنودی خدا خلاف نفس است و در نافرمودہ خلاف خدا رضامندی و خوشنودی نفس است۔

نفس چہ چیز است؟ و چہ خصلت دارد؟ نفس بمثل مار است و خصلت کفار دارد۔ اوّل افسون باید آموخت۔ بعد ازان دست بمار اندازد کہ در قید آید و زیر گردد چنانچہ مار را گفتند کہ از سوراخ بیرون چرا می آئی؟ مار گفت کیسکہ بر در ما نام خدای تعالیٰ میگیرد۔ مرا می باید کہ بنام اللہ تعالیٰ سر خود را فدا کنم۔ نفس بمثل مار است۔ وجود آدمی بمثل سوراخ است و ذکر نام اللہ تعالیٰ بمثل افسون است و خوی و خصلت (کفار)[1] نفس کافر باسلام نگردد و مسلمان نشود مگر بعلم شریعت و کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّالْکُفْرُ بَاطِلٌ ط

○

بیت

راحتی گر خویش خواہی نفس را گردن بزن — گر وصال حق بخواہی بگذر از فرزند و زن

○

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۸

باب چہارم

نفس کی مخالفت اور اسکو مارنے اور اللہ تعالیٰ کی مدد اسکو زیر کرنے کے بارے میں

جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کیا جائے، وہ نفس کے خلاف (پڑتا) ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے نفس خوش و رضامند (ہوتا) ہے۔

نفس کیا چیز ہے اور کیا خصلت رکھتا ہے؟ نفس ایک سانپ کی طرح ہے۔ اور وہ کفار کی خصلت رکھتا ہے۔ (لہٰذا اسکو پکڑنے کے لیے) پہلے جادو اور منتر سیکھنا چاہیے۔ اس کے بعد اس پر ہاتھ ڈالنا چاہیے تاکہ وہ قید میں آئے اور اس کو زیر کیا جائے۔ چنانچہ لوگوں نے سانپ سے پوچھا کہ تو (افسوں پڑھنے سے) اپنے سوراخ سے باہر کیوں آجاتا ہے؟ سانپ نے کہا جو شخص میرے دروازے (سوراخ) پر آکر اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے، تو میں خدا کے نام پر اپنے سر کو اس پر قربان کرتا ہوں۔ نفس کی مثال بھی سانپ کی ہے۔ اور آدمی کا وجود مثل سوراخ کے ہے اور اسم اللہ کا ذکر اس کے لیے افسون ہے۔ اور نفس کی خصلت کفار جیسی ہے۔ اور نفس کافر ہے اور یہ مسلمان نہیں ہوتا۔ مگر شریعت اور کلمۂ طیب سے اور وہ یہ ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔

بیت

اگر تو اپنی راحت چاہتا ہے تو اپنے نفس کی گردن اُڑا دے اور (اسی طرح) اگر تو وصال حق چاہتا ہے، تو فرزند و زن سے جدا ہو جا۔

جواب باھوؒ از باھوؒ

چون نفس را گردن زنم او[1] مرد حق   غیر نفسی[2] کس نیابد عشق حق

جواب باھوؒ از باھوؒ

چون نفس را گردن زنم آن نفس مرشد پیشوا   ہر مقامی خوش نمایدمی بردبا کبریا

جواب باھوؒ از باھوؒ

نفس تابع یار بہ (ای[3]) جان عزیز   نفس را احمق چہ داند بی تمیز

جواب باھوؒ از باھوؒ

نفس راحت جاودانی را گذار   تا شوی یا حق تعالیٰ یار غار
نفس راحت جاودانی را گذار   تاکہ کارت می برآرد کردگار

جواب باھوؒ از باھوؒ

گر نفس را گردن زنم ضائع شوم   از ہوای نفس را بیرون کنم
نفس با ما یار با من یار او   سر وحدت آب نفسم آبجو

جواب باھوؒ از باھوؒ

دیو دیوانہ است نفس آن راز دم   گر خدا برخود شوم وی را کشم

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۸ : نفس [2] ایضاً، ص ۸۸ نفس [3] ایضاً، ص ۸۹

باھوؒ سے باھوؒ کا جواب

اگر میں نفس کی گردن اڑا دوں تو وہ (نفس) مردِ حق ہو جائیگا۔ اور نفس کے بغیر کوئی شخص عشق نہیں پا سکتا۔

جواب باھوؒ از باھوؒ

جب میں نفس کی گردن اڑا دوں تو نفس مرشد اور پیشوا ہے۔ ہر مقام کی اچھی طرح سیر کراتا ہے اور مقام کبریا میں لے جاتا ہے۔

جواب باھوؒ از باھوؒ

نفس دوست کا تابع رہے۔ اے جان عزیز یہی بہتر ہے۔ نفس کی حقیقت کو احمق و بے تمیز کیا جانے؟

جواب باھوؒ از باھوؒ

نفس راحت جاودانی کو چھوڑ دے تاکہ خدا تعالیٰ تیرا یار غار بنا رہے۔
نفس راحت جاودانی کو چھوڑ دے تاکہ تیرا کام خداوند تعالیٰ کی طرف سے انجام پاتا رہے۔

جواب باھوؒ از باھوؒ

اگر میں نفس کی گردن اڑا دوں تو میں ضائع ہو جاؤں (اسی لیے) میں نفسانی خواہشات سے جدا ہو رہا ہوں۔
نفس ہمارا رفیق بن گیا ہے اور میں نفس کے دوست کا رفیق بن گیا ہوں۔ کیونکہ وحدت کے دریا سے وحدت کی نہر نکلتی ہے۔

جواب باھوؒ از باھوؒ

نفس دیو دیوانہ ہے میں اس کو مارتا پیٹتا ہوں۔ اگر میں اس پر قدرت پالوں تو اسکو میں قتل کر دوں۔

از کفر و کافری بیزار شدم و قبول کردم دین اسلام را۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

قولہٗ تعالیٰ:

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی [1]

طالب اللہ را باید کہ ہر دم ہر ساعت شب و روز خلاف نفس باید کرد و ہیچ وقت از و غافل نباشد کہ نفس کافر است کہ با این حرب و جنگ و دشمنی در خواب و بیداری در مستی و ہوشیاری باید کرد کہ دزد و دشمن در جان است و رہزن در رہ زیان است۔ ازین خاطر جمع مباش۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ [2]

نفس دو قسم است۔ چنانچہ وجود آدمی دو قسم است۔ وجود لطیف و وجود کثیف۔ اہل نفس امارہ، ملہمہ لوامہ۔ امارہ نام رہزن (شیطان)[3] است و تابع او نفس ملہمہ تابع ملہمہ نفس لوامہ است۔ این ہر سہ یکی اتفاق دارند و با وجود لطیف نفس مطمئنہ و مطمئنہ اطاعت ظاہری و باطنی (کنندہ)[4] را گویند و اطاعت تابع روح است و روح تابع با توفیق الٰہی صاحب ذکر فکر اشتغال استغراق فقیر فنا فی اللہ است۔ پس ہر انبیاء اصفیاء و اولیاء مؤمن مسلم، اہل ایمان را نفس مطمئنہ است و مطمئنہ اہل معرفت است۔

[1] سورہ طٰہٰ، ۲۰: ۴۷

[2] نقل از کتاب بیہقی والتشرف، ص ۶۹

[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۰

[4] ایضاً، ص ۵۰

میں کفر و کافری سے بیزار ہو گیا ہوں اور میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ اور کلمۂ طیبہ پڑھ لیا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور اس کی سلامتی ہو جو ہدایت کی بات مان لے۔"

طالب اللہ کو چاہیے کہ ہر دم اور ہر گھڑی شب و روز نفس کی مخالفت کرتا رہے اور کسی وقت بھی اُس سے غافل نہ رہے، کیونکہ نفس (بڑا) کافر (دشمن) ہے۔ اس کے ساتھ جنگ و جدل اور دشمنی خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری (ہر حالت میں) کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ یہ چور نفس کا جانی دشمن ہے اور راہ مولیٰ کا راہزن ہے اور نقصان پہنچانے والا ہے۔ طالب اس سے کسی طرح بھی غافل نہ رہے۔ (نفس کے ساتھ جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔ چنانچہ ذیل کی حدیث شریف سے یہ ثابت ہے)

حضور اکرمؐ نے فرمایا:

"ہم نے جہادِ اصغر[1] سے جہادِ اکبر[2] کی طرف رجوع کیا ہے۔"

جس طرح انسان کے وجود میں دو قسمیں ہیں۔ وجود لطیف اور وجود کثیف۔ اسی طرح سے نفس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ صاحب نفس امارہ اور نفس ملہمہ لوامہ۔ امارہ راہزن شیطان کا نام ہے اور اس کے تابع نفس ملہمہ ہوتا ہے اور ملہمہ کے تابع نفس لوامہ ہوتا ہے۔ اور یہ تینوں آپس میں اتفاق رکھتے ہیں۔ صاحب وجود لطیف نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ اطاعت ظاہری اور باطنی کرنے والے کو کہتے ہیں، اور (یہ) اطاعت روح کے تابع ہے۔ اور روح توفیق الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ اور اہل توفیق صاحب ذکر و فکر و اشتغال و استغراق فقیر فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ پس تمام انبیاء و اصفیاء و اولیاء، مؤمن، مسلم، اہل ایمان کو نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ صاحب معرفت ہوتا ہے۔

[1] جہاد اصغر سے مراد کفار کے ساتھ جدال و قتال ہے۔ اور

[2] جہاد اکبر سے مجاہدۂ نفس مراد ہے۔

بیت

کسی در معرفت معروف گردد　　کہ سرِّ وحدتش مکشوف گردد

○

نماندہ پردۂ زان سرِّ اسرار　　کہ عین عین بیند یار با یار

درخود گم شو اہل بدعت مشو[1]　　وازہر دو جہان دست بشو

بیت باہوؒ

خدا یک دل یک یکی را بجو　　یکی را با یکی باش چون عین او

○

وکافر منافق فاسق مردود ملعون اہل شرب را نفس امارہ است۔

قولہ تعالیٰ:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی[3]

اہل مطمئنہ اہل روح است واہل روح اہل ذکر وجد شوق اشتیاق استغراق واہل عزق اہل توحید فنافی اللہ واہل فنا فی اللہ نفس ندارند ہمہ اوست در مغز و پوست چنانچہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ۔

چنانچہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا پرسیدند کہ یا رابعہؒ! درباب نفس وشیطان ودنیا چہ می

---

۱ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۰

۲ ایضاً، ص ۹۱: شوی

۳ سورہ النساء، ۴: ۴۳

بیت

معرفت میں وہی شخص مشہور ہوتا ہے کہ جس پر سرِّ وحدت ظاہر ہوتا ہے۔

اور جس پر سرِّ اسرار کا کوئی پردہ نہیں رہتا، (بلکہ) وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے اپنے دوست کا معائنہ کرتا ہے۔

اپنے نفس میں گم ہو جا، تاکہ تمہارا اشمار اہل بدعت میں نہ ہو۔ اور دونوں جہان سے اپنے ہاتھ دھو ڈالے۔ (یعنی دونوں جہانوں کو ایسا خیر باد کہے کہ پھر رجعت نہ ہو سکے)۔

بیت باہوؒ

"خدا ایک ہے، دل ایک ہے۔ ایک ہی کو طلب کر۔ جب تو ایک کیساتھ ایک ہو، تو دوئی نہیں رہے گی"۔

اور تمام کافر، منافق، فاسق، مردود، ملعون اور اہل شرب ان سب کے سب کا نفس امارہ ہے۔

اور اسی سبب سے بوجہ اُن کی سرمستی کے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"نماز کے قریب (تک) نہ جاؤ، جبکہ تم نشہ (کی حالت) میں ہو"[1]

اہل مطمئنہ اہل روح ہوتے ہیں اور اہل روح، اہل ذکر و وجد و شوق و اشتیاق و استغراق اور اہل عزق اہل توحید فنا فی اللہ اور اہل فنا فی اللہ نفس نہیں رکھتے، بلکہ ان کا حال "ہمہ اوست در مغز و پوست" ہو جاتا ہے، جیسا کہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ آیا ہے[2]۔

چنانچہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے لوگوں نے پوچھا کہ اے رابعہؒ! نفس و شیطان اور دنیا کی بابت تم کیا کہتی ہو؟ رابعہؒ نے کہا کہ میں دوست کے ساتھ توحید فنا

---

۱ نشہ کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوئی ہے۔ تو نفس کی مستی میں قربِ الٰہی کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟

۲ لِیْ مَعَ اللّٰہِ سے پوری حدیث اخذ ہوتی ہے جس میں حضور اکرمؐ نے اپنے استغراق کا حال بیان فرمایا ہے اور جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

فرمائی؟ رابعہ بصریؒ گفت کہ یا دوست در توحید تعالیٰ اللہ چنان غرق گشتہ ام کہ نہ خبر از
نفس دارم نہ خبر از نفس و شیطان و دنیا دارم۔

بیت باھوؒ

بمردم میکند این نفس محتاج — کسی را نیست نفسش ہست لا یحتاج

پس اولیاء اللہ لا یحتاج است و اولیاء اللہ فقر را گویند۔
اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ[1]۔
وَکُلُّ شَیْئٍ محتاج اوست۔ فقیر را نفس نیست نفس است و نفس پاس
انفاس را گویند و پاس انفاس ذکر خاص آور دبرد را گویند و ذکر آور د برد آن را گویند
کہ غیر ذکر اللہ دم خالی نباید و دل مردہ دم افسردہ اہل نفس امارہ است۔

بیت

زنفس بد تر نباشد ستر ہوا — کہ دعویٰ ہمچون فرعونش خدا

قولہ تعالیٰ:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی فَاِنَّ
الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی[2]

آدمی دو قسم است۔ اہل نفس بندہ ہوای است و اہل اللہ اطاعت بندہ خدا است
نفس و دنیا شیطان ہر سہ کافر اند یا مثل جلاد حرام خوار۔ ہر کسیکہ قہر اللہ تعالیٰ شود ہر آنکس

[1] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ
[2] سورہ النّٰزعٰت، ۷۹: ۴۰ - ۴۱

فی اللہ میں اس طرح غرق ہوں کہ نہ مجھے نفس کی خبر ہے اور نہ ہی شیطان اور دنیا کی خبر رکھتی ہوں۔

بیت باھوؒ

یہ نفس آدمیوں کا محتاج بنا دیتا ہے۔ مگر وہ شخص جس کا نفس نہیں ہے، وہ اس کا محتاج نہیں ہے۔

پس اولیاء اللہ محتاج نہیں ہوتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ سے مراد فقر ہے۔ (اور فقر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا محتاج نہیں ہوتا، بلکہ ہر شئے اسکی محتاج ہوتی ہے۔

فقیر کا نفس نہیں ہوتا ہے، سانس ہوا کرتی ہے۔ اور اس (پاکیزہ) سانس کو پاس انفاس کہتے ہیں اور پاس انفاس آنے جانے والے سانس کے خاص ذکر کو کہتے ہیں۔ اور یہ ذکر ایسا ہوتا ہے کہ (فقیر کا) کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اور جس کا دل مردہ اور نفس افسردہ ہو، وہ صاحب نفس امارہ ہے۔

بیت

نفس بد سے بڑھ کر کوئی خواہش نہیں۔ کہ ہمیشہ اس کو فرعونیت اور خدا ہونے کا دعویٰ رہتا ہے۔

(چونکہ نفس بد کا دعویٰ فرعونیت اور خدا ہونے کا ہوتا ہے اور صاحب فقر کو مقام ربوبیت ہر وقت مدنظر ہوتا ہے، اس لیے وہ اپنے نفس امارہ کی سرکوبی کرتا رہتا ہے)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جس شخص نے مقام ربوبیت سے خوف کر کے نفس کو خواہشات سے باز رکھا تو یقیناً جنت ہی اس کا بہترین ٹھکانا ہے۔"

آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اہل نفس خواہشات کے بندے ہیں اور اہل اللہ خدا کے اطاعت گزار بندے ہوتے ہیں۔ نفس، دنیا اور شیطان تینوں کافر ہیں۔ یا مثل جلاد حرام خور کے ہیں۔ جس شخص پر غضب الٰہی ہوتا ہے۔ وہ شخص نفس پرست، شہوت

صاحب نفس گردد پُر شہوۃ، ہوا پرست، طالب دنیا، حُسن پرست وزینت نما، ہمتفق شیطان شود، خوردن ذائقہ تان ومعصیت جان در گناہ غرق ودل تاریک، از عشق محبت نورِ الٰہی تفریق، از علم معرفت چشم کور ودل مُردہ در جسد گور۔

قولہٗ تعالیٰ:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ [1]

نفس کرا گویند؟ کہ از راہ خدا باز دارد ونفس طلب غیر را گویند۔ دُنیا، نفس، شیطان، نفس دشمن بما مردم و رہزن شیطان است و شیطان را رہزن کدام شیطان است؟ کبر و کبر از کجا پیدا شود؟ از جلالیت قہرِ الٰہی از شر و مرا پیشوا پیغمبر صاحب است و پیغمبر صاحب را پیشوا کدام است؟ ہدایت اللہ و ہدایت اللہ تعالیٰ از کجا پیدا شود؟ از مہر جمالیت الٰہی از خیر وَالْقَدْرُ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللهِ تَعَالٰى [2]

بیت

این خاک را انسان کنم آن نار را شیطان کنم ہم این کنم ہم آن کنم کس را نباشد زین خبر

○

با زہد و تقویٰ، ریاضت، صوم صلوٰۃ، حج، مال زکوٰۃ، خلاف نفس است۔ نفس بمیرد؟ گفتم نی، با ذکر فکر، مجاہدہ، مشاہدہ، مراقبہ، محاسبہ، وصال حضور مذکور، خلاف نفس است۔ نفس بمیرد؟ گفتم نی۔ باورد وظائف، تسبیح، تلاوۃ قرآن، مسائل فقہ کردن بیان خلاف نفس است۔ نفس بمیرد؟ گفتم نی۔ لباس مندپوشی، دلق وجدائی خلق در زبان خاموش

---

[1] سورہ التغابن، ۶۵ : ۱۵

[2] حدیث

پرست، خواہش پرست، دنیا پرست، حُسن پرست، زینت پرست اور شیطان کا ہمجولی بن جاتا ہے۔ (ہر وقت) اس کی جان لذات نفسانی اور معصیت وگناہ میں غرق رہتی ہے۔ اس کا دل سیاہ اور عشق ومحبت وانوار الٰہی سے جُدا، اور اُس کا دل مُردہ کی طرح جسد گور میں معرفت سے اندھا اور بے نور رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یقیناً تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔"

نفس کس کو کہتے ہیں؟ نفس وہ ہے (جو کہ راہِ خدا سے روکتا ہے اور غیر اللہ کی طرف بلاتا ہے (پس) دُنیا، نفس اور شیطان ہم آدمیوں کا دشمن ہے اور رہزن شیطان ہے۔ اور شیطان کا رہزن کونسا شیطان ہے؟ وہ کبر و نخوت ہے اور کبر کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ وہ شر کی وجہ سے جلال قہر الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پیشوا ہیں۔ اور حضورؐ کا پیشوا کون ہے؟ انکی پیشوا اللہ کی ہدایت ہے۔ اور اللہ کی ہدایت کہاں سے پیدا ہوتی ہے؟ وہ مہر وجمال الٰہی سے خیر سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

"خیر اور شر دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ (یعنی اُن کے پیدا کرنے والا اور نیکی وبدی کا حساب لینے والا وہی ہے)

بیت

میں اس خاک کو انسان بناتا ہوں اور اس آگ کو شیطان کرتا ہوں۔ میں یہ بھی کرتا ہوں اور وہ بھی کرتا ہوں اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہوگی۔

(پس) زہد وتقویٰ، ریاضت، صوم وصلوٰۃ، حج اور مال زکوٰۃ (یہ سب امر) خلاف نفس کے ہیں۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں۔ اور ذکر و فکر، مجاہدہ، مشاہدہ، مراقبہ، محاسبہ، اور وصال حضور مذکور بھی تو خلاف نفس ہیں۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں۔ اور ورد وظائف، تسبیح، تلاوت قرآن مجید اور مسائل فقہ کا بیان کرنا بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں۔ اور لباس، مندپوشی، دلق پوشی، خلق خدا سے الگ رہنا، طریقۂ خاموشی

نیک وصال خوب خصال خلاف نفس است۔ نفس بمیرد؟ گفتم نی۔ با گنج گوشہ چلہ کشیدن وسرگردان گردیدن، وخود را ز ہمہ چیز بریدن خلاف نفس است۔ نفس بمیرد؟ گفتم نی۔ با علم تعلیم، درس خوانی وخدا شناختن برائی خلاف نفس است۔ نفس بمیرد؟ گفتم نی۔

○

بیت باہوؒ

نفس گر سلطان شود مسند نشین سگ بگردش آسیا گردد لقین

○

گر نفس گرسنہ شود طاقت وقوۃ طاعت ندارد واز طاعت باز ماند واگر نفس سیر شود پر شہوۃ ہوا فتنہ انگیز پس چہ علاج باید کرد؟

قولہٗ تعالیٰ:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط[1]

نفسیکہ با گرسنگی آرام گیرد ودر ذکر طاعت حلاوت یابد آن را زہد وریاضت باید۔ نفسیکہ در گرسنگی در ذکر طاعت لذت نگیرد، ولولہ وسوسہ کفر نفاق ورزد[2] آن بسیار خورد باید، اما شرط آنکہ نفس سیر باشد۔ وآثار (بدی) در و نماند وطاقت آرام را حکم فرمانبردار گردد والا نہ نیم سیر ونیم گرسنہ لوازم نفس است۔ نفس را قوت لاہوت باید ذکر اللہ و

---

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۲۸۵

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی، ص ۹۵ : افتد

اختیار کرنا، نیک عادات پیدا کرنا اور نیک خصلتی بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں۔ (اسی طرح) گوشہ نشینی، چلہ کشی، سرگردانی اور تمام اشیاء کی لذات سے باز رہنا بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں۔ اور تعلیم وتعلم، درس وتدریس اور خداشناس ہونا بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں۔

بیت باہوؒ

اگر نفس سلطان بن کر تخت پر بیٹھتا ہے، تو حرص کا کتا یقیناً (آخر) اس کے گرد طواف کرتا ہے۔

پس چاہیے کہ اس کی سلطنت کو پامال کر کے اس کو نظر بند رکھے اور ہمیشہ اس کا محاسبہ کرتا رہے۔

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

اگر نفس بھوکا رہے تو طاعت کی قوت وطاقت نہ رکھے گا اور عبادت سے باز رہے گا اور اگر نفس سیر ہو جاتا ہے تو نفسانی شہوات سے پُر ہو جائے گا اور فتنہ انگیز ہو جائے گا۔ پس اس کا کیا علاج کرنا چاہیے؟ اس کا علاج اس قاعدہ کو مدنظر رکھ کر کرنا چاہیے جو اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط

خدا تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا، مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

اور جو نفس کہ بھوک سے آرام پکڑتا ہے اور ذکر وطاعت میں وہ حلاوت پاتا ہے، اس کو پرہیزگاری اور عبادت کرنی چاہیے (اور) جو نفس کہ بھوک میں اور ذکر وطاعت میں لذت نہیں پاتا (بلکہ) ولولہ، وسواس ونفاق وکفر اختیار کرتا ہے، تو اس کو زیادہ کھانا چاہیے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نفس سیر ہو، اور اس میں بدی کے آثار نمایاں نہ ہوں۔ اور آرام وفرمانبرداری کی طاقت اور اطاعت سے انسیت رکھتا ہو، ورنہ اسے نیم سیر رہنا چاہیے۔ اور نیم گرسنہ رہنا چاہیے جو کہ نفس کے لوازمات ہیں۔ (ایسے) نفس کو (صرف) قوت لاہوت دینا اور اسے ذکر اللہ پر لگانا چاہیے اور

خانۂ او قبر زیر زمین خاک لبازد[1] و پوششش لباس برآن کفن اندازد تماشای سیر چشم
بروز حشر نماید کہ جمعیت خاطر صفا دل گردد کہ بر دل ہیچ آلودگی و کدورت نماند۔
کل حجاب فِیمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللہِ برخیزد۔ نفس از ستیزہ باز ماند آرام
گیرد۔

حدیث

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کہ بمیرد۔
نفس چیست؟ نفس مثل فربہ خوک است۔ با اہل کفار خوار خود پرستی
دار دبشنو!

بیت

در وجود آدمی صد خوک است   خوک باید کشت یا باز نار بست[2]

○

ای نفس، وسیلہ[3] خدا وای نفس فتنہ انگیز پر ہوای وای نفس عادل بادشاہ وای
نفس با انا گمراہ وای نفس عالم متعلم مفتی قاضی محتسب صاحب حساب وای نفس با رشوت
حرام خوار خراب وای نفس مرشد ہادی صاحب ارشاد وای نفس با خود پرستی در حرص
حسد فریاد وای نفس سلطان العارفین عاشق معشوق۔ وای نفس بر سر در گدای، طامع مخلوقات۔
فقیر مرد آنست کہ نفس را بہ ہیچ حال فرصت از طاعت باز ندارد و ندھد آنچہ

۱ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۵: لبازد
۲ ایضاً، ص ۹۵: زنار پوش
۳ ایضاً، ص ۹۵: ای نفس وسیلۂ خدا

خانہ اس کا قبر اور بستر اس کا زیر زمین خاک اور لباس اس کا مثل کفن ہونا چاہیے (یعنی
اس کو ایسی حالت کا مشاہدہ کرانا چاہیے) اور روز حشر کی بھی اسے سیر کرانا چاہیے۔ تاکہ اُسے
دلجمعی اور صفائی قلب حاصل ہو۔ اور اس کے دل پر کوئی آلودگی اور کدورت نہ رہے۔
اور تمام حجابات جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں، اُٹھ جائیں۔ اور نفس جھگڑے
اور لڑائی سے باز آجائے اور آرام پکڑے۔

حدیث

"اور مرنے سے پہلے مر جاؤ" کا مصداق بن جائے اور مر جائے۔
نفس کیا ہے؟ نفس مثل موٹے تازے سوٗر کے ہے، جو اہل کفار کے ساتھ
خود پرستی کی ذلت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اے طالب! غور سے سن!

بیت

آدمی کے وجود میں سینکڑوں سوٗر ہیں۔ اس سوٗر کو قتل کرنا چاہیے یا پھر اس کی
زنار بندی کرنی چاہیے۔
(اس نفس کی کئی حالتیں بن جاتی ہیں) کبھی تو وہ انسان اور خدا کے درمیان وسیلہ
بن جاتا ہے۔
اے نفس! تجھے خدا کا واسطہ ہے۔ افسوس ہے کبھی یہ نفس فتنہ انگیز اور خواہشات
سے بھرا ہوا بن جاتا ہے۔ اور کبھی یہ عادل بادشاہ بن جاتا ہے۔ کبھی خود پسند گمراہ، کبھی
عالم کبھی متعلم، کبھی مفتی، کبھی قاضی، کبھی محتسب کبھی صاحب حساب، کبھی رشوت خور اور کبھی
خراب حرام خور اور کبھی مرشد و ہادی صاحب ارشاد، کبھی خود پرست اور کبھی خود پرستی اور
حرص و حسد میں صاحب فریاد۔ اور کبھی یہ نفس اپنے آپ کو سلطان العارفین و عاشق و
معشوق کا خطاب دلانا شروع کر دیتا ہے۔ اور کبھی دریوزہ گری کا سبق سکھاتا ہے۔ کبھی
طامع مخلوق ہو جاتا ہے۔ (غرضیکہ یہ نفس طرح طرح کے رنگ بدلتا رہتا ہے) (اس لیے)
فقیر مرد وہ ہے کہ نفس کو کسی حالت میں فرصت نہ دے کہ وہ طاعت سے باز رہے، اور
جو کچھ یہ طلب کرے، اس کو نہ دے اور ہر وقت اس کے خلاف کرے۔ ہمیشہ اُسکے

خواہد. خلاف نفس کند. ہمیشہ با او مجادلہ باید کرد کہ ای نفس ہیچ طاعتی چنان نکردی کہ لایق حضرت خداوند باشد. چنانکہ در روز قیامت خلاصی یابی و نمی شناختی خدای تعالیٰ را چنانچہ حق شناختن است. انبیاء و اولیاء اللہ از ترس حق تعالیٰ چون زر در بوتہ در گداختند. بزرگان تمام عمر نہ خفتہ اند و پہلو بر زمین نہ نہادہ اند و لذت دنیاوی نفس را ندادہ اند. از برای آنکہ روز قیامت از خدای تعالیٰ و رسول مقبول شرمندہ نشویم. مر ترا است کہ در کار نفس مشاہدہ میکنی از حالہا و خواستہا تباہ او۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ[۲] ۔ و فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دعای ستم رسیدہ مستجاب است. پس ستم رسیدہ از نفس فقیر اند۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى حِجَابٌ[۳] ۔

فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بترسید از دعای ستم رسیدہ کہ میان دعای ستم رسیدہ و میان خدای تعالیٰ حجاب نیست. پس ستم رسیدہ اہل اللہ فقرا اند کہ از ظلم نفس عاجز اند با خدای تعالیٰ مشغول. بترسید از فقرا کہ فقیر کہ در حالت شہوۃ شہو بہم اوست و در حالت غضب نفس درندہ و در حالت گناہ کردن نفس طفل است و در حالت نعمت خوردن نفس فرعون است و در حالت سخاوت نفس قارون است و در

---

۱ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۶

۲ جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ

۳ حدیث

ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا چاہیے کہ اے نفس! تو نے کوئی عبادت بھی ایسی نہ کی جو خدائے تعالیٰ کی درگاہ کے لائق ہوتی، اور جس سے قیامت کے روز تجھے خلاصی ملتی، اور تو نے خداوند تعالیٰ کو کچھ نہ پہچانا اور اس کی معرفت کا حق ادا نہ کیا۔

تمام انبیاءؑ اور اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس طرح پگھل گئے جس طرح (آگ پر) کٹھالی میں سونا چاندی پگھلایا جاتا ہے۔ ان بزرگوں نے نہ تمام عمر نیند کی اور نہ (آرام کے لیے) زمین پر اپنا پہلو رکھا ہے اور نہ انہوں نے لذات دنیا اپنے نفس کو دی ہے۔ اس لیے کہ روزِ قیامت خدای تعالیٰ اور رسول مقبولؐ سے شرمندہ نہ ہوں۔

اب خصوصاً یہ تجھ پر منحصر ہے کہ اپنے نفس کا مشاہدہ کرتا رہے (تاکہ اس کی حیلہ سازی سے نجات حاصل ہوتی رہے) اور اپنی تباہ حالت پر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں (مظلوم ہوکر) دعا مانگتا رہے۔

چنانچہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے :

"کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے"۔

پس فقیر بھی اپنے نفس سے مظلوم ہوتے ہیں۔

دوسری حدیث میں آپؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"خبردار رہو، مظلوم کی دعا اور خدای تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے"۔

سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مظلوم کی آہ سے ڈر، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مظلوم کی آہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ پس اہل اللہ فقرا مظلوم ہیں، کیونکہ وہ نفس کے ظلم سے عاجز ہیں۔ (مگر) وہ خدای تعالےٰ کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔ (اور اُن کی دُعا قبول ہوتی ہے) اس لیے فقراء سے ڈرنا چاہیے، کیونکہ وہ حالت شہوت میں شہوت کو ضبط کرنے والے اور حالت غضب میں نفس کو مارنے والے ہیں۔ اور یاد رکھ کہ نفس شہوت کی وجہ سے غالب اور غصہ کی حالت میں درندہ ہوتا ہے۔ اور گناہ کرنے کی حالت میں نفس طفل (صورت) بن جاتا ہے۔ اور نعمتوں کے کھانے کی حالت میں نفس فرعون بن جاتا ہے۔ اور سخاوت کی حالت میں نفس قارون نظر آتا ہے اور بھوک کی حالت میں نفس دیوانہ کتا اور

حالت گرسنگی نفس سگ دیوانہ است و در حالت سیری نفس خر است با کبر۔

بیت

گر نفس[1] اگرسنہ می شود سگ می شود   در شکم پُری شود خری شود

اگر نفس را سیرش کنی بی فرمان است و اگر نفس را گرسنہ داری با جزع فزع فریاد کند۔ اگر نفس را در وقت گناہ کردن شفیع آری خدا و رسولؐ خدا و جمیع انبیاء و اصفیاء و اولیاء و صلحاء را و عرض کنی آیات و روایات یاد دہی ہول از مرگ و گور و جواب منکر و نکیر و اعمال نامہ و مسئلہ فقہ و روز قیامت نفسی نفسی و صراط و دوزخ بہشت و دیدار ہرگز باز نماند و از معصیت نفس باز نگردد مگر بتوفیق الٰہی و بوسیلت دست بیعت[2] مرشد کامل مکمل۔

ہر وقتیکہ طالب رجوع بگناہ کند مرشد را بیشک آگاہی شود۔ درمیان گناہ و اہل گناہ خود حائل شود۔ بالہام گوید و پیغام دہد یا دست زند۔ وسیلت از برای این از فضیلت بہتر است۔ فضیلت اہل نفس را محتاج است و وسیلت لامحتاج۔ بر فضیلت نفس غالب است۔ وسیلت بر نفس غالب۔ نفس مغلوب۔ علم مثل ذہب زر سیم است۔ وسیلت ہمچون فولاد است چنانکہ تیغ۔

ابیات

نفس حریص شکر و شیری طلبد   بادشاہی شہ جہانگیری طلبد

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی۔ ص ۹۷

[2] ایضاً ، ص ۹۷

شکم سیری میں وہ متکبر گدھا ہوتا ہے۔

بیت

جب نفس بھوکا ہوتا ہے، تو کتّے کی طرح ہو جاتا ہے۔ اور جب شکم سیر ہو جاتا ہے، تو گدھے کی طرح ہو جاتا ہے۔

اس نفس کا یہ حال ہے، کہ اگر اس کو سیر رکھو، تو نا فرمان ہو جاتا ہے اور اگر اس کو بھوکا رکھو تو زار و قطار رونا اور فریاد کرنے لگتا ہے۔ اور اگر نفس کو گناہ کے وقت خدا اور رسولؐ خدا کا واسطہ دو اور تمام انبیاء و اصفیاء و اولیاء اور صلحاء کو شفیع بناؤ اور آیات و احادیث اسے پڑھ کر سناؤ اور موت کا خوف اور عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال و جواب اسے یاد دلاؤ۔ اور اعمال نامہ اور فقہ کے مسائل اور روز قیامت میں ہر ایک کی نفسا نفسی، میزان و پلصراط اور دوزخ و جنت وغیرہ کی اسے سیر کراؤ تو بھی یہ موذی ہرگز باز نہیں آئیگا۔ اور معصیت سے دست بردار نہیں ہو گا، مگر صرف اس وقت کہ توفیق الٰہی شامل حال ہو۔ اور مرشد کامل مکمل کے دستِ بیعت کا وسیلہ نصیب ہو تو انسان بچ سکتا ہے۔

جس وقت کہ طالب گناہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو مرشد کو یقیناً آگاہی ہو جاتی ہے۔ اور وہ گناہ اور اہل گناہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور بذریعہ الہام اس کو کہہ دیتا ہے یا اس کو ہاتھ مار کر روک دیتا ہے۔ اس لیے وسیلہ فضیلت سے بہتر ہوتا ہے۔ اور فضیلت اہل نفس کے لیے محتاج ہے۔ اور صاحب وسیلہ فضیلت سے لامحتاج ہوتا ہے۔ اور اسی لیے فضیلت پر نفس اور نفس پر وسیلہ غالب ہے اور نفس مغلوب ہے۔ اور علم و فضل کی مثال زر و سیم کی ہے اور وسیلہ کی مثال فولاد کی اور اسی کی تلوار اسے تہ تیغ کر سکتی ہے۔

ابیات

حریص نفس شکر اور دودھ کا طالب رہتا ہے۔ وہ جہانگیر بادشاہ کی بادشاہی طلب کرتا ہے۔

باہُوؒ بہ زشاہم گدائی اورنگ شاہ   طلب اللہ بس داست از فقیری طلبد

○

باہُوؒ نفس بدکافر است دیا جلاد۔ پس کافر را زنار گسیختن مشکل چنانچہ جلاد را حلال خوردن مشکل است۔ چون نفس مسلمان شود مسلمان را خوک خوردن[1] مشکل وبرکتف زنار پوشیدن مشکل۔ سیم زر زیب اہل دنیا است و فولاد تیغ زدن بر نفس کار اہل دین است۔ غزای کشتن نفس کافر در سیم وزر طمع دریاست وکشتن نفس طلب خدای تعالیٰ است۔ وزندہ نفس شیطان اند یا دیو اند یا غول بیابان اند۔ نفس چیست؟ وشیطان چیست؟ ودنیا چیست؟ نفس بادشاہ است وشیطان وزیر اوست ودنیا ہردو را مادر کہ بایشان پرورش میکند۔

حدیث

اِنَّمَا الشَّيْطَانَ يَصِيْرُ مُسْتَوْلِيًا عَلَى الْاِنْسَانِ[2]

یعنی جز این نیست کہ شیطان غالب می گردد بر آدمی۔ ولیکہ حُبّ دنیا داشت آن دل نشستگاہ شیطان است۔

قولہٗ تعالیٰ:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى[3]

جائیکہ نشستگاہ شیطان شد برآن دل چہار مؤکل است۔ اوّل خنّاس، دوم خرطوم

---

[1] نسخہ خطی مکتوبہ فقیر سید عبداللہ، لاہور سال ۱۲۰۹ ھ

[2] حدیث۔

[3] سورہ النّٰزعٰت، ۷۹ : ۳۹ - ۳۷

اے باہُوؒ! مجھے بادشاہ کے تخت سے گدائی بہتر لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طلب کافی ہے اور وہ فقیر (مرشد) سے یہی طلب کرتا ہے۔

اے باہُوؒ! نفس بد کافر ہے یا وہ پھر جلاد ہے۔ پس جس طرح کافر کا زنار توڑنا اور جلاد کا حرام خوری چھوڑ دینا مشکل ہے اسی طرح نفس کا مسلمان ہونا اور اس مسلمانی کے ساتھ سؤر کا گوشت کھانا مشکل اور کندھے پر زنار پہننا مشکل ہے۔ زر وسیم اہل دنیا کی زیب وزینت ہے۔ لہٰذا نفس پر تیغ فولاد سے وار کر دینا اہل دین کا کام ہے۔ اور نفس کافر کو قتل کرنے کے لیے جہاد کرنا طلب رضائے الٰہی ہے۔ اور زر وسیم[1] کی طمع مثل حرص دریا کے ہوتی ہے۔ (کیونکہ طالب خدا کا نفس مُردہ) اور طالب دنیا کا نفس زندہ شیطان یا دیو ہوتا ہے یا جنگلی لُولہ ہوتا ہے۔

نفس کیا ہے؟ اور شیطان کیا ہے؟ اور دنیا کیا ہے؟ نفس (گویا) بادشاہ ہے۔ اور شیطان اس کا وزیر ہے۔ اور دنیا ہر دو کی ماں ہے جو اُن کی پرورش کرتی ہے۔

حدیث

"بے شک شیطان انسان پر غالب[2] ہو کر رہتا ہے۔"

یعنی اس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے کہ شیطان انسان پر غالب ہو کر رہتا ہے۔ (خصوصًا) وہ دل جو کہ حُبّ دنیا رکھتا ہو، وہ دل شیطان کی نشستگاہ ہوتا ہے۔ (اور آخر کار اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دی، پس اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔"

پھر جو دل کہ شیطان کی نشستگاہ ہو جاتا ہے، اس دل پر چار مؤکل (مسلط) ہو جاتے ہیں۔ اوّل خنّاس۔ دوم خرطوم۔ سوم وسوسہ۔ چہارم خطرات۔ اور یہ چاروں بجائے خود

---

[1] زر وسیم سے مراد علم وفضل ہے اور علم وفضل کی دریا کی طرح کوئی حد نہیں ہے۔

[2] شیطان انسان پر کیوں غالب ہو کر رہتا ہے۔ اس لیے کہ وہ خدا کے اسم مضل کا مظہر ہے۔ اسلیے وہ اپنا فرض ادا کرتا ہے۔

سیوم وسوسہ، چہارم خطرات ۔ قائم مقام نفس است ۔

صدق خلاف نفس است۔ اہل صدق مستغرق را حضوری و غفلت یکی خواب و بیداری یکی ۔

قَوْلُہٗ تعالیٰ :

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ [1]

امّا دل باشد نہ خانۂ دیو۔ نفسیکہ با روح آمیختہ باشد۔ آن نفس روح خدا را از برای خدای تعالیٰ می پرستد۔ چنانچہ رابعہ بصریؒ را خدای تعالیٰ پرسید مرا از برای کہ می پرستی! بہر بیم دوزخ یا بر امید بہشت؟ رابعہ بصریؒ گفت ۔ خداوندا! ترا اگر از برای ترس دوزخ می پرستم مرا در دوزخ سوز و اگر ترا از برای بہشت می پرستم ہر ا بہشت نصیب مکن و اگر ترا از برای تو می پرستم از من دیدار و جمال خود دریغ مدار ۔

نقل است کہ روزی شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ از خانقاہ بیرون برآمد و رفتہ در خانہ با اہل مخنث نشستہ ، درمیان قوم مخنث سکونت گرفت ۔ مریدان گفتند: این چہ جای است [2] یا حضرت؟ شیخ شبلیؒ فرمود در تمام عالم سہ گروہ است ، مرد و زن و مخنث ۔ مرد بایزید بسطامیؒ بود و زن حضرت رابعہ بصریؒ۔ من ازین ہر دو نیستم ۔ پس ناچار درین گروہ درآمدم ۔ پس اہل ذکر فکر اہل زن است و اہل استغراق اہل مرد است ہر کہ در دنیا است ازین ہر دو نیست مخنث است ۔

بشنو! ابلیس گفت طاعت کردم ندا آمد لعنت کردم ۔ آدمؑ گفت: بد کردم ۔ ندا آمد عفو کردم ۔ طاعت با عجب بد است ۔ و معصیت با عذر بہ ۔ اگر خواہی کہ راہ بمنزل رسانی زنہار خود درمیان مباش کہ نفس شرمندہ شود ۔

---

[1] سورہ بنی اسرائیل ، ۱۷ : ۴۴

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۱۰۰ : جائیکہ

نفس کے قائم مقام ہیں ۔

اور صدق (ہمیشہ) نفس کے خلاف ہے اور اہل صدق و استغراق پر حضوری و غفلت و خواب بیداری برابر ہؤا کرتی ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جو خدائے قدوس کی تسبیح نہ پڑھتی ہو"

اس کے لیے البتہ دل چاہیے نہ کہ خانۂ دیو۔ کیونکہ جو نفس روح کے ساتھ گھل مل جاتا ہے ، وہ نفس روح (خاص) ، خدای تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے ۔ چنانچہ رابعہ بصریؒ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تو میری عبادت کس لیے کرتی ہے ؟ آیا دوزخ کے خوف سے یا جنت کی امید پر ۔ رابعہ بصریؒ نے جواب دیا ۔ اے پروردگار! اگر میں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں جلا دے اور اگر تیری عبادت میں بہشت کی امید پر کرتی ہوں تو مجھے بہشت مت نصیب کر ۔ اور اگر میں تیری عبادت خاص تیری ذات کے لیے کرتی ہوں تو تو اپنے دیدار و جمال سے کچھ دریغ مت کر ۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ سے باہر آئے اور ایک مخنث کے گھر جا کر بیٹھ گئے ۔ اور انہیں مخنث لوگوں میں سکونت اختیار کر لی ۔ مریدوں نے عرض کی ۔ حضرت ! یہ کیا جگہ ہے ۔ (یعنی کیا معاملہ ہے) شیخ شبلیؒ نے فرمایا! تمام عالم میں تین گروہوں کے لوگ ہوتے ہیں ۔ مرد و زن و مخنث ۔ ان میں سے مرد تو بایزید بسطامیؒ تھے اور زن حضرت رابعہ بصریؒ ۔ میں ان دونوں سے خارج ہوں ۔ پس میں ناچار ہو کر اس گروہ میں آگیا ۔ پس معلوم ہؤا کہ اہل ذکر و فکر زن ہیں اور اہل استغراق مرد ہیں اور جو کوئی دنیا میں ہے اور ان دو گروہوں میں سے نہیں ہے ، وہ مخنث ہے ۔

(اے طالب! غور سے) سن! ابلیس نے کہا : میں نے عبادت کی ۔ ندا آئی ، میں نے لعنت کی اور حضرت آدمؑ نے عرض کیا ۔ میں نے خطا کی ، ندا آئی ! میں نے بخش دی ۔ کبر و غرور کے ساتھ عبادت بری ہے ۔ اور معصیت عذر کے ساتھ بہتر ہے ۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تو منزل مقصود کو پہنچے ، تو ہرگز خود درمیان میں مت ہو ، تاکہ نفس شرمندہ ہو جائے ۔ (یعنی جو شخص تکبر و غرور کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے ، وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا) ۔

نقل است کہ روزی بزرگواری نشستہ بود کہ نفس وی را بصورت ہیئت آمد و برو بر مصلیٰ نشست۔ آن بزرگ گفت: چون صورت خود از خود جدا دیدم۔ پرسیدم تو کیستی؟ گفت من[1] توام۔ استوار استعداد بستن گرفتم میخواستم کہ بزنم۔ نفس آغاز کرد کہ زدن من این چنین نباشد۔ زدن من خلاف من است ۔

بیت باہُوؒ

نفس دانی چیست؟ کافر در وجود　　دوست دار نفس را کافر یہود

○

از نفس خبردار باش تَا نَشْ پَنْہ خَاشْ پَشْر۔

قطعہ

ترا با نفس کافر کیش کاریست　　بدام آور کہ این طرفہ شکاریست
اگر مار سیہ در آستین است　　بہ از نفسیکہ با تو ہمنشین است

○

دانی نفس چیست؟ طمع تا طمع را سہ طلاق ندہی ہرگز بحق واصل نشوی ۔

بیت باہُوؒ

کہ مرغش جان کشد آن طمع دانہ　　نہ بیند دام، بر دانہ دلیوانہ

○

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۰ : نفس

نقل ہے کہ ایک روز کوئی بزرگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا نفس ظاہری صورت بن کر اُن کے سامنے مصلیٰ پر آ بیٹھا۔ اس بزرگ نے کہا جب میں نے اپنی صورت اپنے سے جُدا دیکھی تو پوچھا کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں تم ہوں (یعنی میں تم سے ہوں) میں نے اپنی استعداد کو مضبوطی کے ساتھ مجتمع کیا اور چاہا کہ اسے ماردوں۔ نفس چلّایا اور کہنے لگا کہ تم مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔ مجھے مارنا میرے خلاف ہے (یعنی میری مار میرے خلاف ہے۔ ایسی مار سے میں مر نہیں سکتا)

بیت

معلوم ہے کہ نفس کیا چیز ہے؟ تیرے وجود میں یہ ایک کافر گھسا ہُوا ہے نفس کو کافر اور یہود دوست رکھتے ہیں۔
(پس) نفس سے خبردار رہ (مبادا اسکی مصیبت میں گرفتار ہو جائے) اللہ تعالیٰ اس (نفس) سے ہمیں بچائے۔

قطعہ

تجھے نفس کُفر شعار سے کام پڑا ہے۔ اس کو جال میں لے آ، کیونکہ یہ ایک عجیب و غریب شکار ہے۔
اگر تیری آستین میں سیاہ سانپ بھی بیٹھا ہے، تو نفس بد تر سے بہتر ہے کہ تیرا ہمنشین ہو۔
کیا تو جانتا ہے کہ نفس کیا ہے؟ نفس (کا دوسرا نام) طمع ہے اور جب تک تُو طمع کو تین طلاقیں نہیں دے گا، تُو ہرگز اللہ تعالیٰ سے واصل نہیں ہو سکتا۔ (اس لیے نفس اور حرص و ہوس کو مطلق چھوڑ دینا چاہیے)

بیت باہُوؒ

جو چیز پرندوں کی جان لیتی ہے، وہ دانوں کی حرص ہے۔ وہ پرندہ حرص دانہ پر دیوانہ ہو کر اپنے جال کو نہیں دیکھ سکتا۔

طمع ہمچون دام است و دنیا ہمچون دانہ است و اہل حرص طالب دنیا برو دیوانہ۔ بی طمع[1] ہرگز در قید او نہ افتد، مگر احمق اہل نفس بی عقل ترسا کہ از اہل ترس نباشد ہر کرا اللہ تعالیٰ و فقر پسند۔ بی طمع گردنش بلند بی نیاز۔ چراکہ طمع نام غم است و فقیر یگانۂ خدای تعالیٰ ازین غم غم ندارد۔ ہر کہ نادار است با اللہ تعالیٰ یار است۔

بیت باہُوؒ

کسی را غم بود از بہر دنیا — کہ آن دون است از پروردۂ دنیا

○

شیطان دُنیا را گویند و اہل نفس معصیت شیطان را جویند۔

حکایت

روزی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ با نفس خود محاسبہ عمر خویش میکرد و گفت: ای نفس! عمر تو شصت سال برآمدہ است۔ چون روز ہای عمر تو بیست و یک ہزار و شصت روز مجموع شدہ بعدۂ آہ زد و بی ہوش گشت۔ چون بہوش باز آمد معتقدان پرسیدند کہ این چہ بود بیہوشی تو؟ گفت با نفس خود محاسبہ حساب روز ہای عمر خویش کردم کہ بدنیا شصت سال شُد۔ تُرا از ہنگام بلوغت مہلت دادہ اند۔ روز ہای شصت سال و بیست و یک ہزار و شصت روز شد۔ گفتم ای نفس! کہ ہر روز تو بیست گناہ کردہ باشی؟ گفت: نی۔ گفتم: دہ۔ گفتم نی۔ گفتم: یک گناہ

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۱

(اور) طمع گویا ایک جال ہے اور دنیا مثل دانہ کے ہے۔ اور اہل حرص طالب دنیا اس کا دیوانہ ہے۔ بے طمع شخص ہرگز اس کی قید میں نہیں پڑے گا۔ وہی شخص اس کے جال کے پھندے میں آئیگا، جو احمق، اہل نفس، بے عقل اور بے ترس ہوگا۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ پسند ہے اور فقر پسند ہے۔ وہ بے طمع اور بے نیاز ہوتا ہے اور اس کی گردن فخر سے ہمیشہ بلند رہتی ہے۔ اس لیے کہ طمع غم کا نام ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کا یگانہ فقیر اس غم سے بے پروا رہتا ہے۔ جو کوئی کہ نادار ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

بیت باہُوؒ

جس شخص کو دنیا کے لیے غم ہوتا ہے، وہ دنیا کے پرورش پانے والوں میں سے ایک کمینہ ہے۔

(یعنی جو شخص حب دنیا اور دنیا کمانے کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ وہ اسی دنیا کا مال ہے اور اسی دنیا کا پروردہ ذلیل ہے)

دنیا شیطان ہے اور اہل نفس معصیت شیطان کو ڈھونڈتے ہیں۔

حکایت

(کہتے ہیں) کہ ایک روز حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس پر اپنی عمر کا محاسبہ کر رہے تھے۔ اور اس سے کہہ رہے تھے کہ اے نفس! تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی ہے، جس کے مجموعہ روز بیس (ایک ہزار و چھ سو بنتے ہیں (اور جبکہ یہ حساب کیا تو) بعد ازاں ایک آہ نکالی اور بیہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے، تو آپ کے معتقدوں نے دریافت کیا کہ آپ کس سبب سے بیہوش ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے (آج) اپنے نفس سے اپنی عمر کے دنوں کا محاسبہ کیا تھا کہ دنیا میں تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی ہے اور تجھے بلوغت کے وقت سے مہلت دی گئی ہے۔ پھر میں نے تمام دنوں کا حساب لگایا تو وہ ساٹھ سالوں کے اکیس ہزار اور ساٹھ روز بنتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے نفس! تو نے ہر روز بیس گناہ کیے ہوں گے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا دس گناہ کیے ہوں گے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں

کرده باشی ؟ بر این اقرار نمود. گفتم بهر گناهی یکان یکان سنگ در مقامی نهادی. کوهی برآمدی و اگر بعد هر گناهی مشت خاک انداختی انبار گشتی. ای نفس! چندین گناه از هول عقاب آخرت چرا کردی؟ خود را از هیبتی که پدر تو مهتر آدم علیه السلام را از جهت زلّت یک گناه بزندان دنیا فرستاده اند خطاب سرزنش گفته اند۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی [1]

چرا نگاه نداشتی بیچاره آدم زاده را چه جای امید خلاص باشد بچندین گناه کردن. عزازیل را بیک گناه داغ لعنت نهاده. ابلیس نام (نهاده)[2] گفتند که در تمام عالم آواز رسید۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ [3]

پس هر کرا نفس ضعیف است، دین وی قوی است. هر کرا نفس را بند کند، چنانستی که راه شیطان بسته باشد بمعہ نفس هوا۔

بیت

نفس پلید بر تن جامۂ پاک چه شود؟ در دل همه شرک است و نفاق سجده بر خاک چه شود؟

کسانیکہ نفس خود را معمور دارند پیروی شیطان کردند۔ پس ایشان دشمن خدای تعالیٰ اند و دشمن آدمیان اند۔

دانی شیطان و نفس هر دو در میان[4] خود موافق اند۔ هر دو کافر اند و هر کرا نفس در بند

---

[1] سوره طٰهٰ، ۲۰: ۱۲۱ [2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۳

[3] سوره ص، ۳۸: ۷۸ [4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۳: بجان

نے کہا ایک گناہ کیا ہوگا۔ اس پر اس نے اقرار کیا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ اے نفس! کہ اگر تو ہر گناہ کے بدلے ایک مقام پر ایک ایک کنکر رکھتا تو پہاڑ ہو جاتا، اور اگر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک مشت خاک رکھتا، تو ایک انبار ہو جاتا۔ اے نفس! باوجود خوف سزائے آخرت کے رکھتے ہوئے اتنے گناہ کیوں کیے؟ تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام ایک لغزش گناہ کے سبب سے دنیا کے قید خانہ میں بھیجے گئے۔ اور انہیں سرزنش کے طور پر یہ خطاب ملا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور حکم ٹالا آدمؑ نے اپنے رب کا سو بے راہ ہوگیا۔"

تو نے پھر کیوں ہیبت ربی پر نگاہ نہ رکھی۔ بیچارہ آدم زادہ کو اتنے گناہوں سے کس طرح خلاصی کی امید ہوگی؟ (جبکہ) ایک گناہ کے سبب عزازیل کی پیشانی پر ایک ایسا داغ لعنت لگایا گیا ہے کہ اس کو ابلیس کے نام سے پکارا جانے لگا ہے اور تمام عالم میں راندۂ درگاہ مشہور ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور تجھ پر میری لعنت ہے اس جزا کے دن تک۔"

پس معلوم ہوا کہ جس شخص کا نفس ضعیف ہے، اس کا دین قوی ہے۔ اور جس نے اپنے نفس کو قید میں رکھا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے ہمہ نفسانی خواہشات شیطان کا راستہ بند کر رکھا ہو۔

بیت

اگر نفس پلید ہے تو اس پر پاک صاف لباس ڈالنے سے کیا فائدہ؟ اسی طرح اگر دل میں تمام شرک ہے تو ایسے سجدۂ نفاق کو زمین پر کرنے سے کیا فائدہ؟

(پس انسان کو اپنا ظاہر اور باطن ایک جیسا رکھنا چاہیے)

جو لوگ اپنے نفس کو (خوش اور) آباد رکھتے ہیں۔ وہ (گویا) شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ پس وہ خداوند تعالیٰ اور بنی نوع انسان کے دشمن ہیں۔

کیا تو جانتا ہے؟ کہ شیطان و نفس ہر دو آپس میں موافق ہیں، اور دونوں کافر ہیں۔ اور

است .شیطان ازو دور است ۔

تمثیل. اگر دو دزد در یکخانہ برای دزدی کردن در آیند.یکی در دست آید۔ دیگر گریختہ در دو جان گریختہ باز نزدیک آن بند شدہ نیاید کہ نزدیک او ضرر خود بہ بیند۔ ہر کرا دزد نفس بند نیست .شیطان باو قریب است و دور از رحمت رحمٰن است ۔

تمثیل. نفس مانند بادشاہ است و شیطان مانند وزیر است. ہر گاہ کہ بادشاہ بہ بند شود، وزیر ازو جدا گردد. ہر کرا نفس در بند نیست آنکس احمق است ۔

تمثیل. اگر باشہ و کنجشک در یک خانہ باشند، چون آن باشہ در بند است. آن کنجشک را غم و ضرر نیست ہمچنان اگر نفس در بند است ۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ[2]

در شریعت نفس امارہ است و خدای تعالیٰ میفرماید کہ نفس دشمن را بکشید. خداوندا! چشم بخش کہ آن دشمن را بہ بینم و بکشم . دوم نفس در طریقت لوامہ است. ذالقہ لائقہ نفس راگذار. ہوای نفس لوامہ را پایمال کن و بالای ہوا روان شو. سوم نفس در حقیقت ملہمہ است . آن را موم باید کرد بر آتش عشق ذکر اللہ تعالیٰ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا رسد. چہارم نفس در معرفت مطمئنہ است ۔ در حقیقت مطیع باخلاص موحد خاص الخاص محرم اسرار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از غیر ما سوی اللہ استغفار ۔

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی. ص ۱۰۳ : بجان

[2] سورہ الکہف ، ۱۸ : ۳۵

جس کی کا نفس قید میں ہے، شیطان اُس سے دُور ہے. مثلاً اگر دو چور ایک گھر میں چوری کے لیے داخل ہوں اور ان میں سے ایک گرفتار ہو جائے اور دوسرا بھاگ جائے تو وہ بھاگا ہوا پھر گرفتار کے پاس کبھی نہیں آئیگا اور اس کے پاس آنے میں وہ اپنا ضرر خیال کرے گا۔

(اسی طرح) جس کا چور نفس قید نہیں ہے، وہ شخص شیطان کے قریب اور رحمٰن کی رحمت سے دُور ہے. ان کی مثال یہی ہے.

نفس مثل بادشاہ کے ہے اور شیطان (گویا کہ) ایک وزیر کی طرح ہے. جس وقت کہ بادشاہ نظر بند ہو جاتا ہے، تو وزیر اُس سے جُدا ہو جاتا ہے. (پس) جس شخص کا نفس قید میں نہیں ہے. وہ شخص (صد درجہ) احمق ہے.

(کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو قید رکھتا ہے، وہ شیطان کے ضرر سے بے خوف ہو جاتا ہے) اس ضمن میں ایک مثال سنیئے. جس طرح ایک مکان میں شکرہ اور چڑیا ایک گھر (مکان) میں موجود ہوں. اور جب شکرہ بندھا ہوا ہو تو اس چڑیا کو شکرہ سے کچھ غم اور ضرر نہ پہنچے گا. یہی مثال نفس و شیطان کی ہے اگر نفس قید میں ہے.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور (وہ) اپنے باغ میں گیا اور وہ اپنی جان پر بُرا کر رہا تھا"

شریعت کے لحاظ سے نفس امارہ (کا وجود) ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفس جو کہ دشمن ہے کو قتل کرو. اے خداوندا! مجھے وہ آنکھیں عطا کر کہ جس سے میں اپنے دشمن کو دیکھوں اور اسے قتل کروں. طریقت میں دوسرا نفس لوامہ ہے. (اے طالب) نفس کے شاندار ذائقہ کو ترک کر دے اور نفس لوامہ کی حرص و ہوس چھوڑ کر اُسے پامال کر دے. حقیقت میں تیرا نفس ملہمہ ہے. اس کو عشق ذکر اللہ کی آگ پر موم کی طرح پگھلا یا جائے. یہاں تک کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا اپنے آپ کو مصداق بنائے. (یعنی نفس کو مارو تاکہ ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو کر مقصد پورا ہو جائے) معرفت میں چوتھا نفس مطمئنہ ہے.

حقیقت میں طالب مولیٰ مطیع با خلاص اور موحد خاص الخاص اور محرم اسرار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اور ما سوی اللہ سے پناہ مانگتے ہوئے:

قولہ تعالیٰ:

غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيۡكَ الۡمَصِيرُ [1]

در مطمئنہ چہ چیز حاصل شود؟ لا یعنا مر مشاہدہ فقیر فنا فی اللہ تمام۔ شرح نفسہای بدکردار۔

بیت باہوؒ

نفس یار غار ای جان عزیز   با عزیزی باش بی غفلت تمیز [2]

فقیر را ترقی از درگاہ روز ابرون [3] باید ہر روز جانسوز باید نہ درم اندوز حقیقت نفس بیاموز۔

تمثیل

نفس مانند آدمی است و شیطان مانند دم آدمی است۔ اگر [4] آدمی زندہ است بدم اندرون و بیرون می آید۔ بعد از مردن آدمی دم از بیرون آمدن بی ماند۔ چون کسی را نفس مردہ است، راہ شیطان اُو بستہ گردد و از راہ شیطان سود ہرگز نیست و دل نرم آبادانی است و از آبادانی سود مقصود حاصل آید ہر عبادتیکہ ہست در آبادانی است و ہر بدیکہ ہست در ویرانی است۔ راہ آبادانی بہ تو چرا قدم در ویرانی نہی و دشمن نفس را مراد رسانی، نفس مُردار را مُردن بہ از زندگانی و شناختن خدا عزّ و جلّ از روشنائی دل است۔ نہ شناختن خداتعالیٰ را بتاریکی کہ یک شب مشغول و بودن، شود ہرگز راست نیاید چون نابینا

---

[1] سورہ البقرہ، ۲: ۲۸۵ [2] عین الفقر محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۵: نفس یار غار من جانش عزیز / با یار عزیزش لا بغفلت تمیز

[3] ایضاً، ص ۱۰۵ [4] ایضاً، ص ۱۰۵: مگر

غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيۡكَ الۡمَصِيرُ ۔

"اے رب ہمارے! تیری بخشش چاہیے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔" کا مصداق ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ سے کیا چیز ہوتی ہے؟ نفس مطمئنہ سے بیداری اور مکمل مشاہدہ فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اور بدکردار نفسوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

بیت باہوؒ

اے جان عزیز! نفس (مطمئنہ) تمہارا گہرا دوست ہے۔ تو اس عزیز کا عزیز بن جا اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو۔

(پس) فقیر کو ہر روز درگاہ الٰہی میں ترقی کرنی چاہیے۔ اور ذکر اللہ میں اُسے ہر دم جان سوز رہنا چاہیے نہ کہ درہم اندوز ہونا چاہیے۔ اور نفس کی حقیقت سے آگاہ رہے۔

تمثیل

نفس مثل آدمی کے ہے اور شیطان مثل دم کے ہے۔ جب آدمی زندہ ہے۔ تو اس کی سانس آتی جاتی ہے۔ آدمی کے مرنے کے بعد سانس آنے جانے سے رک جاتی ہے۔ ایسا ہی جبکہ نفس کسی کا مرجاتا ہے تو شیطان کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ اور شیطان کے راستہ میں ہرگز کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور دل کا نرم ہونا جہاں کی آبادی ہے۔ اور آبادی سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ ہر عبادت میں دل عالم کی آبادی مضمر ہے۔ اور ہر بدی ویرانی کو دعوت دیتی ہے۔ (اے طالب!) جہاں کی آبادی کا راستہ ہی بہتر ہے۔ تُو ویرانی میں کیوں قدم رکھتا ہے؟ اور نفس دشمن کی مراد کیوں پوری کرتا ہے؟ چونکہ نفس کا زندہ رہنا اچھا نہیں، بلکہ اس کا مرنا بہتر ہے۔ اکیونکہ نفس کے مرنے سے طالب کا دل زندہ ہو جاتا ہے) خدائے بزرگ و برتر کی معرفت سے دل میں روشنی نمودار ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو نہ پہچاننے سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ وہ (طالب) رات بھر (ذکر الٰہی میں) مشغول ہوتا ہے، لیکن وہ (اس تاریکی دل کے ساتھ) ہرگز راہ راست نہیں پا سکتا۔ جس طرح ایک نابینا آدمی راہ راست کی جتنی بھی کوشش کرے، وہ

ہر چند کہ کوشش راہ راست کند ہرگز راہ راست نتوان رفت. اگر پیش او خار، مار، چاہ، حفرہ یعنی گل نشیب پلیدی آید۔ او نمی داند کہ پیش من نیک است. یا بد۔ ہر آنکس کہ نفس را بند کند رضای اللہ تعالیٰ و محبت اللہ تعالیٰ حاصل کردہ باشد۔ و ہر کہ نفس خود را در بند نکردہ باشد او در رضای و محبت نفس و شیطان است ۔

بیت

نفس را سگ گفت سگبانی مکن — تابع شیطان شیطانی مکن[1]

قولہٗ تعالیٰ :

يَا بَنِيٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝[2]

ہر کہ میل دل بسوی نفس دارد، تمام دل او سیاہ گردد و در وی غفلت پیدا شود۔ چون نفس و دل یکی گردد۔ روح ضعیف شود و عاجز۔ چون دل و روح یکی گردد نفس ضعیف و عاجز غریب تابع ۔ این فقیر باہوؒ میگوید کہ یک ہدایت اللہ تعالیٰ بہتر است از ہزار دشمن نفس و شیطان ۔ بر و یکہ نظر رحمت خدا است از نفس و شیطان آن دل جدا است ۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[3]

پس نفس و شیطان شریک خدا است ۔ ہر کہ راندۂ درگاہ است با او ہمراہ است

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۵ ؛ تابعش

[2] سورہ یٰسین، ۳۶ : ۶۰

[3] سورہ آل عمران، ۳ : ۲۶

ہرگز راہ راست پر نہیں چل سکتا۔ اگر اس کے سامنے خار و تار، کنواں، گڑھا یعنی کیچڑ، جائے نشیب و فراز اور پلیدی کچھ بھی اس کے سامنے آئے، وہ جان نہیں سکتا، کہ میرے آگے اچھی چیز پڑی ہے یا بری چیز ایسی حال تاریکی دل کا ہے، جب انسان کا دل سیاہ ہو جائے تو اس کو نیکی و بدی کی کچھ تمیز نہیں رہ سکتی) اور جو شخص نفس کو قید کر لیتا ہے، تو وہ رضائے الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر لیتا ہے۔ اور جو نفس کو قید نہیں کرتا، وہ (گویا) نفس و شیطان کو راضی کرتا ہے، اور انکی محبت میں گرفتار ہے۔

بیت

کُتے نے نفس کو کہا کہ سگبانی مت کر، شیطان کی متابعت نہ کر اور شیطانی نہ کر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"کیا میں نے تم سے نہ کہہ رکھا تھا۔ اے اولاد آدمؑ! کہ تم شیطان کی تابعداری نہ کرنا، کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔"

جو شخص اپنے نفس کی طرف میلان رکھتا ہے، اس کا تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اس میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ اور جب نفس اور دل ایک ہو جاتا ہے، تو روح ضعیف اور عاجز ہو جاتی ہے۔ اور جب روح و دل ایک ہو جاتا ہے تو نفس ضعیف، عاجز، مسکین اور تابع ہو جاتا ہے۔ اور یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ہدایت ہزار نفس و شیطان سے بہتر (اور غالب) ہے۔ جس دل پر باری تعالیٰ کی نظر رحمت ہے، وہ دل نفس و شیطان سے دور ہے۔ (یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی دل پر اپنی رحمت کی نظر ڈال دے، تو پھر نفس و شیطان کی کیا مجال ہے اگرچہ یہ ایکدوسرے کے ہمراہی کیوں نہ ہوں۔ اور یہ سب کچھ اس کے اختیار میں ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

پس نفس اور شیطان شریک خدا ہیں۔ جو کوئی راندۂ درگاہ خداوندی ہے، اُسکے

کہ گمراہ است۔

قولہٗ تعالیٰ:

فَمَنْ یَّھْدِی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ [1]

فضل از آن روز ازل است۔ چنانچہ نہ یک رعایت قاضی و نہ ہزار گواہ۔ نہ یک ہدایت اللہ نہ ہزار زہد تقویٰ ہمراہ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت

عنایت تو مرا بس بود ز علم و عمل — کہ یک رعایت قاضی بہ از ہزار گواہ

قولہٗ تعالیٰ:

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ [2]

ہمہ کس در حکم حکیم اللہ تعالیٰ است۔ ہر کہ باشد نفس شیطان دنیا وغیر ذالک۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ [3]

پس نفس مثل دزد است و طالب اللہ مثل موکل است[4] چنانچہ پاسبان خبردار از دزد۔ مرشد کامل مکمل بحکم حاکم خدای تعالیٰ صاحب حکم است، در ولایت او کہ دزد را بیابند یک مرتبہ کشتہ گردد در ملک ولایت وجود دار السلام گردد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ [5]

---

[1] سورہ الاعراف ۷ : ۱۸۶ ؛ [2] سورہ یوسف ۱۲ : ۲۱ ؛ [3] حدیث
[4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۷ [5] حدیث

ساتھ نفس و شیطان چمٹے ہوئے ہیں اور وہ گمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جسے خدا ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جسے وہ گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم روزِ ازل سے ہے۔ جس طرح قاضی کی ایک نظرِ رعایت ہزار گواہوں پر سبقت رکھتی ہے، اسی طرح سے ہزار زہد و تقویٰ سے خداوند کریم کی ایک نظرِ رحمت اور ہدایت شاملِ حال ہو، تو ان سے بہتر کارگر ہے۔ پس اللہ بس باقی ہوس۔

بیت

تیری عنایت میرے لیے علم و عمل سے زیادہ کافی ہے، جس طرح قاضی کی ایک رعایت ہزار گواہوں سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

"اور خداوند کریم کا ہر حکم ہر شے پر غالب ہے۔"

تمام لوگ (اور تمام اشیاء) اُس حکیمِ مطلق اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہیں، اور نفس شیطان وغیرہ اس کے حکم کے آگے کیا چیز ہیں۔ (لیکن دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس و شیطان یا دنیا وغیرہ کو اُس نے حکمت کے لیے بنایا ہے)۔

جیسا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے:

"دانشمند کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔"

پس نفس مثل چور کے ہے اور طالب صادق مثل پاسبان کے ہے۔ چنانچہ پاسبان چور سے خبردار رہتا ہے۔ اور مرشد کامل و مکمل خداوند تعالیٰ کی طرف سے حاکم ہے اور خدای تعالیٰ صاحبِ حکم ہے۔ اس نے فرمان جاری کیا ہے کہ چور کو اس کی ولایت میں جہاں پائیں، فوراً قتل کر دیا جائے تاکہ طالب کی ملکِ وجود کی ولایت میں امن رہے اور اس کا وجود دار السلام ہو کر اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ (ملک اسی کا ہے جو غالب آئے)، صادق آئے۔

اگر گناہ نفس شیطان را یاد کنم خدای تعالیٰ فراموش شود، ہیچ ازین گناہ کبیرہ تر دیگر نیست۔ چنانچہ باغرق اللہ تعالیٰ قلب روح عشق محبت الٰہی سرّ اسرار در وجودش کہ نفس وشیطان و دنیا وشہوات، حرص، حسد، کبر ہوا فراموش گردد۔ ہرچہ کوشی از بہر اللہ تعالیٰ کوشش وہرچہ پوشی از بہر اللہ تعالیٰ بپوشش وہرچہ نوشی از بہر اللہ تعالیٰ نوشش۔ عقل جزوی بگذار وعقل کلی آخرۃ باہوشش بدست آر کہ عارف باللہ نفس را تحقیق کند۔

وصاحب نفس نفس را رفیق کند۔ بشنو! فردا قیامت چون اہل عشق محبت، صاحب شوق اشتیاق مشتاق دیدار از گور برخیزند از حق سبحانہٗ تعالیٰ حکم شود کہ خیمۂ ایشان بیارند وبر دوزخ زنند۔ چون پیش آن خیمہ بنشینند ہمین کہ نظر ایشان بر دوزخ افتد، آتش دوزخ سرد شود، ناچیز وخاکستر گردد ومجال آن آتش نبود کہ سر برکند۔ چون آتش دوزخ سرد پست گردد وخلق را دلیل راحت باشد واز عذاب دوزخ خلاص شود۔ مقصود خیمہ بر آتش دوزخ ایشان ہمین است۔ پس دنیا ہم بمثل آتش است۔ چنانچہ حرص بمثل دوزخ است۔ بر اہل دنیا کہ فقرا اہل اللہ گذر کنند ونظر رحمت کنند۔ حرص از مردم اہل دنیا بمیرد واہل اللہ یک نفس با حق تعالیٰ مشغول شوند کہ اشتغال ربانی راحت جاودانی است۔ باید کہ از دوزخ حرص دنیا وآتش دوزخ آخرت خلاص یابند، چراکہ خدای تعالیٰ میفرماید ہرآنکس کہ نام دوست من با صدق واخلاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونام من باخلاص وتصدیق دل وباقرار زبان بر زبان راند لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

اگر میں نفس وشیطان کے گناہوں کو یاد کروں تو خدا تعالیٰ فراموش ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر زیادہ گناہ کبیرہ اور نہیں ہے۔ پس چاہیے کہ اپنے قلب وروح کو عشق ومحبت واسرار الٰہی میں ایسا غرق کرے کہ اُس کے وجود سے نفس وشیطان ودنیا وشہوات، حرص، حسد، کبر وغرور اور نفسانی خواہشات سب فراموش ہو جائیں، اور طالب مولیٰ جو کچھ کوشش کرے، اللہ تعالیٰ کے لیے کوشش کرے اور اس کا کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، یہ سب کام اسی کے لیے ہو جائیں، اور دنیا کی جزوی عقل چھوڑ کر آخرت کی عقل کامل اختیار کرے۔ اور اپنے ہوش وحواس کو قائم رکھے، اس لیے کہ عارف باللہ اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔

اور صاحب نفس نفس کو دوست رکھتا ہے۔ (اے طالب! غور سے) سُن: جب قیامت کے دن اہل عشق ومحبت اور صاحب شوق واشتیاق دیدار الٰہی کیلئے اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ انکے خیموں کو لایا جائے اور دوزخ کے کنارے اُن کو نصب کر دیا جائے۔ جب وہ ان خیموں کے سامنے بیٹھیں گے اور اُن کی نظر دوزخ پر پڑے گی۔ تو (بس نظر پڑتے ہی) دوزخ کی آگ سرد اور ناچیز وخاک ہو جائے گی اور اس آگ کی مجال وقوت نہ رہے گی کہ سر اٹھا سکے۔ جب دوزخ کی آگ سرد اور پست ہو جائے گی۔ تو (یہ) مخلوق کے لیے راحت وآرام کا باعث ہوگی۔ اور لوگ عذاب دوزخ سے رہائی پا جائیں گے۔ اور آتش دوزخ کے کنارے اُن کا خیمہ لگانے سے یہی مقصود ہوگا۔ پس دنیا بھی مثل آگ کے ہے۔ اور اسی طرح حرص وحسد بمنزلہ دوزخ کے ہے۔ (پس جب) اہل دنیا کے پاس سے فقرا اہل اللہ گزر کرتے ہیں اور اپنی نظر رحمت ان پر ڈالتے ہیں، تو اہل دنیا کی حرص مر جاتی ہے۔ اور اگر اہل اللہ ایک سانس اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو جائیں تو یہ اُنکے لیے راحت جاودانی کا سبب ہو جاتی ہے۔ اور اس ذکر سے چاہیے بھی کہ دوزخ حرص دنیا اور آتش دوزخ آخرت سے خلاصی پائیں۔ کیونکہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو شخص اس کا اور اس کے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک صدق دل اور اخلاص سے لیتا ہے اور دل سے اس کی تصدیق اور زبان سے اقرار کر کے یوں کہتا ہے: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، تو پھر اس پر عذاب نہیں کروں

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دیرا و عذاب نکنم کہ آشنا و دوست با دوست عذاب نکند۔

چنانچہ در حدیث قدسی آمده[1] :

اَنَا لِلْعَبْدِ اَرْحَمُ مِنْ اَخِيْهِ وَمِنْ اَبَوَيْهِ فَاطْلُبْنِيْ تَجِدْنِيْ[2] ؎

عبد اہل عبادت را گویند۔ این فقیر باھُوؒ میگوید کلمہ سہ قسم است۔ یک قسم لَا اِلٰهَ دوم قسم اِلَّا اللّٰهُ سوم قسم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ از ہزاران ہزار بہ لَا اِلٰهَ رسیده اند و بعضی از ہزاران ہزار بہ اِلَّا اللّٰهُ رسیده اند و بعضی از ہزاران ہزار بہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسیده اند۔ پس لَا اِلٰهَ فانی نفی است. اثبات اللہ[3] است۔ بوقت مردن بگفتن لَا اِلٰهَ گناه تمام عمر ہیچ نماند۔ چراکہ نفی محو گشت و اللہ[4] بگفتن اثبات رسید و محمد رسول اللہ بگفتن مراتب انتہائی پیغمبر لیست۔

پس بر پیغمبران آتش دوزخ حرام و این مقام محبوبیت تمام۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا[5] ؎

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[6] ؎

پس مخلوق لَا است و اسم اللہ غیر مخلوق اللہ است و ناسوت مخلوق است و اہل اللہ فقرا ناسوتی نیست۔ مرد[7] آنست کہ در شریعت تمام و باطن مدام، انتہائی

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۹ [2] حدیث

[3] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۹ : الا اللہ [4] ایضاً، ص ۱۰۹ : بالا اللہ

[5] سورہ آل عمران، ۳ : ۹۷ [6] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

[7] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۹ : مراد

گا، کیونکہ آشنا اور دوست اپنے دوست پر عذاب نہیں کیا کرتا۔ (اور جو شخص یہ کلمہ شریف صدق دل سے پڑھتا ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے)

چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے :

"بے شک اللہ تعالیٰ کی شفقت باپ اور برادر مسلم سے بھی اپنے بندے پر زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ اس کی ذات سراپا رحمت ہے۔ جو چیز طلب کیجائے، اسی کی ذات سے طلب کی جائے، وہ حاصل ہو جاتی ہے۔"

اور عبد اسی کو کہتے ہیں جو عبادت کرنے والا ہو۔ یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ کلمہ کے تین اقسام ہیں۔ اول لَا اِلٰهَ دوم اِلَّا اللّٰهُ سوم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہزاروں لَا اِلٰهَ تک پہنچے ہیں، اور پھر ان سے بعض اِلَّا اللّٰهُ تک پہنچے ہیں۔ اور پھر ان سے بعض اس مقام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے ہیں۔ پس لَا اِلٰهَ فانی اور نفی ہے اور اِلَّا اللّٰهُ اثبات ہے۔ مرتے وقت لَا اِلٰهَ کہنے سے تمام عمر کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ نفی محو ہو گئی۔ اور اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے (انسان) اثبات پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جبکہ کہا : محمد رسول اللہ تو انتہائے مقام محمدیؐ کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔

پس پیغمبروں پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور یہ مقام محبوبیت کی انتہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہوتا ہے وہ امن میں آجاتا ہے۔"

(اور صوفی صافی خانہ کعبہ سے مقام ربوبیت مراد لیتا ہے)۔

اور حضور اکرمؐ نے فرمایا :

"جب فقر اپنی انتہا کو پہنچتا ہے تو پس اس کو مقام ربوبیت حاصل ہو جاتا ہے۔"

پس مخلوق لا ہے اور اسم غیر مخلوق اللہ ہے اور تمام مخلوق ناسوت سے ہے اور اہل اللہ فقراء ناسوتی نہیں ہیں (بلکہ وہ مقام لاہوت سے ہیں) جوانمرد وہی ہے، جو شریعت میں کامل ہو، اور باطن میں ہمیشہ غنی ہو۔ اور اس کا کلام بالاتر (مقام لاہوت سے) ہو۔ اور جو ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہے۔ (طالب مولیٰ صرف ذکر و فکر پر ہی اکتفا

مالا کلام ۔ ہر کہ ہمیشہ در ذکر فکر باشد ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ[1]

در استغراق غرق محبت اوست ۔ ایشان را پیشتر از آن کہ روز قیامت مقصود ایشان بدست ایشان حق تعالیٰ بدھد ، بانوار تجلی مشرف گرداند ۔

چونکہ روزی جبرائیل علیہ السلام پیش پیغمبر صاحب گفت : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمن امروز چیزی دیدم کہ ہیچ وقت ندیدہ بودم ۔ در شہر بت پرستی بت را پیش نہادہ میگفت : یا رب یا رب ! از مقام ربوبیت آواز آمد لبیک عَبْدِیْ لبیک عَبْدِیْ ۔ گفتم خدا وندا ! بت پرستی را چگونہ جواب رسد ؟ فرمان شد کہ ای جبرائیل ! اگر او رب خود را فراموش کردہ است ۔ من میدانم کہ رب او کیست ؟ پس نام خود را چگونہ فراموش کنم ؟ غلط را بدرگاہ حضرت ما راہ نیست ۔ درحقیقت چون رب منم ۔ ہر کہ مرا خواند ، من نیز او را اجابت کنم ۔

ببین ای بوالفضول[2] کرم از حضرت بی نیاز بیاموز ۔ ترک تکبر کن ۔ چنانچہ یک اولیاء اللہ با فرشتہ ملاقی شد گفت : کجا روی ؟ فرشتہ گفت : کہ یہودی را ہوس گرفتن ماہی شدہ است و در آب ماہی نیست ۔ حکم رب العالمین چنین است کہ ماہی را از دریا بکشم و در آب او را اندازم ، تا یہودی بکام و مطلب دل برسد ۔ از درگاہ حق تعالیٰ ناامید نماند ۔ یقین است کہ با دشمنان چنین کند ، دوستان از وی ہیچ محروم نیستند ۔

---

[1] حدیث ۔ [2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی ، ص ۸۰ ، بوالفضل ۔

نہیں کرتا بلکہ مقام فنا فی اللہ بقا باللہ اس کا منتہائے مقصود ہوتا ہے ۔

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

" ذکر بغیر فکر کے گویا کتے کی آواز ہوتی ہے "

اس کی محبت غرق و استغراق میں پنہاں ہوتی ہے ۔ اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ان کا مقصود ان کے ہاتھ میں دے گا ۔ اور اُن کو انوار تجلیات سے مشرف کرے گا ۔

ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! میں نے آج ایک ایسا واقعہ دیکھا ہے جو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ ایک بت پرست اپنے سامنے بت رکھے ہوئے کہہ رہا تھا ۔ یارب ، یارب ، یارب ! مقام ربوبیت سے ندا آئی ۔ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ ، لَبَّیْکَ عَبْدِیْ ۔ (ہاں میرے بندے ! ہاں میرے بندے !) ، میں نے کہا : اے میرے آقا ! بت پرست کو کس طرح تیرا جواب پہنچتا ہے ؟ حکم ہوا اے جبرائیل ! اگرچہ اس نے اپنے رب کو فراموش کر دیا ہے ۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس کا رب کون ہے ؟ پس میں اپنے نام کو کس طرح فراموش کر دوں ۔ (کیونکہ) ہماری درگاہ میں غلطی واقع نہیں ہو سکتی ۔ درحقیقت چونکہ میں رب ہوں ، اس لیے جو کوئی مجھے پکارتا ہے ۔ میں بھی اس کا جواب دیتا ہوں ۔ (اور اس کی استدعا قبول کرتا ہوں)

اے فضول شخص ! خداوند کریم کی بے نیازی و کرم و لطف کو (غور سے) دیکھ اور اس سے سبق سیکھ ۔ اور غرور و تکبر کو ترک کر ۔ چنانچہ (ایکدفعہ) کسی ولی کی ایک فرشتہ سے ملاقات ہوئی ۔ انہوں نے فرشتہ سے دریافت کیا ۔ کہاں جاتے ہو ؟ اس نے کہا کہ ایک یہودی کو مچھلی پکڑنے کی ہوس ہوئی ہے اور پانی میں مچھلی نہیں ہے ۔ رب العالمین کا حکم اس طرح ہوا ہے کہ میں دریا سے مچھلی لے کر اس پانی میں ڈال دوں (جس پانی میں وہ شکار کھیل رہا ہے) تاکہ یہودی (محروم نہ رہے اور وہ) اپنی مراد اور دلی مطلب کو پہنچے ۔ اور وہ درگاہ حق تعالیٰ سے ناامید نہ ہو ۔

پس طالب مولیٰ کو یقین کر لینا چاہیے کہ جب وہ دشمنوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے تو پھر وہ دوستوں کو کس طرح محروم کر سکتا ہے ؟

قولہ تعالیٰ:

ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ[1]

میدانیکہ ابلیس لعین را معزول ساختہ از مراتب رحمت بہ لعنت اَسْفَلَ السَّافِلِيْن۔ از مقام علیین تا بسجین رسید۔ ابلیس و نفس و دنیا ہر سہ بیک اتفاق و بیعت یک دیگر کردند از بہر ذلت و ہلاکت فرزندان آدمؑ۔

ابلیس گفت: من از طاعت بمعصیت خواہم برد۔ از عبادت بگناہ دلالت کنم۔

دنیا گفت: من در نظر ایشان خود را آراستہ کنم و بر خود مائل گردانم و در بلا ابتلا و ہلاک با حرص از خدای تعالیٰ باز مانند۔

و نفس گفت: کہ من بہوای شہوت دیوانہ کنم۔ بانظر بازی باز م و خراب کنم و میگردانم۔

و طالب اللہ را باید کہ ہر سہ را با فعال شناسد و از افعال ناشایستہ ترک گیرد و چون در وجود عابد عارف باللہ بتوفیق الٰہی و بعلم شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، زندگی قلب ذکر اللہ فنا فی اللہ، امر معروف، توکل و حیا و صبر و خوف و رجا و عشق و محبت، توحید و وحدانیت، تجرید و تفرید رُخ نمود۔ و ہر سہ دفع مردود گردد و فقیر را کہ بخانہ دنیا دار برند از ان بہتر است کہ بدار کشند۔ اگر کسی را بطاعت و ریاضت پارسائی حق حاصل بودی، ابلیس را بودی چرا کہ ابلیس زاہد عابد صاحب اطاعت بود۔ آنرا کبر و انا رُخ نمود۔ گشت مردود۔ اگر کسی را

---

[1] سورہ محمد، ۴۷: ۱۱

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۱ و رسانید۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا مولیٰ (دوست) ہے جو ایمان لائے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں (اللہ کے یہاں)"[1]

(اے طالب!)، تو جانتا ہے کہ ابلیس لعین رحمت کے مراتب سے معزول ہوا اور لعنت کے مقام اسفل السافلین میں ڈالا گیا۔ وہ مقام علیین سے گر کر سجین میں پہنچ گیا۔ تو پھر ابلیس اور نفس اور دنیا نے باہم اتفاق کر لیا اور ہر ایک نے ایکدوسرے کی بیعت کی اور بنی آدم کی ذلت اور ہلاکت کا بیڑہ اٹھایا۔

ابلیس نے کہا: میں انہیں اطاعت سے معصیت کی طرف لے جاؤں گا اور عبادت سے گناہ کی طرف دلالت کروں گا۔

دنیا نے کہا، کہ میں ان کی نظر میں آراستہ ہو کر آؤں گی اور انہیں اپنے اوپر مائل کروں گی اور ہلاکت حرص میں انہیں مبتلا کروں گی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے باز رہیں۔

اور نفس نے کہا، کہ میں انہیں حرص شہوت میں دیوانہ بناؤں گا اور نظر بازی وغیرہ خواہشات میں گرفتار کر کے خراب کروں گا اور سرگرداں کرونگا۔

پس طالب اللہ کو چاہیے کہ ان تینوں کو ان کے افعال سے پہچانے اور ان کے ناشائستہ افعال و حرکات کو ترک کر دے۔ اور جب عابد عارف باللہ کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور علم شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے ذریعے سے اس کی زندگی قلب ذکر اللہ، فنا فی اللہ امر معروف، توکل و حیا و صبر و خوف و رجا و عشق و محبت، توحید وحدانیت، تجرید و تفرید کی طرف رُخ کرے گی۔ تو یہ تینوں دشمن دفع مردود ہو جائیں گے۔ اور فقیر کو ایک دنیا دار کے گھر میں لے جانے سے یہ بہتر ہے کہ اس کو سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اگر کسی کو اطاعت و ریاضت و پارسائی کا حق حاصل ہوتا تو یہ حق ابلیس کو ہوتا، کیونکہ ابلیس زاہد و عابد اور صاحب اطاعت تھا۔ مگر کبر و انانیت نے اس کی طرف رُخ کیا۔ اس کی وجہ سے وہ مردود ہو گیا اور راندۂ درگاہ ہوا۔

---

[1] اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کافروں کا دوست نہیں، مگر دنیا میں انکے ساتھ وہی معاملہ برتتا ہے جو اپنے دوستوں کے ساتھ اس نے جاری رکھا ہے۔

باعلم فضیلت حق حاصل بودی بلعم باعور را بودی کہ دوازدہ ہزار دوات در مسجد او پیوستہ جاری بود کہ قلم[1] را حقیقت زیر زبر از قاف تا قاف مرقوم گرداند[2]۔ اگر کسی را بازر درم مال دنیا حق حاصل بودی، قارون را بودی کہ با گنج تا تحت الثریٰ پائین رفت۔ اگر کسی را بدعوئ خدائی حق حاصل بودی، فرعون را بودی کہ دعوئ خدائی کرد و در دریای رود نیل غرق شد۔ اگر کسی را در جہل حق حاصل بودی، ابوجہل را بودی۔

حاصلیت حق تعالیٰ در محبت و اخلاص خالصاً للہ است۔ چنانچہ سگ اصحاب کہف کہ محبت و اخلاص آن را از سلک سگان برآوردہ در سلک آدمیان آدم ساخت۔ و در قرآن واقع شد۔

قولہٗ تعالیٰ:
سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ[3] ؕ

از سگ کمتر مباش در محبت ایزد تعالیٰ اگر فرزند آدم ہستی۔

فقر ۳ قسم است:
اول فنا است لَا اِلٰہَ نفی۔

---

[1] عین الفقر، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۲: قلم ہا

[2] ایضاً، ص ۱۱۲: گردانند۔

[3] سورہ کہف، ۱۸: ۲۲

اور اگر کسی کو علم و فضل کا حق حاصل ہوتا تو یہ حق بلعم باعور[1] کو حاصل ہوتا، کیونکہ بارہ ہزار دواتیں اس کی مسجد میں ہمیشہ موجود رہتیں اور قلمیں جاری رہتیں اور ان کی قلمیں حال حقیقت زیر زبر لکھ کر قاف کے ایک کنارے سے قاف کے دوسرے کنارے تک مرقوم کر ڈالتیں۔ (مگر یہ مرتبہ ان کو کہاں جبکہ توفیق الٰہی شامل نہ ہو) اگر یہ مرتبہ مال و دولت سے حاصل ہوتا، تو قارون سے بڑھ کر کوئی شخص حاصل نہ کرتا، کیونکہ وہ اپنے خزانوں کو تحت الثریٰ تک لے گیا تھا۔ اور اگر کسی کو خدائی کا دعویٰ کرنے سے یہ حق حاصل ہوتا تو فرعون کو ہوتا کیونکہ اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور (آخر کار) دریائے نیل میں غرق ہو گیا (اور جان دیدی) اور اگر یہ حق کسی کو جہالت سے حاصل ہوتا تو ابوجہل کو حاصل ہوتا۔

پس یہ تمام باتیں بے اصل ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر عبادت و محبت میں اخلاص خالصاً لوجہ اللہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ اصحاب کہف کے کتے کی مثال پیش نظر ہونی چاہیے کہ اس کی محبت و اخلاص نے اس کو کتوں کی لڑی سے نکال کر انسانوں کی لڑی میں پرو دیا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں سورۂ کہف میں بایں الفاظ مذکور ہے:

ترجمہ: "اور چھٹا اُن کا کتا۔ بیرو دیکھے اٹکل پچو بات کہتے ہیں"۔

طالب مولیٰ کو چاہیے کہ اگر وہ فرزند آدم ہے، تو وہ محبت الٰہی میں کتے سے بھی گیا گزرا نہ ہو۔ (یعنی جب کتے نے انسانیت کا مرتبہ حاصل کر لیا تو جو انسان محبت الٰہی میں انسانیت حاصل نہ کرے وہ کتے سے بھی گیا گزرا ہوا)

فقر کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) اوّل فقر فنا لَا اِلٰہَ نفی۔

---

[1] بلعم باعور بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عالم ہو گزرا ہے۔ وہ چار سو سال تک ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہا۔ اور سجادہ نشین رہا۔ جب سر اٹھاتا تھا تو عرش معلیٰ کو دیکھتا تھا۔ اس کی مجلس میں بارہ ہزار علماء سبق پڑھتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھا۔ حضرت موسیٰؑ اس کی بددعا سے وادی تیہ میں معہ اپنی قوم کے کئی سال پریشان رہے۔ جب خدا کا فرمان پہنچا کہ ہم نے اس کو علم کی دولت عطا فرمائی، تو شکر بجا نہیں لایا۔ اگر تمام عمر میں ایک دفعہ بھی شکر کرتا، تو کبھی وہ نعمتیں اس سے نہ چھینی جاتیں۔ اور نعمت کا چھن جانا نعمت ملنے کے بعد بڑا سخت عذاب ہے۔ آخر اس کی موت کفر پر ہوئی اور یہ کہ ایک پیغمبر کی بددعا سے وہ ہلاک ہوا۔

دوم فقر بقا است اِلَّا اللّٰہُ ۔

سوم فقر منتہی رہنما است محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہ فقیر باللہ یگانہ آنست کہ از غیر اللہ تعالیٰ بیگانہ است ۔ ہر کہ با غیر اہل دنیا یگانہ است از اللہ تعالیٰ بیگانہ است و بیگانگی و یگانگی ہر دو در یک خانہ نیست ۔ تا آنکہ نیست نگردد ہیچ بہ بقا نرسد ۔

چہار لذات نفسانی در وجود آدمی برابر است ، ہر چہار فانی و لذت پنجم حق تعالیٰ باقی جاودانی ۔

اول لذت طعام خوردن ۔

دوم لذت مجامعت زن ۔

سیوم لذت حکومت حکم حاکم ۔

چہارم لذت علم فضیلت ۔

چون لذت پنجم اللہ تعالیٰ در وجود طالب اللہ غالب شود ، ہر چہار لذات مغلوب گردد ۔ ہیچ خورشش نیابد ۔ چنانچہ طعام بیمار را ۔ در وجود آدمی دہ چیز است ۔ نُہ یک طرف ۔ چنانچہ گوش ، چشم ، دست ، پای ، زبان ۔ دہم شکم یکطرف چون شکم گرسنہ آن نُہ سیر گردد و چون شکم سیر آن نُہ گرسنہ گردد ۔ کسی را کہ نفس تابع مطمئنہ است ہر آنکس خواہ گرسنہ خواہ سیر باشد کہ چشم باطن او روشن است ۔

(۲) فقر بقا اِلَّا اللّٰہُ اثبات ۔

(۳) فقر منتہی ہے اور وہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہمارے راہنما ہیں ۔

فقیر باللہ یگانہ وہ ہے، جو غیر اللہ تعالیٰ سے بیگانہ ہے ۔ اور جو کوئی غیر اہل دنیا سے یگانہ ہے ، وہ اللہ تعالیٰ سے بیگانہ ہے ۔ اور بیگانگی اور یگانگی ہر دو ایک جگہ میں سما نہیں سکتیں ۔ اور جب تک انسان نیست نہ ہو جائے ، منزل بقا تک اس کی رسائی نہیں ہو سکتی ۔

اور یاد رہے کہ انسان کے وجود میں چار نفسانی لذتیں ہیں ۔ اور چاروں (بالکل) فانی ہیں ، اور جو لذت پنجم ہے ، وہ فانی نہیں اور وہ لذت عشق الٰہی کی ہے ، اس لیے وہ جاودانی ہے ۔ اور وہ چار لذتیں یہ ہیں :

اوّل لذت خوردو نوش ۔

دوم لذت جماع ۔

سوم لذت حکومت حکم حاکم ۔

اور چوتھی لذت فضیلت علم ۔

(اور ایک پانچویں لذت اور ہے جو فانی نہیں اور ہمیشہ باقی رہتی ہے اور وہ لذت محبت و اسرار حق تعالیٰ ہے ، جب یہ پانچویں لذت جو محبت و عشق اللہ تعالیٰ کی ہے طالب اللہ کے وجود میں غالب ہو جاتی ہے تو وہ (باقی) چاروں لذتیں مغلوب ہو جاتی ہیں اور اُسے سوائے اس کے اور کوئی لذت اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے ۔ اور جس طرح بیمار انسان کھانا کھانے سے گھبراتا ہے ، اسی طرح وہ لذتیں گھبرا کر نکل جاتی ہیں ۔

اسی طرح انسان کے وجود میں دس چیزیں (اور) ہیں ۔ نو ایک طرف ہیں ، مثلاً کان ، آنکھ ، ہاتھ پاؤں ، اور زبان اور دسواں صرف شکم ہے ۔ جو ایک طرف ہے ۔ جب شکم بھوکا ہوتا ہے تو یہ نو سیر رہتے ہیں ۔ اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو یہ (باقی) نو بھوکے رہتے ہیں ۔ مگر جس کا نفس ، نفس مطمئنہ کا تابع ہے ، وہ شخص خواہ بھوکا ہو یا سیر ہو ، اسے ان نو سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ اسکی چشم باطن روشن ہوتی ہے ۔

ابیات

دو چشم و سر دل یکتا می سرتاج[1] در آن وقت واصلان را گشت معراج
اگرچه شکم پرور پُر ز نور است که واصل دائمی اندر حضور است
نه آنجا لاغری نه جسم و جانی نه آنجا ذکر فکر مشش بر زبانی
باھُوؒ نہ سجادہ، نہ تسبیح نہ دلق جبہ و دستار دلم در سجدہ ام دیدار با یار

○

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ[2]

این است مقام شریعت. مقام شریعت ہمچنان است، چنانچہ چاہ روان، مقام طریقت ہمچنان است چنانچہ ابر باد و مقام حقیقت ہمچنان است، چنانچہ باران رحمت۔ مقام معرفت ہمچنان است، چنانچہ آب جُو۔

مقام عشق محبت فنا فی اللہ ہمچنان است، چنانچہ دریای عمیق۔ تمام بول و غلایظ و پلید یکہ افتد ہیچ پلید نشود۔ اگر از دریا ہزار نالہ جو بر آید، آب کم نگردد و اگر ہزار نالہ در آب جو افتد، ہمہ دریا شود۔

شریعت دروازۂ اوّل است، طریقت دروازۂ دوّم است و حقیقت دروازۂ سوّم و معرفت دروازۂ چہارم است و عشق مقام خانۂ محبت یگانہ است و ہر کہ در مقام شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت برود، دربان بیگانہ است از حق، تا در

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی. ص ۱۱۳ ؛ متن. ص ۹۱ ؛ دو سر دو چشم۔

[2] حدیث

ابیات

جب دونوں آنکھیں بمنزلہ دل کے سرتاج ہو جاتی ہیں، تو اس وقت مقام فنا میں واصلان کو شب معراج جیسی لذت حاصل ہوتی ہے۔

اگرچہ وہ اپنے شکم کو پُر کر لیں، تب بھی ان کا باطن پُرنور ہوتا ہے۔ اس لیے کہ واصل کو ہمیشہ حضوری حاصل ہوتی ہے۔

اور نہ اسے کچھ کمزوری معلوم ہوتی ہے اور نہ (اس مقام میں) اس میں جسم و جان ہوتی ہے۔ اور نہ اس مقام پر ذکر و فکر رہتا ہے۔

اے باھُوؒ! اس مقام پر نہ سجادہ، نہ تسبیح، نہ گدڑی اور نہ ہی جبہ و دستار ہوتی ہے، بلکہ وہاں تو دل بسجدہ ہو کر دیدار دوست کرتا ہے۔

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"نماز ایمان والوں کی معراج ہے۔"

(انہی لوگوں کے حق میں وارد ہوا ہے جو فقرا کہ صاحب بصیرت ہیں اور چشم حق بین رکھتے ہیں)

مقام شریعت کی مثال اسی طرح پر ہے، جس طرح کہ چاہ رواں ہو۔ اور مقام طریقت کی مثال اسی طرح ہے جیسے بادل اور ہوا، اور مقام حقیقت کی، جس طرح باران رحمت اور مقام معرفت کی، جس طرح آب جُو۔

اور مقام عشق و محبت غرق فنا فی اللہ ایسا ہے جیسا کہ ایک گہرا دریا ہو کہ جس میں تمام بول و براز اور ناپاک جو کچھ بھی گر جائے، وہ پلید نہیں ہوتا۔ اگر اس دریا سے ہزاروں ندی نالے نکال دیے جائیں تو اس میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اور اگر ہزاروں ندی نالے اس میں آملیں، تو وہ سب دریا ہو جائیں گے۔

شریعت فقر کا پہلا دروازہ ہے۔ طریقت دوسرا دروازہ ہے۔ اور حقیقت تیسرا دروازہ ہے اور معرفت چوتھا دروازہ ہے اور عشق مقام خانۂ محبت یگانگی ہے۔

اور اگرچہ کوئی شخص مقام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت پر پہنچ جائے لیکن پھر بھی وہ ایسا دربان ہے جو درِ حق سے بیگانہ ہے تاوقتیکہ محبت الٰہی میں غرق ہو کر محرم

محبت محو نشود، محرم اسرار نگردد۔ معلوم شد کہ اہل مقامات شیخ مخدوم محروم اند۔

بیت

تراشرمندگی از حق بدوری   پریشان دل نیابد حق حضوری

○

و دل نیز دو قسم است۔ یکی اہل قلب، دوم اہل سلب۔ اہل قلب پُر نور کنز ذکر اللہ تعالیٰ بہ ذکر اللہ تعالیٰ دل زندگی است۔ مردہ دل (اہل)[1] سلب بی ذکر اللہ تعالیٰ در ہر دو جہان خجل رُوسیاہ شرمندگی است۔ کسی راکہ ذکر قلب جاری آشکارا، حجاب اللہ اکبر پارہ پارہ۔ ذاکر القلب دائم السیر بر سر عرش فوق۔ در مشاہدہ ذوق، نہ سرگردان قرقر ہمچون غوک ۔

بیت

تراشرمندگی زین ذکر باید   کہ دم بستن نہ حُبّ ذکر شاید

○

ذاکر آن را گویند کہ ذکر بر اُو مُوکّل گردد۔ شب و روز بی قرار بی آرام۔ ذکر فکر بروی حرام۔ اہل صبر و شکر، شاکر و ذاکر بی حضور است با خطرات ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ[2]

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۱۴

[2] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ ۔

اسرار الٰہی نہ ہو جائے۔ پس، معلوم ہوا کہ اہل مقامات شیخ و مخدوم را بھی اس مقام سے، محروم ہیں ۔

بیت

تجھے حق کی جُدائی سے شرمندگی حاصل ہونی چاہیے۔ کیونکہ پریشان دل حضوری کا حق حاصل نہیں کر سکتا ۔

اور دل کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک دل اہل قلب ۔ دوسرا دل اہل سلب۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اہل قلب پُر نور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی زندہ دل کہلاتا ہے۔ اور دل اہل سلب وہ ہوتا ہے، جس سے ذکر اللہ تعالیٰ چھن چکا ہو، وہ دل مُردہ کہلاتا ہے ۔ اور دونوں جہان میں اس کو شرمندگی اور رُوسیاہی حاصل ہوتی ہے۔ اور جس شخص کا قلب کھلم کھلا جاری ہو جاتا ہے، حجاب اللہ اکبر اس کے سامنے پارہ پارہ ہو جاتا ہے ۔ اور ایسے حجاب ہو کر وہ ذاکر صاحب قلب دائم السیر ہو جاتا ہے۔ اور اس کی سیر عرش کے اوپر ہوتی ہے ۔ وہ شب و روز مشاہدہ و ذوق میں رہتا ہے نہ یہ کہ سرگردان و پریشان رہے اور مینڈک کی طرح ٹرایا کرے ۔ اور لوگوں کے کان پھاڑا کرے۔

بیت باہوؒ

ایسے ذکر سے جو تو کر رہا ہے، شرمندہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ حُبِّ ذکر کا تقاضا یہ ہے کہ تو دم بھر بھی چُپ نہ رہے ۔

ذاکر اس کو کہتے ہیں کہ ذکر اس پر مؤکل ہو جائے۔ اور ذکر و فکر اسے بے قرار و بے آرام کر دے ۔ اور بے قراری کی وجہ سے ذکر و فکر اس پر حرام ہو جائے اسی لیے اکثر اہل صبر و شکر و شاکر و ذاکر بے حضور رہتے ہیں اور ان کے دل میں کئی طرح کے خطرات پیدا ہوتے ہیں ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

" حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی ۔"

بیت

چون معدہ بود خالی از ہر طعام　　در آن وقت معراج باشد تمام

این نیز کار خام است کہ صبر و شکر کار بیوہ زنان است۔ زنی را کہ شوہر مُردہ باشد، زنان دیگر با وی بگویند کہ گریہ مکن صبر شکر باید کہ خدای تعالیٰ حی و قیوم است. مُردہ نیست۔ صبر و شکر اینست کہ از دُنیا و اہل دنیا[1] و حُبِ دنیا صابر شود، شکر کند کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مرا حق تعالیٰ فقر داد کہ فقر ورثۂ پیغمبران است۔

قولہٗ تعالیٰ : اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ[2]

قولہٗ تعالیٰ :

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ[3]

پس ببین بر فقر ہیچکس شکر شاکر نیست مگر ذاکر حقیقی و صابر تحقیقی، دنیا و چیز یکہ نعمت در دنیا است. این نہ نعمت این نعمت ہمہ تلخ گردد در روز قیامت۔

قولہٗ تعالیٰ :

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ[4]

این آیت نیز در باب وجوبیہ است۔

بیت

عشق فقرش نہ راہ دانش و پند　　ہر کہ در عشق تام دانشمند

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۵　[2] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۵۳
[3] سورہ سبا، ۳۴ : ۱۳　[4] سورہ اعراف، ۷ : ۳۱

بیت

جب (طالب کا) معدہ ہر قسم کے کھانے سے خالی ہو، تو اس وقت پوری معراج (فکر) حاصل ہُوا کرتی ہے۔

اس طرح کا ذکر بھی واصلانِ حق کے نزدیک بے حضور خام لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ صبر و شکر کرنا بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ جس عورت کا شوہر مرجاتا ہے۔ دوسری عورتیں اس کو کہتی ہیں کہ گریہ نہ کرو، صبر و شکر کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ وہ تو نہیں مرا۔ (اس طرح کا صبر و شکر، صبر و شکر نہیں کہلاتا) صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر دنیا، اہلِ دنیا اور حبِ دنیا سے صابر و شاکر ہُوا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے وہ فقر عطا کیا ہے، جو کہ پیغمبروں کی میراث ہے۔

(ایسے صابروں کیلئے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(اور ایسے شکرگزار بندوں کی پیروی کا) باری تعالیٰ نے حکم دیا ہے :

"اے آلِ داؤد ! شکر کرو اور یقیناً میرے بندوں میں بہت کم شکر کرنے والے ہیں۔"

پس (اے طالب) دیکھ ! فقر پر کوئی آدمی صابر و شاکر نہیں ہوسکتا، جب تک وہ سچا ذاکر اور حقیقی صابر نہ بن جائے۔ ایسے فقیر کے نزدیک دُنیا اور اس کے اندر جو نعمتیں موجود ہیں، سب ہیچ ہیں (بلکہ یہ سب نعمتیں اس کے نزدیک زحمت ہیں) دنیا کی یہ سب نعمتیں قیامت کے روز تلخ معلوم ہونگی۔

اسی لیے ارشادِ خداوندی ہے :

"کھاؤ اور پیؤ اور بیجا اسراف نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔" یہ آیت (حکم الٰہی) بھی وجوب پر شاہد ہے (یعنی اس آیت پر عمل کرنا واجب ہے)۔

بیت

عشقِ خداوندی میں فقر کی ضرورت ہے، اس کے لیے عقل و دانش کی چنداں ضرورت نہیں، جو شخص کہ عشقِ حقیقی میں کامل ہے، وہی (بڑا) دانشمند ہے۔

گرچہ رسوا ملامتش حاصل — علم آنست کند بحق واصل

این ہمہ جہل است آنچہ میخوانی — عزِ دنیا[1] بجاہ نادانی

بیت باہُوؒ

دلق پوشی بہ است گرچہ نمد — ہم نشینی دوام بایار صمد

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

جَعَلْتُ فِي النَّفْسِ طَرِيْقَةَ الزَّاهِدِيْنَ وَجَعَلْتُ فِي الْقَلْبِ طَرِيْقَةَ الرَّاغِبِيْنَ وَجَعَلْتُ فِي الرُّوْحِ طَرِيْقَةَ الْعَارِفِيْنَ[2]

بیت

باہُوؒ نماند پردۂ نفس وہوای — چون درآید در دلم ذکر خدای



[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۶: عزو دنیا

[2] حدیث

اگرچہ اس کو رسوائی اور ملامت حاصل ہو۔ (مگر) علم وہی ہے جو بحق واصل کرے۔
(اور) اس کا نام علم نہیں ہے جو تُو پڑھ رہا ہے، یہ سب علوم جہالت پر دال ہیں۔
اور جو نادان لوگ اس سے عزت دنیا و جاہ حاصل کرتے ہیں، وہ سب نادان ہیں۔

بیت باہُوؒ

(ان پڑھے لکھے نادان لوگوں سے تو) فقیر کی دلق پوشی بہتر ہے، اگرچہ اس نے ٹاٹ کی گدڑی پہن رکھی ہو، کیونکہ وہ ہمیشہ خداوند بے نیاز کا ہمنشین رہتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:
"(انسان کے) نفس میں زہد و تقویٰ رکھنے والوں کی راہ رکھی گئی ہے اور (اسی طرح) قلب میں رغبت و محبت رکھنے والوں کی اور (ایسی ہی) روح میں عارفین کامل کی راہ ہے۔"

بیت

اے باہُوؒ! نفس و خواہش کا پردہ درمیان میں نہیں رہتا ہے، جب میرے دل میں ذکر خدا جلوہ گر ہو جاتا ہے۔
(پس طالب مولیٰ کو چاہیے کہ وہ ہر وقت نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔)



باب پنجم

ذکر علماء و فقراء و ذکر اللہ اَوْلیٰ و اَعَزُّ و اَجَلُّ و اَتَمُّ و اَکْبَرُ

علماء آنست کہ وارث الانبیاء، و آثار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم دارد و امین خدا باشد۔ طالب علم چہ معنی دارد؟ یعنی طاعت طلب۔ عالم چہ معنی دارد؟ چو بعضی از عام بر آید خاص شود۔ فاضل چہ معنی دارد؟ بکہ فیض او عام باشد۔ چنانچہ فیض آب دریا۔ دانشمند چہ معنی دارد؟ دعویٰ مدعی با نفس خویش محاسبہ۔ این ہمہ کارہا علماء عامل فقیر کامل درویش۔

و علم دو قسم است۔ علم رحمانی از برای ترک دنیا و اہل طاعت و علم شیطانی: حبِّ دُنیا، حرص، حسد، کبر، اہل بدعت۔ طالب مولیٰ چہ معنی دارد؟ یعنی طواف کنندۂ دل اہل ہدایت۔ صدق بقلب چنانچہ حضرت ابا بکر صدیقؓ و صاحب عدل چنانچہ حضرت عمر خطابؓ و صاحب حیا چنانچہ حضرت عثمانؓ و صاحب غزا چنانچہ حضرت علیؓ و صاحب رضا چنانچہ سرتاج انبیاء و اصفیاء، خاتم المرسلین، امین، رسول رب العالمین، صاحب الشریعت و السر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم است کہ طالب مولیٰ مذکر۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ[1]

علم با عمل یار باید نہ علم حامل بار۔

[1] سورہ المجادلہ، ۵۸: ۱۱

باب پنجم

علماء و فقراء کا بیان اور کیفیت ذکر خدائے عزوجل

علماء وہ ہوتے ہیں جو کہ وارث انبیاء ہوں اور جن کی پیشانی پر آثار اتباع محمد رسولؐ اللہ کے ہوں۔ اور وہ امین خدا ہوں۔ طالب علم کے کیا معنی ہیں؟ یعنی طالب وہ ہوتا ہے، جو علم کی اطاعت کرے۔ عالم کے کیا معنی ہیں؟ عالم کے یہ معنی ہیں کہ عالم بعض عام لوگوں سے نکل کر خاص بنا ہوا ہو۔ فاضل کے کیا معنی ہیں؟ فاضل وہ ہوتا ہے، جس کا فیض عام ہو جیسے دریا کے پانی کا فیض۔ دانشمند کے کیا معنی ہیں؟ دانشمند وہ ہے جو اپنے نفس پر دعویدار بنا رہے اور اس پر (ہمیشہ) محاسبہ کرتا رہے۔ یہ تمام کام علمائے عامل اور کامل درویش فقیر کے ہیں۔

علم کی (بھی) دو قسمیں ہیں۔ علم رحمانی اور علم شیطانی۔ علم رحمانی کے لیے یہ امر لازمی ہے کہ وہ ترک دنیا اور اہل طاعت ہو۔ اور علم شیطانی سے حبِّ دُنیا، حرص، حسد، کبر و غرور اور بدعت حاصل ہوتی ہے۔ طالب مولیٰ کے کیا معنی ہیں؟ یعنی وہ اہل ہدایت کے دل کا (ہمیشہ) صدق دل سے طواف کرتا رہتا ہے۔ جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ و صاحب عدل حضرت عمر خطابؓ، صاحب حیا حضرت عثمانؓ اور صاحب غزا حضرت علیؓ اور صاحب رضا جیسے کہ سرتاج انبیاء و اصفیاء خاتم المرسلین، امین، رسول رب العالمین، صاحب السر و الشریعت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں۔ اور یہ کہ طالب مولیٰ مذکر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے۔ ان کے بڑے درجات ہیں"۔ کی یہی شان ہے۔

علم کی یہی شان ہے علم عمل کے ساتھ ہی فائدہ مند ہوتا ہے اور وہ علم نہ ہو، جو محض بار خر ہو۔

حدیث

اَلْعِلْمُ نُکْتَةٌ وَکَثْرَتُهَا لِلْجُهَّالِ ؕ[1]

کسیکہ بر علم عمل نکند علم برو وبال۔

حدیث

اَلْعُلَمَآءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَآءِ ؕ[2]

علماء وارث الانبیاء آنست کہ بتابعت انبیاء باشد کہ در وی فسق وفجور ودروغ، حسد، کبر، حرص نبود، آنچہ بود ہمہ حق بود و راستی راہنما۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :

لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَآءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَةِ الْاَنْبِیَآءِ ؕ[3]

یعنی پیغمبر صاحب فرمود اگر در علماء حسد نبودی بمرتبہ انبیاء رسیدندی، علماء آنست کہ اول سہ طلاق بدنیا دھد۔ دوم سنت کلان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بجا آرد، خانہ تصرف براہ خدای تعالیٰ کند۔ سیوم خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بی طمع و بی ریا کند۔ طالب طاعت، خداپرست، اہل ترس۔ چندانکہ علم زیادہ خواند، عمل وطاعت زیادہ کند، ہرکرا عمل وطاعت وترس زیادہ نشود، پس معلوم است[4] کہ آن را جہل زیادہ باشد۔ علم "دانستن" است ہرکہ نادان است، خانہ جہل پر معصیت گردد۔ درمیان علماء وفقراء چہ فرق است؟ ہرکہ فقراء است علماء است۔ ہرکہ علماء است ہمون اولیاء است۔ ہرکہ اولیاء است پیوستہ با خدا است۔ علماء طالب علم وفقراء طالب مولیٰ۔ علماء را نظر بر سطور، ورق، حروف است۔ وفقیر صاحب معرفت را نظر بر معروف است۔ علماء میگویند کہ مسئلہ علم یاد گیر۔ فقیر میگوید کہ اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا[5] پرہیز از علم ترک گیر۔ علماء بجہت روزی معاش زر وسیم را انتظار است۔

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۲ ؛ ملحق : نقل از سر غوب تبریزی [2] عین العلم از حضرت ملا علی قاری

[3] حدیث [4] عین الفقر، جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲ ؛ شہداء [5] ایضاً، ص ۳ ؛ الی شور [6] سورۃ الاحزاب ۳۳ : ۴۱

حدیث

"علم نکات میں سے ایک نکتہ ہے، اور اسکی کثرت جاہلوں کیلئے ہے"۔
جو شخص کہ علم پر عمل نہیں کرتا، علم اس کے لیے وبال جان ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے :

"علماء انبیاءؑ کے وارث ہوتے ہیں"۔

علمائے وارث الانبیاء وہی ہوتے ہیں جو انبیائے کرام کی پیروی کرتے ہوں۔ اور جن میں فسق وفجور، جھوٹ، حسد، کبر وغرور اور حرص نہ ہو، ان کا ظاہر وباطن حق کا نمونہ اور راستی کا راہنما ہو۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"اگر علماء میں حسد نہ ہوتا تو وہ بمنزلہ انبیاء کے ہوتے"۔

(پس)، علماء وہی ہیں جو اوّل دُنیا کو تین طلاق دے دیں۔ دوسرے سنت نبویؐ کو پوری طرح بجالائیں، اور گھر بار راہ خدا میں صرف کر دیں۔ اور تیسرے خلق محمدیؐ کی تقلید بے طمع اور بے ریا کریں۔ (کیونکہ) طالب اللہ حق پرست اور خداترس ہوتا ہے۔ جس قدر اس کا علم بڑھتا ہے تو اسی قدر اس کے عمل اور اطاعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جس شخص کا عمل اور اطاعت اور خوف الٰہی زیادہ نہ ہو تو پس اس میں جان لیں کہ جہالت زیادہ ہو گئی ہے۔ علم "جاننے" کا نام ہے۔ اور جو کوئی نادان (اور جاہل) ہے، تو اس کا خانۂ جہالت معصیت سے پُر ہوتا ہے۔ علماء اور فقراء میں کیا فرق ہے؟ جو شخص کہ فقیر ہے، وہ عالم بھی ہے۔ اور جو کوئی عالم ہے وہی ولی بھی ہے۔ اور جو کوئی ولی ہے، وہ ہمیشہ واصل خدا ہوتا ہے۔ عالم طالب علم ہے اور فقیر طالب مولیٰ ہے۔ علماء کی نظر حروف وسطور واوراق پر ہوتی ہے، اور صاحب معرفت فقیر کی نظر نور الٰہی پر ہوتی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ مسائل علم (فقہ) یاد کر۔ فقیر کہتا ہے کہ اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کر۔ اور (ظاہری) علم سے پرہیز کر اور اُسے ترک کر۔ علماء کو روزی ومعاش کے لیے زر وسیم کا انتظار رہتا ہے۔ جبکہ فقیر دنیا اور اہل دُنیا سے بیزار ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اہل دنیا کا ہاتھ پکڑ، کیونکہ (دنیا میں)

فقیر از دنیا و اہل دُنیا بیزار است، علماء میگویند کہ دست اہل دنیا گیر کہ مرد صالح نیک نام است۔
فقیر میگوید کہ دست اہل دنیا گرفتن مطلق حرام است۔

حدیث

اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَّطَالِبُهَا کِلَابٌ [1]

دنیا سہ فرقہ است۔ اہل دنیا، اہل علماء و اہل فقراء۔ چون علی الصباح می شود،
مؤذن بانگ می گوید گوئی صور اسرافیل دمید و روز حشر پیدا شد۔ اہل دُنیا را جانب آتش
دوزخ کشند چنانچہ حرص ہوای نفسانی و معصیت شیطانی و اہل علم را جانب بہشت کشند۔
چنانچہ علم مسائل فقہ و اہل فقر را جانب دیدار استادہ کنند۔ چنانچہ ذکر فکر وحدانیت غرق۔

مصرع

چو میرد مبتلا میرد، چو خیزد مبتلا خیزد

علماء اہل شعور اند و صاحب فہم و فقراء اہل حضور اند و صاحب وہم۔ دل صاحب
شعور از نظر خدا محروم است کہ شب و روز بخواندن و نوشتن مرقوم است و دل صاحب
حضور بنظر اللہ منظور است۔ دل نظر منظور را چہ نشان است؟ دل پُر درد و صاحب
حضور۔ مُراد او موت سلیم۔ با علم حلیم شکستہ خاطر بر صراط المستقیم اشتغال اللہ غرق
بتوحید رب قدیم۔ بیزار از کار ناشائستہ شیطان اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اول قسم بِسْمِ اللّٰهِ دوم قسم اَلرَّحْمٰنِ سوم قسم اَلرَّحِیْمِ

[1] عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

مرد صالح سے مدد لینا نیک نامی ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اہل دنیا کا ہاتھ پکڑنا مطلق حرام ہے۔

حدیث

"دنیا ناپاک ہے اور اس کا طالب کُتا ہے"

دُنیا میں تین فرقے ہیں۔ اہل دنیا، اہل علم اور اہل فقر۔ جب صبح ہوتی ہے۔
مؤذن اذان دیتا ہے گویا کہ اسرافیل علیہ السلام نے صُور پھونکا۔ اور روز حشر قائم ہو
گیا۔ اہل دنیا کو (فرشتے) آتش دوزخ کی طرف کھینچ کرلے جا رہے ہیں۔ چونکہ وہ
حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی اور معصیت شیطانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور علماء کو
گویا بہشت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ چونکہ وہ مسائل علم فقہ میں محو رہتے ہیں۔ اور
فقراء کو دیدار (خداوندی) کے لیے کھڑا کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں۔ اسلیے
کہ وہ ذکر فکر اور غرق وحدانیت ہوتے ہیں۔

مصرع

جب کوئی مرد مرتا ہے تو وہ (کسی بیماری میں) مبتلا ہو کر مرتا ہے۔ اور جب (وہ
قیامت کے روز) اٹھے گا تو (خدا کے سامنے جوابدہی کے فکر میں ہی) مبتلا اٹھے گا۔
علماء اہل شعور اور صاحب فہم ہوتے ہیں۔ اور فقراء اہل حضور و وہم ہوتے ہیں۔ اور
صاحب شعور کا دل نظر خدا سے محروم ہوتا ہے، کیونکہ وہ رات دن لکھنے اور پڑھنے
میں مصروف رہتا ہے۔ اور صاحب حضور کا دل اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہوتا ہے۔
دل نظر منظور کی کیا نشانی ہے؟ اس کی نشانی یہ ہے کہ دل پُر درد و اہل حضور ہوتا ہے۔
اور اس کی مراد موت سلیم ہوتی ہے۔ وہ صاحب حلم اور شکستہ خاطر اور صراط
مستقیم پر قائم اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و اشغال میں مصروف اور رب قدیم کی توحید
میں غرق رہتا ہے اور شیطانی ناشائستہ کاموں سے بیزار رہتا ہے۔ وہ اللہ کے
نام سے جو رحمٰن ہے اور رحیم ہے ہر کام کا آغاز کرتا ہے اور شیطان لعین کی
مذموم چالوں سے بچنے کے لیے ہر وقت اللہ سے پناہ مانگتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ بسم اللہ ہے۔ دوسرا حصہ الرحمٰن ہے اور تیسرا حصہ الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ بر دل مذکور بوده باشد۔ اَلرَّحْمٰنِ بر دل مؤمن و منافق و کافر رزق نصیب۔
اَلرَّحِیْمِ نصیب دل مؤمن مسلم است۔ علماء می گویند کہ علم بسیار بخوان ہمنشین بادشاہ و
قاضی باشی۔ فقیر میگوید کہ راہ توکل بگیر و باخدا باش راضی۔ علماء میگویند کہ علم نحو و صرف
بخوان کہ خوب است علم اصول۔ فقیر می گوید کہ فنا فی اللہ غرق شو۔ علم را نسیان بکن ای
مجہول و علماء میگویند کہ بی علم مرد ہمچون ابوجہل است۔ فقیر میگوید کہ علم یک حرف است۔
علم لدنی خواندن نہ سہل است۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝[1]

علماء را میخ دنیا بدل زدہ اند و فقراء میخ دنیا بگل زدہ اند۔ علماء اہل دانش و
صاحب شعور است۔ فقیر عاشق دیوانہ بحق حضور است۔ فقیر با ذکر فکر اشتغال اللہ در
وحدانیت مستغرق در علم باطنی صاحب علوم است۔ علماء از فکر اشتغال از علم
نعمت معرفت باطنی محروم است۔ فقیر خادم و علماء مخدوم۔ علماء صاحب نصیحت[2] است
و فقراء صاحب مسیحی است۔ مسیحی زندگی از مردہ قبر است۔ فقیر را زندگی قلب از حق
تعالیٰ ذکر اللہ خبر است۔ حیات مسیحی یک روزہ یا یک پاس بود و ذکر و زندگی قلب
ذکر اللہ فقراء پاس انفاس باشد تا ابد است قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

قولہٗ تعالیٰ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝[3]

---

[1] سورۃ کہف، ۱۸: ۶۵

[2] عین الفقر، جلد دوم، ص ۴

[3] سورہ الزمر، ۳۹: ۳۰ - ۲۹

ہے۔ بسم اللہ کا اسم دل پر مذکور رہتا ہے۔ الرحمٰن دل مومن پر دال ہے اور منافقوں اور
کافروں کو اس سے رزق نصیب ہوتا ہے۔ اسم الرحیم مسلم مومن دلوں کے لیے (روز
قیامت) نجات کا ذریعہ بنے گا۔ علماء کہتے ہیں کہ علم خوب پڑھو اور سلاطین و قضاۃ کے
مصاحب بنو۔ اور فقیر کہتا ہے کہ راہ توکل اختیار کرو، اور خدای تعالیٰ سے راضی رہو۔
علماء کہتے ہیں کہ علم صرف و نحو پڑھو، چونکہ یہ خوب اصول علم ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ
اے فضول شخص! علم (ظاہری) کو بھول جا۔ علماء کہتے ہیں کہ بے علم آدمی ابوجہل کی طرح
ہوتا ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ علم (ظاہر تو) ایک حرف ہے۔ (لیکن) علم لدنی پڑھنا
آسان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور اُسے (اپنے بندے کو) اپنا علم لدنی عطا کیا۔"

اور علماء دنیا کے دل میں میخ گاڑتے ہیں۔ اور فقراء دنیا کی میخ کو کیچڑ میں گاڑتے
(اور اس کو تباہ کرتے) ہیں۔ علماء اہل دانش اور اہل شعور ہوتے ہیں۔ اور فقیر عاشق و
دیوانہ اور صاحب حضور ہوتا ہے۔ فقیر ذکر و فکر و اشغال میں رہ کر وحدانیت میں
مستغرق رہتا ہے اور علم باطنی میں صاحب علوم ہو جاتا ہے۔ اور علماء اپنے علوم
ظاہری میں مشغول رہ کر ذکر و اشغال اللہ سے بے نصیب اور علم باطنی کی نعمت سے
محروم ہوتے ہیں۔ اور فقراء خادم اور علماء مخدوم ہوتے ہیں۔ علماء اہل نصیحت ہوتے
ہیں اور فقراء صاحب مسیحی ہوتے ہیں۔ مسیحی ایک قسم کی عارضی زندگی ہوتی ہے اور
اس طاقت سے قبر میں مُردوں کو زندہ کیا جاتا ہے۔ اور فقیر کو زندگی قلب ذکر اللہ
کے باعث خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ (اور یہ زندگی ہمیشہ کی ہوتی
ہے، چنانچہ قرآن پاک سے ظاہر ہوتی ہے) اور حیات مسیحی صرف ایک دن یا ایک
ساعت ہوتی ہے۔ اور زندگی جو فقیر کے قلب کو بذریعہ ذکر اللہ پاس انفاس سے
ملتی ہے، وہ زندگی ہمیشہ ابدالآباد تک رہتی ہے۔ اور فقیر اسکے ذریعے سے مُردہ کو بلفظ
قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ زندہ کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔
بے شک آپ کو بھی انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔"

زیر زمین ہمہ افسوس[۱] است. در فقر طالب[۲] مولیٰ ہمہ نیاز نیست[۳] و در طلب علم ہمہ[۴] حرص است. فقیر با عشق بی قرار و بی آرام. و علم بی معرفت چنانچہ نمک بی طعام. اہل علم خدا را از چون می شناسد یعنی در علم ہمہ چون چرا است.

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ[۵] واقع است و فقیر خدای تعالیٰ را از بیچگون می شناسد یعنی در فقر بیخودی است با خدای تعالیٰ و اللہ تعالیٰ چون بیچگون است. فقیر صاحب نظر و علماء صاحب مرقوم. خادم افضل است از مخدوم.

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ وَخَیْرُ مِّنْھُمْ[۶]

علماء را مرتبہ بسیار بزرگ است بالاتر. فقیر میگوید کہ اگرچہ بالاتر از سلک سلوک راہ تصوف بی خبر. علماء را چشم بہ دنیا لذت نعمت و فقیر را چشم بر خوف روز قیامت. علماء میگویند کہ عقبیٰ چہ جای خوش بہشت است. فقیر میگوید کہ بجز دیدار مولیٰ ہمہ خوار و زشت است. علماء میگویند کہ فقیر چہ احمق است. مجنون و دیوانہ است. فقیر میگوید کہ علماء از خدا بیگانہ اند. علماء میگویند کہ علم خواندن خوب است منطق معانی. فقیر میگوید بجز یاد اللہ تعالیٰ عمر برباد دادن است و نادانی (علم خواندن[۷])

فقیر طالب مولیٰ کرا گویند کہ مولیٰ چہار حروف است. طالب مولیٰ چہار نشان دارد. از تاثیر چہار حروف. از حرف میم مراد لذت نفس راند محو شود بمعرفت و از حرف واو وحدانیت مستغرق و از حرف لام لایق دیدار. قطع علایق دنیا مردار و از حرف

[۱] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۴۴ ؛ افسوس [۲] ایضاً ؛ طالب [۳] ایضاً ؛ نیاز [۴] ایضاً۔
[۵] حدیث ؛ المشترک۔
[۶] ضیاء القلوب و مرغوب تبریزیؒ۔

[۷] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۴۴۔

ویسے تو سب کو زیر زمین جانا ہے. یہ افسوس کی بات ہے (مگر ہر ایک کی موت میں فرق ہے) فقر میں طالب مولیٰ ہمہ تن بے نیاز رہتا ہے. اور ظاہری علم کے طالب میں ہمہ تن حرص و ہوا ہے. اور عاشق فقیر بے آرام اور بے قرار رہتا ہے. اور علم بے معرفت ایسا ہے جیسے طعام بے نمک. اور علماء خدا کو چون و چرا سے پہچانتے ہیں، یعنی علم میں سب چون و چرا ہے. اسی لیے "علم ظاہری جناب الٰہی میں ایک بڑا پردہ ہے" کہا گیا ہے. اور فقیر خدا وند تعالیٰ کو بے چونی و بے چگونی سے پہچانتا ہے. یعنی فقر میں خدای تعالیٰ کے ساتھ بیخودی ہے. اور اللہ تعالیٰ بے چون و بے چگون ہے (اس لیے) فقیر صاحب نظر ہوتا ہے. اور عالم صاحب مرقوم (اور بے اختیار) ہوتا ہے. خادم (فقیر) مخدوم (عالم) سے افضل ہوتا ہے.

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے :

"قوم کا خادم اس کا سردار ہوتا ہے اور اس سے بہتر ہوتا ہے."

علماء کے مراتب بہت ہیں اور درجہ نہایت بزرگ و بالا ہے.

لیکن فقیر کہتا ہے. اگرچہ بزرگ و ارفع ہے، مگر سلک سلوک اور راہ تصوف سے بے خبر ہے. علماء کی آنکھ نعمت ہائے دنیا اور اس کی لذات پر ہے. اور فقر کی آنکھ روز قیامت کے خوف پر ہوتی ہے. علماء کہتے ہیں کہ دیکھو آخرت میں بہشت کیا خوشی کی جگہ ہے. فقیر کہتا ہے کہ بجز دیدار الٰہی کے جو کچھ ہے سب زشت و خوار ہے. علماء کہتے ہیں کہ فقیر کیا احمق و مجنون اور دیوانہ ہے. فقیر کہتا ہے کہ علماء خدا سے بیگانہ ہیں. علماء کہتے ہیں کہ علم منطق و معانی و حکمت پڑھنا خوب ہے. فقیر کہتا ہے کہ یاد الٰہی کے سوا علم (ظاہری) پڑھنا نادانی اور عمر کا برباد کرنا ہے.

فقیر طالب مولیٰ کس کو کہتے ہیں؟ حرف مولیٰ کے چار حرف ہیں. اور انہی کی تاثیر سے یہ چار نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں.

اول حرف میم اور اس سے مراد یہ ہے کہ طالب اپنے نفس کو اس کی خواہشات سے باز رکھے اور معرفت الٰہی میں محو ہو جائے.

دوم حرف واو اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ وحدانیت میں غرق رہے.

سوم حرف لام اور اس سے مراد یہ ہے کہ دنیائے مردار اور اس کی آلائشوں

ی یادِ حق چنانست نہ مال یاد نہ فرزند نہ یاد تن بجز دوست ۔

وطالب علم کرا گویند علم سہ حرف است ۔

از حرف عین علایق عقل ۔

واز حرف لام لا بستہ طالب دنیا مدد و معاش ۔

از حرف میم میراث خواہ پدر ۔

بی علم زاہد بی خبر ہیزم دوزخ است لیکن ترا علم (باید)[1] با عمل یگانگی ۔ علم بی عمل دیوانگی است ۔ زہد بی علم تخم در شورابست ۔ علم بی زہد مردہ در گور است ۔ علماء میگویند کہ علم واردات غیبی فقیر را کجا است ؟ فقیر میگوید کہ استاد مرا حی قیوم خدا است ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ مَا اَدَّبَنِیْ[2]

پیغمبر صاحب فرمود صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ مرا تعلیم کرد علم و ادب رب خود ۔ اگر حیات است در علم است و اگر راحت است در معرفت است ۔ اگر شوق و محبت و ذوق است در ذکر است و اگر مشاہدہ است در مجاہدہ است ۔ اگر فرحت است در فقر است ۔ اگر اشتیاق مشتاق است در اتفاق است ۔ اگر نور است در علم است ۔ اگر تاریکی و ظلمت است در جہل است ۔ اگر مکرمت است در معرفت است ۔ درویش اہل محبت را ہیچ حق حضور حاصل نشود ، مگر تا آنکہ از خلق خلوت و عزلت نگیرد و دوستان را دشمن داند و فرزندان

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۴

[2] حضرت علامہ تبریزیؒ حضرت ملا علی قاریؒ :

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ ، مشکوٰۃ شریف

سے قطع تعلق کرے تاکہ لائق دیدار ہو جائے ۔

چہارم حرف یؔ ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یادِ حق میں ایسا محو ہو جائے کہ سوائے اپنے دوست حق تعالیٰ کے نہ اُسے مال یاد رہے نہ اس کو اولاد یاد رہے اور نہ اس کو اپنے تن کی خبر رہے ۔

اور طالب علم کس کو کہتے ہیں ؟ علم کے تین حرف ہیں ۔

اوّل (عؔ) اس سے مراد ہے عقل کی کارستانیاں ۔

دوم (لؔ) اس سے مراد یہ ہے کہ طالب تسبیح کی نفی کر دے اور معاش دنیا اور مدد وغیرہ کو اپنا نصب العین بنا لے ۔

سوم (مؔ) اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مرحوم باپ کی وراثت کا خواہاں ہو ۔ بے خبر اور بے علم زاہد دوزخ کا ایندھن ہے ۔ لیکن اے طالب ! تجھے ایسا علم چاہیے جو کہ عمل کے ساتھ ہو ۔ اور اس سے یگانگی حاصل ہوتی ہے ۔ علم بے عمل دیوانگی ہے ۔ اور زہد بے علم کی مثال ایسی ہے جیسے شور زمین میں بیج بویا ہو ۔ اور علم بے زہد کی مثال ایسی ہے جیسے زندہ کو مردہ سمجھ کر قبر میں دفن کیا ہو ۔ علماء کہتے ہیں کہ فقیر کو واردات غیبی کہاں سے حاصل ہوتے ہیں ؟ فقیر کہتا ہے ۔ میرا استاد خداوند تعالےٰ حی و قیوم ہے ۔

(ذیل کی حدیث اس پر شاہد ہے)

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"میری تعلیم و تربیت خود خدا نے کی ہے ۔"

اگر زندگی ہے تو وہ علم میں ہے ۔ اور اگر راحت ہے تو وہ معرفت میں ہے ۔ (پس فقیر کی زندگی بھی علم ہی ہے) ، اگر شوق و محبت اور ذوق ہے تو وہ ذکر میں ہے ۔ اور اگر مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو وہ مجاہدہ سے ہے ۔ اور اگر فرحت ہے تو وہ فقر میں ہے ۔ اگر کوئی شخص (علم کا) اشتیاق رکھتا ہے اور مشتاق ہے ، تو اس کی کامیابی اتفاق میں ہے ۔ اگر نور ہے تو وہ علم میں ہے ۔ اور اگر تاریکی و جہالت ہے ، تو وہ جہالت میں ہے ۔ اگر بزرگی ہے تو وہ معرفت الٰہی میں ہے ۔ درویش اہل محبت کو کبھی حضوری کا حق حاصل نہیں ہو سکتا ، تاوقتیکہ وہ مخلوق سے خلوت اور عزلت اختیار

را تیمم اکبر کند. آنگاه بمقام حضور حق تواند رسید۔

این فقیر باھوؒ میگوید کہ طالب اللہ ہمیشہ با خلق با خلق باشد۔ چنانچہ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر در خلوت عزلت ریاضت حق یافتندی ناکیان یافتندی۔ ہر کہ یافت از صحبت اہل اللہ یافت کہ غرق بتوحید گشتند۔ ہر کہ واصل شد از آدمی شد نہ از جن فرشتہ۔ راہ خدای تعالیٰ از موی باریک تر کہ فنا فی اللہ ذات۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ [1]

راہ فقر پر درد وکشالانہ حلوا خوردن در خانۂ مادر و خالہ کہ نرم و چرب لقمہ نوالہ، بلکہ سوختن بسوز شب و روز آہ و نالہ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اَلرُّؤْيَةُ وَجْهُ الظَّالِمِ سَوَادُ الْقَلْبِ [2]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ [3]

چنانچہ شیخ واجد کرمانیؒ میگوید کہ فردا قیامت درویشان را فرمان شود کہ نزدیک ترازو و پلصراط بروید و نظر کنید ہر کہ در دنیا بایشان چیزی دادہ و یاری کردہ باشد حق تعالیٰ می فرماید کہ ما شمارا اختیار دادہ ایم کہ او شان را از ترازو [4] و پلصراط بگذرانید و بہ بہشت ببرید۔ [5]

[1] سورۃ الاعراف، ۷: ۴۰

[2] حدیث

[3] حدیث

[4] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۵

[5] ایضاً، ص ۵، و برابر خود بہ بہشت ببرید۔

نہ کرے اور اپنے دوستوں کو دشمن نہ جانے اور اپنے فرزندوں کو تیمم اکبر نہ کرے۔ اُس وقت تک وہ مقام حضوری حق تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ طالب اللہ ہمیشہ خلقت کے ساتھ (اچھا) برتاؤ رکھے اور خلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھے۔ کیونکہ اگر خلوت وعزلت اور ریاضت سے خدای تعالیٰ کو پانا ممکن ہوتا، تو اندڑوں پر کی مرغیاں اس کی زیادہ مستحق ہوا کرتیں۔ جس کسی کو کچھ حاصل ہوا، اسے اہل اللہ کی صحبت (اور محبت) سے حاصل ہوا۔ چونکہ وہ (ہمیشہ) توحید کے دریا میں مستغرق رہے۔ جو کوئی بھی واصل حق ہوا، وہ (نیک) آدمی کی (صحبت) سے ہوا، نہ کہ جن و فرشتہ کی ملاقات سے۔ (یعنی یہ مرتبہ گوشہ نشینی میں اور جن و ملائکہ کی ملاقات سے کبھی حاصل نہیں ہوا)۔ کیونکہ راہِ خدا تعالیٰ بال سے زیادہ باریک ہے (اور پہاڑوں سے زیادہ مشکل ہے)۔ یہ مرتبہ حاصل کرنے کے لیے طالب کو فنا فی اللہ ذات ہونا پڑتا ہے۔ اسی لیے کافروں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"کافر جنت میں داخل نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزرے۔"

پس راہِ فقر درد والم سے پُر رہنے کا نام ہے۔ ماں اور خالہ کے گھر میں بیٹھ کر حلوہ کھانے اور نرم و چرب لقمے نوالے اڑانے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ فقیری میں شب و روز دل جلانا پڑتا ہے اور آہ و زاری کرنا پڑتی ہے۔

حضور اکرم فرماتے ہیں:

"ظالم کی شکل دیکھنا وسعت قلب کا ذریعہ ہے۔"

پھر فرمایا:

"ہر چیز کی کنجی ہوتی ہے اور جنت کی کنجی فقراء کی محبت ہے۔"

جیسا کہ شیخ واجد کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے روز درویشوں کو حکم ہوگا۔ کہ وہ میزان و پل صراط کے نزدیک جائیں اور جا کر دیکھیں کہ جس شخص نے دنیا میں ان کو کوئی چیز دی ہے اور ان کے ساتھ دوستی کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو اختیار دیا ہے کہ وہ جائیں اور ان کو حساب ترازو اور پلصراط سے بچا کر جنت میں لے جائیں اور ان کو (اپنے پاس برابر) جنت میں جگہ دیں۔

فردای قیامت مردیرا بیارند که اُورا از نماز و روزه و زکوٰة و حج و جز آن، یعنی هرچه طلب بوده کرده باشد۔ فرشتگان را فرمان شود که برای عذاب این مرد را بدوزخ ببرید۔ آن مرد التماس کند خداوندا! در دین محمدی صلی اللہ علیه وآله وسلم بسیار عمل صالح کرده ام از کدام عمل مارا بدوزخ می برید؟ فرمان آید که در دنیا از درویشان ما روی بگردانیدی۔ من نیز از تو روی میگردانم طاعت تو باز با تو می زنم۔

مردی دیگر بیارند پُر عیب و نقصان. فرمان شود فرشتگان را که آنرا به بهشت ببرند۔ مرد را تعجب آید و حیرانی پیدا شود که از کجاست که مارا بسوی بهشت برند۔ فرمان آید که ای فلان! در دنیا ترا چیزی حاصل شدی در محبت درویشان میرفتی و با ایشان خرچ میکردی۔ از برکت دعای ایشان ترا در بهشت میفرستم که شب و روز در محبت ایشان بودی۔ رحمتی و نعمتی بالاتر از محبت درویشان نیست یعنی اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰهِ یعنی در خانۂ فقیر فاقه بسیار است۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکه فقیر صاحب نظر کیمیا. اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکه زر و سیم مال همه در راه خدای تعالیٰ تصرف کرده تارک شد، باز بدنیا احتیاج ندارد۔

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکه بر دل اسم اللہ جمعیت سکونت گرفت دل غنی گشت۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکه میل بسوی دنیا و اہل دنیا ندارد و از غیر ما سوی اللہ طمع ندارد۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکه زبان او صاحب[1] سیف، صاحب لفظ باشد. آنچه خواهد خدا کند۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ یا آنکه بمرتبۂ محمدی صلی

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۶

اور کل قیامت کے روز خاص طور پر ایک ایسا شخص بھی لایا جائیگا۔ جس کے اعمالنامہ میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ان کے سوا اور بہت سی نیکیاں یعنی جو کچھ بھی طلب کیا جائے گا موجود ہوں گی۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ عذاب کے لیے اس شخص کو دوزخ میں لے جاؤ۔ وہ شخص اس وقت التماس کرے گا کہ اے میرے آقا! دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مَیں نے بہت نیک اعمال کیے ہیں، آخر کس عمل کی پاداش میں مجھے دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ حکم ہوگا کہ تُو دُنیا میں درویشوں سے روگردانی کرتا تھا۔ آج مَیں بھی تجھ سے رُو گردانی کرتا ہوں اور تیری عبادت تیرے منہ پر واپس مارتا ہوں۔

اس کے بعد دوسرا شخص لایا جائے گا اور وہ گناہ و معصیت سے پُر ہوگا۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو جنت میں لے جاؤ۔ وہ شخص تعجب کرے گا اور وہ حیران رہے گا۔ اور کہے گا مجھے کونسی نیکی کے بدلے میں جنت لے جا رہے ہیں۔ فرمان ہوگا کہ اے فلاں شخص! دنیا میں تجھے جو کچھ حاصل ہوتا تھا، تو اُسے درویشوں کی محبت میں صرف کرتا تھا اور شب و روز تُو اُن کی محبت میں رہتا تھا اور وہ تجھے دُعا دیتے تھے، اسی لیے مَیں اُن کی دُعاؤں کی برکت سے تجھے جنت میں بھیجتا ہوں، کیونکہ اُنکی دعائے نعمت اور رحمدلی پر ہماری رحمت اور نعمت سبقت رکھتی ہے۔ یعنی فقیر کامل اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ بغیر فقیر کے گھر میں فاقہ اور تنگی بہت ہوتی ہے، مگر وہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا۔ یا اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ صاحب نظر اور کیمیا ہوتا ہے۔ اس لیے وہ کسی کا دست نگر نہیں۔ یا اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ وہ اپنے تمام زر و مال خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف کرکے تارک الدنیا ہوتا ہے، پھر وہ دنیا سے کوئی احتیاج نہیں رکھتا۔

اور اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ کے یہ بھی معنی ہیں کہ اس کے دل پر اسم اللہ نے سکونت اختیار کرلی ہے، لہٰذا اس میں دلجمعی پیدا ہوگئی ہے۔ اور اس کا دل غنی ہوگیا ہے۔ لہٰذا اُس کو اللہ کے بغیر کسی کی حاجت نہیں رہی۔ یا اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ فقیر دنیا اور اہل دنیا کی طرف مطلق میلان و رغبت نہیں رکھتا اور ماسوائے اللہ اور غیر پر حریص ہوکر اس کا طامع نہیں بنتا۔ لہٰذا وہ کسی کا محتاج نہیں۔ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی زبان صاحب لفظ اور سیف اللہ ہوتی ہے، جو کچھ وہ کہتا ہے، خداوند تعالیٰ اسے پورا کردیتا ہے۔

اللہ علیہ وسلم رسیدہ باشد۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ۔ فقیر را باید اگر جاہل باشد علم خواند و اگر عالم است صاحب معرفت شود۔ آنگاہ خدای تعالیٰ را شناسد و داند۔

در فقیری دو مرتبہ است۔ یا علم قرآن قاری یا خدادانی مستی۔ جائیکہ مقام حیّ و قیوم نہ آنجا رسم رسوم۔

اگر غافل مستی ہشیار شو۔ اگر خفتہ ای بیدار شو۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ[1]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ قَلْبِیْ[2]

بیت باہوؒ

خدا بیدار من بچون خوابم خواب اندر خدای کی یابم[3]

ہر کرا از علم راہ است آنرا از فقر کلی آگاہ است۔ ہر کرا بر خود نگاہ است، او گمراہ است و ہر کرا نہ از علم راہ و نہ از فقر آگاہ، علم بر او وبال صد گناہ است۔ فقیر را ہیچ حاصل نشود بجز تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

لِکُلِّ شَیْءٍ مِصْقَلَۃٌ وَمِصْقَلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی[4]

نفس را در وجود آدمی چہار خانہ است۔

اوّل خانۂ زبان، مہر لہو و لغو۔

[1] صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ۔

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۶؛ حدیث رأی قلبی ربّی۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم۔

[3] ایضاً، ص ۶؛ خدای من بیدار چین من بخوابم؛ خواب اندر خدا کجا یابم [4] عوارف المعارف۔

اس لیے وہ کسی کا حاجتمند نہیں۔ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ مرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ اس وجہ سے اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ کا مصداق بنا ہوا ہے۔

پس، فقیر کو چاہیے اگر وہ جاہل ہے۔ تو علم پڑھے۔ اور اگر عالم ہے تو چاہیے کہ معرفت حاصل کرے۔ اس وقت وہ خدای تعالیٰ کو پہچان سکے گا۔ اور جان سکیگا۔

فقیری میں دو مرتبے ہیں۔ اوّل علم قرآنی۔ دوم خدادانی۔ اور جس جگہ پر مقام حیّ و قیوم آجاتا ہے، تو اس مقام پر رسم و رسوم کچھ نہیں رہتی۔

اے طالب! اگر تو غافل ہے، تو ہوشیار ہو جا۔ اور اگر تو خفتہ ہے تو بیدار ہو جا اور ان ذیل کی دو حدیثوں کو اپنا معمول بنالے اور یہ مقام عالی شان حاصل کرلے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل جاگتا رہتا ہے۔"

دوسری حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنے رب کو قلبی آنکھ سے کئی مرتبہ دیکھا ہے۔"

بیت باہوؒ

جب میں سو جاتا ہوں، میرا خدا جاگتا ہے۔ تو میں نیند میں (بھلا) خدا کو کیسے پا سکتا ہوں؟ . . . . یعنی جب اللہ تعالیٰ ہر حال میں جاگتا ہے اور میں نیند میں ہوں تو پھر بھلا نیند والا شخص جاگتے ہوئے کو کب مل سکتا ہے؟

جو شخص کہ علم کی راہ پر ہے، وہ فقر سے کلی طور پر آگاہ ہے۔ اور جو شخص کہ اپنے کبر پر ہے وہ گمراہ ہے۔ اور جو شخص کہ نہ علم کی راہ پر ہو اور نہ علم فقر سے آگاہ ہے، علم اس کے لیے صد گنا گناہ و وبال ہے۔ اور فقیر کو بغیر تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیات روح کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"ہر چیز کے لیے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ تعالیٰ ہے۔"

انسان کے وجود میں نفس کے چار خانے ہیں:

خانۂ اوّل: زبان، جس میں لہو و لعب پیدا ہوتا ہے۔

دوم خانۂ دل، بہر خطرات وسوسہ۔

سیوم خانۂ ناف، بہر ہوا و شہوت۔

چہارم خانہ گرد دل، بہر حرص و حسد و کبر و عجب و ریا و کینہ و بغض۔

این چہار خانہ بآتش سوزانند، بجز آب ذکر اللہ تعالیٰ ہرگز سرد نشود۔ علماء ازین خانہ بی خبر اند، کہ راہ معرفت عشق محبت نورزند۔ حرص، حسد، کبر ورزند۔ ہر کہ صاحب نظر است ہمیشہ در مطالعۂ لوح ضمیر الوراست۔

ابیات

گر بمیرم برد مارا زیر خاک	جان، تن من خوش بگوید ذکر پاک
گر بپرسد از من آن منکر نکیر	خوش بیا ای طالبان زان ذکر گیر
قبر خلوت خوش ببین وی خفتہ اند	ہمنشین مجلس بشو خود گفتہ اند

○

بیت باہُوؒ

از مُردہ دل بہتر بود قبر فقیر	ہر چہ داری طلب زان خوشتر بگیر[1]

○

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین عثانی، ص ۶: ہر چہ داری حاجتی زان خوش طلب گیر۔

خانۂ دوم: دل، کہ جس پر خطرات و وسواس ظاہر ہوتے ہیں۔

خانۂ سوم: ناف، کہ جس میں ہوا و ہوس اور شہوات پیدا ہوتی ہیں۔

خانۂ چہارم: اطراف دل، کہ جس میں حرص و حسد، کبر و غرور، ریا، کینہ اور بغض و عداوت وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں۔

ان چاروں خانوں میں چاہیے کہ محبت الٰہی کی ایسی آگ جلائیں کہ ذکر اللہ تعالےٰ کے پانی کے سوا اس آگ کو ہرگز کوئی ٹھنڈا نہ کر سکے۔ علمائے ظاہرین ان چاروں خانوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اس سبب وہ راہ معرفت عشق و محبت اختیار نہیں کرتے بلکہ بجائے اس کے حرص و حسد اور کبر و غرور کو اپنا لیتے ہیں۔ مگر جو کوئی کہ صاحب نظر ہے، وہ ہمیشہ لوح ضمیر کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور انوار تجلیات پر نظر رکھتا ہے۔

ابیات

جب میں مر جاؤں گا تو مجھے رشتہ دار زیر خاک لے جائیں گے۔ مگر میری جان و تن بہت خوشی سے ذکر پاک کرتی رہے گی۔

جب منکر نکیر مجھ سے پوچھیں گے، تو میں ان طالبان کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کو ذکر پاک پیش کرونگا۔

میرے مزار تنہائی کو مستحسن نظر سے دیکھ (اور کوئی شخص اس کو مُردہ تصور نہ کرے) بلکہ دوسرے لوگ (مُردہ دل) ہیں جو سوئے ہوئے ہیں۔ (مُردہ بیٹھے ہوئے ہیں) (اے طالب!) تُو ہمارا، ہمنشین مجلس ہو جا، کیونکہ بزرگوں نے یہی کہا ہُوا ہے (کہ نیک آدمیوں کی صحبت اختیار کرو)۔

بیت

مُردہ دل سے ایک فقیر کی قبر (مزار درجہ) بہتر ہے۔ تُو اپنی حاجت جو کچھ رکھتا ہو، اس کے توسّل سے حاصل کر۔

سلطان العارفینؒ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس حاجت کے لیے میرے مزار پہ حاضری دے گا، انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔ لہذا طالبان کو آگاہ

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ،

إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوتُونَ بَلْ يَنْتَقِلُونَ مِنَ الدَّارِ إِلَى الدَّارِ [1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ [2]

بیت باہوؒ

مُردہ تن دل زندہ آن باحق حبیب — زندہ تن دل مُردہ از حق بی نصیب

قولہٗ تعالیٰ :

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ [3]

بیت باہوؒ

این چنین پیغمبر من مصطفیٰؐ — جملہ جرمم عفو گردد از الٰہ

قولہٗ تعالیٰ :

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [4]

---

[1] کتاب برزخ، عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ، شرح الصدور از علامہ سیوطیؒ، کتاب الروح از ابن قیم

[2] حدیث

[3] سورہ التغابن، ۶۴ : ۱۱

[4] سورہ المائدہ، ۵ : ۱۱۸

کیا جا رہا ہے کہ مُردہ دلوں کی مجلس و ہمنشینی سے اجتناب کریں، چونکہ نہ اُن کی مجالس سے کچھ فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی قبروں سے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

"بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں (اور ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں)، بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔"

دوسری حدیث میں ہے :

"موت ایک پل ہے۔ جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے۔"

بیت باہوؒ

مُردہ تن زندہ دل خدای تعالیٰ سے واصل ہوتا ہے اور زندہ تن مُردہ دل خدای تعالیٰ سے بے نصیب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو ہدایت کے لیے کھول دیتا ہے۔"

(بہر حال جو شخص کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے، خدا اُس کی راہنمائی کرتا ہے اور اس کے گناہ معاف کرتا ہے)

بیت باہوؒ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے میرے رسول ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ کے طفیل سے خداوند کریم کی طرف سے میرے جملہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لیے خدای تعالیٰ کی درگاہ میں بروز قیامت کہیں گے :

"اے پروردگار! اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔"

☆

قولہٗ تعالیٰ :

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ [1]

پس درویش فقیر آن بود کہ وظیفہ خود را بدیگری نصیب کند۔ درویش فقیر آن بود، ہر چہ در عالم فتوح دیگر آن پیدا شود، اگر روز آید برای شب یک فلوس نگاہ ندارد و اگر شب آید برای روز نگاہ ندارد، ہمہ در راہ خدای عزّ و جلّ تصرّف کند۔

فقیر درویش صاحب تصرّف باید۔

حاصلیت حق تعالیٰ در دو چیز است :

یکی فضیلت، چنانچہ علم کلیہ۔

دوم : فضل اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ فقر معرفت۔ پس فضیلت امیدوار فضل اللہ تعالیٰ است۔ عالم محتاج فقیر است و فقیر احتیاج عالم ندارد کہ آن را علم فیض است۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا [2]

علم بنزدیک مرتبہ است نہ بمرادات ذات۔

ابیات

ماسوی اللہ از دل خود دور کن　　دل بوحدۂ عشق حق پُر نور کن
مُردہ تن دل زندہ گشتہ جان من　　پاز سر ہمہ شد تجلی جان و تن

---

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۰۵　[2] سورہ کہف، ۱۸ : ۶۵

اور دوسری آیت میں ہے :

"اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔"

پس فقیر درویش وہ ہوتا ہے۔ جو اپنے وظیفے (اور روزینے) دوسروں کے بھی اللہ تعالیٰ سے مقرر کروا لیتا ہے۔ بلکہ درویش فقیر وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ فتوحات عالم اور دیگر ہدایہ حاصل ہوں، وہ سب کے سب خرچ کر ڈالے۔ اگر دن کو فتوحات حاصل ہوں تو رات تک ایک کوڑی بھی نہ رکھے اور اگر رات کو فتوحات حاصل ہوں، تو صبح تک کچھ نہ رکھے۔ تمام اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے۔ (پس) فقیر درویش کو صاحب تصرف ہونا چاہیے۔

(طالب کو جاننا چاہیے) کہ حصول خدای تعالیٰ دو چیزوں سے ہے :

اوّل نضیلت جیسے علم کلی۔

دوم فضل اللہ تعالیٰ۔

اور یہ منصب فقر معرفت کو ہے۔ پس یہ فضیلت اس کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے امید وار ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ (اس لیے) عالم فقیر (کامل) کا محتاج ہوتا ہے اور فقیر کامل عالم کا (ہرگز) محتاج نہیں ہوتا، کیونکہ اس کو یہ علم فیضان الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"اور ہم نے اُسے (اپنے بندے کو) اپنے پاس سے علم لدُنی عطا کیا۔"

علم بھی مرتبہ کے نزدیک ہی ہے، مگر یہ مقصود بالذات نہیں ہے۔

ابیات

ماسوائے اللہ کو تُو اپنے دل سے نکال ڈال۔ اور وحدت میں عشق الٰہی سے دل کو پُر نور کر۔

اے میرے عزیز! میرا تن مُردہ اور دل زندہ ہو گیا۔ اور سر سے پاؤں تک میری جان اور جسم منور ہو گئے۔

دیدۂ دل بہ بود دیدار بین — طرفہ زد جلوہ شود حق الیقین
کی شود تحصیل از حق اتصال — تا نگردد یک وجود حق در خیال[1]
صد فضیلت جاہلی در قیل وقال — ہر کرا وحدت نیا شد حق وصال

بشنو! چون بینی کہ اللہ تعالیٰ غنی بی نیاز است و دیگران مفلس عاجز پس ترا شرم نباید کہ غنی را بگذاری و پیش مفلس عاجز سوال آری۔ ہر چہ طلبی از خدای تعالیٰ بطلب۔ بشنو! چون بینی کہ اللہ تعالیٰ قوی است و دیگران ضعیف۔ پس اللہ تعالیٰ معین است۔ از ضعیف مترس۔

حدیث

لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ[2]

فقر درویش با خدای عز و جل یکتا ہمچنان است کہ بود۔ چون فقیر باللہ مشغول و غرق شود آسمان میگوید کاش کہ من زمین بودی کہ برمن مشغول شدندی و زمین میگوید اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حلاوت یافتم از ذکر اللہ تعالیٰ و چون ہر موی رگ و پوست، مغز، دم، قلب و روح، سر، ہر اعضای بندہ ذکر اللہ باسم اللہ بگوید و از ربوبیت حق سبحانہ و تعالیٰ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ میفرماید آواز می آید۔ فرشتگان حسد برند کہ ما یان تمام عمر در تسبیح و سجود و رکوع بودیم۔ گاہی ما را اللہ تعالیٰ لَبَّیْکَ نہ فرمودہ۔ کاشکی ما ہم عبد بودی۔ پس ای بندہ خود را بشناس تا خاص شوی۔[3]

---

[1] عین الفقر، جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی، ص ۷، ہم خیال

[2] حدیث

[3] عین الفقر، جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی، ص ۸

دیدۂ دل دیدار بین سے بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دم زدن میں حق الیقین سے جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

حق تعالیٰ سے اُسے (ہرگز) اتصال نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اُسی کے ایک وجود کا ہم خیال نہ ہو جائے۔

ایسے شخص کی سو فضیلتیں بھی محض جہالت اور قیل و قال ہیں، جس کو وحدت حق تعالیٰ میں وصال حاصل نہ ہو۔

(اے طالب! غور سے) سُن! جب تو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے۔ اور سب دوسرے (اسکے سوا) عاجز اور مفلس ہیں۔ تو پھر قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور غنی کو چھوڑ کر مفلس و عاجز سے مانگتا ہے۔ پس تجھے شرم آنی چاہیے۔ جو کچھ تو طلب کرے، اللہ تعالیٰ سے طلب کر۔ پس اللہ تعالیٰ (ہر کام میں) مددگار ہے۔ ضعیف اور مفلسوں سے نہ ڈر۔

حدیث

"کوئی ذرہ بھی بدون حکم اللہ تعالیٰ کے نہیں ہل سکتا۔"

فقیر درویش کو خدائے بزرگ و برتر کی یاد میں اس طرح مشغول ہونا چاہیے جیسا کہ چاہیے۔ جب فقیر باللہ اللہ کے ذکر میں مشغول و مستغرق ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے کہ افسوس میں زمین ہوتا تو یہ شخص مجھ پر خدای تعالیٰ کی یاد کرتا اور یہ فخر مجھ کو حاصل ہوتا۔ اور زمین کہتی ہے کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ذکر اللہ کی حلاوت پائی۔ اور اس طرح جب کہ انسان ذکر اللہ تعالیٰ کا کرتا ہے تو اس کے جسم کا ہر ایک رونگٹا، ہر ایک رگ و ریشہ و پوست و مغز و دم، قلب و روح و سر اور تمام اعضا اس ذکر سے حلاوت پاتے ہیں اور خود ذاکر بن جاتے ہیں اور پھر اُن کو ربوبیت کی طرف سے ایک آواز آتی ہے۔ لَبَّیْكَ عَبْدِیْ (ہاں میرے بندے!) فرشتے حسد کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تمام عمر تسبیح و سجود و رکوع میں رہے ہیں، مگر ہمیں کبھی اللہ تعالیٰ نے لبیک کہہ کر سرفراز نہیں فرمایا۔ کاش! ہم بھی انسان ہوتے۔ پس اے بندے! اپنی حقیقت کو پہچان، تاکہ تو اس کا خاص بندہ بن جائے۔

فـــرد

آسمان سجده کند پیش زمینی که بروُ یک دو کس یکدو نفس بہر خدا بنشنند

چنانچہ خون در جان و در رگ و پوست ہمہ اوست با دوست۔ شرط آنکہ دوئی ازمیان برخیزد۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

این فقیر باہوؒ میگوید کسیکہ مولیٰ و دیدار مولیٰ را خواہد، فقر را اختیار کند۔ چنانچہ ذکر فکر عشق محبت معرفت۔ کسیکہ بہشت و حور و قصور خواہد، اختیار کند عبادت و ریاضت، زہد تقویٰ صوم صلوٰۃ تلاوت قرآن مجید حج مال زکوٰۃ، آنچہ بنای اسلام است۔ کسیکہ دوزخ را خواہد آنچہ لذّت نفسانی و ہوای حیوانی و معصیت شیطانی اختیار کند۔ آنچہ در دہان سخن آید بگوید و آنچہ پیش آید بخورد، درمیان حلال و حرام فرق نکند۔ اخلاص باکفّار دارد۔ آن فاسق و منافق است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْھُمْ[1]

(بشنو!)[2] روزی بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ با حق ہمراز بود۔ از حضرت ربّ العزت آواز رسید کہ ای بایزیدؒ! چندین محنت و مشقت، مجاہدہ و ریاضت کہ میکنی، مگر عرش می خواہی؟ بایزیدؒ جواب داد۔ خداوندا! عرش جای روحانیان است۔ من روحانی نیستم۔ باز ندا آمد کہ ای بایزیدؒ! مگر کرسی می خواہی؟ بایزیدؒ گفت: خداوندا! کرسی جای کروبیان است۔ من کروبی نیستم۔ باز ندا آمد ای بایزیدؒ! مگر آسمان

---

[1] حدیث

[2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی، ص ۸

فرد

اس زمین پر ایک دو آدمی ایک دو پل بھی ذکر خدا کے لیے بیٹھیں، (تو) آسمان اس زمین کے سامنے سر تعظیم کے لیے جھکاتا ہے۔

پس چاہیے کہ تمام جان اور رگ و پوست میں "ہمہ اوست" کا خون دوڑ جائے۔ (یعنی اس کی جان، رگ و پوست دوست کے ساتھ "ہمہ اوست" ہو جائے) اور شرط یہ کہ دوئی کا پردہ درمیان سے اُٹھ جائے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس)

یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ جس شخص کو مولیٰ اور دیدار مولیٰ کی خواہش ہو تو چاہیے کہ وہ فقر کو اختیار کرے۔ چنانچہ ذکر و فکر اور عشق و محبت میں مشغول ہو کر معرفت الٰہی حاصل کرے اور جس شخص کو بہشت اور حور و قصور کی خواہش ہو تو عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، صوم و صلوٰۃ، تلاوت قرآن مجید اور حج، مال زکوٰۃ جو کچھ بنائے اسلام ہیں۔ بجا لائے۔ اور جسے دوزخ کی آرزو ہو تو وہ لذات نفسانی و خواہشات حیوانی اور معصیت شیطانی اختیار کرے اور جو منہ میں بات آئے، کہے اور جو سامنے آئے۔ کھائے۔ حلال و حرام کے درمیان فرق نہ کرے۔ اور کفار و فجار کے ساتھ خلوص رکھے یہی شخص فاسق اور منافق ہے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا:

"جو شخص کسی قوم کے ساتھ دوستی رکھے، وہ اسی سے ہوگا"

(جیسی انسان کی نیت ہوتی ہے ویسا ہی اسکو اس کا ثمرہ ملتا ہے)

(اے طالب! غور سے) سن! ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت بایزیدؒ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہمراز تھے (اور راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں) یہاں تک کہ رب العزت کی بارگاہ سے آواز پہنچی کہ اے بایزیدؒ! کس قدر تم محنت و مشقت اور مجاہدہ و ریاضت کر رہے ہو۔ کیا تمہیں مقام عرش چاہیے؟ بایزیدؒ نے جواب دیا۔ اے پروردگار! عرش روحانیوں کی جگہ ہے، میں روحانی نہیں ہوں۔ پھر آواز آئی کہ اے بایزیدؒ! شاید تمہیں مقام کرسی چاہیے ہو۔ بایزیدؒ نے جواب دیا۔ اے مالک! کرسی کروبیاں کی جگہ ہے۔ میں کروبی نہیں ہوں۔ پھر ندا آئی۔ اے بایزیدؒ! شاید آسمان چاہتے ہو؟ عرض کی: پروردگارا!

میخواہی ؟ بایزیدؒ جواب داد خداوندا ! آسمان جای فرشتگان است من فرشتہ نیستم باز ندا[1] آمد کہ ای بایزیدؒ ! مگر بہشت میخواہی ؟ بایزیدؒ جواب داد خداوندا ! بہشت جای زاہدان است من زاہد نیستم ۔ باز ندا آمد کہ ای بایزیدؒ ! مگر دوزخ میخواہی ؟ بایزیدؒ جواب داد خداوندا ! دوزخ جای منکران است من منکر نیستم ۔ باز از لطف وکرم ندا آمد کہ ای بایزیدؒ ! مگر مرا خواہی ؟ پس اگر مارا نیابی چہ میکنی ؟ چون این سخن بایزیدؒ بشنید آہ کشید و سر بسجدہ نہادہ جان بحق دوست سپرد ۔

ابیات

خام بودہ خام آہی رفت جان	عاشقی آن بہ بود سوزش چنان
گر بسوزد جان من اندر سقر	جز خدا دیگر نباشد از من خبر
گر زند گردن مزن دم بالضرورہ[2]	سر بپوشد سر دہد عاشق حضور
باہُوؒ ! بہرہ چہ خواہی از خدا	بہرہ مزدوری بود طالب رضا

○

فقیر فنا فی اللہ آن را گویند کہ با حق توحید غرق کہ احتیاج اللہ ہم ندارد و احتیاج اللہ تعالیٰ ہر آنکس دارد کہ از خدا جدا شد ۔ باید کہ یکتا و یک وجود شود ۔

درمیان خدای تعالیٰ و بندہ وسیلہ چیست ؟ مرشد ۔ از مرشد چہ چیز حاصل شود ؟ محبت و از محبت چہ چیز حاصل شود ؟ محرمیت سرّ اسرار و از محرمیت سرّ اسرار چہ چیز حاصل شود ؟ مقام خوف موت و از مقام خوف موت چہ چیز حاصل شود ؟ مقام حیرت

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۸ : مومنان و پرہیزگاران ۔

[2] گر گردن زند تر دم مزن مکش ضرور ۔

آسمان فرشتوں کی جگہ ہے ۔ میں فرشتہ نہیں ہوں ۔ پھر آواز آئی کہ اے بایزیدؒ ! شاید تم بہشت چاہتے ہو ؟ بایزیدؒ نے جواب دیا ۔ اے خداوندا ! بہشت زاہدوں (مومنوں اور پرہیزگاروں) کی جگہ ہے ۔ میں زاہد (مومن اور پرہیزگار) نہیں ہوں ۔ پھر آواز آئی کہ اے بایزیدؒ ! شاید دوزخ چاہتے ہو ۔ بایزیدؒ نے جواب دیا ۔ اے میرے آقا ! دوزخ منکروں کی جگہ ہے ۔ میں منکر نہیں ہوں ۔ پھر لطف وکرم سے ندا آئی کہ اے بایزیدؒ ! شاید تو مجھے چاہتا ہے ۔ پس اگر ہمیں نہ پاؤ تو کیا کرو ؟ جب یہ بات بایزیدؒ نے سنی ۔ تو ایک آہ سرد کھینچی اور سجود ہو کر جان بحق دوست سپرد کر دی ۔ (یعنی جان دیدی)

ابیات

خام تھے خام کہ ایک آہ سے جان نکل گئی ۔ عاشقی یہ ہے کہ جس میں اس قدر سوزش ہو ۔

کہ اگر دوزخ کے اندر بھی میری جان جلے ، تب بھی خدای تعالےٰ کے سوا مجھے اور کچھ خبر نہ ہوگی ۔

اگر وہ تیری گردن بھی اڑا دے ، جب بھی تو دم مت مار ، کیونکہ عاشق سر دے دیتا ہے ، مگر وہ اللہ کے راز کو فاش نہیں کرتا ۔

اے باہُوؒ ! تو خدای تعالیٰ سے کیا نفع چاہتا ہے ؟ نفع چاہنا تو مزدوری ہے ، تو بس طالب رضا رہ ۔ (یعنی مزدوری طلب کرنا تو مزدوروں کا کام ہوتا ہے ۔ طالب مولیٰ فقط رضائے الہٰی کا طالب ہوتا ہے)

فقیر فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں کہ توحید میں ایسا غرق ہو جائے کہ اللہ کی احتیاج بھی نہ ہے ۔ اور احتیاج اللہ ہر اس شخص کو ہوتی ہے جو اللہ سے جدا ہو ۔ پس چاہیے کہ یکتا اور ایک وجود ہو جائے ۔

خداوند تعالیٰ اور بندے کے درمیان کیا چیز وسیلہ ہوتی ہے ؟ مرشد وسیلہ ہوتا ہے ۔ مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے ؟ محبت حاصل ہوتی ہے اور محبت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے ؟ محبت سے محرمیت سرّ اسرار حاصل ہوتا ہے اور محرمیت سرّ اسرار سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے ؟ محرمیت سرّ اسرار سے مقام خوف موت حاصل ہوتا ہے ۔

وازمقام حیرت چہ چیز حاصل شود مقام فنا وازمقام فنا چہ چیز حاصل شود مقام رجا بقا وازمقام رجابقا چہ چیز حاصل شود مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وازمقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا چہ چیز حاصل شود مقام اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ و

فقیر (آن) کہ صاحب رضا۔ بلکہ خارج از قضا و قدر باشد۔ خوش آمدی مرحبا۔

ترجمہ حدیث نبویؐ بپارسی؛

فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم؛

آمد نزد من از فرشتگان فرشتہ جبرئیلؑ و گفت۔ آن فرشتہ کہ میگوید مسلمان۔ شکر لیست مرخدای راکہ پیدا کرد مرا مسلمان۔ و نیا فرید مرا یہودی و میگوید یہودی شکر لیست مرخدای راکہ بیافرید مرا یہودی و نیا فرید مرا نصرانی و میگوید نصرانی شکر لیست مرخدای راکہ بیافرید مرا نصرانی و نیا فرید مرا مجوسی و میگوید مجوسی شکر لیست مرخدای راکہ بیافرید مرا مجوسی و نیا فرید مرا منافق و میگوید منافق شکر لیست مرخدای راکہ بیافرید مرا منافق و نیا فرید مرا شرک آرندہ و میگوید شرک آرندہ شکر لیست مرخدای راکہ بیافرید مرا شرک آرندہ و نیا فرید مرا بیدین و بیدین میگوید کہ شکر لیست مرخدای راکہ بیافرید مرا بیدین و نیا فرید مرا کافر و میگوید کافر شکر لیست مرخدای راکہ بیافرید مرا کافر و نیا فرید مرا سگ۔ و میگوید سگ شکر لیست مرخدای راکہ بیافرید مرا سگ و نیا فرید مرا خوک و میگوید خوک شکر لیست مرخدای راکہ بیافرید مرا خوک و نیا فرید مرا ترک کنندۂ نماز۔

نقل است روزی شیخ جلال الدین تبریزیؒ پیش قاضی بدران کہ اورا نجم الدین سنائی گفتندی میگذشت۔ پرسید کہ قاضی نجم الدین چہ میکند؟ گفتند کہ نماز میگذارد و در نماز است۔ شیخ جلال الدین فرمود کہ

اور مقام حیرت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام حیرت سے مقام فنا حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام فنا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام فنا سے مقام رجا بقا حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام رجابقا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام رجابقا سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) سے مقام اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ (بلاشبہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں) حاصل ہوتا ہے۔

پس فقیر وہ ہے جو صاحب رضا ہو، بلکہ وہ قضا وقدر کے دائرہ سے بھی باہر ہو۔ ایسے فقیر کے لیے مرحبا اور خوش آمدید ہے۔

حدیث نبویؐ کا فارسی میں ترجمہ (اور اب ذیل میں اردو میں ترجمہ کیا جارہا ہے)۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ جس کا نام جبرائیل ہے میرے پاس آیا اور کہا کہ مسلمان کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خصوصی شکر ہے کہ مجھے مسلمان پیدا کیا۔ اور یہودی نہیں پیدا کیا۔ یہودی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خصوصی شکرگزار ہوں کہ مجھے یہودی پیدا کیا اور عیسائی نہیں پیدا کیا۔ اور عیسائی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی ممنون ہوں کہ مجھے عیسائی پیدا کیا اور مجوسی پیدا نہیں کیا۔ اور مجوسی کہتا ہے کہ خصوصی شکرگزار ہوں اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے مجھے مجوسی پیدا کیا اور مجھے منافق پیدا نہیں کیا اور منافق کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا بالخصوص شکر ہے کہ مجھے منافق پیدا کیا اور مشرک پیدا نہیں کیا۔ اور مشرک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہوں کہ اس نے مجھے مشرک پیدا کیا اور بیدین نہیں پیدا کیا اور بیدین کہتا ہے کہ میں باری تعالیٰ کا خصوصی سپاسگذار ہوں کہ اس نے مجھے بیدین پیدا کیا اور کافر پیدا نہیں کیا۔ اور کافر کہتا ہے کہ خداوند کریم کا خصوصاً شکرگزار ہوں کہ اس نے مجھے کافر پیدا کیا اور کتا نہیں پیدا کیا۔ اور کتا کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کا ہزار بار شکر ہے کہ مجھے کتا پیدا کیا اور سؤر نہیں پیدا کیا۔ اور سؤر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار بار شکر ہے کہ اس نے مجھے سؤر پیدا کیا اور بے نماز نہیں پیدا کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (ملاقات کے لیے) قاضی بدوان کے مکان پر پہنچے، جنہیں قاضی نجم الدین سنائی بھی کہتے تھے۔ شیخ نے پوچھا کہ قاضی نجم الدین کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور (حالت) نماز میں

قاضی نماز گذاردن میداند؟ این سخن بسمع قاضی رسید۔ برفور قاضی پیش شیخ آمد گفت: این چه سخن بود که گفتی۔ شیخ فرمود: گفته ام زیرا آنچه نماز علما دیگر است و نماز فقراء دیگر است۔ بسبب آنکه تا علماء قبله را برابر نه بینند نماز نگذارند و اگر قبله غائب شود، در دل تحری کنند۔ ہر طرف که دل جای دہد، ہمان سمت نماز بگذارند۔ امّا فقیر تا آن زمان که عرش را برابر خود نه بیند نماز نگذارد۔

الغرض قاضی بازگشت۔ در خانه آمد۔ شب را خواب دید که شیخ جلال الدینؒ بالای عرش مصلّا انداخته نماز می گذارد۔ از ہیبت از خواب بیدار شد۔ بر شیخ آمد و گفت، معذورم دار۔ معذرت بسیار کرد که بخشیده باید کرد۔ شیخ فرمود که ای نجم الدین! آنچه دیدی بر عرش مصلّی انداخته نماز میخوانم، این کمترین درجۂ درویشان است۔ امّا مقام بیشتر ازین است۔ اگر نمودار کنم بر حال نمانی۔ و از بسیاری نور ہلاک شوی۔ درویش چون از درویشان درین مقام نخستین ازین ہفتاد ہزار مقام میرسد۔ ہر روز خمس الاوقات خود را برابر عرش استاده می بیند با ساکنان عرش نماز میگذارند۔ و چون از آنجا باز می آیند خود را در خانۂ کعبه می بینند۔ چون از آنجا باز می گردند۔ جملگی عالم را درمیان دہ[1] انگشت خود می بینند۔ پس ای درویش! ماجرای نخستین درویش است که بدین مرتبه رسد۔ چون درویش ازین ہفتاد ہزار مقام بگذرد، مکان او لامکان گردد۔ واقف بر وی ہیچ کس نباشد۔ بجز الله تعالیٰ۔

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص۱۰: دو انگشت۔

ہیں۔ شیخ جلال الدینؒ نے فرمایا۔ کہ کیا قاضی نجم الدین نماز پڑھنا جانتے ہیں؟ یہ بات قاضی صاحب کے کانوں تک پہنچی۔ اور وہ فوراً شیخ صاحب کے سامنے آئے اور شیخ صاحب سے کہا کہ یہ کیا بات تھی جو آپ نے کہی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ میں نے کہا ہے۔ اس لیئے کہ علماء کی نماز اور ہوتی ہے اور فقراء کی نماز اور ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کہ جب تک علماء قبلہ کو برابر نہ دیکھ لیں، نماز نہیں پڑھتے اور اگر انہیں قبلہ نہ معلوم ہو سکے تو وہ تحری[1] کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور جس طرف ان کا دل شہادت دے اس وقت اسی سمت نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن فقیر کی نماز یہ ہے کہ جب تک عرش کو برابر نہیں دیکھ لیتے، نماز نہیں پڑھتے۔

الغرض (اتنی بات سنتے ہی) قاضی نجم الدین گھر واپس آئے، اور سو گئے۔ رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ جلال الدینؒ عرش پر مصلّے بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ قاضی نجم الدین خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔ اور شیخ کے پاس آئے اور کہا مجھے معاف کردیں، بہت معذرت کی کہ مجھے معاف کر دیا جائے، میں معذور ہوں۔ شیخ نے فرمایا کہ اے قاضی نجم الدین! تم نے جو مجھے عرش پر مصلّے بچھائے نماز پڑھتے دیکھا ہے، یہ مقام درویشوں کے مقامات میں سے ایک کمترین مقام ہے۔ لیکن ان کے مقامات اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اگر میں تم پر ان مراتب کو ظاہر کروں تو تم اپنے حال پر نہ رہو گے۔ اور بہت زیادہ تجلّی نور سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ درویش اس مقام اوّل کے علاوہ درویشوں میں سے ستر ہزار مقامات اور حاصل کرتا ہے۔ اور ہر روز پنجوقتہ اپنے آپ کو عرش کے برابر کھڑا ہوا دیکھتا ہے اور ساکنان عرش کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اور جب وہاں سے واپس لوٹتا ہے تو اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے اور جب وہاں سے واپس لوٹتا ہے تو تمام عالم کو اپنی دس انگلیوں کے درمیان میں دیکھتا ہے۔ پس اے درویش! (یاد رکھ) کہ یہ ماجرا اُسی درویش اوّل کا ہے جو اس مقام کو طے کرے اور جب درویش ان ستر ہزار مقامات سے گزر جاتا ہے تو پھر اس کا مقام لامکان میں ہوتا ہے اور اس پر کسی کو سوائے اللہ تعالیٰ کے واقفیت نہیں ہو سکتی۔

[1] جن صورتوں میں قبلہ نہ معلوم ہو سکے، اسوقت جس طرف دل گواہی دے، اُس طرف نماز پڑھ لینے کو تحری کہتے ہیں۔ اور اسکی ضرورت اجنبی مقامات میں ہوا کرتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص جنگل میں ہو، اور آسمان پر بادل ہوں، اور قبلہ نما بھی ہمراہ نہ ہو تو ایسی حالت میں تحری کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

فــرد

عاشقان را زہد و تقویٰ خلوتی در کار نیست کار با غم عشق وحدت ہر منزل می رسد

بجز اللہ تعالیٰ این فقیر باہوؒ میگوید کہ ہمہ مقام شیطان است بجز فنا فی اللہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ۔

نقل است روزی شیخ جنیدؒ بغدادی و شیخ شبلیؒ ہر دو بصحرا از شہر بیرون آمدند۔ وقت نماز در رسید۔ وضو کردہ می خواستند کہ نماز ادا کنند۔ درین بودند کہ یک کس، ہیزم کش پشتارۂ ہیزم از سر برآوردہ وضو ساخت۔ در جماعت شیخ رسید۔ شیخ آن را بالفراست بشناخت کہ این ہیزم کش اولیاء اللہ بزرگ است۔ پیشوای امام آن را استادہ کردند۔ آن بزرگ در رکوع و سجود بسیار فرصت کرد۔ چون از نماز فارغ گشتند۔ گفتند در نماز رکوع و سجود این چہ دیر بود؟ آن بزرگ جواب داد۔ من تسبیح گفتم۔ چون پیش (جواب)[1] لَبَّیْکَ عَبْدِیْ نشنیدم سر از نہ برداشتم معطل ہمی بود۔

در نمازیکہ جواب باصواب نیاید پس آن نماز نبود۔ پریشانی دل بود چراکہ خدای عزّ و جلّ حی و قیوم است۔ بت پرستی نیست کہ بت خاک و سنگ مردہ را ہمچون سجدہ کفار بود۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ[2] واقع شد۔

نماز یکتائی خدا است، نہ پریشانی و جدائی۔

این فقیر باہوؒ میگوید کہ اہل نماز را وقت تا وقت لَبَّیْکَ عَبْدِیْ اندر سجدہ شود د

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۔

[2] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و مرغوب القلوب تبریزیؒ۔

فــرد

عاشقوں کو زہد و تقویٰ اور خلوت کچھ در کار نہیں ہے۔ عشق وحدت کے غم کے ساتھ واسطہ ہونا چاہیے، جو ہر ایک منزل پر پہنچاتا ہے۔

یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ تمام مقامات شیطانی ہیں بجز مقام فنا فی اللہ اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جنید بغدادی اور شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہما دونوں شہر سے باہر صحرا کی طرف جا رہے تھے (کہ راستہ میں) نماز کا وقت ہو گیا۔ دونوں صاحبوں نے وضو کر کے نماز کا ارادہ کیا کہ اسی اثنا میں ایک لکڑہارا نے لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر سے اتار کر وضو کیا اور ان کے پاس آ گیا۔ انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اور ان دونوں نے ان کو اپنا امام بنایا (اور خود مقتدی بنے) مگر اس بزرگ نے ہر رکوع و سجود میں بہت دیر لگائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ان دونوں نے اس بزرگ سے پوچھا کہ رکوع و سجود میں اس قدر دیر کیوں ہوئی؟ اس بزرگ نے جواب دیا: کہ میں (ہر رکوع و سجود میں) تسبیح پڑھتا تھا۔ اور ہر تسبیح کا جواب جب تک لَبَّیْکَ عَبْدِیْ نہ سن لیتا تھا۔ سر نہیں اٹھاتا تھا اس وجہ سے رکوع و سجود میں دیر ہوتی تھی۔

پس جس نماز میں جواب بالصواب نہیں آتا ہے، وہ نماز نہیں ہوتی، بلکہ وہ دل کی پریشانی ہوتی ہے۔ کیونکہ خدائے بزرگ و برتر حی و قیوم ہے اور (نعوذ باللہ) وہ بُت اور مُردہ نہیں ہے اور اس کی عبادت بُت پرستوں اور کفار کی عبادت نہیں کہ انہیں بُت کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا ہے، کیونکہ بُت مردہ ہیں اور خداوند تعالیٰ حی و قیوم ہے جب کوئی اُسے پکارتا ہے تو وہ اُسے جواب دیتا ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں آیا ہے:

"وہ نماز نماز نہیں، جس میں حضور قلب نہیں"۔

نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ یکجا ہونے کا نام ہے (یعنی کامل یکسوئی اور پوری توجہ سے نماز ادا کرنے کا نام نماز ہے) ورنہ وہ ایک پریشانی اور جدائی ہوتی ہے۔

یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ اہل نماز کے لیے وقتاً فوقتاً رکوع و سجود میں خداوند تعالیٰ

عارف باللہ را ہر دم و ہر ساعت و ہر وقت لَبَّیْکَ عَبْدِیْ است۔

قولہٗ تعالیٰ :

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ [1]

اگر من یک مرتبہ اللہ بگویم اللہ بیست مرتبہ با الہام ندا بخشد۔ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ ۔ الہام مراتب سہل است۔ سرور امقام فنا فی اللہ غرق توحید باید۔

بیت

نبودہ آدم و حوّا نہ موسیٰ نوحؑ نی کوہ طور — نبودہ انبیاء و اولیاء من عین بودم نور

بیت

ہیچ ہمہ در ہیچ می بودند آن وقتی خدا — خلوت خوش یافتم اندر مقام کبریا

بشنو! خود و خدا در یک خانہ نگنجد، چنانچہ آتش و آب۔

غزل

خدائی و دیو در یک خانہ آمد — چو عاشق دیو شد دیوانہ آمد

ترا خبرش نہ ای با خود خدائی — درونت [2] کفر خود بیگانہ آمد

چراغ مقبلان دل گشت روشن — کہ ہر یک گرد آن پروانہ آمد

باہُوؒ بیچارہ را با جانان جان است — کہ ہر دم لشوق خوش ترانہ آمد

باہُوؒ! فقر چیست و حقیقت فقر چیست؟

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۱۵۲

[2] عین الفقر جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰: درونش

کی جانب سے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ کا جواب ملتا ہے۔ اور عارف باللہ کے لیے ہر دم اور ہر ساعت اور ہر وقت لَبَّیْکَ عَبْدِیْ جواب موجود ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"سو تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔"

اگر میں ایک بار اللہ کہتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ بیس مرتبہ بذریعہ الہام ندا دیتا ہے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ۔ الہام کے مراتب آسان ہیں، مگر جوانمرد کو مقام فنا فی اللہ اور توحید الٰہی میں غرق ہونا چاہیے۔

بیت

نہ حضرت آدمؑ تھے اور نہ حضرت حواؑ، نہ حضرت نوحؑ اور نہ حضرت موسیٰؑ اور نہ کوہ طور تھا۔ نہ انبیاء اور نہ اولیاء تھے۔ (میں ہی صرف) عین نور تھا۔

جس وقت کہ خدا تعالیٰ کے نور میں تمام چیزیں ہیچ در ہیچ تھیں، میں اس وقت مقام کبریا میں بہت خوشی کے ساتھ خلوت رکھتا تھا۔

(اے طالب غور سے) سن! کبر و غرور اور خدا ایک خانہ میں سما نہیں سکتے (یعنی کبر و غرور اللہ تعالیٰ کو نہیں بھاتا) جیسے آگ اور پانی۔

غزل

خدا اور دیو ایک خانہ میں آ گئے۔ جب دیو عاشق ہو گیا تو وہ دیوانہ ہو گیا۔

تجھے اس کی کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ خدا تیرے ہمراہ ہے۔ مگر چونکہ دیو کے باطن میں کفر ہے، اس لیے وہ اس سے بیگانہ ہے۔

نصیبے والوں کے دل کا چراغ روشن رہتا ہے۔ اور ہر گردش میں اس پر نثار ہونے کے لیے پروانہ آتا ہے۔

باہُوؒ بیچارے کی جان محبوب کے ساتھ ہے۔ کہ وہ ہر دم شوق میں خوش ترانہ رہتا ہے۔

اے باہُوؒ! فقر کیا ہے؟ اور فقر کی حقیقت کیا ہے؟

بیت باہوؒ

حقیقت فقر را از من چہ پرسی　　　فقر را زیر پایش عرش و کرسی

دریافتن فقر در دہ چیز است، نہ یک طرف و یک یک طرف۔

ابیات باہوؒ

دہ چیز باشد کہ آدمی را از جان عزیز　　　یک گرسنہ سیر نہ ای باتمیز

گر شود آن نہ گرسنہ یک بسیر　　　از سیر سرش باز ماند غرق غیر

گوش و چشم و پا و دست و ہم دہن　　　شکم نفس بد بلا گردن بزن

باہوؒ شکم پر شیطان سر نفس و ہوا　　　گر خدا خواہی ازینہا باز آ

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

لِكُلِّ شَيْءٍ حِيلَةٌ وَّحِيلَةُ الذُّنُوبِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ [1]

پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز را حیلہ است و حیلۂ گناہ استغفر اللہ است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

مَنْ اَسْتَغْفَرَ بَعْدَ الذُّنُوبِ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ [2]

پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ استغفار کند بعد از گناہ خدای تعالیٰ او را بیامرزد۔ اہل ظلم را شکم شیطان است و اہل اللہ را شکم شوق است کہ نان این جہان می خورند و کار آن جہان میکنند۔ ہمچون شتر کہ باری کشد و خار میخورد۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَلْمُشَاهِدَةُ عَنِ الْمُجَاهِدَةِ [3]

---

[1] حدیث [2] حدیث [3] حدیث

بیت باہوؒ

تُو حقیقتِ فقر مجھ سے کیا پوچھتا ہے؛ فقیر کے پاؤں کے نیچے عرش و کرسی ہوتا ہے۔

فقیری دس چیزوں میں ہے۔ تو ایک طرف اور ایک ایک طرف۔

ابیات باہوؒ

دس چیزیں ہیں جو ہر آدمی کو جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہیں۔ اگر اُن میں سے ایک گرسنہ رہی تو اسے باتمیز! باقی نو سیر رہتی ہیں۔

اور جب ایک سیر ہوتی ہے، تو نو گرسنہ رہتی ہیں، اور وحدت کے اسرار سے باز رہ کر غیر میں غرق رہتی ہیں۔

وہ نو چیزیں کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں اور مُنہ ہیں، اور دسویں چیز شکم نفس ہے، جو بُری بلا ہے، تو اس کی گردن اڑا دے۔

اے باہوؒ! بھرا ہُوا پیٹ شیطان اور نفس و ہوا کا سردار ہے۔ اگر تُو خدا کا طالب ہے، تو اُن سے باز آ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہر چیز کا حیلہ ہوتا ہے۔ اور گناہ کا حیلہ طلب مغفرت ہے۔"

دوسری حدیث میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"گناہ کے بعد جو بخشش مانگتا ہے؛ خداوند تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔"

اہل ظلم کے لیے شکم شیطان ہے اور اہل اللہ کے لیے شکم شوق ہے کہ یہ لوگ روٹی اس جہان کی کھاتے ہیں اور کام اُس جہان کا کرتے ہیں۔ جیسے اونٹ کہ محنت تو اتنا کرتا ہے اور بوجھ اٹھاتا ہے، مگر کھاتا کیا ہے؟ کانٹے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔"

قولہٗ تعالیٰ : اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا[1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَلنَّاسُ صِنْفَانِ عَالِمٌ عَامِلٌ اَوْمُتَعَلِّمٌ وَسَائِرُ النَّاسِ كَالْبَهَائِمِ[2]

حدیث

كُلُّ الْعَامِلُوْنَ مُوْتُوْا لِلْخَالِصُوْنَ[3]

خاص فقیر آنست کہ دائم خوف خدا دارد۔

قولہٗ تعالیٰ :

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ[4]

اگر بی عمل علم را فضل بودی، ابلیس را بودی کہ گمراہی راہ ننمودی۔ ہر کہ علم را خواند در شرک بدعت اُفتاد۔ او ہمچنان است چنانچہ جن خبیث۔ بروی باور نباید داشت کہ شیطان پنجاہ ہزار سال علم آموخت و پنجاہ ہزار سال فرشتگان را علم تحصیل کرد۔

قولہٗ تعالیٰ :

اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ[5]

اگر در جہل فضل اللہ بودی، ابوجہل را جہل راہ بحق نمودی۔ راہ خدای تعالیٰ در جہل و علم نیست۔ در محبت خالصًا اللہ است۔ ہر کرا توفیق الٰہی رفیق شود، اہل محبت آنرا گویند کہ خدای تعالیٰ و رسول خدای تعالیٰ حاضر ناظر داند۔ اگر خواہی کہ اللہ تعالیٰ بر تو خوشنود شود، در اشتغال توحید معرفت محبت باخلاص مع اللہ باش۔ اگر خواہی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم بر تو خوشنود شود ترک از دنیا بگیرو در متابعت شریعت نبوی صلی

---

[1] سورۃ النبا، ۷۸ : ۳۱ [2] حدیث [3] حدیث [4] سورہ ملک، ۶۷ : ۱۲

[5] سورہ البقرہ، ۲ : ۳۴

[6] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۲

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

"بے شک پرہیزگاروں کے لیے کامیابی کی جگہ ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عالم، دوسرے عامل اور تیسرے طالب علم اور یہ تمام عمدہ لوگ ہیں۔"

دوسری حدیث میں فرمایا :

"تمام عامل لوگ مخلص لوگوں کے لیے اپنی جان نثار کر دیتے ہیں۔"

(پس) فقیر خاص وہ ہے جو ہمیشہ خوف خدا رکھتا ہے۔ (اور اس فرمان الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے)

"جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں، ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔"

اگر بغیر عمل کے علم کو فضیلت حاصل ہوتی، تو شیطان کو حاصل ہوتی۔ کہ وہ (ہرگز) خود نہ گمراہ ہوتا (اور نہ بنی آدم کو گمراہ کرتا) اور جو شخص کہ باوجود اس کے وہ علم پڑھتا ہے اور شرک و بدعت میں پڑ جاتا ہے۔ وہ (بالکل) ایسا ہی ہے، جیسے جن وخبیث۔ ایسے شخص پر (ہرگز) اعتماد نہ کرنا چاہیے، کیونکہ شیطان نے پچاس ہزار سال تک علم حاصل کیا اور پچاس ہزار سال تک فرشتوں کو تعلیم دی۔ (آخر اس کا انجام کیا ہوا)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"اس نے انکار کیا اور غرور کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔"

اور اگر جہالت میں اللہ کا فضل و کرم شامل ہوتا، تو ابوجہل کو اس کی جہالت راہ حق دکھاتی۔ (پس معلوم ہوا) راہ حق جہالت اور علم میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ خالصاً اللہ کی محبت میں ہے یا اس شخص کے لیے ہے جس کے ساتھ توفیق الٰہی رفیق بن جائے۔ اہل محبت وہ لوگ ہیں کہ جو خدا اور رسولؐ کو حاضر ناظر جانتے ہیں۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہو جائیں، تو تُو توحید و محبت میں مشغول ہو، اس کی معرفت حاصل کر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص رکھ۔ اگر تُو چاہتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے راضی ہوں، تو دنیا کو ترک کر دے اور متابعت شریعت نبوی صلی اللہ

اللہ علیہ وسلم بکوش و اگر خواہی کہ علماء بر تو خوشنود شوند زر و سیم بدہ و خادم شو و در خدمت بکوش و اگر خواہی کہ فقیر اہل اللہ بر تو خوشنود شوند بصفای دل با و اتحاد کن کہ نظر فقراء بر دل است۔ دل بدہ و دل بگیر کہ دائم الملک است۔ اگر خواہی کہ بحق حاصل و با خدا واصل شوم۔

چہار میم جمع بکن۔

اوّل میم مراد نفس را مدہ۔

دوم میم مرد میدان مردان باش۔

سیوم میم مبتلا مشتاق دیدار باش۔

چہارم میم محرم اسرار باش۔

و نیز دوازدہ شین بدست آر۔ بجہت فقراء چہار شین۔ بجہت علم چہار شین۔ بجہت اہل دنیا چہار شین۔

چہار شین فقراء اینست :

اوّل شین شرم باید کرد از نافرمودہ خدا تعالیٰ عزّ و جلّ۔

دوم شین شوق شغل اللہ۔

سیوم شین شب بیداری

چہارم شین از شہوۃ ہوا نفس را نگہدارد۔

و چہار شین کہ اہل علم را باید اینست[1]۔

اوّل شین شرائط دین اسلام بجا آرد۔

دوم شین شریعت نگہدارد۔

سیوم شین شعور دارد۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۲ : شاید

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوشاں رہ۔ اور اگر تو چاہتا ہے کہ علماء تجھ سے خوشنود ہوں، تو انکو زر و سیم دے اور ان کا خادم بن جا یعنی ان کی خدمت میں پوری کوشش کر اور اگر تو چاہتا ہے کہ فقیر اہل اللہ تجھ سے راضی ہوں تو تجھے چاہیے کہ صفائی دل کے ساتھ اُن سے ملے اور اتحاد حاصل کرے، کیونکہ فقراء کی نظر دل پر ہوتی ہے۔ پس اسے دل دے کر اس سے دل لے لے، کیونکہ (دل پر قابض ہونا) ایک دائمی سلطنت ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے حق حاصل ہو جائے اور تو خدا سے واصل ہو جائے، تو پھر تو چار میم جمع کر۔

اوّل (م) سے مراد مخالفت نفس ہے۔

دوم (م) سے مراد یہ ہے کہ تو مردوں کی طرح مرد میدان بنے۔

سوم (م) سے مراد مشتاق دیدار الٰہی میں مبتلا ہونا ہے۔

چہارم (م) سے مراد محرم اسرار کا ہونا ہے۔

اور ایسا ہی بارہ "شین" حاصل کر۔ چار "شین" فقراء کے لیے اور چار "شین" اہل علم کے لیے اور چار "شین" اہل دنیا کے لیے۔

اور چار "شین" جو فقراء کے لیے مقرر کیے گئے ہیں، وہ یہ ہیں:

اوّل "شین" سے مراد یہ ہے کہ فقیر کو چاہیے کہ وہ خدائے بزرگ و برتر کی نافرمانی سے (ہمیشہ) شرم رکھے۔

اور دوسرے "شین" سے مراد یہ ہے کہ شوق و ذکر و فکر اللہ تعالیٰ میں ہمیشہ مشغول رہے۔

"شین" سوم سے مراد یہ ہے کہ فقیر شب بیداری کیا کرے۔

"شین" چہارم سے مراد یہ ہے کہ فقیر کو چاہیے کہ وہ شہوت اور نفسانی خواہشات کو ترک کر دے۔

اور اہل علم کے لیے جو چار "شین" ہونے چاہئیں، وہ یہ ہیں:

اوّل "شین" سے مراد یہ ہے کہ شرائط دین اسلام کو بجا لائے۔

"شین" دوم سے مراد یہ ہے کہ شریعت کو ملحوظ خاطر رکھے۔

سوم "شین" سے مراد یہ ہے کہ وہ عقل و شعور رکھتا ہو۔

چہارم شینؔ شوم طمع رانگذارد۔

چہار شینؔ اہل دنیا اینست:۔

اوّل شینؔ شرِ شیطان است۔

دوم شینؔ شرم ندارد۔ اہل دنیا بی شرم است۔

سوم شینؔ شتابی[1] کار شیطان است۔

چہارم شینؔ شرر آتش اہل دنیا حرص است۔

واہل محبت از گناہ و معصیت باز ماند۔ محبت بمقدار دانۂ خشخاش بہتر است از تمام فضیلت مسائل فقہ، پارسائی عبادت ہفتاد سالہ۔ چراکہ آدمی با محبت محرم اسرار الٰہی ربوبیت توحید شود۔ باعبادت وعلم عاری گردد باکبر۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۗ [2]

قولہٗ تعالیٰ:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ [3]

قولہٗ تعالیٰ:

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ [4]

---

[1] عین الفقر جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۲: عجلت

[2] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۶۵

[3] سورہ القصص، ۲۸ : ۵۶

[4] سورہ البقرہ ۲ : ۷

"شینؔ چہارم سے مراد یہ ہے کہ بخیل اور طمع کو چھوڑ دے۔

اور اہل دنیا کے چار "شینوں" سے یہ مراد ہے۔

اوّل "شین" سے مراد اہل دنیا کی شرِ شیطان ہوتا ہے۔

دوم "شین" سے مراد یہ ہے کہ وہ شرم (وحیا) کو بالائے طاق رکھ دے۔ اہل دنیا بے شرم ہے۔

سوم "شین" سے یہ مراد ہے کہ عجلت کرے جو کہ شیطانی فعل ہے۔

چہارم "شین" سے مراد یہ ہے کہ وہ (گویا) اہل دنیا کی حرص کی آگ کا شعلہ ہے۔

اور اہل محبت (تو) گناہ اور معصیت سے باز رہتا ہے۔ اور جس شخص کے دل میں خشخاش کے دانہ کے برابر بھی محبت الٰہی ہو تو اس کی فضیلت مسائل علم فقہ کی تمام فضیلتوں اور پارسائی اور ستر سالہ کی عبادت پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس لیے کہ آدمی محبت کے ذریعہ سے محرم اسرار الٰہی ہوجاتا ہے اور مقام ربوبیت اور توحید سے آگاہ ہوجاتا ہے۔ اور (ظاہری) عبادت اور (کسبی) علم سے آدمی (متکبر اور محاسن) سے عاری ہوجاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور کچھ لوگ اللہ کے سوا (اس کے) ہمسر بنا لیتے ہیں۔ کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں۔ اور جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی سے شدید محبت رکھتے ہیں"۔

اہل ہدایت کو (بھلا) اہل بدعت سے کیا کام۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اے میرے پیارے حبیبؐ! تم جسے چاہو ہدایت پر نہیں لا سکتے، البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے"۔

❊

دوسری جگہ پر فرمایا:

"خداوند تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے اور اُنکے لیے سخت عذاب ہے"۔

قولہٗ تعالیٰ :

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ [1]

قولہٗ تعالیٰ :

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى [2]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

مَنْ تَرَكَ ذَرَّةً بِدْعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ [3]

جاہل کہ در بدعت و گمراہی اُفتد ہمچنان است چنانچہ ابوجہل از جہل باز نگشت۔ آنرا ایک صلاحیت باز گرداند کہ متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قبول کند۔

بشنو! اگر کسی حیات نبی اللہ تعالیٰ مُردہ گوید ایمان اُو سلب شود۔

بیت باھُوؒ

اُمّت خویش را بحق بسپرد آن حیات النّبی حیات ببرد

حیات نفس و حیات دل و حیات روح و حیات سِرّ و حیات عشق و حیات محبّت و حیات ذکر فکر و حیات دین و حیات فقر فنا فی اللہ خدای عزّ و جلّ راحیٌ و قیّوم مع خود داند حیات نبی اللہ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَلْاِيْمَانُ عُرْيَانٌ وَّلِبَاسُهُ التَّقْوٰى وَزِيْنَتُهُ الْحَيَاءُ وَثَمَرَتُهُ الْعِلْمُ [4]

فرمود پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلم ایمان برہنہ است و پوشش اُو پرہیزگاریست و آرائش اُو شرم است۔ و میوۂ اُو علم است۔ فقیر صُلح کل است۔

---

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۱۸

[2] سورہ النجم ۵۳ : ۳۸

[3] حدیث

[4] حدیث

پھر فرمایا : (باطنی طور پر)

"(یہ) بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ سو راہِ راست پر نہ آئیں گے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے :

"کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :

"جس نے بدعت کا ایک ذرہ برابر حصہ بھی ترک کر دیا، اُسکا ثواب دونوں جہانوں کی عبادت سے بہتر ہے۔"

جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔ اس کی مثال (بالکل) ابوجہل جیسی ہے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا ہی سمجھایا، مگر وہ اپنی جہالت سے باز نہ آیا۔ اس کو ایک طریق سے ہی لوٹایا جا سکتا تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی قبول کرتا۔

(اے طالب! غور سے) سُن! اگر کوئی شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (جو کہ زندہ ہیں) کو مُردہ کہتا ہے، تو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

بیت باھُوؒ

وہ زندہ نبیؐ خود زندہ اور حیات رہا، مگر اس کے باوجود اُس نے اپنی اُمت کو خدا کے سپرد کر دیا۔

بلکہ حیاتِ نفس و حیاتِ دل و حیاتِ روح و حیاتِ سِرّ و حیاتِ عشق و حیاتِ محبّت و حیاتِ ذکر و فکر و حیاتِ دین و حیاتِ فقر و حیاتِ خدائے حیّ و قیّوم اور حیاتِ نبویؐ کو فقیر فنا فی اللہ اپنے ساتھ جانتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے :

"ایمان بغیر عمل کے برہنہ ہوتا ہے۔ اس لیے پرہیزگاری اس کا لباس ہے۔ اور حیا اسکی زینت ہے اور علم اسکا پھل ہے۔"

فقیر (کامل) صلح کل ہوتا ہے۔ (اور اپنی ذات کے لیے اسے جو کچھ پسند ہوتا ہے، وہی دوسرے کے لیے بھی پسند کرتا ہے)۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ [1]

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود "مومن نباشد از شما یکی تا آنکہ دوست ندارد برادر مومن را چنانچہ دوست میدارد چیزی را برای خود"۔

ہرکرا دین ایمان مردہ است، منافقت و کفر و معصیت و حب دنیا بردہ است۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا ۔

مشکل کشای ہر دو سرای این برزخ است الف اللہ ہو اینست [2] ۔

اَللّٰه　　　هُوْ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ　　لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوْ

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوْ　　لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوْ

اَللّٰهُ هُوْ

جَلَّ جَلَالُهٗ

[illegible]

[1] صحیح بخاری

[2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۲ : دو جہان

جیسا کہ حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

"کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہو، اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہی پسند نہ کرے"

اور پھر جس شخص کا ایمان مردہ ہو، وہ (ضرور) منافق ہوگا اور کفر اور معصیت اور حب دنیا میں مبتلا ہوگا۔ نعوذ باللہ منہا ۔

الغرض ہر دو جہان کا مشکل کشا (اور ہر مشکل میں راہنما) برزخ اسم اللہ ہو ہے۔ اور وہ یہ ہے :

اَللّٰه　　　هُوْ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ　　لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوْ

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوْ　　لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوْ

اَللّٰهُ هُوْ

جَلَّ جَلَالُهٗ

[illegible]

باب ششم

ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب و جواب برزخ و تعبیر و غرق بوحدۃ فنا فی اللہ

مراقبہ کرا گویند و مراقبہ چیست؟ و از مراقبہ چہ حاصل شود؟ مراقبہ رقیب دُور کنندہ و بوحدت خدای تعالیٰ رسانندہ را گویند۔ مراقبہ نام محبت خدا است کہ راہنمای استغراق در مقام حی و قیوم لازوال مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ صاحب مشاہدہ حضور حال احوال سیر سرّ اسرار مشرف شدن مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مراقبہ محرم اسرار مؤمن معرفت است۔ مراقبہ منافق تحت الثریٰ چنانچہ حبس کافر۔

بیت

نہ علم و نہ دانش نہ حقیقت نہ یقین چون کافر درویش نہ دنیا و نہ دین

○

اوّل مراقبۂ عام۔ دوم مراقبہ خاص۔ سیوم مراقبہ خاص الخاص۔ چہارم مراقبۂ اخص۔ پنجم مراقبۂ عشق۔ ششم مراقبۂ محبت۔ ہفتم مراقبۂ فنا الفنا فنا فی اللہ بقا باللہ غرق توحید، نہ خبر از خود و نہ خبر از خلق نہ خبر از منزل مقام غرق در توحید تمام۔ مراقبہ بمثل روح روحانیت۔ وجود صاحب مراقبہ بمثل قبر است۔

باب ششم

ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب و جواب برزخ و تعبیر و غرق بوحدت فنا فی اللہ

مراقبہ کس کو کہتے ہیں اور مراقبہ کیا ہے؟ اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ (وہ چیز ہے جو) رقیب کو دور کرنے والا ہے اور خداوند تعالیٰ کی وحدت میں پہنچانے والا ہے۔ مراقبہ محبت الٰہی کا نام ہے جو مقام حی و قیوم لازوال کے استغراق کا راہنما مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ہے۔ اور اس مقام سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) حاصل ہوتا ہے۔ اور نیز صاحب مشاہدہ صاحب حضور صاحب حال احوال سیر سرّ اسرار ہوتا ہے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ مراقبہ سے مؤمن محرم اسرار ہو جاتا ہے۔ اور معرفتِ الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔ منافق کا مراقبہ تحت الثریٰ میں ہوتا ہے، اور کافر شخص کا مراقبہ حبس الدائم ہوتا ہے۔

بیت

منافق فقیر کو نہ علم، نہ دانش، نہ حقیقت اور نہ یقین حاصل ہوتا ہے۔ کافر درویش کی طرح نہ وہ دُنیا کا ہوتا ہے اور نہ دین کا۔

اور مراقبہ کی بہت سی قسمیں ہیں: قسم اوّل: مراقبۂ عام، قسم دوم: مراقبۂ خاص، قسم سوم: مراقبۂ خاص الخاص، قسم چہارم: مراقبۂ اخص، قسم پنجم: مراقبۂ عشق، قسم ششم: مراقبۂ محبت، قسم ہفتم: مراقبۂ فنا فی الفنا، فنا فی اللہ، بقا باللہ اور ایسا شخص ہمیشہ غرق فی التوحید رہتا ہے۔ اور وہ خود اپنی نہ خلق اللہ کی کچھ خبر رکھتا ہے۔ بلکہ منزل و مقام بھی اسے یاد نہیں آتا۔ کیونکہ وہ پوری طرح توحید الٰہی میں محو ہوتا ہے۔ مراقبہ روح کی طرح روحانیت کی خاصیت رکھتا ہے۔ صاحب مراقبہ کا وجود مثل قبر زندہ کے ہوتا ہے اور ایسا

روحانی چشم زد تماشای تمام ارض والسماء بالاتر از عرش و کرسی لوح و قلم را سیر نمودہ، باز
در وجود صاحبِ مراقبہ چنان درآید چنانچہ روحانی در قبر درآید۔ پس اہلِ مراقبہ آنرا
گویند کہ بجز ذات اللہ تعالیٰ دیگری نجویند بجز جمالِ اللہ۔ حُبُّ الْجَمِيْلِ لَحْمُكَ
لَحْمِيْ جِسْمُكَ جِسْمِيْ۔ عین در عین عفو عفو عفو۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

اَصْبَحُوْا مَعَ اللّٰهِ۔

مراقبہ ہمچون باید چنانچہ آفتاب از شب برآید۔ تافت تا قاف ارض و سما،
روشن گردد۔ چنانچہ ماہتاب در کواکب۔ چون صاحب مراقبہ چشم واکند، ہر طرف کہ
بیند ہمہ سوختہ گردد بجز ماسوی اللہ چیزی حجاب نماند۔ مراقبہ ذکر فکر، مراقبہ حضور
مذکور، مراقبہ فنا فی الشیخ، مراقبہ فنا فی اللہ، مراقبہ فنا فی ہو، مراقبہ فنا فی فقر، مراقبہ فنا فی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

مراقبہ فنا فی النفس۔ مراقبہ فنا فی نودونہ نام باری تعالیٰ عز و جل۔ مراقبہ چشم و
از مراقبہ راز مراقبہ شہباز۔ مراقبہ گربہ بہر زدن موش دغا باز۔ کسیکہ در مراقبہ گاؤ خر
جاہ و مال و سیم و زر بہ بیند، بدانکہ این مراقبہ حیوانی ناسوت است۔ ہنوز در بادیہ
طلب دنیا راست۔ ذکر اللہ باو تاثیر نکردہ است۔ علاج او آنست کہ
کشیدن از طلب دنیا، بیرون راند[1] لذات جہان است۔ کسیکہ در مراقبہ باغ و
بوستان آب دریا سبزہ بہار خانہ محلات بام بلند حور و قصور مثل بہشت بہ بیند،
آنرا کثافت و میل بردل است و زنگار از دل نبرد بجز نظر مرشد کامل۔ ہنوز خناس

[1] عین الفقر، جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۵

صاحبِ مراقبہ پلک جھپکنے کی دیر میں ارض و سماء، عرش و کرسی اور لوح و قلم کے اوپر کی
بھی سیر کر لیتا ہے اور صاحبِ مراقبہ سیر کر کے اپنے وجود میں اس طرح واپس آجاتا ہے،
جس طرح روحانی قبر میں واپس آجاتا ہے۔ پس اہلِ مراقبہ بھی اسی کو کہتے ہیں، جو کہ ماسوائے اللہ
کسی کو نہ چاہے اور سوائے جمالِ الٰہی کے کسی کو نہ ڈھونڈے اور وہ لحم اللحم، جسم الجسم اور
عین العین ہی ہوتے ہیں۔ ان کا وظیفہ عفو عفو اور عفو ہوتا ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اور اَصْبَحُوْا مَعَ اللّٰهِ (صبح ہوتے ہی اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں) انکا
مقصود ہوتا ہے۔

اور مراقبہ ایسا ہونا چاہیے جس طرح آفتاب کہ جب طلوع ہوتا ہے تو اس سرے
سے دوسرے سرے تک زمین اور آسمان کو روشن کر دیتا ہے۔ اور ماہتاب کہ اس کی
روشنی سے تمام عالم جگمگاتا ہے اور دوسرے ستاروں کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ
جاتی ہے۔ صاحبِ مراقبہ کا بھی یہی حال ہے، کہ جب وہ اپنی آنکھیں کھول کر چاروں
طرف دیکھتا ہے تو تمام چیزیں سوختہ ہو جاتی ہیں۔ اور درمیان اس کے سوائے اللہ
کے کسی چیز کا حجاب نہیں رہتا۔

اور مراقبہ کے اقسام بہت ہیں، جیسے مراقبۂ ذکر و فکر، مراقبۂ حضور مذکور، مراقبۂ
فنا فی الشیخ، مراقبۂ فنا فی اللہ، مراقبۂ فنا فی ہو، مراقبۂ فنا فی فقر، مراقبۂ فنا فی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم۔ مراقبۂ فنا فی النفس، مراقبۂ فنا نودونہ نام باری تعالیٰ عز و جل۔ مراقبۂ چشم و
از مراقبۂ راز مراقبۂ شہباز۔ مراقبۂ گربہ بہر زدن موش دغا باز۔ اور جو شخص مراقبہ میں گاؤ خر
(دنیاوی معاملات)، جاہ مال، زر و سیم دیکھے تو جان لے کہ یہ مراقبۂ حیوانی مقام ناسوت سے
ہے۔ اور ابھی محبتِ دنیا میں مبتلا ہے اور ابھی تک اسی کے بیاباں میں پڑا ہوا ہے۔ اور
ذکر اللہ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ طلب لذاتِ دنیا اپنے دل
سے دور کرے اور اس کے خیال کو دل سے نکال ڈالے۔ اور جو شخص (حالت) مراقبہ میں
باغ و باغیچہ اور آب و دریا و سبزۂ بہار، مکانات، محلات بلند و بالا اور حور و قصور مثل
بہشت کے دیکھے تو سمجھ لیں کہ ابھی تک اس کے دل پر میل و کثافت ہے۔ اور ابھی اس
کے دل کا زنگ دور نہیں ہوا۔ اور یہ بجز نظرِ کرم مرشد کامل صفائی قلب نہیں ہو سکتی۔

خرطوم گرد بگرد دل است. معلوم شد که آنرا نیز ذکر سلطانی اصلی نیست۔ ذکر اصلی خاص را چہ نشان است؟ کسی را کہ ذکر اللہ خاص ذکر زبان است، بجز ذکر اللہ قال اللہ، و قال الرسول و جز ذکر اولیاء اللہ کلام دیگرش از زبان نہ برآید و با چشم غیر نامحرم نہ بیند۔ از دیدن نامحرم نافرمودہ شرم آید۔ حیا کند کسی را کہ ذکر قلب خاص باشد، آنرا چشم از دل بکشاید۔ بجز اسم اللہ ذکر اللہ دیگری را نہ بیند و دل او غنی گردد و حبِّ دنیا بر دل او نماند و حواس خمسہ بستہ گردد و صاحب کشف القلوب گردد۔ دل صفائی کدورت ہمچون آئینہ روشن شود۔

کسی را کہ ذکر روح باشد و چشم از روح بکشاید و واضح گردد و مجلس روح اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخل شود، مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا گردد، کشف القبور گردد۔ و ہمیشہ در خوف خدای تعالیٰ بمقام حیرت شود۔ حسد و غیرت از و برخیزد۔ کسی را کہ ذکر سر باشد و چشم سر بکشاید از ازل تا ابد مشاہدہ بین صاحب اسرار الٰہی[1] گردد۔ از ماہ تا ماہی ہمہ در نظر او ست۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللہِ۔ از عرش تا تحت الثریٰ ہمہ در حکم او ست۔ بجنباند یا بر حال ماند۔ فقیر صاحب مراقبہ صاحب تصرف مالک الملکی ہمین را گویند۔ آنکہ[2] در ورطہ زر است۔ این مراقبہ نیز بمثل گربہ اہل موش است۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین، حقانی، ص ۱۵۔

[2] ایضاً، ص ۱۵۔

اور یہ خرطوم وخناس شیطانی ابھی تک اس کے دل کے اردگرد موجود ہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کو ابھی تک اصل ذکر سلطانی حاصل نہیں ہوا ہے۔ ذکر خاص اصلی کی کیا نشانی ہے؟ اس کی نشانی یہ ہے کہ خاص ذکر اللہ زبان پر جاری ہو اور بجز ذکر قال اللہ اور قال الرسول اور ذکر اولیاء اللہ کے اس کی زبان پر کوئی دوسرا کلام جاری نہ ہو۔ اور آنکھ سے نامحرم کو نہ دیکھے اور نامحرم کو دیکھنے سے اُسے شرم وحیا آجائے۔ اور جس شخص کو ذکر قلب خاص حاصل ہوتا ہے، تو اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور اس آنکھ سے اسم اللہ اور ذکر اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور اس کا دل غنی ہوجاتا ہے۔ اور حبِ دنیا اُس کے دل میں (مطلق) نہیں رہتی۔ اور حواس خمسہ ظاہری بند ہوجاتے ہیں۔ اور وہ شخص صاحب کشف القلوب ہوجاتا ہے۔ اور اس کا دل آئینہ کی طرح بے کدورت، صاف اور روشن ہوجاتا ہے۔

ذکر روحی اور ذکر سرّی

اور جس شخص کو ذکر روحی حاصل ہوتا ہے تو اسکی چشم باطن کھُل جاتی ہے اور روشن ہوجاتی ہے۔ اور وہ مجلس روح اللہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کا مصداق ہوکر صاحب کشف القبور ہوجاتا ہے۔ اور ہمیشہ مقام حیرت میں رہ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے۔ حسد وغیرت بیجا اُس کے دل سے دُور ہوجاتی ہے۔ اور جس شخص کو ذکر سرّی حاصل ہوتا ہے، اُس کی چشم راز کھل جاتی ہے اور وہ شخص ازازل تا ابد مشاہدہ بین اور صاحب اسرار الٰہی ہوجاتا ہے۔ اور ماہ سے لے کر ماہی تک سب اس کی نظر میں ہوتا ہے۔ اور فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا کا مصداق ہوجاتا ہے۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب مخلوق اس کے زیر حکم ہوتی ہے، جنبش کرے یا اپنے حال پر قائم رہے۔ اور فقیر صاحب مراقبہ صاحب تصرف مالک الملکی اسی کو کہتے ہیں اور جو شخص مال وزر کے گرداب میں پڑا ہوا ہے، اس کا مراقبہ مثل گربہ اہل موش کے ہے۔

ہر چہار منزل چہار قسم مراقبہ است:۔

اوّل مراقبۂ شریعت طاعت عبودیت مشاہدۂ ناسوت است. آنچہ بہ بیند در مقام ناسوت است دنیا بہ بیند۔

دوّم مراقبہ در مقام ملکوت است۔ صاحب ورد وظایف پاکی تن بشکل فرشتہ ملکی صفت۔ آنچہ مشاہدہ بہ بیند در منزل ملکوۃ است صفت ملائکہ دارد۔

سیوم مراقبۂ اہل جبروت است۔ اہل اللہ ذکر اللہ آنچہ مشاہدہ بہ بیند در مقام جبروت جبرائیلؑ را بہ بیند۔

چہارم مراقبہ لاہوت است۔ (اہل معرفت)[1] آنچہ مشاہدہ بہ بیند در مقام لاہوت بہ بیند۔

پنجم مراقبۂ حضور غرق فنا فی اللہ در مقام ربوبیت آنچہ بہ بیند مشاہدہ بجز ذات ربوبیت توحید دیگر ماسوی اللہ نہ بیند۔ پس درین مقام قولہٗ تعالیٰ:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ[2] مکان اوست

ابیات

خدا از کرم فضلش عبد خوانی	نہ انصاف است تو در عصیان مانی
خدا با تو ترا بین چشم باید	بچشم معرفت حق رو نماید
چہ داند مردہ دل طالب بمردار	ز خود خبری ندارد اہل دیدار

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ نظام الدین ملتانی، ص ۱۵

[2] سورہ الرحمٰن، ۵۵ : ۲۹

مراقبہ اور اسکی منزلیں

مراقبہ کی چاروں منزلیں چار اقسام پر ہیں:

اوّل: مراقبۂ شریعت: طاعت و عبودیت و مشاہدہ اور ناسوت ہے۔ اور اس میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے، وہ مقام ناسوت میں دنیا کو دیکھتا ہے۔

دوم: مراقبۂ ملکوت ہے۔ اس مراقبہ والا صاحب ورد وظائف اور صاحب طہارت ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے۔ اور جو کچھ مشاہدہ میں دیکھتا ہے، مقام ملکوتی سے دیکھتا ہے اور ملائکہ کی صفت رکھتا ہے۔

سوم: مراقبۂ اہل جبروت و اہل اللہ و ذکر اللہ ہے۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے وہ مقام جبروت میں جبرائیلؑ کو دیکھتا ہے۔ (اور اس کی صفت بھی جبرائیلؑ جیسی ہوتی ہے)۔

چہارم: مراقبہ مقام لاہوت و اہل معرفت کا ہے۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے، مقام لاہوت سے ہوتا ہے۔

پنجم: مراقبہ حضوری غرق فنا فی اللہ کا ہے اور یہ مقام ربوبیت میں حاصل ہوتا ہے۔ اور اس میں جو کچھ مشاہدہ ہوتا ہے بجز ذات ربوبیت و توحید الٰہی کے اس مقام میں اور کچھ نظر نہیں آتا، اور جدھر دیکھتا ہے اس کو وہی ذات نظر آتی ہے۔ اور "وہ ہر روز ایک شان میں ہوتا ہے" اس کا یہ مقام ہوتا ہے۔

ابیات

تو خدا کے فضل و کرم سے اس کا بندہ کہلاتا ہے۔ پھر یہ ناانصافی ہے کہ تو گناہ و معصیت میں پڑا رہے۔

خدا تیرے ہمراہ ہے، مگر تجھے اسکے دیکھنے کے لیے آنکھ چاہیے۔ (یعنی تجھے چشم بینا چاہیے) معرفت کی آنکھ سے خدا کا دیدار ہو سکتا ہے۔

اس بات کو مردہ دل مردار کا طالب کیا جانے؟ اہل دیدار کو تو خود اپنی خبر بھی اس منزل میں نہیں رہتی۔

باہُوؒ را لیس بود آن عشق حبانی   نظر لاہوت ساکن لامکانی

اہلِ عبودیت (ناسوتی)[1] در خواب بہ بیند راست است۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ خدای تعالیٰ را در خواب دید اہلِ شرع درست داشتہ و اہلِ ربوبیت خدای تعالیٰ را مشاہدہ مراقبہ از خود بیخود بہ بیند رواست موافق این آیت۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى[2]

و آیت دیگر۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ[3]

کسیکہ در مراقبہ رفت، از خود بیخود گشت۔ غرق فنا چشم زدن باز از مراقبہ بیرون آید و آنچہ دید مشاہدہ است۔ آن یاد نماند۔ معلوم شُد کہ از الوہیت عین ذات است۔ آن مراتب عاشق دیوانہ از جانِ خود بیگانہ در آتش پروانہ است۔ این مراقبہ نیز درمیانہ است۔ (مراقبہ)[4] نہ با حق یگانہ۔ در وحدت چنانچہ موئی در شانہ ہنوز خام ناتمام است۔ مراقبہ غوّاص در بحر باید کہ ہر دم دُر باید آورد۔ کسی کہ در مراقبہ رود خواب و بیداری، مستی و ہوشیاری غرق در اختیار اوست۔ کہ در حضور مجلس اولیاؒ و انبیاؑ یا خاص الخاص اخص سرِ توحید استغراق شود۔ بیک مراقبہ دوازدہ یا چہل سال در باطن حضوری غرق شود۔ چون از مراقبہ بیرون برآید گوئی کہ بقدر احوال خود طرفہ زدہم نگذشتہ باشد۔ آنرا اولیٰ تر آنست   کہ اُو از ادب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بجہت (شریعت)[5]

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۶۔

[2] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲   [3] سورہ کہف، ۱۸: ۲۴

[4] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین، ملتانی، ص ۱۶   [5] ایضاً، ص ۱۶

باہُوؒ کو جو اپنے حقیقی محبوب سے عشق ہے یہی کافی ہے، جس سے وہ مقام لامکان میں رہتا ہے اور نظر اس کی مقام لاہوت پر رہتی ہے۔

اور اہلِ عبودیت ناسوتی خدای تعالیٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں اور اس کو درست سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وکئی بار خدای تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اہلِ شرع نے اسے درست رکھا ہے۔ اور اسی طرح اہلِ ربوبیت خدای تعالےٰ کو مشاہدہ میں، مراقبہ میں، خودی میں، اور بیخودی میں دیکھتے ہیں۔ اور اُن کا یہ دیکھنا جائز ہے۔ اور اس آیت کریمہ کے موافق ہے۔

"اور جو شخص اس جہان میں اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا رہے گا۔"

اور یہ آیت بھی اسی کی شاہد ہے:

"اے پیغمبرؐ! جب خدا کو بھول جاؤ تو یاد آتے ہی اُسکا ذکر کرو۔"

اور جو شخص مراقبہ میں گیا، تو وہ (گویا) خود سے بیخود ہو گیا۔ وہ مقام فنا میں غرق ہو جاتا ہے اور چشم زدن میں اس مقام مراقبہ سے پھر باہر آجاتا ہے۔ اور جو کچھ اُس نے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہو، اُسے یاد نہیں رہتا۔ معلوم ہوا کہ الوہیت عین ذات ہے۔ ان مراتب پر پہنچ کر عاشق دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اور اپنی جان سے بیگانہ رہتا ہے، جس طرح آگ میں پروانہ۔ اور یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے۔ اور وحدت میں غیرِ حق سے یگانہ ہے، جس طرح کنگھی میں بال اُلجھ جاتے ہیں۔ اس مقام میں بھی فقیر خام اور ناتمام رہتا ہے۔ مراقبہ غوّاصوں کی طرح چاہیے کہ وہ لوگ جب دم دریا میں غوطہ لگاتے ہیں، تو موتی نکال لاتے ہیں (اسی طرح مراقبہ والے شخص کو بھی ایسے ہی دُرِ نایاب نکالنے چاہئیں) اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے، تو خواب و بیداری، مستی و ہوشیاری اور استغراق اُسکے اختیار میں ہوتا ہے۔ کہ جب چاہے انبیاء، (اولیاء، خاص الخاص) اور اخص کی مجلس میں یا سرِ توحید میں استغراق حاصل کرے۔ اور ہر ایک مراقبہ میں بارہ برس یا چالیس برس تک باطن حضوری میں غرق رہے۔ (اور) جب مراقبہ سے باہر آئے تو اپنی حالت کے لحاظ سے گویا چشم زدن کا بھی دقیقہ نہ گزرا ہو۔ اور اس کے لیے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ آدابِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملحوظ خاطر رکھے اور شریعت کے آداب کے پیشِ

نماز و روزہ قرض قضا نکند۔ مراقبہ چون پختہ کامل شود، چنانچہ آماج زدن تیر[1] ہر جا کہ خواہد یکدم ہمان جا رسد۔

بیت

کعبۂ مقصود اگر باشد ہزاران سالہ راہ نیم گامی ہم نباشد شوق چون رہبر شود

در مراقبہ مشاہدہ چہار قسم است[2]:۔

اوّل ہر کہ ظاہر در عبادت ذکر فکر مراقبہ روز و شب مشغول است۔ و در باطن حب دنیا بدل دارد۔ آنچہ در باطن ظاہر بہ بیند ہمہ ناسوتی فانی کاذب است:

دوّم و ہر کہ ظاہر باطن بذکر فکر عشق محبت الٰہی جان تصرف۔ آنچہ ظاہر باطن بہ بیند آن ہمہ مشاہدہ (است[3]) محض توحید باری تعالیٰ است۔

سیوم قسم آنچہ در ظاہر و باطن خوف خدای تعالیٰ دارد۔ آنچہ در مشاہدہ بہ بیند ہمہ جنت است۔

وچہارم قسم آنچہ در ظاہر و باطن تارک الصلوٰۃ و اہل شرب مشاہدہ بہ بیند ہمہ خواب و خیال[3] و نفس ظلم زوال شیاطین شیطانی استدراج است۔

حدیث

كُلُّ شَيْئٍ اَصْلُهٗ لَا يَخْرُجُ[4]

ہر کہ تصدیق دل شغل اللہ با خدا مدام است، ہر دو جہان آنرا غلام است، بلکہ طالب مولیٰ مولیٰ دارد۔ نہ غم دارد و نہ غلام دارد۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۶

[2] ایضاً، ص ۱۶ [3] ایضاً، ص ۱۶

[4] ایضاً، ص ۱۶ كُلُّ شَيْئٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ۔ رجوع بکنید بہ موضوعات کبیر از حضرت ملّا علی قاری۔

نظر ہر نماز، روزہ اور دیگر فرائض کو قضا نہ ہونے دے۔ جب مراقبہ پختہ اور کامل ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت صاحب مراقبہ جہاں چاہے وہاں آنکھ جھپکنے کی دیر میں پہنچ جاتا ہے جیسے تیر اپنے نشانے پر یکدم جا پہنچتا ہے۔

بیت

کعبۂ مقصود دل میں ہو، اور اگرچہ ہزار برس کی راہ کیوں نہ ہو، (لیکن) جب شوق تیرا رہبر ہو جائے، تو وہ نصف قدم کے برابر بھی نہیں ہے۔

مراقبہ میں مشاہدہ چار طرح سے ہوتا ہے:

اوّل یہ کہ جو شخص بظاہر عبادت و ذکر و فکر و مراقبہ میں روز و شب مشغول رہتا ہے۔ مگر باطن میں حُبِّ دنیا رکھتا ہے۔ وہ جو کچھ بظاہر باطن میں دیکھتا ہے، تو اس کا مشاہدہ تمام ناسوتی، فانی اور کاذب ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ ظاہر و باطن ذکر و فکر و عشق و محبت الٰہی میں اپنی جان کو صرف کر دیتا ہے، اُس مراقبہ والا ظاہر و باطن میں تمام جو کچھ دیکھتا ہے، اس کا مشاہدہ محض توحید باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

سوم قسم یہ کہ ظاہر و باطن میں خوف خدا رکھتا ہو۔ پھر جو کچھ وہ مشاہدہ میں دیکھتا ہے، وہ تمام اشیا (اہل جنت سے ہوتی ہیں۔

اور چہارم قسم یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں تارک الصلوٰۃ اور اہل شرب ہو۔ وہ مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ تمام خواب و خیال، نفسانیت، سرکشی، شیطانیت، استدراج، بدعت اور تاریکی نفس شیاطین سے ہے۔

حدیث

"ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔"

اور جو شخص کہ صدق دل سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ دونوں جہان اس کے غلام ہوتے ہیں، بلکہ طالب مولیٰ مولیٰ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ نہ وہ غم رکھتا ہے اور نہ غلام۔

مراقبہ مثل آفتاب است، چون طلوع آفتاب شود، از قاف تا قاف و از مشرق تا مغرب روشن گردد۔ ہمہ در مد نظرش در و دیوار شہر یا بازار در تماشای در آید، بلکہ تماشای شش جہات، اہل تفکر ذات نمی بیند۔ آن دیدہ نباشد کہ بجز دوست دیگری را بہ بیند۔ اہل مراقبہ چون بذکر مشتغول شود، ذکر و مراقبہ اہل مراقبہ را ملاقات کند، چنانچہ انبیاء و اولیاء، ہر کرا ذکر ملاقات بغرق توحید ذات نکند، آن ذکر نیست۔ بہر زر سیم رسم رسوم است ۔

مراقبۂ شیخ

در مراقبہ صورت شیخ حاضر شود و آن صورت شیخ در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ببرد و مطلب شود۔ ہر کرا این احوال نیست، فنا فی الشیخ نیست۔ در مراقبہ چون اسم اللہ بہ بیند، اسم اللہ (آن را[1]) در مقام عین بہ برد، و مطلب خود عین معائنہ کند و در مراقبہ چنان غرق شود کہ نہ ذکر فکر یاد ماند، نہ دم قدم، نہ راحت و غم یاد ماند، نہ فقر فاقہ، نہ نفس ذالفقر یاد ماند، نہ حضور مذکور یاد ماند، نہ بُعد دُور یاد ماند، نہ قدر قضا یاد ماند، نہ حرص ہوا یاد ماند۔ پس در کدام مقام رسید، و چہ یاد ماند؟ ذوق، شوق، محبت۔ چون عاشق درین مقام رسد، ہر کار او بالکل تمام و ذکر فکر بر وحرام و ہر چہ بہ بیند خاص بہ بیند۔ کسی کہ در خواب یا در مراقبہ اہل کفار اہل زنار بہ بیند، بدانکہ مقام نفس باو رُخ نمودہ است و یا ابتدای کلمہ لآ اِلٰہ رُخ نمودہ است و یا آنکہ شیطان ہر روز باو مجلس کفار می نماید کہ دل طالب اللہ

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۷۔

مراقبہ کی تمثیل

مراقبہ آفتاب کی مثل ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے، تو قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا ہے۔ تمام اشیاء اس کے پیش نظر ہوتی ہیں۔ در و دیوار، شہر و بازار تمام اس کو دکھائی دیتے ہیں، بلکہ تماشائے شش جہات اس کے روبرو ہوتا ہے۔ اہل تفکر ذات کو نہیں دیکھتے اور وہ آنکھ آنکھ نہیں ہوتی جو بجز دوست کے کسی اور کو دیکھے۔ اہل مراقبہ جب اس کے ذکر میں مشتغول ہوتے ہیں تو ذکر و مراقبہ والا یعنی اہل ذکر و اہل مراقبہ انبیاءؑ و اولیاءؒ سے ملاقات کرتے ہیں اور جس ذکر سے توحید ذات میں غرق ہو کر ملاقات حاصل نہ ہو، وہ ذکر ذکر نہیں ہے، بلکہ حصول سیم و زر کے لیے محض ایک رسم ہے۔

شیخ کا مراقبہ

مراقبہ میں شیخ کی صورت حاضر ہوتی ہے اور وہ مرید کا ہاتھ پکڑ کر مجلس آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتی ہے اور اس کا مقصود حاصل ہوتا ہے۔ جس کی یہ حالت نہ ہو، اسے مقام فنا فی الشیخ حاصل نہیں ہوا۔ اور مراقبہ میں مراقبہ والا جب اسم اللہ دیکھتا ہے، تو اسم اللہ اس کو مقام عین میں لے جاتا ہے، اور وہ اپنے مطلب کو اپنی آنکھوں سے معائنہ کرتا ہے۔ اور مراقبہ میں جب وہ غرق ہو جاتا ہے تو اسے ذکر و فکر یاد نہیں رہتا۔ نہ دم قدم، نہ راحت و غم، نہ فقر و فاقہ، نہ نفس و ذالفقہ یاد رہتا ہے۔ نہ حضور مذکور اور نہ بُعد و دُور، نہ قضا و قدر اور نہ حرص و ہوا یاد رہتا ہے۔ مگر کیا یاد رہتا ہے اور کس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ شوق، ذوق اور محض محبت رہ جاتی ہے اور جب عاشق اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، تو اس کا ہر کام بالکل مکمل ہو جاتا ہے۔ اور ہر کام کا ذکر و فکر اس پر حرام ہو جاتا ہے، اور جو کچھ وہ دیکھتا ہے خاص الخاص ہی دیکھتا ہے۔ اور جو شخص کہ خواب میں یا مراقبہ میں اہل کفار و اہل زنار کو دیکھے، جان لے کہ اس مقام میں نفس نے اس کی طرف رخ کیا ہے، یا ابتدائی کلمہ لآ اِلٰہَ نے رونمائی کی ہے اور یا یہ کہ شیطان ہر روز اسے مجلس کفار کی سیر کراتا ہے، جس سے

سرد شود و از راہ اللہ تعالیٰ باز ماند۔ باید کہ ورد خود را درود شریف و لاحول کند بوقت خواب یا مراقبہ کہ خطرات و وسوسہ شیطان محو گردد و روشن ضمیر رُخ نماید۔

مراتب مراقبہ ہفت قسم است:

اوّل مراقبۂ جہل[1] مثل جہل۔

دوّم مراقبۂ اہل بدعت سرود، چنانچہ دجّال استدراج۔

سوّم مراقبۂ ذکر ذاکر مراتب ذکر بہ بیند کہ صاحب حال است۔

چہارم مراقبۂ صاحب فکر کہ اہل تفکر صاحب احوال۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ[2]

پنجم مراقبۂ کامل کمال عارف باللہ عارفان[3] بہ بیند۔

ششم مراقبۂ مکمّل کہ معارف بہ بیند اہل روح اللہ۔

ہفتم مراقبۂ فقر لازوال۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ[4]

فنا فی اللہ را گویند کہ بعین ذات توحید غرق وحدانیت۔ مراقبہ بہتر از تمام مہتر پیغمبران کہ پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخر پیغمبران است و فخر پیغمبر علیہ السلام فقر است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ[5]

زبان فقیر فنا فی اللہ گوئی کہ زبان قدرت خدای تعالیٰ است۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۷، و جاہل [2] عین العلم از حضرت ملّا علی قاریؒ۔

[3] عین الفقر جلد دوم مرتبہ نظام الدین ملتانی، ص ۱۷، و عرفان [4] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

[5] عین العلم از حضرت ملّا علی قاریؒ۔

طالب اللہ کا دل سرد ہو کر راہ خدای متعال سے باز رہ جاتا ہے۔ چاہیے کہ اس سے نجات پانے کے لیے نیند کے وقت یا مراقبہ کے وقت درود شریف کا ورد کرے، اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھا کرے، تاکہ شیطانی وساوس و خطرات اس کے دل سے محو ہو جائیں۔ اور روشن ضمیری اس کی طرف رُخ کرے۔

مراتب مراقبہ

مراتب مراقبہ کی سات قسمیں ہیں:

اوّل: مراقبۂ جہل جو کہ مثل جہل کے ہے۔

دوم: مراقبۂ اہل بدعت و سرود، اور یہ استدراج دجّال کے مانند ہوتا ہے۔

سوم: مراقبۂ ذکر۔ اس مراقبہ والا ذکر کر کے اپنے مراتب خود دیکھتا ہے اور اپنی صفائی دل کے احوال کا مطالعہ کرتا رہتا ہے۔

چہارم: مراقبۂ اہل فکر۔ اور یہ مراقبہ اہل تفکر اور صاحب احوال کا ہے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"ایک گھڑی کا تفکر تمام جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے۔"

پنجم: مراقبۂ کامل کمال عارف باللہ کا ہے، اس مراقبہ والا عارفوں کو دیکھتا ہے۔

ششم: مراقبہ مکمّل جو معارف کو حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ اہل روح کو دیکھتا ہے۔

ہفتم: مراقبہ لازوال ہے اور اس مراقبہ والا "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو بس وہی اللہ ہوتا ہے" کا مصداق ہوتا ہے۔

اور یہ مقام فنا فی اللہ ہے کہ یہاں اہل مراقبہ عین ذات وحدانیت میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور (فقیر کا) یہ مراقبہ مہتر پیغمبروں (کے مراتب) سے بہتر ہے، جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تمام بڑے پیغمبروں کے لیے باعث فخر ہیں، (بایں الفاظ فقر پر) فخر فرمایا ہے۔ (اور جس سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے)

حضور اکرمؐ نے فرمایا:

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے یعنی فقر میری سنت ہے۔"

اور ایسے فقر والے شخص کی زبان قدرت الٰہی کی زبان ہوتی ہے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

لِسَانُ الْفُقَرَاۗءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ [1]

وآنچہ سیاہی از جفت قلم باقی ماند، آن سیاہی بر زبان فقرا رساند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ [2]

سیاہی زبان بروی جبین فقرا تابان ترشد۔ ہر دو جہان رُو سیاہ کرد و طالب مولیٰ مذکر
فقرا نہ خدا و نہ از خدا جُدا۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

کُلُّ اِنَاۗءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ [3]

شیطان ہر چند صورت قدرت ندارد کہ شود صورت خدای تعالیٰ عزوجل و پیغمبر
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آفتاب و ماہتاب و مدینہ و روضہ پیغمبر صاحب صلی
اللہ علیہ وسلم و کعبہ و بیت اللہ و قرآن مجید کہ این ہمہ ہادی است و صورت ہادی
وہدایت از و نخواہد شد کہ شیطان در راہ شیطان باطل است۔ بحق نتواند رسید۔

بیت باہوؒ

گرچہ سرپای ندارم بی سرم   قالبم اینجاست جان باحق برم

کسی کہ در مراقبہ یا در خواب بانگ گوید و یا امامت کند و یا تلاوت قرآن مجید
کند و یا ذکر و فکر رحمن کند و یا وضو و غسل کند و یا آنکہ در مجلس سروری مدخل کند، آن

۱؎ حدیث   ۲؎ حدیث

۳؎ مرغوب القلوب۔

۴؎ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی۔ ص ۱۸

چنانچہ حدیث میں آتا ہے :

"فقرائے کاملین کی زبان گویا خدای تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے"

(گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود (مولانا رومؒ))

اور جو سیاہی قلم قدرت سے خشک ہونے پر باقی رہ گئی، وہ سیاہی فقرا کی زبان
پر ڈال دی گئی۔ (جس سے انکی زبان سیف الرحمٰن بن گئی)۔

سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"فقرا کی زبان کی سیاہی انکی پیشانی پر تابان تر ہو گئی"

اور وہ لوگ دونوں جہان کو رُو سیاہ کر دیتے ہیں۔ اور طالب مولیٰ مذکر ہوتا ہے۔
اور فقرا نہ خدا ہیں اور نہ ہی خدا سے جُدا ہیں۔ (اور جو کچھ وہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے
حکم سے ہی کہتے ہیں)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

"ہر برتن میں وہی رستا ہے، جو اس میں ہوتا ہے"

(اور) شیطان کو ان چند باتوں پر قدرت نہیں ہوتی ہے کہ خدائے بزرگ و
برتر کی یا جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا آفتاب و ماہتاب کی یا مدینہ منورہ
کی یا روضۂ پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یا خانہ کعبہ کی یا قرآن مجید کی صورت بن سکے،
کیونکہ یہ تمام چیزیں ہادی ہیں اور شیطان ہادی اور ہدایت کی صورت نہیں بن سکتا۔ کیونکہ
شیطان اور شیطان کا طریقہ دونوں باطل ہیں اور حق بات (کسی طرح)، اس سے ظاہر
نہیں ہو سکتی۔

بیت باہوؒ

اگرچہ میں سر پیر نہیں رکھتا اور میں بغیر سر کے ہوں یعنی اگرچہ راہ خدا میں اتنی قدرت
نہیں جتنی کہ سر پیر والے کو نظاہر ہوتی ہے۔ تاہم میرا جسم یہاں ہے اور میری جان اللہ تعالیٰ
کے نزدیک ہے۔

اور جو شخص کہ مراقبہ میں یا خواب میں اذان دے اور یا امامت کرے اور یا قرآن
مجید تلاوت کرے اور یا اللہ تعالیٰ کا ذکر و فکر کرے اور یا غسل و وضو کرے اور یا یہ کہ مجلس

رانفس قلب روح یکی شدہ است بہدایت اللہ تعالیٰ۔

بیت

یاہُوؒ را ہُو بُرد با آدرو بُرد ہر کہ با آن عین بیند اُو نمرد

○

قطعہ

ہر کہ دعویٰ کند بدر دیشی حظ بیزاری از جہان ندھد
درحقیقت بدانکہ مردُود است رفتہ بدنام کس نشان ندھد

○

مرشد را باید کہ طالب اللہ را در مراقبہ البتہ ریاضت بکشاند۔ این ریاضت نہ زہد تقویٰ است۔ این ریاضت تصور و با تفکر است۔ در ریاضت تصور مراقبہ یا چہل چلّہ یا بیست چلّہ، یا دہ چلّہ، یا پنج چلّہ، و یا دو چلّہ، یا یک چلّہ، یا بیست روز چلّہ، یا دہ روز چلّہ، یا پنج روز چلّہ، یا دو روز چلّہ، یا یک روز چلّہ و اگر عطا لطف کند بعد از نماز فجر تا طلوع آفتاب نہایت مقصود مطلب رساند کہ پیش خود طالب اللہ را نشاندہ بنظر ش کمال مطلوب کل مقامات طی کنانیدہ در حضور مشرف پر نور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مدخل کند۔ تا لُم مقام ماند با صدق تا ابدالآباد و اگر صدق فاسد شود از مجلس و راہ سلوک سلب گردد نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ و اگر مرشد کامل نباشد طالب را یقین چہ کند؟ کہ یقین نام بینای چشم است نہ مرشد کاؤ عصار چشم۔

مرشد چار حروف است۔ از حرف میم مردان خدا از خود جُدا۔ خادم محمد مصطفیٰ صلی

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے، تو جان لے کہ ہدایت الٰہی کی وجہ سے اس کا نفس، قلب اور روح ایک ہوگیا ہے۔

بیت

باہُوؒ کو ہُو کامیابی کے ساتھ لے گیا۔ جو شخص کہ ہُو کو عین کے ساتھ دیکھتا ہے، وہ مرتا نہیں ہے۔

قطعہ

جو شخص کہ درویشی کا دعویٰ کرے اگر دنیا کی لذات سے بیزار نہیں ہے تو درحقیقت جان لے کہ وہ مردُود ہے۔

وُہ شخص دراصل بدعت و استدراج میں پڑا ہُوا ہے، حقیقت حال سے وہ واقف نہیں (وہ بدنام ہو کر رہیگا اور پھر اُسکا نام ونشان نہ رہیگا)۔

مُرشد کو چاہیے کہ طالب اللہ کے لیے مراقبہ میں البتہ ریاضت کا دروازہ کھول دے اور یہ ریاضت صرف زہد و تقویٰ سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ یہ ریاضت تصور و تفکر سے حاصل ہوتی ہے۔ ریاضت میں مراقبۂ تصور کے چالیس چلّے یا بیس چلّے یا دس چلّے یا پانچ چلّے یا دو چلّے یا ایک چلّہ کرا دے۔ یا یہ کہ بیس روز یا دس روز یا پانچ روز یا دو روز یا ایک ہی روز چلّہ کشی کرائے لیکن سب سے بہتر یہی ہے کہ اپنے لطف و کرم سے طالب اللہ کو نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک اپنے سامنے بٹھا کر ایک توجۂ کامل سے اُسے کل مقامات طے کرا دے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دے۔ اور طالب جو کہ مُرشد کا قائم مقام ہوتا ہے، اُسے اپنے مرشد کے ساتھ ہمیشہ صدقِ ارادت رکھنی چاہیے۔ اگر طالب سے یہ صدقِ ارادت فاسد ہو جائے، تو نعوذ باللہ وہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہو جائے گا اور راہِ سلوک اس سے سلب ہو جائے گی۔ اور اگر مرشد کامل نہ ہو تو طالب کو یقین کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ یقین کیا کر سکتا ہے؟ کیونکہ یقین تو بینائے چشم کا نام ہے۔ کہ لو کے چشم بندیل جیسے اندھے مرشد کا نام یقین نہیں ہے۔

(اور) مرشد میں چار حروف ہیں۔ اوّل میم سے مراد مردانِ خدا ہونا اور اپنے سے جُدا

اللہ علیہ وسلم اصفیاء واز حرف ر ردا ندارد وغیر ما سوی اللہ بجز توحید اللہ تعالیٰ واز حرف ش شوق ریزد۔ قلب خیزد با عشق محبت عارف باللہ لوحدت واز حرف د دائم حضور غرق فنا فی اللہ۔

وطالب نیز چہار حروف است۔ از حرف ط طلاق دھد جمیع غیر ما سوی اللہ را وحرف ا الوہیت ربوبیت رسد۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ واز حرف ل لایق درگاہ بی علایق خلایق۔ از حرف ب بدی بدکاری بگذارد۔ با ادب بامداد تا شام رساند۔

وشام تا صبح برآرد۔ بی ریا گو خدا جو واز غیر ما سوی اللہ دل بشو۔ با مرشد اخلاص، چنانچہ اخلاص آب با آبجو۔ ہر کہ این احوال ندارد، نہ مرشد و نہ طالب۔ بر د ہوای نفس غالب۔

مرشد کامل مکمل آنرا گویند کہ بیک نظر طالب اللہ را ہمچنان شناسد، چنانچہ محک ذہب را، چنانچہ صراف زر را، چنانچہ کار سوار اسپ را، چنانچہ آفتاب سنگ لعل را، چنانچہ عالم علم صرف را۔

مرشد کامل مکمل بمثل کعبہ است۔ بمجرد داخل شدن در حرم، نیک نیک، بد بد۔ بیک نظرش مرشد کامل صالح صالح شود ومقبول وطالع طالع شود، و مردود ودر صراف ہیچ تقصیر نیست۔ اگر در ہزار مہر یا روپیہ یک راست باشد و دیگرش دروغ۔ صراف ہمون یک را بدست گیرد و دیگر ہمہ را بر تابد۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۹ : قاطع

ہو کر یہ مقام حاصل کرنا کہ خادم آقای نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو جانا۔ اور ر سے مراد ماسوائے اللہ تعالیٰ کے سب سے رو گرداں ہو کر اسکے حکم کے تابع ہو جائے۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کی توحید کو جائز رکھے۔ اور حرف ش سے مراد شوق قلب با عشق ومحبت اور اللہ کے عشق میں محو ہو کر فنا فی اللہ ہو جانا اور اس کی توحید میں عارف باللہ ہو جانا۔ اور د سے مراد دائم اس کے عشق حضوری میں فنا فی اللہ ہونا اور اس کی وحدت میں غرق رہنا۔

اور اسی طرح، طالب کے بھی چار حروف ہیں۔ حرف (ط) سے مراد یہ ہے کہ طالب وہ ہے جو کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے تمام تعلقات کو ترک کر دے اور (ا) سے مراد الوہیت وربوبیت میں پہنچنا۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔ اور حرف ل سے مراد اس کی درگاہ کے لائق ہونا اور مخلوق کے تمام علائق سے الگ ہو جانا۔ اور (ب) سے مراد بدی اور بدکاری سے بچنا۔

اور صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک باادب رہنا۔ اور ہر وقت بے ریا ہو کر خدای تعالیٰ کی طلب میں رہنا اور ماسوائے اللہ تعالیٰ سب سے ہاتھ دھونا اور مرشد کے ساتھ اخلاص سے رہنا جس طرح پانی کو آب جو کے ساتھ اخلاص ہوتا ہے۔ جو شخص یہ احوال (اوصاف) نہیں رکھتا، وہ نہ مرشد ہے اور نہ طالب، بلکہ اس پر نفس وہوا غالب ہے۔

مرشد کامل مکمل اس کو کہتے ہیں کہ طالب اللہ کو ایک نظر میں اس طرح پہچانے جس طرح کسوٹی سے سونا پہچانا جاتا ہے۔ اور جس طرح صراف سونے کو اور ایک چابک سوار گھوڑے کو پہچانتا ہے۔ اور جس طرح آفتاب سنگ لعل کو اور عالم علم صرف ونحو کو پہچانتا ہے۔

مرشد کامل مکمل کی مثال کعبہ کی ہے۔ جس طرح حرم میں داخل ہونے والا، نیک نیک رہتا ہے اور بد بد رہتا ہے، اسی طرح مرشد کامل کی ایک نظر سے صالح صالح اور مقبول اور طالع طالع ہو جاتا ہے اور مردود۔ اگر ہزار اشرفیوں یا ہزار روپیوں میں سے ایک اشرفی یا ایک روپیہ کھرا ہو، اور باقی سب کھوٹے نکلیں تو اس میں صراف کا کوئی قصور نہیں ہے۔ صراف اسی کھرے روپیہ یا اشرفی کو لے کر دوسرے تمام کھوٹے سکوں کو واپس کر دیگا (اور یہی حال مرشد وطالب کا ہوتا ہے)۔

تا آنکہ در دکان صراف زر نیاید در آتش نیفتد، ہرگز تحقیق ہیچ کس نتواند کرد۔ مرشد صاحب تحقیقات است اہل صفات را اہل ذات را۔ چنانچہ عالم در کتاب صرف غلط نگذارد۔ ہمچنان فقیر طالب اللہ را از غیر ما سوی اللہ برآرد۔ چون نسخہ صحیح شود و دل طالب اللہ بذکر اللہ جاری صاحب تسبیح شود۔

ابیات

مردمان راشد حجابش خلوتش گوشہ نشین[1]	از چہل چلہ بہتر است یک نظر مرشد عین بین
ہر کہ خواہد طالبش خود مدعا	نیست زان بہتر کہ مرشد پیشوا

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ[2]

حدیث

خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدَرَ[3]

خبردار باش با شریعت یار باش۔ از بدعت بیزار باش۔ طالب اللہ صاحب صدق باید

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:

اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ[4]

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۹ ؛ جمالش [2] تفسیر فاتحہ و مشکوٰۃ

[3] حدیث [4] سورہ النساء ۴ : ۱۷۱

اور تا وقتیکہ صراف کی دکان میں سونا نہیں آتا ہے اور اس کو آگ پر نہیں ڈالتا ہے، کوئی آدمی ہرگز تحقیق نہیں کر سکتا کہ وہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ اسی طرح مرشد بھی صاحب تحقیقات ہوتا ہے۔ اور وہ اہل صفات اور اہل ذات کو پہچان سکتا ہے۔ اور جس طرح سے کہ عالم اپنی کتاب صرف و نحو میں غلطی نہیں رہنے دیتا، اسی طرح مرشد کامل طالب کے دل میں ما سوائے اللہ نہیں رہنے دیتا اور جب طالب کا دل صاف ہو جاتا ہے، اور اُسکا دل ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہے اور قلب اس کا جاری ہو جاتا ہے تو وہ صاحب تسبیح ہو جاتا ہے۔ (یعنی وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا رہتا ہے)

ابیات باہُوؒ

(اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے) بعض لوگ حجاب میں چلے گئے، بعض خلوت نشین ہو گئے اور بعض گوشہ نشین ہو گئے۔ لیکن ان چہل چلوں سے مرشد کی ایک نظر بہتر ہے جو عین بین ہوتا ہے۔

جو طالب اپنے مقصود کو پہنچنا چاہتا ہے، تو پھر اس کے لیے مرشد اور پیشوا سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

(مرشد کی ہر حال میں تابعداری کرنی چاہیے، لیکن خلاف شرع ہو کر کسی کی پیروی ہرگز جائز نہیں)

(اور باوجود اس کے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی طاعت کرنے کا کسی کو حق نہیں"۔ یعنی معصیت خالق میں مخلوق کی طاعت ناجائز اور حرام ہے۔

حدیث

"جو صاف ہے وہ لے لے اور جو میلا ہے، اُسے چھوڑ دے"

اے طالب اللہ! خبردار ہو جا۔ شریعت کو یار بنا اور بدعت سے بیزار ہو جا۔ اور طریقۂ صدق کو ہمیشہ کے لیے قائم رکھ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اللہ ایک ہے۔ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں"۔

ولی صدق که در دل حُبّ دنیا داشته باشد۔

قولهٗ تعالیٰ :

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ [1]

یک دنیا که از خدا عزیز تر دارند۔ دوم فرزند که بهتر حضرت ابراهیم علیه السلام قربانی داد و سیوم خدا را دانند و نه داد ستانند، احمق نادان اند که عاقبت کار به خدای تعالیٰ خواهد افتاد و خدای تعالیٰ با بنده همراه و بنده از خدای تعالیٰ گمراه۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْهَا ۔

ابیات باھُوؒ

باھُوؒ! بردار پردهٔ وعدهٔ فردا چه کار　　رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ را ببین ای یار غار

اوّلش دیدارِ اللّٰہ خوش به بیند مصطفیؐ　　انبیاء و اولیائی بعد ازان بیند الٰه [2]

آنچه دیدم کس نگویم سرّ راز　　لایقی کس نیست سرّش جان باز

مراقبه پیغام حضور است و اہل مراقبه خاص منظور است۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :

اَغْمِضْ عَیْنَیْکَ یَا عَلِیُّ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [3]

کسی که در مراقبه کمالیت رسد۔ احتیاج چشم پوشی نماند، چنانچه غوّاص در آب غوطه زند، در آب همه آب به بیند۔

---

[1] سوره مائده، ۵ : ۷۳

[2] عین الفقر جلد دوم مرتّبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۰ : ۴۳

[3] حدیث

اور محبت دنیا کی رکھ کر بے صدق نہ بن (اور یوں اعتقاد مت رکھو)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: (یعنی یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ :

"بیشک اللہ تین خداؤں میں سے تیسرا ہے"۔

ایک اہلِ دنیا جو دنیا کو خدا سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں، دوسرے جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو جو اپنے فرزند کو راہِ خدا میں قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ تیسرا ایک ایسا گروہ ہے کہ خدا کو خدا بھی نہیں جانتے اور نہ اس سے انصاف کے خواہاں ہیں، مگر احمق و نادان یہ نہیں سمجھتے کہ آخر کار واسطہ اسی سے پڑے گا۔ حالانکہ خدای تعالیٰ بندے کے ساتھ ہے، مگر بندہ اس سے گمراہ ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

ابیات باھُوؒ

اے باھُوؒ! پردہ اٹھا اور دیدار کر، کل (قیامت) کے وعدے کا کیا فائدہ؟ اے گہرے دوست! موسیٰ علیہ السلام کا رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ والا قصہ یاد کر کہ انہوں نے دیدار چاہا، مگر نہ کر سکے۔

سب سے پہلے اللہ کا دیدار حضورؐ نے اچھی طرح کیا، بعد میں باقی انبیاء و اولیاء نے اللہ کا دیدار کیا۔

مَیں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کا بھید کسی سے نہ کہوں گا کیونکہ اس قابل کوئی نہیں جو دیدار کے لیے سر اور جان کی بازی لگائے۔

مراقبہ پیغام (مقام) حضوری ہے اور اہلِ مراقبہ خاصانِ خدا ہیں جو کہ بخشے ہوئے ہیں۔

جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے فرمایا :

"اے علیؓ! تُو اپنی آنکھیں بند کر کے ذکر قلبی کیا کر، تمہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز سنائی دے گی"۔

(پھر) جو شخص کمال مراقبہ کو پہنچتا ہے، اُسے آنکھ بند کرنے کی بھی حاجت نہیں رہتی، جس طرح کہ جب غوطہ خور پانی میں غوطہ لگاتا ہے، تو دریا میں اسے سب پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔

ابیات باہوؒ

گر توحیدش گشت توحید[1] خدا　　خود نمانده درمیان وحدت صفا[2]

فقر بکس ورثہ ہفت کرسی نیست　　درگفتگوی حقیقت پرسی نیست

یک عطا است، چنانچہ موج دریا منتظر فقیران برای آن موج نشستہ اند ہر کہ اللہ تعالیٰ بخشد۔

بیت

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است　　کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

بیت

دولت بسگان واد نعمت بخران　　ما امن امانیم تماشا نگران

دنیا ہر دو قسم بد است، ہم حلال و ہم حرام۔ حلال را حساب و حرام را عذاب۔ اہل حلال را بر صراط استادہ کنند و بگویند کہ شمار کہ کدام کدام جای تصرف کردہ ای؟ ہر کہ بدام دنیا بدست کرد و حب دوستی بآن درم آورد۔ شیطان میگوید کہ آن بندۂ من شدہ کہ دنیا متاع من است۔ اہل دنیا را سہ نشان است۔ اول حرص کہ بمثل آتش دوزخ است۔ دوم درم جمع کند بمثل ہیزم و از آن چیزی تصرف نکند بی نصیب۔ یا

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۰: توحید حق

[2] ایضاً، ص ۳۰: وحدت خدا۔

ابیات باہوؒ

اگر کسی کے لیے اللہ کی وحدانیت حقیقی توحید بن جائے، تو وہ خود درمیان میں نہیں رہتا، بلکہ صرف وحدت رہ جاتی ہے۔

فقر ہفت اقلیم کا ورثہ نہیں ہے۔ جسے چاہے اللہ تعالیٰ عطا کرے اور یہ ایک ایسا مرتبہ ہے جس کی حقیقت گفتگو سے ہرگز دریافت نہیں ہو سکتی۔

یہ اللہ کی محض دین اور اس کا لطف و کرم ہے۔ جس طرح موج دریا۔ (فقر بھی ایک ایسی موج ہے، جس کے فقراء منتظر رہتے ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے)۔

بیت

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ خدا تعالیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ ہے، سب برباد اور فانی ہے۔

بیت

دولت (دنیا) کتوں کو دیدی گئی اور دُنیاوی نعمتیں گدھوں کو دے دی گئیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم امن و امان میں ہیں اور تماشا دیکھ رہے ہیں۔

دُنیا کی دو قسمیں ہیں اور دونوں بُری ہیں۔ ایک حلال اور دوسری حرام۔ حلال کو حساب ہے اور حرام کو عذاب (لازم) ہے۔ اہل حلال کو پُلصراط پر ٹھہرا کر ہر ایک سے دریافت کیا جائیگا کہ تبلاؤ کہ تُم نے اس کو کہاں کہاں صرف کیا؟ پھر جو شخص کہ دنیا کے دام (تزویر) میں آکر درہم و دینار کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے، تو شیطان کہتا ہے کہ یہ میرا بندہ اور غلام ہو گیا ہے۔ کیونکہ دنیا میری متاع ہے۔ (اور اس کا طالب میرا بندہ اور غلام ہے)

اہل دنیا کے تین نشان ہیں۔ اوّل حرص ہے (جو) دوزخ کی آگ کی مانند ہے۔ دوسرا جو شخص درہم و دینار کو ایندھن کی طرح جمع کرتا ہے (جو اس کے لیے دراصل دوزخ کا ایندھن ہے)، کیونکہ مال کا جمع کرنیوالا اس سے محروم رہتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کا

نصیب خاک بدیگران.

سیوم آنکه حسرت برداشتن درم که آن درم دشمن بود. بعد از مردن او شود مار کژدم و گوشت او خورند. نعوذ باللہ منہا۔

پس یقین است که اہل دنیا اہل شیطان اند۔ اہل شیطان و ذکر رحمٰن چہ نسبت دارد؟ دنیا دروغ و ذکر راستی۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَا یَحْصِلُھَا اِلَّا بِزُوْرٍ[1]

اہل حضور از دور باید۔ ایمان اقرار کردی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی نیست کسی بجز خدای عزّ و جلّ۔ چرا بدیگرش طلب سوال کنی و التماس و التجا، بدیگرش می بری، مشرک شوی۔ نعوذ باللہ منہا۔

بر اہل دنیا عقبیٰ حرام و بر اہل عقبیٰ دنیا حرام و بر اہل دیدار ہر دو حرام، ہمان قدر کسی که دنیا را دوست دارد، ہمو نقدر از قرب خدای تعالیٰ بعید اند۔ میان بنده و مولیٰ که حجاب است، ہمین دنیا است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَصْلُ کُلِّ فِتْنَۃٍ دُنْیَاءٌ وَحِجَابٌ بَیْنَ اللّٰہِ وَبَیْنَ الْعَبْدِ[2]

ہر که دنیا را محبت کند، دنیا آن را برخود مبتلا گرداند و در بلا چنان اندازد که باز از دنیا بیرون نه بر آید۔ اہل اللہ و حبیب اللہ دوست خدای تعالیٰ از برای این قبول نکردند۔

بیت

زر که زردی می زند از بہر چیست؟　　زانکه پیش اہل ہمت زرد روست

[1] کتاب انیس الواعظین　[2] حدیث

یا زمین کا حصہ ہوتا ہے۔

سوم یہ کہ مال و زر کی وجہ سے جو اس کا دشمن تھا اور جو اس نے مکر و فریب سے جمع کیا، رنج و حسرت اٹھانا جو اس کے مرنے کے بعد قبر میں سانپ بچھو ہو کر اس کو ڈسیں گے اور کھائیں گے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ (اس سے اللہ کی پناہ)

پس ثابت ہوا کہ اہل دنیا یقیناً شیطان ہیں۔ اہل شیطان کو ذکر رحمٰن سے کیا نسبت ہے؟ کیونکہ دنیا محض دروغ اور ذکر ہمہ تن صدق و راستی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"دنیا (محض) مکر و فریب ہے۔ یہ مکر و فریب کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔"

اس لیے اہل اللہ کو اس سے دور رہنا چاہیے۔ پھر جبکہ تو نے صدق دل سے ایمان لا کر اقرار کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ[1] یعنی بجز خدائے بزرگ و برتر کے کوئی معبود نہیں، تو پھر تو کیوں کسی سے سوال، التماس اور التجا کرتا ہے؟ اس طرح سے تو مشرک ہو جائیگا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ (اس سے اللہ کی پناہ)

اہل دنیا پر عقبیٰ اور اہل عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور اہل دیدار پر دونوں حرام ہیں۔ جو شخص کہ جس قدر دنیا کو دوست رکھتا ہے، اسی قدر قرب خداوندی سے وہ دور جا پڑتا ہے۔ بندے اور مولیٰ کے درمیان میں جو حجاب ہے، وہ بھی دنیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"دنیا ہر ایک فتنہ و فساد کی جڑ ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان یہی حجاب ہے۔"

جو شخص دنیا کے ساتھ محبت کرتا ہے تو دنیا اس کو اپنے اوپر ایسا مبتلا کرتی ہے اور اس کو اسی بلا میں ایسے گرفتار کرتی ہے کہ پھر اسکا اس سے نجات پانا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسلیے اہل اللہ اور اللہ کے محبوب لوگ اس کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔

بیت

(اے طالب!) کیا تجھے معلوم ہے کہ سونا جو زرد نظر آتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اہل ہمت کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔

[1] علامہ اقبال نے خوب کہا ہے ؎ چون بگویم مسلمانم بلرزم ❊ که دانم مشکلات لَآ اِلٰہَ را

طالب مولیٰ مذکر آنست کہ از دنیا وضو کند و از آخرت غسل کند[1] ہر چیزی کہ باشد مال فرزند خانہ دل و جان از خدای تعالیٰ دریغ ندارد۔ پس ذاکر قلب آن را گویند کہ در قلب غیر ما سوی اللہ طلب ندارد۔ والاّ نہ کلب است۔

بیت

باہوؒ! بہر از خدا باید چہ کرد　　جان عزیزش نیست جانم خود سپرد

و در وجود آدمی چنانچہ چہار ذکر است۔ زبان، قلب، روح، سر۔ ہر چہار ذکر صورت دارد و در مراقبہ ہریک صورت ملاقات کند و تابع شود۔ گویکہ ہر چہار نفس تابع شود۔ وجود آدمی اربع عناصر است۔ صورت باد دیگر است و صورت خاک دیگر است و صورت آب دیگر است و صورت آتش دیگر است۔ از ہریک صورت ہفتاد ہزار صورت پیدا شود۔ ظاہر باطن با فقرا ملاقات کند۔

اَلْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ وَكُلِّ شَيْئٍ محتاج اوست۔ و دو لکھ ہشتاد ہزار صورت از وجود فقیر برآید و ظاہر ہم مجلس شود۔ بعد ازاں بمراتب فقر برسد ہم اینہا صاحب توحید اہل ذکر اللہ۔

حدیث

اَلسَّلَامَةُ فِى الْوُحْدَةِ وَالْاٰفَاتُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ[2]

چون فقیر باین مراتب رسد تنہا باشد و ہیچ وقت نماز قضا نکند، خود امام شود

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی، ص ۲۱

[2] حدیث

طالب مولیٰ مذکر تو وہ ہوتا ہے جو دنیا اور آخرت دونوں سے وضو کر لیتا ہے یعنی ہاتھ صاف کر لیتا ہے اور جو کچھ کہ اس کے پاس ہو، مال و زر، اولاد، گھر بار اور دل و جان سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے۔ اور کسی چیز سے دریغ نہیں کرتا۔ پس ذاکر قلب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے قلب میں ماسوائے اللہ کے کسی چیز کی مطلق طلب نہ رہے، ورنہ اسکا دل قلب نہیں، بلکہ کلب (کتا) ہے۔

بیت

اے باہوؒ! خدا کو راضی کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ جان تو اتنی عزیز نہیں ہے، یہ جان تو میں پہلے ہی اس کے سپرد کر چکا ہوں۔

چنانچہ انسان کے وجود میں ذکر کے مقامات چار ہیں۔

(۱) زبان (۲) قلب (۳) روح (۴) سر

ان چاروں ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور مراقبہ میں ہر ایک صورت اہل مراقبہ سے ملاقات کرتی ہے اور صاحب مراقبہ کے تابع ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ انسان کا وجود بھی اربعہ عناصر سے ہے، اس لیے گویا چاروں نفس بھی اسکے تابع ہو جاتے ہیں۔ اور اربعہ عناصر میں سے ہر ایک کی صورت جدا ہے۔ مثلاً ہوا کی صورت علیحدہ ہے اور خاک کی صورت جدا ہے۔ اور آگ اور پانی کی صورت بھی علیحدہ ہے۔ مگر ان چاروں میں سے ہر ایک کی ستر ستر ہزار صورتیں ظاہر و باطن میں فقیر پر ظاہر ہوتی ہیں اور دو لاکھ اسی ہزار صورتیں فقیر کے وجود سے ظاہر ہو کر اس کی ہم جلیس ہوتی ہیں۔ جن سے فقیر نکل کر "اللہ کے سوا فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور تمام چیزیں اس کی محتاج ہوتی ہیں" کے مصداق بنتا ہے۔ اس کے بعد وہ مراتب فقر پر پہنچتا ہے۔ اہل توحید اور اہل ذکر اللہ کے بھی یہی مراتب ہیں۔

حدیث

"سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں مجمع میں ہیں۔"

جب فقیر ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے، تو وہ تنہا رہ جاتا ہے۔ پھر اسکی کیفیت یہ

وصورت پنہان مقتدی وہم مقتدی وہم صاحب سنت جماعت ۔

بیت باہوؒ

خود امامش مقتدی با خود نماز این چنین فقرش بود با حق نیاز[1]

گرچہ باین مراتب رسد. از شریعت یکذرہ خلاف نکند کہ ظاہر عام و باطن خاص۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلنَّاسُ عَلٰی اللِّبَاسِ[2] ط

خاکی آدمی است و آبی فرشتگان اند و بادی شہیدان اند و آتشی جن است۔

پس مراقبہ نام یک ولی را گویند۔ دو دلی منافق است۔ مراقبہ و اہل دنیا چہ نسبت دارد کہ بادشاہان دنیا و بادشاہی و خانمان خود بہر مراقبہ و فقر ترک دادہ اند۔ و در فقر غریبی و یتیمی قدم نہادہ اند۔ مرکب نفس در میدان توحید راندہ اند۔ ہرگز از عشق محبت شوق الٰہی نماندہ اند۔ عاقبت گوی بردہ اند خود را بخدای خود سپردہ اند ۔ اگرچہ مردہ اند نمردہ اند۔ اہل اللہ اہل حاجی اند بی حجاب اللہ۔

بعضی بزرگ بر خود دہ سال احرام بستہ اند و بعضی چہل سال و بعضی تمام عمر خود شب و روز در مراقبہ غرق ۔

بیت باہوؒ

روی ما با سوی کعبہ، کعبہ را با سوی من کعبہ قبلہ گشت در دل آنچہ دارم جان تن

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۲۱ : نماز

[2] ایضاً ، ص ۲۱ : علیٰ تحت اللّباس

ہو جاتی ہے، کہ وہ کسی وقت بھی نماز قضا نہیں کرتا۔ خود امام ہو جاتا ہے۔ اور باطنی صورت کو چھپا کر خود کو مقتدی بنا کر اہل سنت بن کر جماعت سے نماز ادا کرتا ہے ۔

بیت باہوؒ

(انتہائے فقر کا حال بیان کیا ہے کہ اس وقت نماز میں) خود امام خود مقتدی ہو کر فقیر نماز پڑھتا ہے۔ ایسے فقر میں خدا تعالیٰ سے راز و نیاز ہوتے ہیں۔

اگرچہ فقیر ان (انتہائی) مراتب پر پہنچ جائے، مگر چاہیے یہ کہ ذرہ برابر شریعت سے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ وہ ظاہر عام اور باطن خاص کا حکم رکھتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"لوگوں کا ظاہری لباس اُن کے باطن کی دلیل ہوا کرتا ہے"۔

انسان خاکی ہے اور فرشتے آبی ہیں۔ اور شہید بادی ہیں اور جن آتشی ہے۔ پس مراقبہ یکدلی کا نام ہے۔ (یعنی وہ اپنے اصل کے مطابق یک رنگ ہو) دو دلی منافقت ہے (یعنی دوئی کو چھوڑ دے، کیونکہ دو رنگی یا دوئی منافقوں کا کام ہوتا ہے)، اور اہل دنیا کو مراقبہ (اہل فقر) سے کیا واسطہ ہے؟ کیونکہ دنیا کے (عظیم) بادشاہوں نے بادشاہت (کو ٹھکرا کر) اور اپنے کنبے کو چھوڑ کر فقر میں جس میں غریبی اور یتیمی ہے قدم رکھا ہے۔ اور توحید کے میدان میں اسپ نفس کو دوڑایا ہے۔ وہ ہرگز عشق و محبت اور شوق الٰہی میں نہیں تھکے ہیں، آخر کار اپنے مقصود کو پہنچے ہیں اور اپنے آپ کو اپنے خدا کے سپرد کیا ہے۔ اگرچہ وہ (بظاہر) مر گئے ہیں، مگر وہ زندہ ہیں۔ یہ لوگ اہل اللہ اور حاجی بے حجاب ہیں۔

بعض بزرگوں نے اپنے نفس پر دس سال کا احرام باندھا ہے اور بعض نے چالیس سال کا اور بعضے تمام عمر شب و روز مراقبے میں غرق رہتے ہیں۔

بیت باہوؒ

میرا منہ قبلہ کی طرف ہے اور قبلہ کا میری طرف۔ کعبہ نے میرے دل میں آکر جان و تن کو آکر قبلہ بنایا۔

احرام نام کم آزاریست و دل بیداریست، شب بیداریست. احرام مثل پوشیدن کفن است. احرام مراتب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا است۔

ابیات

بیا در عشق جانی خوش بده خویش — کہ ہر دم می بر آید جان درویش
فقیر درویش را ہفتاد جان است — بہر جانی ہزاران جاودان است
نہ مذہب عاشقی درویش دانی — چرا در پیش درویشی بخوانی
باہُوؒ لا فی مزن فقرش عظیم است — بما اللہ معین ما را چہ بیم است

ابیات

علم و دانش[1] باطن طلب کن — سجدہ با دیدار سنگ دیوار نیست
جملہ[2] علمش در آید یک سخن — کی روا دیدار باشد آنکہ دل بیدار نیست
فقر آنست کہ در دل وی نکتۂ ہر دو جہان است۔

بیت باہُوؒ

باترازو وزن کردم جاودانی — فنا فی اللہ شدم با یار جانی

ابیات

باہُوؒ ازل ابد دو چشم در چشم بر جبین بین — عین را با عین دیدم سجدہ کردم بر جبین

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۲: علم و دانش از اہل باطن طلب کن
[2] ایضاً، ص ۲۲: دیدارش کی روا باشد کہ دل بیدار نیست۔

احرام کم آزاری، دل بیداری اور شب بیداری کا نام ہے۔ احرام مثل کفن پہننے کے ہے۔ احرام مراتب ہے "تم مرنے سے پہلے مر جاؤ"۔

ابیات

اپنے محبوب کی یاد میں اپنی زندگی کو خوشی خوشی دے دے۔ کیونکہ درویش کی جان ہر دم نکلتی رہتی ہے۔
فقیر درویش ہزارہا جانیں رکھتا ہے۔ اور ہر جان میں ہزارہا پائندہ زندگیاں ہیں۔
اے درویش! جبکہ تو مذہب عاشق سے بے خبر ہے، تو لوگوں کے روبرو پھر کیوں درویش بنتا ہے۔
اے باہُوؒ! (فقیری میں) لاف زنی نہ کر۔ فقیری بہت عظیم مقام ہے۔ ہاں اللہ ہمارا مددگار ہو تو پھر ہمیں کوئی خوف نہیں ہے۔

ابیات

علم و دانش اہل باطن سے طلب کر۔ سجدہ دیوار کے پتھر کو دیکھنا نہیں۔
تمام علم باطن اس بات میں آجاتا ہے۔ کہ جس (مرشد) کا دل بیدار نہیں، اس مرشد کا دیکھنا کب روا ہو سکتا ہے؟ فقر وہ ہے جس کے دل میں دونوں جہاں کا ماحصل ہے۔

بیت باہُوؒ

جب میں نے (اس بات کو) میزان کے پلڑے میں رکھ کر وزن کر لیا۔ تو میں فنا فی اللہ ہو کر یار جانی کے ساتھ ہمیشہ کے لیے واصل ہو گیا۔

ابیات

اے باہُوؒ! ازل اور ابد دو چشمے آنکھ میں ہیں، ناک سے اوپر کے مقام پر نظر کر دیعنی
اے باہُوؒ! تو ازلی ابدی چشمہ ہے۔ اپنی پیشانی کی آنکھوں سے دیکھ، میں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور پیشانی کے بل سجدہ میں گر پڑا۔

چشم با چشم است سخنش با سخن — این مراتب گر بخواہی نفس را گردن بزن

فقر منتہی باید۔

○

بیت باہوؒ

ہر کہ با معروف یکتا معرفت بروی حرام — معرفت را فخر کردن عارفی آن ناتمام

○

معرفت مقام میان است پیشتر مقام لامکان است۔

بیت

در وجود تو دو خدائی جانی — بخدائی واحد لاشریک رسیدن کی توانی

ابیات

عاشقان را راز محرم نی کسی جز آن خدا — دو خدا در خویش کُشتم یافتم آن یک خدا

یک خدای دو خدای سہ خدای شد آن رجیم — دو خدا را قطع کردم یافتم آن رب رحیم

○

در خلوة خلل شیطانی پیدا می شود۔

○

بیت باہوؒ

یار در بغل کنار است بخلوة تو نشین — ز خلوة توبہ ہزار است یار پیش بین

قرب وصال حضوری حجاب است۔

جیسے آنکھوں کو آنکھوں سے رابطہ ہے، ویسے ہی اس کے کلام کو کلام سے ربط ہے اور اگر تُو ان مراتب کو حاصل کرنا چاہتا ہے، تو تُو اپنے نفس کی گردن مار دے۔

فقر کو منتہی ہونا چاہیے۔

بیت باہوؒ

جو شخص کہ معرفت میں یکتا ہو جاتا ہے، تو معرفت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور معرفت پر فخر کرنا ایک عارف ناتمام کا طریقہ ہے۔

معرفت درمیانی مقام ہے اور اس کے آگے مقام لامکان ہے۔

اے میری جان! تیرے وجود میں دو خدا ہیں۔ بھلا اُن کے ہوتے ہوئے تُو خدائے وحدہٗ لاشریک تک کس طرح پہنچ سکتا ہے!

ابیات باہوؒ

عاشقوں کے راز کا محرم سوائے اس اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے۔ دو خداؤں یعنی نفس اور دنیا کو مَیں نے قتل کر دیا اور اس ایک خدا کو پا لیا (یعنی مَیں اس خدائے واحد سے واصل ہو گیا)

ایک خدا یعنی نفس، دوسرا خدا یعنی دنیا اور تیسرا خدا وہ شیطان رجیم بنا بیٹھا ہے۔ مَیں نے دو خداؤں سے قطع تعلق کیا، تو اُس رب رحیم کو پا لیا۔

خلوت میں شیطانی خلل پیدا ہوتا ہے۔

بیت باہوؒ

یار تو بغل میں تجھ سے ملا ہُوا ہے اور تُو خلوت نشینی میں پڑا ہے۔ اس خلوت سے ہزار بار توبہ کر اور یار کو اپنے سامنے بیٹھا ہُوا دیکھ۔

قرب تو وصال کا نام ہے اور حضوری حجاب کا نام ہے۔

بیت باہُوؒ

قرب غفلت حضوری حق زدوری　　بنورش نور گشتہ عین نوری
خلوت مکر عظیم است۔

بیت باہُوؒ

باہُوؒ خلوت چیست دانی راہزن　　صد ہزاران خلوتش بستہ دھن

بیت

پیشوای یار ساقی یافتی　　دیگران فانی تو باقی یافتی

بیت باہُوؒ

دلا خوش شو، باخوش نوش بادہ　　کہ ساغر ساقیت از شوق دادہ

○

بشنو! علم از علم حاصل شود، ہمچنان فقیر بجز مراقبہ غرق واصل نگردد و از علم عقل حاصل شود و از عقل نیز دو چیز یک اکل، دوم مسائل، مطالعۂ کتاب نقل و از مراقبہ موت حاصل شود و از موت مراتب اولیا۔ فقیر را در حیات مُردگی و در مُردگی حیات.
این مراتب صاحب ذات عالم[1] صفات در مراقبۂ ذات۔

فقیر را در مراقبہ دو حال است۔ اگر فقیر در وصال فنا فی اللہ اغراق است، خوش

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۳ ، علم صفات۔

بیت باہُوؒ

قرب غفلت ہے۔ اور جسے حضوری کہتے ہیں وہ (دراصل) حق سے دوری ہے۔
جب تو اس کے نور میں مل کر نور ہو جائیگا، تو عین نور ہو گا۔
خلوت ایک بڑا مکر ہے۔

بیت باہُوؒ

اے باہُوؒ! کیا تو جانتا ہے کہ خلوت کیا ہے؟ خلوت راہزن ہے۔ لاکھوں خلوتوں نے اس کے منہ کو باندھ رکھا ہے۔

بیت

اے ساقی! تو نے دوست کی پیشوائی حاصل کر لی۔ دوسرے فانی ہیں، لیکن تو نے بقا حاصل کر لی۔

بیت باہُوؒ

اے دل خوش رہ اور خوشی سے محبت کی بادہ نوشی کر، کیونکہ ساقی نے اپنے شوق سے تجھے محبت کا جام دیا ہے۔

(اے طالب! غور سے) سُن! جس طرح علم، علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح فقر بھی بجز مراقبہ توحید میں غرق ہونے کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور علم سے عقل حاصل ہوتی ہے۔ اور عقل سے بھی دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک کھانے پینے کا طریق اور دوسرا مسائل علم دین و طریقہ مطالعہ علم کتاب و نقل۔ اور مراقبہ سے موت کا خیال جنم لیتا ہے۔ اور موت سے مراتب اولیاء حاصل ہوتے ہیں۔ فقیر کو حیات میں مُردگی اور مردگی میں حیات (ابدی) ملتی ہے۔ اور یہ مراتب مراقبۂ ذات میں صاحب ذات عالم کی صفات سے حاصل ہوتے ہیں۔ (اور اسی صفت والا شخص صاحب حیات ابدی کا ہوتا ہے)

نقیر کے مراقبہ کی بھی دو حالتیں ہوا کرتی ہیں۔ اگر فقیر کو مراقبہ میں وصال اور غرق فنا

وقت باشوق مشتاق است. بمقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ ہیچ کس نگنجد واگر جدا فراق است، پریشان ہلاک است. بجہت استغراق ہیچ چیز خوش نیاید. این مقام قبض و بسط است، نہ دائم وصال نہ دائم فراق۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ؁[1]

بیت باھوؒ

مشرک مشو کافر مشو راہ راست گیر جز شریعت نیست نبویؐ رہ فقیر

مردم کہ مشرک و کافری شوند از بسیاری دنیا، چراکہ مفلس کسی دعویٰ خدائی نکردہ، ہر کہ کرد اہل دنیا کرد۔

بیت

ترا مقصود و معبود است دنیا بنظر عاشقان دود است دنیا

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَاجْعَلْ فِیْہَا طَاعَۃً ؁[2]

قطعہ

بدنیا مزرعۂ آخر زراعت تصرف راہ مولیٰ ہر بساعت

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۲۴۵

[2] زین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ

فی اللہ حاصل ہے، تو اُس کے لیے خوشنودی کا مقام ہے۔ اور یہ مقام شوق و اشتیاق لِیْ مَعَ اللّٰہِ کا ہے اور اس مقام میں کسی شخص بلکہ مقرب فرشتہ کی بھی گنجائش نہیں ہوتی اور اگر اس میں جدائی اور فراق حاصل ہو تو پریشانی اور ہلاکت کا مقام ہے۔ اور ایسے استغراق کے سبب سے اُس کو کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ہے۔ اور یہی مقام قبض و بسط کا ہے جس میں نہ ہمیشہ وصال ہوتا ہے اور نہ ہمیشہ فراق رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور وہی کشائش کرتا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔"

بیت باھوؒ

مشرک نہ بن اور نہ کافر ہو، سیدھا راستہ اختیار کر۔ کیونکہ بجز اتباع شریعت سرکار کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی فقیر نہیں بنا اور نہ بن سکتا ہے۔

جتنے بھی لوگ مشرک اور کافر ہوتے ہیں، وہ دنیا کا مال و زر زیادہ رکھنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسی مفلس آدمی نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا، اہل دنیا نے ہی کیا۔

بیت

دنیا تیرا مقصود و معبود ہے۔ مگر عاشقوں کی نظر میں دنیا دھواں ہے۔

حدیث

"دنیا ایک گھڑی ہے، تجھے اس میں عبادت ہی کرنی چاہیے۔ (اور خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیے)"

قطعہ

دنیا کی مثال آخرت کی کھیتی کی ایک زراعت کی ہے۔ تجھے اس زراعت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر گھڑی صرف کرنا چاہیے۔

کسی دارد فلوسی را نگاہی　　ہزاران پردہ افتد صد گناہی

فقیر چہار قسم است۔ اوّل فقیر صاحب آگاہ۔ دوم فقیر صاحب نگاہ۔ سوم فقیر صاحب راہ۔ چہارم فقیر صاحب ہمراہ۔ و ہمراہ باہوؒ چیست؟

مَنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمَنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ[1]

فقیر آنست کہ ہر دو را اختیار نکند[2] رد کرد بر خود ہم دنیا و ہم عقبیٰ۔ بشنو! ای سوختۂ عشق جانباز! کار خود را در فقر فنا فی اللہ راسخ و استوار بساز۔ دنیا و عقبیٰ ہر دو بر پس پشت انداز، تا ترا دستگیر و فقیر رہبر دین حق الیقین۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

صاحب زمان لامکان طریقۂ قادری است۔ قادری نیز دو طریق یکی قادری زاہدی۔ دوّم قادری سروری۔ قادری سروری چیست؟ قادری زاہدی چیست؟ قادری سروری اینست، چنانچہ این فقیر بحضور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شد فقیر را دست بیعت نمودند۔ خندیدہ فرمودند کہ با خلق خدا ہمت بکن۔ بعد از تلقین صلوٰۃ اللہ دست فقیر گرفتہ بدست حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قدس اللہ سرّہٗ العزیز سپردہ و حضرت پیر صاحب قدس سرّہٗ نیز سرفراز کردند و حکم تلقین فرمودند۔ بعد از ان بنظر ظاہر باطن ہر طالبی را کہ از راہ برزخ اسم اللہ و با اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ بحضور مجلس بردم بی ذکر بی مشقت و طالبان اللہ ہر طرف کہ نظر کردند اسم اللہ جلّ جلالہٗ و اسم ذات بدیدند و ہیچ پردہ حجاب نماندہ۔ راہ فیض است سروری قادری حوصلہ کم نبود۔ مردم طالبان را بعضی با آتش اسم اللہ گرمی مُردہ (کردہ)

---

[1] حدیث

[2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۳

ایک آدمی ایک کوڑی کی بھی حفاظت کرتا ہے یعنی لوگ معمولی روپے پیسے کی حفاظت کرتے ہیں، حالانکہ اس سے ہزاروں پردے اور گناہ سرزد ہوتے ہیں۔

فقیر بھی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل: فقیر صاحب آگاہ۔ دوم: فقیر صاحب نگاہ۔ سوم: فقیر صاحب راہ۔ اور چہارم: فقیر صاحب ہمراہ۔

اے باہوؒ! فقیر صاحب ہمراہ کیا ہے؟

مَنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمَنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ ط

"کون دنیا کا ارادہ کرتا ہے اور کون آخرت کا ارادہ کرتا ہے"؟

فقیر وہ ہے جو ہر دو کو اختیار نہیں کرتا اور جو اپنے لیے دنیا بھی اور عاقبت بھی ٹھکراتا ہے۔ اے جانباز سوختۂ عشق! (عزیز) سُن! تُو فقر فنا فی اللہ میں اپنے معاملات کو استوار اور راسخ بنا۔ اور دنیا اور عقبیٰ کو پس پشت ڈال دے۔ تاکہ رہبر دین حق الیقین فقیر تیری دستگیری کرے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

قادری طریق والا شخص صاحب لامکان و صاحب زمان ہوتا ہے۔ اور طریقۂ قادری بھی دو طریق پر ہے۔ ایک قادری زاہدی، دوم قادری سروری۔ قادری سروری کیا ہے؟ قادری زاہدی کیا ہے؟

قادری سروری یہ ہے جیسا کہ یہ خود فقیر (باہوؒ) ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے مشرف ہُوا۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہاتھ پکڑ کر فقیر کو بیعت کیا۔ اور خندہ رُو ہو کر فرمایا: کہ خلق خدا کے ساتھ ہمت کر اور صلوٰۃ اللہ کی تلقین کے بعد آپؐ نے فقیر کا ہاتھ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت پیر دستگیرؓ نے بھی سرفراز فرمایا اور حکم و تلقین کی اور اس کے بعد اُن کی ظاہری اور باطنی توجہ سے فقیر ہر ایک طالب کو طریقہ برزخ اسم اللہ و اسم محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ذکر و فکر و مشقت یکدم مجلس محمدیؐ میں لے گیا۔ اور پھر جس طرف بھی انہوں نے نظر اٹھائی، انہیں اسم اللہ جل جلالہٗ اور اسم ذات ہی نظر آیا اور کوئی حجاب و پردہ ان پر نہ رہا۔ یہ (قادری سروری طریقہ ہی) راہ فیض ہے۔ (پس جو لوگ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے مرید ہوتے ہیں، وہ قادری سروری کہلاتے ہیں؛ قادری سروری کم حوصلہ ہرگز نہیں ہوتا۔ بہت لوگ بعض طالبوں کو تصور اسم اللہ ذات کی طرف لے گئے ہیں، لیکن وہ اس کی تپش اور گرمی آتش کو ضبط نہیں کر سکے،

وبعضی اسم اللہ را بار برداشتند، عاجز شدند وبعضی مردود و مرتد گشتند ۔

ابیات

آدم چو صراحی بود و روح چو می ۔ قالب چو نی بود و صدای در وی
دانی چہ بود آدم و خاکی و خام؟ ۔ فانوس خالی و چراغی در وی

○

وبعضی ہمیشہ حضور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم برحال مانند و مرا روز بروز ترقی و درجات یوم فیوم ساعت فساعت انشاء اللہ تعالیٰ تا ابد الآباد خواہد ماند کہ حکم سروری سرمدیست ۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عربی را و مرا علم ظاہر ہیچ نبود ۔ از علم حضور است وظاہر باطن علم چندین واردات فتوحات کشادہ است کہ دفترہا باید، لیکن بزرگان مَا قَلَّ وَدَلَّ فرمودہ اند ۔ طالب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ از باطن پیغمبر صاحب صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پردہ حجاب پارہ شود ۔ راہ فقر فی اللہ کشاید ۔ برسر او مراتب اویسیؒ برآید ۔ این را اویسی نیز گویند کہ ہم ظاہر ہم باطن اشتغال اللہ وباخلاص درست تصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

○

وطریقہ زاہدی قادری آنست کہ طالب اللہ با زہد ریاضت رنج بسیار کشد، بعد ازان دوازدہ سال یا سی سال بحضور مشرف حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہٗ العزیز شود ۔ حضرت پیر قدس سرہٗ آن را دست بدست پیغمبر صلوٰۃ اللہ تعالیٰ رساند وبحضور مشرف

اس کے سبب سے انھوں نے جان دیدی اور بعض اسم اللہ کا بوجھ برداشت نہ کرسکے، عاجز ہو گئے اور بعض مردود اور مرتد ہو گئے ۔

بیت

انسان کامل کی مثال صراحی کی طرح ہے اور روح کی مثال شراب کی، اور قالب کی مثال بانسری کی ہے، جس سے آواز نکلتی ہے ۔

کیا تو جانتا ہے کہ انسان خاکی اور خام کیا ہوتا ہے؟ اس کی مثال اس فانوس کی ہے جس میں چراغ خالی رکھا ہو اور روشنی نہ ہو ۔

اور بعض لوگ ہمیشہ حضور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرفراز رہتے ہیں ۔ اور مجھ فقیر (حضرت سلطان باہوؒ) کے درجات میں (بھی) روز بروز ساعت بساعت انشاء اللہ ابد الآباد تک اضافہ ہوتا رہے گا، کیونکہ قادری سروری کو حکم سرمدی ہے جو کہ طریق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عربی کا ہے ۔ اور مجھ کو علم ظاہری مطلق نہ تھا، بلکہ یہ علوم ظاہری اور باطنی آپ کی ذات والا صفات کی ارادت سے حاصل ہوئے ہیں اور جس قدر واردات و فتوحات فقیر پر کھلے ہیں ۔ یہ سب حضورؐ کے ساتھ قلبی ارادت کی وجہ سے ہیں اور یہ فتوحات وواردات ۔ اس قدر ہیں، کہ اُن کے لکھنے کے لیے کئی دفتر درکار ہیں، لیکن بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ پسندیدہ کلام وہی ہے جو مختصر ہو اور بادلیل ہو ۔ طالب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجاب پیغمبر خدا جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن سے پارہ پارہ ہو جاتے ہیں ۔ اور فقر فنا فی اللہ کی راہ کھل جاتی ہے ۔ اور مراتب اویسی اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں ۔ اس کو اویسیؒ[1] بھی کہتے ہیں ۔ کیونکہ اُس کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتا ہے ۔ اور درست اخلاص کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرتا ہے ۔

اور طریقہ زاہدی قادری یہ ہے کہ طالب اللہ زہد و تقویٰ میں بہت رنج و محنت اٹھائے ۔ اور بارہ سال یا تیس سال کے بعد حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز کی مجلس میں حاضر ہو کر مشرف ہوتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں دے کر بیعت کراتے ہیں ۔ اس طرح وہ اُس کو حضورؐ سے مشرف و

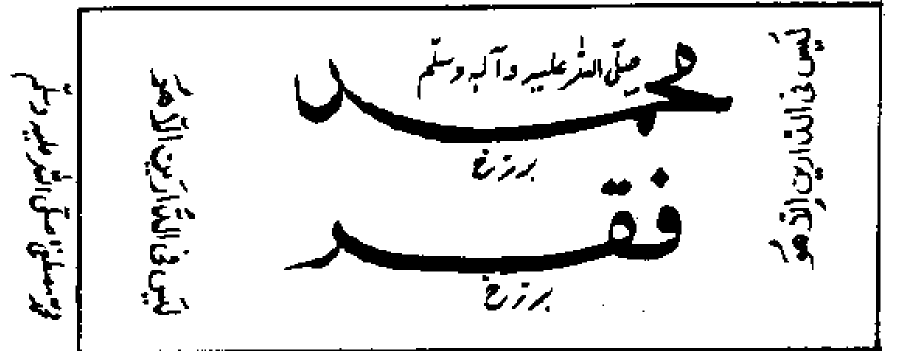
[1] حضرت اویس قرنیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری عقیدت تھی ۔ جب انہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہونے کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے اپنے تمام دانت نکلوا دیئے تھے ۔ راقم الحروف نے ۱۹۹۰ء میں آپکے مزار مقدس پر حاضر ہو کر زیارت کی سعادت حاصل کی ۔

وسرفراز گرداند۔

این طریقۂ زاہدی قادریست مبتدی منتہی دیگر خانوادہ[1] است ومنتہی قادری را مرتبۂ محبوبیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وارد یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ۔ کسی کہ با ایشان یا با طالب مرید ایشان دعوی[2] کند سلب گردد۔ و مراتب ابلیس رسد نعوذ[3] باللہ منہا۔ ہر کہ شک آرد و در شک افتد، کافر گردد۔ نعوذ باللہ منہا۔ کہ نائب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و وارث محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کلید ہر دو جہان بدست محبوب سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز۔ ہر کہ باین اعتقاد نیارد، آن طایفۂ شیطانی راندۂ فقر دو جہانی سرگردانی پریشانی است۔

اہل مراقبہ را انتہا بدریای ژرف است۔ دریای ژرف چیست؟ دریای ژرف دریای توحید است کہ ہمیشہ مدنظر پیغمبر صاحب است صلی اللہ علیہ وسلم۔ کسیکہ بحکم خدای تعالیٰ و رسول خدای تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم در آن دریای ژرف غوطہ خورد، تارک دنیا فقیر فنا فی اللہ شود۔ دریای ژرف دریای فقر است۔ فقیر لایحتاج ہمونست کہ بدریای ژرف غوطہ خورد و از غیر ماسوی اللہ پاک شود۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ کلیہ حق رخ نماید۔ در وجود او باطل نماند۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ



زنام محمد شود دل صفا ۔ زنام محمد مشرف لقا ۔ حدیث اَنْتَ وَاَنَا اَنْتَ

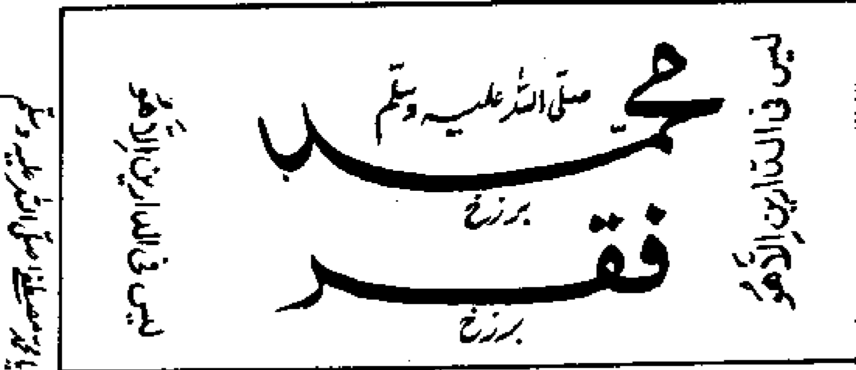
[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۴۴؛ خانوادہ [2] ایضاً، ص ۲۵ عداوت [3] ایضاً، ص ۲۵

سرفراز کرواتے ہیں۔

یہ طریقہ زاہدی قادری مبتدی ہے، اور قادری منتہی اور ہے اور ان کا خانوادہ علیحدہ ہے۔ اور قادری منتہی کا مرتبہ محبوبیت محمدیؐ رکھتا ہے یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ۔ جو شخص ایسے لوگوں سے یا اُنکے کسی مرید سے لڑائی کرتا ہے یا عداوت رکھتا ہے، تو وہ اپنے مراتب فقر کو سلب کرتا ہے اور ابلیس کے مراتب کو پہنچتا ہے نعوذ باللہ منہا۔ اور جو شخص اس میں شک لائے یا شک میں پڑجائے، تو وہ کافر ہوجاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ کیونکہ یہ لوگ نائب و وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، خاص کر جیسا کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اور جو لوگ ایسے لوگوں سے بداعتقاد رہتے ہیں، وہ شیطانی گروہ سے ہیں۔ اور دونوں جہان میں سرگردان و پریشان رہتے ہیں۔

اہل مراقبہ کے لیے مراقبہ ایک بھاری اور بیکراں دریا ہے۔ گہرا اور بھاری دریا کیا ہے؟ وہ گہرا دریا توحید و معرفت ہے، اور یہی دریائے معرفت ہمیشہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنظر رہا۔ جو شخص کہ خدای تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس گہرے دریا میں غوطہ لگاتا ہے، وہ شخص تارک الدنیا فقیر فنا فی اللہ ہوجاتا ہے۔ گہرا اور بے پایاں دریا گویا، دریائے فقر ہے۔ فقیر لایحتاج وہی ہے جو اس گہرے دریا میں غوطہ لگاتا ہے اور غیر ماسوائے اللہ سے پاک ہوجاتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔ وہ کامل طور پر حق رُو نما ہوجاتا ہے اور اس کے وجود میں باطل نہیں رہتا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ



زنام محمد شود دل صفا ۔ زنام محمد مشرف لقا حدیث اَنْتَ اَنَا وَاَنَا اَنْتَ

فقیر آن است کہ آن را ہفت ذکر با ہفت فکر باشد۔

اوّل ذکر فکر موت۔ پس خواب غفلت را ترک دہد۔

دوم ذکر فکر منکر نکیر با خدای تعالیٰ یگانہ و از خلق غیر ما سوی اللہ بیگانہ شود۔

سیوم ذکر فکر قبر۔ نفس کبر را با عذاب محنت عذابی کند کہ مسلمان شود۔

چہارم ذکر فکر دفتر اعمال نامہ۔ زبان خود را از بد گوئی نگہدارد۔

پنجم ذکر فکر جزای حشر نفسی نفسی باشتغال اللہ مشغول شود۔

ششم ذکر فکر پلصراط۔ از صراط دنیا بسلامتی ایمان بگذرد و گذر آن صراط آسان گردد۔ یعنی با حب دنیا دل نہ بندد۔

ہفتم ذکر فکر طالب مولیٰ لذۃ بہشت و بیم دوزخ نسیان کند۔ بعد از ان در تفکر فنا فی اللہ غرق چنان شود کہ ازین ہفت ذکر فکر بگذرد۔ اللہ بس و ما سوی اللہ ہوس۔

فقیر کہ این ہفت ذکر فکر نداند، بر دی فقیری حرام است۔ چون روز بر آید، فقیر روز محشر داند و ہژدہ ہزار عالم بحساب نیکی و بدی[1] و خدا را قاضی داند، و با نفس خود محاسب باشد و چون شب بر آید، شب را قبر داند تنہا و بی خواب و سراً و جہراً لیل و نہار با خبر باشد۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۲

(کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا عامل مکمل ہو گیا۔ فقیر فنا فی اللہ کا یہ طریق ہے کہ طالب مولیٰ کلمہ شریف کے ذکر میں یہ تصور کرے لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پس فی الدارین الا ھو اور یہ ذکر عالم برزخ کا ہے اور دوسرا اسم برزخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور وہ اس طریق سے کیا جاتا ہے کہ طالب مراقبہ میں با تصور یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے۔ اور آپکی ذات کا حلیہ شریف بھی دل میں جمائے اور ہر دو اسم کو تختی یا کاغذ پر سنہری رنگ یا سفیدی سے تحریر کرائے۔ پس ان ہر دو اسم مبارک سے انسان کا دل صاف، روشن ہو جاتا ہے۔ اور خاص کر آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف پکانے سے انسان مشرف بالقا ہو کر اس کی ذات میں فنا اور محویت ہونے کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ چنانچہ حدیث حال اس پر شاہد ہے)۔

فقیر (کامل) وہ ہے جو کہ سات ذکر و سات فکر سے ذکر کرتا ہے۔

اوّل: ذکر و فکر موت کرے۔ پس (اسطرح) خواب غفلت ترک کرے۔

دوم: ذکر و فکر منکر نکیر کرتا رہے تاکہ خدای تعالیٰ سے یگانہ اور خلق غیر ما سوائے اللہ سے بیگانہ ہو جائے۔

سوم: ذکر و فکر قبر کرے تاکہ سرکش نفس عذاب عظیم کے خوف سے مسلمان ہو جائے۔

چہارم: اپنے اعمال نامہ کا ذکر و فکر کرتا رہے، تاکہ اپنی زبان کو بدگوئی سے محفوظ رکھے۔

پنجم: قیامت کے دن کی ہولناک مصیبتوں اور اس دن کی نفسا نفسی پر خیال رکھے کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ لہٰذا اس فکر سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے۔

ششم: پلصراط کا بھی ذکر و فکر کرتا رہے، تاکہ دنیا سے سلامتی ایمان کے ساتھ خاتمہ ہو۔ اور اس پلصراط پر گزرنے کا راستہ بھی آسان ہو جائے یعنی محبت دنیا سے دل نفرت کھا جائے۔

ہفتم: طالب مولیٰ کو چاہیے کہ وہ ایسا ذکر و فکر کرے کہ امید بہشت اور خوف دوزخ دونوں چیزیں اس کے دل سے فراموش ہو جائیں۔ اور اس کے بعد وہ ہمہ تن فکر فنا فی اللہ میں ایسا غرق ہو جائے کہ ان ساتوں فکروں ذکروں سے بقا باللہ کی منزل پر پہنچ جائے۔ اور اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس ثابت ہو جائے۔

جو فقیر ان ساتوں ذکر و فکر سے بیخبر ہے، اس پر فقیری حرام ہے۔ جب دن نکلتا ہے، تو فقیر جانتا ہے کہ گویا قیامت قائم ہو گئی، اور اٹھارہ ہزار عالم خدائے قدوس جس کو وہ قاضی سمجھتا ہے، کے سامنے نیکی بدی کے حساب و کتاب میں مصروف ہے۔ اور خود وہ اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرتا رہے۔ اور جب رات آتی ہے، تو وہ اس رات کو قبر تصور کرتے ہوئے تنہا بے خواب ہو کر اپنے ظاہر و باطن پر رات دن خبردار رہتا ہے۔

باب هفتم

ذکر اللہ تعالیٰ زبان قلب روح سر وجہر خفیہ

کلمۂ طیب رفی اَفْضَلُ الذِّکْرِ[1]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ[2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادَوْا ھَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَھُمْ بِاَجْنِحَتِھِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا۔[3]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مُعَاذٌ اٰخِرُ کَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَیْہِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ :

اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔[4]

وَعَنْہُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَا اسْتَطَعْتَ وَاذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَشَجَرٍ۔[5]

---

[1] جامع الترمذی۔ [2] حدیث مسلم

[3] حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم [4] حدیث ابوبکر معجم طبرانی

[5] ابوبکر معجم طبرانی ومصنف ابی شیبہ۔

باب ہفتم

ذکرِ لسانی و ذکرِ قلبی و ذکرِ روحی اور ذکرِ سرّی وجہری وخفی کے بیان میں

یاد رہے کہ کلمۂ طیب افضل ذکر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"اُس شخص کی مثال جو خدای تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو خدای تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مُردہ جیسی ہے"۔

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا :

"کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے فرشتے ہیں اور وہ راہوں میں پھرتے ہیں، اور ذکر کرنے والوں کے راستے ڈھونڈتے ہیں۔ پس جس وقت وہ ایک جماعت کو کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے پاتے ہیں، تو پھر وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ تم جلدی اپنے مطلب کی طرف آؤ۔ پھر فرشتے انکو آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں۔

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا بوقت رحلت آخری کلام وہی تھا، جو حضور علیہ السّلام نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ! خدای تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ مرغوب ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا :

"کہ سب اعمال سے محبوب ترین عمل یہ ہے کہ جب تیری موت کا وقت آئے، تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تروتازہ ہو"۔

ایک اور حدیث میں حضرت معاذؓ سے یوں بھی آیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ، یارسولؐ اللہ! آپ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا :

"کہ حسب توفیق پرہیزگاری اختیار کر اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہمیشہ قائم رہو، کیونکہ ہر شجر وحجر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے"۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى [1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

مَا صَدَقَةٌ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى [2]

ذاکر ہمچون باید چنانچہ سمندر، سمندر نام مرغیست کہ در بر ہیزم چیدہ جمع کند مثل قلعہ. چون قلعہ ہیزم تیار کند وخود در آن قلعۂ ہیزم بنشاند و با ذکر اللہ ذکر ہو مشغول شود، در شروع کردن ذکر کہ دم با ہو کشد، اول حال از وجودش گرمی ذکر اللہ ذکر ہو آتش از وجود چنان بر آید کہ آتش با ہیزم چسپیدہ شود و مرغ سوختہ خاکستر گردد۔ بعد ازان باران رحمت بر آن خاکستر بارد و از آن خاکستر یک بیضہ پیدا شود و از آن بیضہ یک بچہ بر آید و چون بچہ بجای پدر رسد، باز ہمون طور کار پدر کند و سوختہ و خاکستر گردد تا ابد الآباد۔

پس فقیر ذاکر نیز ہر دم مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا است۔

فقر چیست؟ فقر خانۂ ویران را گویند۔ چنانچہ پیغمبر صاحب صلوٰۃ اللہ تعالیٰ خانہ را ویران کردند در راہ خدا وند تعالیٰ تصرف و سہ طلاق دنیا را داد کہ نہ بہر روغن چراغ درم ماند و بوریا بہر فرش نماند۔ فقیر ہمین را گویند کہ آنچہ خدا دہد بخدا دہد و آنچہ خدا دہاند بخدا دہاند۔

---

[1] ترمذی و ابن حبان و صحیح المستدرک و سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ و موطا امام مالک و احمد۔

[2] معجم الطبرانی و سنن ابی داؤد۔

ایک اور روایت میں یوں مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک کام سب سے عمدہ نہ بتا دوں، جو خدای تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو، اور جس سے خدای تعالیٰ کے نزدیک تمہارے مراتب بہت بلند ہو جائیں اور جو سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہو، اور جس پر عمل کرتے ہوئے اگر تم اپنے دشمنوں پر حملہ کرو، تو تم بھی اُن کی گردنیں کاٹو، اور وہ خود بھی اپنی گردنیں کاٹنے لگیں۔ صحابہ نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ ضرور۔ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے اعلیٰ ہے۔"

معجم طبرانی اور سنن ابن داؤد میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کہ ذکر اللہ پر کوئی صدقہ بھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔"

اور ذاکر کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر مثل ققنس (آتش زن پرندہ) کے کرے۔ اس پرندے کا یہ حال ہے کہ یہ لکڑیوں کا انبار جمع کرتا ہے اور اس کے درمیان بیٹھ کر ذکر اللہ تعالیٰ شروع کرتا ہے اور ذکر ہُو میں مشغول ہو کر ہُو کے ساتھ سانس نکالتا ہے، اور اسی طرح ذکر کرتا رہتا ہے اور ذکر اللہ کے سبب سے اس کو گرمی حاصل ہوتی ہے اور اس گرمی سے ہی ان لکڑیوں کو آگ لگ جاتی ہے اور وہ بھی جل کر خاکستر ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں اس خاکستر پر باران رحمت برستی ہے، تو اس خاکستر سے ایک انڈا پیدا ہوتا ہے اور اس انڈے سے ایک بچہ نکلتا ہے اور جب بچہ باپ کی جگہ پہنچتا ہے (یعنی بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے) تو وہ بھی اسی طرح سے ذکر ہُو شروع کرتا ہے اور جل کر خاکستر ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ ابدالآباد تک جاری رہتا ہے۔ پس اسی طرح فقیر (کامل) ذاکر کو بھی ہر دم مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجانا) حاصل ہوتا رہتا ہے۔

فقر کیا چیز ہے؟ فقر خانہ ویرانی کا نام ہے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کو مال دنیا سے کبھی آباد نہیں کیا۔ (جو کچھ آتا سب خدا کی راہ میں صرف کر دیتے۔ اور دنیا کو تین طلاق دیدی ہوئی تھیں۔ بعض اوقات اُن کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لیے روغن تک نہ رہتا۔ اور کبھی فرش کے لیے بوریا بھی نہ ہوتا۔ (سبحان اللہ) فقیر اسی کو کہتے ہیں۔ جو کچھ خدا دے، خدا ہی کو دیدے۔ اور جو کچھ کہ خدا دلا دے، وہ بھی خدا ہی کو دیدے۔ اور ہر حال میں اسی کے ذکر میں مشغول رہے۔ بلا ذکر کسی دم کسی حال میں غافل نہ رہے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ أَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَقَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَوْ يَضْرِبُ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يَنْقَطِعَ -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : لَوْ أَنَّ فِيْ حُجْرَةٍ دَرَاهِمَ يَقْسِمُهَا وَآخَرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ كَانَ الذَّاكِرُ لِلّٰهِ أَفْضَلُ -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَيَعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ الْيَوْمَ مِنْ أَهْلِ الْكَرَمِ قِيْلَ مَنْ أَهْلُ الْكَرَمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَهْلُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ مِنَ الْمَسَاجِدِ -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مَا مِنْ آدَمِيٍّ إِلَّا فِيْ قَلْبِهِ بَيْتَانِ فِيْ أَحَدِهِمَا الْمَلَكُ وَفِي الْآخَرِ الشَّيْطَانُ فَإِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ أَيْ تَأَخَّرَ وَتَنَحّٰى وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ وَضَعَ الشَّيْطَانُ مِنْقَارَهُ فِيْ قَلْبِهِ يُوَسْوِسُ لَهُ -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : وَإِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حَلْقَةُ الذِّكْرِ -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا تَفَرَّقُوْا مِنْهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَأَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : وَمَا مَشٰى أَحَدُكُمْ مَمْشًى وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مَا أَوٰى أَحَدٌ إِلٰى فِرَاشِهِ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : لَا يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهَا -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَقُوْلُوْا إِنَّهُ لَمَجْنُوْنٌ -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے کے لیے ذکر اللہ کے علاوہ آدمی کے پاس اور کوئی معتبر عمل نہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی، کیا جہاد بھی ذکر اللہ سے بہتر نجات دہندہ نہیں؟ فرمایا: جہاد بھی نہیں، اگرچہ تم اس میں تلواروں سے کاٹ ہی کیوں نہ دیے جاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: اگر ایک کمرہ درہموں سے بھرا ہوا ہو، اور ایک شخص اسے راہ خدا میں تقسیم کر دے اور دوسرا شخص ذکر مولیٰ کرے تو ان میں سے ذاکر شخص افضل ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے روز اہل کرم کو جان لو گے۔ عرض کی گئی: اہل کرم کون لوگ ہیں؟ فرمایا: مسجدوں میں مجالسِ ذکر قائم کرنے والے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہر آدمی کے دل میں دو حصے ہیں، ایک حصے میں فرشتہ رہتا ہے، دوسرے حصے میں شیطان رہتا ہے۔ جب آدمی ذکر اللہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور رہتا ہے، اور جب وہ ذکر اللہ سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں ٹھکانہ کر لیتا ہے، اور اسے وسوسوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو چر لیا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مگر یہ جنت کے باغوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: "ذکر اللہ کی مجالس"۔

قال علیہ السلام: "جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اس میں ذکر اللہ کیے بغیر وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں تو سمجھیں کہ وہ لوگ مردہ گدھے کی لاش کے ارد گرد بیٹھ کر اٹھے ہیں اور قیامت کے روز انہیں اپنے اس فعل سے بڑی ندامت و حسرت اٹھانی پڑے گی"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "جو شخص تم میں سے ذکر اللہ کیے بغیر اٹھ کر چلا گیا، اس کے پاس سوائے شرمندگی کے کچھ نہیں"۔

قال علیہ السلام: "جب کوئی فرش پر لیٹا ہے اور ذکر اللہ نہیں کرتا تو اس کے پاس شرمندگی کے سوا کچھ نہیں"۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اہل جنت کو کوئی حسرت نہیں ہوگی، سوائے اس ساعت کے کہ جس میں انہوں نے ذکر اللہ نہیں کیا ہوگا"۔

قال علیہ السلام: "اتنی کثرت سے ذکر اللہ کرو کہ لوگ تمہیں مجنوں کہنے لگیں"۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِنَّ الْجَبَلَ يُنَادِي الْجَبَلَ بِاسْمِهِ أَيْ فُلَانُ هَلْ مَرَّ بِكَ أَحَدٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَإِذَا قَالَ نَعَمْ اسْتَبْشَرَ[1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قَوْمٌ فِي الدُّنْيَا عَلَى فِرَاشِ الْمُمَهَّدَةِ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّاتِ الْعُلٰى

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَزَالُ أَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةً مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُونَ

حدیث قدسی: أَنَا مَعَ عَبْدِي يَذْكُرُنِي تَحَرَّكَتْ الشَّفَتَانِ

حدیث قدسی: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي الْمَلَاءِ ذَكَرْتُهُ فِي الْمَلَاءِ خَيْرٌ مِنْهُمْ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَأَزِيدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَهُ مِثْلُهَا أَوْ أَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً[2]

بشنو! اگر کسی تمام عمر روزہ دارد و نماز خواند و حج کند و در تلاوت قرآن روز و شب مشغول باشد و أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ و کلمہ طیب بر زبان نراند

---

[1] معجم الطبرانی۔

[2] بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی۔

ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"کہ جس پہاڑ پر کوئی صاحب ذکر کرتا ہے، تو وہ پہاڑ دوسرے پہاڑ پر خوشی مناتا ہے۔"

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو لوگ فرش زمین پر خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، وہ بڑی خوشی سے جنت میں جائیں گے۔"

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"کہ جن لوگوں کی زبان پر ہمیشہ ذکر الٰہی جاری رہتا ہے، یہ لوگ ہنستے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔"

اور ایک حدیث قدسی میں ہے کہ:

"کہ جب ذاکر ذکر کرتا ہے اور اپنے لبوں کو ہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں اسکو یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے اس کی مجلس سے بہتر مجلس (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں۔

اور ابو ذرؓ نے روایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص ایک نیکی کرے تو اس کا ثواب اس سے دس حصہ دوں گا اور اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہوں۔ اور جو شخص ایک بدی کرے تو اس کے ایک کے ہی برابر سزا دوں گا۔ اور میں اُسے معاف بھی کر سکتا ہوں اور جو شخص میری طرف ایک بالشت آئے، تو میں اس کی طرف گز بھر آتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف ایک گز بھر آئے، تو میں اس کی طرف دو گز آتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔"

اے طالب! غور سے سُن! اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ رکھے۔ نماز پڑھے اور حج کرے، زکوٰۃ دے۔ اور شب و روز تلاوت قرآن کرنے میں مشغول رہے۔ کیوں کہ تلاوت قرآن افضل عبادت ہے، لیکن کلمۂ طیب کو زبان پر جاری نہ کرے اور اس

ہرگز مسلمان نشود و عبادت او ہیچ قبول نیست چنانچہ عبادت کافر استدراج۔
اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عبادۃ محتاج ذکر است واہل ذکر واہل فقر لا یحتاج پس ہر کرا تصدیق دل نیست او
ذاکر ہم نیست خدا نخواستہ باشد کہ اورا مؤمن مسلمان گویند و خدا ترسی و صفائی و
تصدیق دل از ذکر پیدا شود۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

لِکُلِّ شَیْئٍ مُصْقِلَۃٌ وَمُصْقِلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔

قَالَ تَعَالٰی:

کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ
اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ[1] ۔ خدا ترس باشد۔

قولہ تعالٰی:

قَدْ قَصَصْنٰھُمْ[2] قولہ تعالٰی وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا[3] ۔

حدیث: وَمَنْ یَّلْقَانِیْ بِقُرَابِ خَطِیْئَۃٍ لَا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُہٗ
بِمِثْلِھَا مَغْفِرَۃً ۔

حدیث قدسی: اِذَا رَاَیْتُ عَبْدِیْ لَا یَذْکُرُنِیْ فَاَنَا اُحِبُّہٗ عَنْ ذٰلِکَ ۔

حدیث

اَفْضَلُ الْعِبَادِ عِنْدَ اللّٰہِ الذَّاکِرُوْنَ ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ ذِکْرُہٗ وَعَلَامَۃُ بُغْضِ اللّٰہِ عَدَمُ ذِکْرِہٖ ۔

---

[1] سورہ البقرہ ۲: ۲۸۵ [2] سورہ النساء ۴: ۱۶۴ [3] ایضاً

سے انحراف کرے، تو وہ شخص مسلمان ہرگز نہیں ہوگا۔ اور اس کی عبادت ہرگز قبول نہیں ہوگی۔
جیسے کہ کافر و اہل بدعت اور استدراج کی تمام عبادت رائگاں ہوتی ہے۔ کیونکہ افضل
الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ آیا ہے۔ عبادت ذکر کی محتاج ہے اور اہل
ذکر اور اہل فقر غیر محتاج ہیں۔ پس جس شخص کے دل میں تصدیق ایمان نہیں، وہ اہل ذکر بھی
نہیں ہے۔ اور نہ ہی قبولیت رکھتا ہے اور ایسے شخص کو مؤمن و مسلمان بھی نہیں کہا جا
سکتا۔ اور خدا ترسی اور دل کی صفائی اور تصدیق ایمان ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"کہ ہر ایک چیز کے لیے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے"۔

"اللہ تعالٰی فرماتے ہیں"۔

اور ایماندار شخص وہی ہوتا ہے جو خداوند تعالٰی کو وحدہٗ لاشریک تصور کرے
اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور تمام رسولوں کو برحق مانتے
اور اس کے رسولوں میں فرق نہ ڈالے اور خدا ترس ہو"۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا:

"اے پیغمبرؐ! ہم نے ایسے رسول بھیجے کہ جن کا احوال ہم نے تجھ کو سنایا۔ اس سے
پہلے ..... اور اللہ نے فرمایا: اور اللہ نے موسیٰؑ سے بول کر باتیں کیں۔ اور تمام
انبیاء کرامؑ اللہ کے مقرب بندے ہیں اور تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے پاک و
صاف ہوتے ہیں۔ خداوند کریم کی وحدانیت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے
اور شرک کے ماسوائے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور شرک نہیں بخشا
جائیگا اور ایمان کی نشانی بھی یہی ہے کہ ان تمام امور اور احکام کی تصدیق کے
بعد ذاکر رہنا۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے:

"کہ تمام لوگوں میں بہتر وہی ہیں جو ذکر اللہ کیا کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے:

"خداوند تعالٰی کی محبت کی نشانی اس کا ذکر کرنا ہے اور اس سے بغض کی علامت
اس کا ذکر نہ کرنا ہے"۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَمُ الْاِیْمَانِ وَبَرَاۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَحِصْنٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ[1]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَفْضَلُ الذِّکْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی[2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اِنَّ فِیْ ذِکْرِ الْجَلِیِّ عَشَرَ فَوَایِدَ صَفَاءُ الْقُلُوْبِ تَنْبِیْہُ الْغَافِلِیْنَ وَصِحَّۃُ الْاَبْدَانِ وَمُحَارَبَۃٌ بِاَعْدَآءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِظْہَارُ الدِّیْنِ وَنَفْیِ خَوَاطِرِ الشَّیْطَانِ وَالنَّفْسَانِیَّۃِ وَالتَّوَجُّہِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْاِعْرَاضُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَفِیْعِہٖ یَرْفَعُ حِجَابٌ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

این فقیر باہوؒ میگوید کہ ذکر چیست، و ذکر را گویند و از ذکر چہ چیز حاصل شود، و ذاکر را چہ مراتب مقام است؟ ذکر نام زکیا است۔ چنانچہ از مال زکوٰۃ مال حلال و پاک شود، ہمچنان آدمی را در وجود ذکر است، چنانچہ پارچہ را صابون ہمچنان آدمی را ذکر است۔ چنانچہ آتش ہیزم را خورد، ہمچنان ذکر گناہ را دور کند، چنانچہ باران گیاہ پژمردہ را سبز و حیات کند، ہمچنان ایمان آدمی را آراستہ کند، چنانچہ میوہ با درخت ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ، چنانچہ تاریکی را روشنائی، ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ، چنانچہ با گل خوشبو ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ؛ چنانچہ نمک در طعام، ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ، چنانچہ حیوان را تکبیر حلال و ذبح کند، ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ۔ اول ذکر اللہ تعالیٰ بعد از آن نماز وقت، چنانچہ اول پاک ذکر اللہ

---

[1] حدیث [2] حدیث

ایک اور حدیث میں ہے :

"ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نفاق سے بری کر دیتا ہے اور شیطان کے فریبوں سے نجات میں رکھتا ہے۔"

ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"سب سے افضل ذکر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے :

"کہ ذکر جہری میں دس فائدے ہیں۔"

(۱) دل کی صفائی (۲) غفلت سے تنبیہ (۳) جسم کی صحت (۴) خدای تعالیٰ کے دشمنوں سے محاربہ (۵) اظہار دین (۶/۷) علاج خواطر شیطانی و نفسانی (۸/۹) توجہ الی اللہ، غیر اللہ سے نفرت (۱۰) خدا کے اور بندے کے درمیان سے حجاب اٹھ جانا۔

یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ ذکر کیا ہے؟ اور ذکر کسے کہتے ہیں؟ اور ذکر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور ذاکر کے کتنے مراتب اور کتنے مقامات ہیں۔ ذکر پاکیزگی (کا نام) ہے۔ (اور انسان اس سے پاک صاف ہو جاتا ہے) جس طرح مال کی زکوٰۃ نکالنے سے مال پاک و حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح کپڑا صابن سے صاف ہو جاتا ہے، یہی حال انسان اور ذکر کا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے، اسی طرح ذکر گناہ و معصیت کو دور کرتا ہے اور جس طرح کہ بارش مرجھائے ہوئے گھاس کو سبز کرتی ہے اور حیات بخشتی ہے، اسی طرح ذکر اللہ آدمی کے (مردہ) ایمان (اور دل) کو آراستہ کر دیتا ہے۔ اور جس طرح کہ پھل درخت کے لیے زینت ہوتا ہے، اسی طرح ذکر اللہ انسان کے ایمان کی زینت ہے۔ اور جیسا کہ تاریکی کو روشنی مٹا دیتی ہے، ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا ذکر ضلالت و گمراہی کو مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ جو تعلق پھول کا خوشبو کے ساتھ ہے، وہی تعلق آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہے یا جس طرح کا تعلق نمک اور طعام کا آپس میں ہے۔ ایسا ہی تعلق انسان کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہے۔ اور جیسا کہ حیوان کو ذبح اور حلال کرنے کے لیے تکبیر ضروری ہے، ایسا ہی آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ضروری ہے۔

ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے۔ نماز بھی بدون ذکر اللہ کے نہیں ہو سکتی، بلکہ وہ بہمہ وجوہ ذکر اللہ ہے۔ اس کے اول بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ چنانچہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اللہ

تعالیٰ است۔ دوم اولیٰ تکبیر تحریمہ ذکر اللہ وبعد ازاں در نماز نیز ذکر اللہ تعالیٰ است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔[1]

اوّل ذکر اللہ بعد ازاں تلاوت قرآن مجید است بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

پس بسم اللہ اسم اللہ ذکر اللہ است۔

قولہ تعالیٰ:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ[2]

اوّل قرآن مجید کہ نزول شد باسم اللہ ذکر اللہ۔ وقت جان کندن نیز ذکر اللہ تعالیٰ باید۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ علیہ وسلم یا اسم اللہ بگوید یا شہادت کلمہ بگوید۔ این ہمہ ذکر اللہ است و در قبر فرشتہ ہم نام اللہ پرسند۔ آن نیز ذکر اللہ است و بہ اعمال نامہ بر سر نام اسم اللہ باشد۔ آن اعمالنامہ بدست راست دہند و بر ترازو وزن کنند۔ طرفیکہ اسم اللہ باشد گران تر گردد و بر صراط کسیکہ اسم اللہ بگوید، دوزخ از و بترسد و بسلامت بگذرد و بر در بہشت کسیکہ نام اللہ تعالیٰ بگوید دروازہ بہشت کشادہ گردد۔ وقت دیدار کسیکہ نام اللہ تعالیٰ بگوید مست گردد با تجلی تمام ادوام۔

پس کسیکہ بر ذکر اللہ تعالیٰ بخندد و یا خشم کند و یا دشمنی دارد لعین است۔ ہر آن کس از سہ حکمت خالی نباشد یا کافر یا منافق یا فاسق، چنانچہ در وقت صاحب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سہ قوم بودند۔ کافران، منافقان و فاسقان۔ ہر کہ از ذکر مانع شود از آن قوم باشد۔ ذکر بنا اسلام است و استواری دین است۔ رسول خدا و اصحاب رضی کہ با کفار جنگ کروند، اوّل شروع نعرۂ ذکر اللہ تعالیٰ کردند۔ دوم در باطن با نفس جنگ نیز با ذکر اللہ است۔

[1] جامع الترمذی [2] سورہ العلق، ۹۶ : ۱

اکبر ہے۔ جس کو تکبیر اولیٰ و تکبیر تحریمہ بولتے ہیں۔ بعد ازاں خود نماز میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اُس کے اوّل و آخر سب ذکر اللہ ہی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

کہ افضل ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

اور قرآن شریف کی تلاوت کرو تو پہلے ذکر اللہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پس بسم اللہ میں اسم اللہ بھی ذکر اللہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری تو سب سے پہلے یہ کہا گیا:

اے رسولؐ! پڑھ اپنے رب کے نام سے کہ جس نے پیدا کیا انسان کو
خون کی پھٹک سے،

جان نکلنے کے وقت بھی ذکر ہی کرنا چاہیے۔ یا اسم اللہ یا کلمۂ شہادت پڑھنا چاہیے۔ یہ سب اللہ کا ذکر ہے۔ اور قبر میں بھی فرشتے اللہ کا نام پوچھتے ہیں۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ اور اعمالنامہ کے اوّل سرے پر اسم اللہ ہوگا۔ وہ اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا۔ اور ترازو پر اُس کا وزن کیا جائیگا۔ جس طرف اسم اللہ ہوگا، وہ پلڑا گراں تر ہو جائیگا۔ اور جو شخص پل صراط پر اسم اللہ کہے گا دوزخ اس سے خوف زدہ ہوگی۔ اور وہ پل صراط پر سے سلامتی سے گزر جائیگا۔ اسی اسم اللہ سے بہشت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور دیدار کے وقت جو شخص اسم اللہ تعالیٰ کہے گا مست ہو جائے گا اور تجلی کامل ہوگی اور ہمیشہ باقی رہے گی۔

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر ہنستا اور مذاق کرتا ہے اور یا اُسے اس پر غصہ آتا ہے اور یا اس سے دشمنی رکھتا ہے، وہ لعین ہے۔ ایسا شخص تین حکمتوں سے خالی نہیں ہوگا۔ (یقینی بات ہے کہ وہ) یا کافر، یا منافق، یا فاسق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تینوں قسم کے لوگ موجود تھے۔ کافر، منافق اور فاسق۔ جو کوئی ذکر اللہ سے مانع ہو وہ انہیں لوگوں میں سے ہوگا۔ ذکر اسلام کی بنیاد ہے۔ اور دین اسی ذکر سے قائم ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ کفار کے ساتھ جنگ کرتے تو پہلے نعرہ اسم اللہ تعالیٰ کا بلند کرتے۔ اور اللہ اکبر کہتے۔ دوم ایسا ہی جبکہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہو، تب بھی اسی اسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ابیات

هر موی را زبانش ذاکران را بر بدن　　قلب قلقل وجد آید استخوان رگ پوست تن

دل بمثل دیگ جوشد زیر آتش عشق سوز　　گاه گرمی گاه سردی ذاکران را شب و روز

سلک باید سالکی را راه بادی پیشوا　　با سیر سرش میرساند با محمد مصطفیٰؐ

باہُوؒ عشق را بام بلند است اسم اللہ نردبان　　هر مکانی بانی نشانی می برد در لامکان

●

ذکر جاری قلب بیداری را چه نشان است؟ که بعد از مُردن قلب زنده با جان است۔ دل زنده هرگز نمیرد و خاک و کرم گوشت اُو نخواهد خورد، اگرچه هزار سال ها افتاده باشد۔ این نه قلب است که ترا معلوم شود، جنبش دل در شکم طرف چپ، در بلندی از راه قلب خدا نخواسته باشد این کلب است، چنانچه کفار منافق، مؤمن مسلمان که دارد، قلب سه قسم است:۔

یکی قلب اہل اللہ پُر نور ذکر اللہ عشق محبت آتش شوق۔ این قلب است که بجز اللہ تعالیٰ طلب دیگر ندارد۔

دوم قلب اہل زنار کفار حب دنیا ظلمت، چنانچه ظاهر مؤمن و باطن کافر و صاحب ریا تابع ملوک اہل دنیا۔

سیوم اہل سلب بی معرفت اہل خوار که از باطن بی خبر و بار بردار۔ چنانچه خر۔ پیر مرید در رجوعات خلق استخوان آبا و اجداد فروش و در قلبی که

ابیات

ذاکروں کے جسم کا ہر بال زبان بن جاتا ہے۔ قلب، ہڈیاں، رگیں، چمڑا اور سارا جسم وجد کرنے لگتا ہے۔

سوزِ عشق کی تیز آگ سے دل دیگ کی طرح اُبلنے لگتا ہے۔ اور شب و روز ذاکروں کے بدن میں کبھی گرمی جوش مارتی ہے اور کبھی اس سے ٹھنڈک اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔

سالک کو کسی پیشوا کی سلک میں منسلک ہونا چاہیے۔ وہ اپنی سیر کے ساتھ دید کو حضرت محمد مصطفےٰؐ کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔

(اے باہُوؒ) عشق (کے محل) کی چھت بہت بلند ہے اور اسم اللہ اُس (چھت) کی سیڑھی ہے اور اس کے وزیعے ہر مکان کو بے نشان کر کے لامکان میں پہنچا دیتا ہے۔

ذکر جاری اور ایک قلب بیدار کی کیا نشانی ہوتی ہے؟ ذکر جاری کی یہ علامت ہوتی ہے کہ انسان کا قلب ایسا زندہ ہوتا ہے کہ وہ روح کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اور جس کا دل زندہ ہوتا ہے، وہ ہرگز نہیں مرتا۔ اس کے وجود کے گوشت کو مٹی اور کیڑے (ہرگز) نہیں کھائیں گے، اگرچہ وہ ہزاروں سال مٹی میں پڑا رہے۔ اور یہ وہ قلب نہیں ہے جس کو تم لوگ شکم میں بائیں طرف بلندی پر راہ قلب سے حرکت کرتے ہوئے دیکھتے ہو، اور نہ صاحب دل اسکو دل کہتے ہیں، بلکہ اُن کے نزدیک یہ خدا نخواستہ کلب (کتا) ہے خصوصاً جبکہ اس میں حرص و ہوا بھری ہو تو یہ دل کافر و منافق اور مؤمن مسلمان سب رکھتے ہیں۔

قلب کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل قلب اہل اللہ کا ہے جو کہ ذکر اللہ سے پُر نور ہوتا ہے۔ اور جس میں عشق و شوق و محبت کی آگ بھری ہوتی ہے۔ ایسا قلب سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور کچھ طلب نہیں رکھتا۔ اور دوسرا قلب اہل زنار اور کفار کا ہے، اس میں ظلمات و محبت دنیا کی بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا بظاہر حال گو مؤمن، مگر باطن میں کافر ہوتا ہے۔ یہ قلب نہیں، بلکہ کلب (کتا) ہے اور ایسا قلب ریاکار اور اہل دنیا کا تابعدار ہوتا ہے۔ اور تیسرا قلب اہل سلب یعنی بے معرفت اہل خوار کا ہے، جو باطن سے بے خبر اور گدھے کی طرح بار بردار ہیں۔ پیر مرید بنے بیٹھے ہیں۔ رجوعات خلق میں مبتلا ہیں اور استخوان فروش ہیں کہ خود تو کچھ بھی نہیں، صرف آبا و اجداد کی بزرگیاں بیان کر کے لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔

تا راللہ تعالیٰ است ، از سرتا پای استیلای شوق و تعطش چنان لذت دهد،
چنانچہ آتش زمستان خوش آید۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

لَذَّۃُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّۃِ الْاَذْکَارِ [1]

ذکر بافکر آنست کہ نکر حبّ دنیا و حبّ علم و حبّ قیل و قال سرور دی ندارد در موافق آیت

قولہٗ تعالیٰ :

وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ [2]

حدیث

اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ [3]

پس ذکر قلب آنست کہ بر ذاکر موکل باشد۔ اگرچہ ذاکر از فکر و ذکر غفلت کند۔ ذاکر از
و غافل نباشد۔ چون ذاکر را ذکر قلبی یا روحی یا سری یا زبانی یا حبس یا پاس انفاس ہر کہ ذکر
باشد۔ ذکر چیست؟ یگانہ خدا و روح و قلب یگانہ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر انبیاء
و اولیاء و اصفیاء و شریعت متابعت نبوی و بیگانہ نفس شیطان معصیت گناہ حبّ الدنیا
و اہل دنیا۔ چون ذاکر ذکر شروع کند، ذکر آنرا اگر بیند کہ توحید ببرد یا در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم یا در مجلس اصحاب کرامؓ، اولیاء اللہ یا مشاہدہ ہر مقامات از عرش تا کرسی معلوم کند۔
چون از استغراق برآید، خوی نیک گردد کہ آنرا سیری و گرسنگی برابر، خواب و بیداری برابر،
مستی و ہوشیاری برابر۔

ہر کہ این احوال ندارد، اگرچہ وقت حال از خود بیخود شود، بداند کہ آنرا شیطان یا دلو تا نچہ
زدہ است۔ چنانچہ وقت شروع کردن ذکر شیطان زمین آسمان ہر مقام عرش و کرسی ہفت

[1] حدیث [2] سورہ کہف ، ۱۸ : ۲۴
[3] حدیث — عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۳۰

اور جس کا دل خدای تعالیٰ سے لوگا ہے اس کا کیا پوچھنا۔ وہ سر سے پاؤں تک شوق و
اشتیاق سے بھرا ہوا ہے۔ اسے اپنے شوق کی تپش اور سوزش ایسی معلوم ہوتی ہے، جیسے
سردی میں آگ ہر ایک کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اسی لیے "فکر کی لذت ذکر کی لذت سے
بہتر ہے"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :

"ذکر بافکر وہ ہے کہ نکر حبّ دنیا اور حبّ علم اور حبّ قیل وقال کی سر دردی نہیں
رکھتا (اور صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر باقی رہتا ہے)۔ موافق اس آیت کے :

"اے پیغمبر! جب خدا کو بھول جاؤ تو یاد آتے ہی اس کا ذکر کرو"۔

حدیث

"ذکر بلا فکر گویا کتے کی آواز ہے"۔

پس ذکر قلبی وہ ہے جو ذاکر پر موکل ہو۔ اگرچہ ذاکر ذکر و فکر سے کچھ غفلت بھی کرے،
مگر ذاکر اس سے غافل نہ ہو جبکہ ذاکر صاحب ذکر قلبی یا روحی یا سری یا زبانی یا صاحب
حبس یا پاس انفاس کا ہو۔ اس پر ہر حال میں وہ ذاکر غافل نہیں ہوگا۔ ذکر کیا ہے؟ ذکر وہ
چیز ہے کہ ذاکر کو خداوند تعالیٰ سے یگانہ بنا دیتا ہے۔ اور روح و قلب کو ایک بنا کر مجلس
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ اور صاحب ذکر مجلس انبیائے علیہم السلام
واولیائے عظام اور اصفیائے کرام میں جس جگہ اور جس مجلس میں چاہے چلا جائے۔ وہ ذاکر
کو شریعت نبوی کا تابعدار اور نفس و شیطان سے بیگانہ اور حبّ الدنیا اور اہل دنیا اور گناہ و
معصیت سے دور کر دیتا ہے۔ (اور ذاکر کامل کی یہ نشانی ہے) کہ جب وہ ذکر شروع کرے،
تو ذکر اس کو اپنے مشاہدہ میں، مقام توحید یا مجلس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا مجلس اصحاب کرامؓ
یا مجلس اولیاء اللہ میں لے جائے یا ہر مقام کا مشاہدہ عرش سے کرسی تک معلوم کرا دے۔
اور جب استغراق و مشاہدہ سے باہر آ جائے، تو اس کی عادتیں نیک ہو جائیں اور شکم سیری و
بھوک، خواب بیداری، مستی و ہوشیاری اس پر سب برابر ہو جائیں۔ (پس) جو کوئی یہ احوال
(و خصائل) نہیں رکھتا۔ اگرچہ کسی وقت بیخود ہو جائے، تو سمجھ لیں کہ اس کو شیطان یاد ہونے
دلوا نہ کر رکھا ہے۔ (اور شیطان کے طمانچہ سے اس کا ایسا حال ہو رہا ہے)، چنانچہ شیطان ذکر و

طبق آسمان در ہر مقام،[1] از خود پیدا کند۔ در آنچہ استدراج شود و پیش ذاکر بیارد۔ چون بینی کہ شخص اہل بدعت است یا اہل فسق است یا اہل گمراہ است۔ پس اہل بدعت و اہل فسق و اہل گمراہ را چیزی مگو۔ کسیکہ این را در بدعت انداختہ است، با آن جنگ بکن۔[2] کسیکہ این را در فسق انداختہ است، با آن جنگ باید کرد۔ کسیکہ این را گمراہ کردہ است با آن نصیحت باید کرد۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ[3]

قولہٗ تعالٰی :

تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ[4]

قولہٗ تعالٰی :

یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ[5] وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ[6]

جاہل مثل زمین خشک است کہ ہیچ از آن تخم بر نیاید و عالم زمین با آب تر۔ در آن تخم عمل ذکر اللہ است و گاو معرفت و قلبہ تفکر و شریعت خاربندی و طریقت علف زاری سبزی است و حقیقت خوشہ است و معرفت غلہ پاک است و آتش عشق نان پختن است و فقر و فاقہ محبت الٰہی قوت است۔ نہ قدم انداختن کار مردم ناسوت است۔ خرد آنست کہ بخدا برد و علم آنست کہ ازان معرفت وحدت بعلوم برسد۔ اگر ذاکر خبردار است، ذکر اللہ کند ہمہ مقامات شیطانی و خطرات ہوای نفسانی غائب شود۔ بیشتر سیر اصلی فلک ملک گردد۔ در مشاہدہ آنچہ چیز صاحب ہدایت بہ بیند، راہ اصلی معراج است و در بدعت آنچہ بہ بیند استدراج است۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۰ [2] ایضاً ص ۳۰ [3] سورہ القصص، ۲۸ : ۵۶
[4] سورہ آل عمران ۳ : ۲۶ [5] سورہ ابراہیم ۱۴ : ۲۷ [6] سورہ مائدہ ۵ : ۱

اذکار کے شروع ہونے کے وقت زمین و آسمان اور عرش و کرسی، ہفت طبق زمین و ہفت طبق آسمان کے ہر مقام کو بقوت استدراج و بدعت کے پیدا کرکے ذاکر کو دکھا سکتا ہے اور جب کوئی اہل بدعت یا اہل فسق یا گمراہ کو دیکھے تو اس سے کچھ نہ کہے، بلکہ وہ شخص جس نے اس کو بدعت اور فسق و فجور میں ڈال رکھا ہے، اس کے ساتھ جنگ کرنی چاہیے، اور جس (مرشد بدعت و بیدین) نے اسکو گمراہ کر رکھا ہے، اسکو نصیحت کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہدایت کرنا اور نیک راہ بتانا خدا ہی کا کام ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

"ہر کسی کو ہدایت کرنا اے پیغمبر! تمہارا کام نہیں ہے، یہ خدا کا کام ہے، جسے چاہے ہدایت نصیب کرے۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"اور جسے (اللہ) چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔"

قرآن حکیم میں ایک اور جگہ فرمایا گیا :

"باری تعالیٰ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے، اسی کا حکم دیتا ہے۔"

ذاکر جاہل کی مثال خشک زمین کی ہے کہ اس میں سے کچھ بیج نہیں نکلتا اور ذاکر عالم کی مثال تر زمین کی ہے کہ اس میں ضائع نہیں ہوتا۔ اس (زمین) میں عمل کا بیج اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اور بیل (گویا) معرفت ہے اور ہل (گویا) تفکر ہے اور شریعت (گویا) ایک کانٹوں کی دیوار ہے۔ اور طریقت (گویا) ایک سبز میدان ہے اور حقیقت مثل خوشہ کے ہے اور معرفت غلہ پاک کی مانند ہے۔ اور آتش عشق نان پختہ ہے اور فقر فاقہ محبت الٰہی سے قوت روزی حاصل کرنے کا نام ہے۔ اور اس میں قدم رکھنا اہل ناسوت کا کام نہیں ہے۔ دانش و عقل اسی کا نام ہے جو خدا تک پہنچا دے اور علم وہی ہے جس سے معرفت اور وحدت الٰہی حاصل ہو۔ اگر ذاکر اللہ تعالیٰ کا ذکر (ہمیشہ) خبردار ہو کر کرے تو اس سے تمام مقامات شیطانی و خطرات نفسانی غائب ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص اکثر سیر افلاک ملائکی کرتا ہے۔ صاحب ہدایت اپنے مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ حقیقتاً اس کے لیے معراج کے طریق سے ہوتا ہے۔ اور جو کچھ اہل بدعت دیکھتا ہے، وہ گمراہی اور استدراج ہوتا ہے۔

ابیات

بذکرش آن بود در سیر سرور — کہ ذکر و فکر جاری یار در بر
کسی در ذکر نبوی راہ نہ بیند — سیاہی دل بمجلس بد نشیند
کہ ذکر خاص باشد پاس انفاس — نہ ذاکر دلق پوشان مکر و لباس
باہوؒ بذکرش ذاکران را کی حجاب است — فنا فی اللہ گشتہ این جواب است

○

وجود باید کہ در و ذکر معبود قرار و آرام گیرد نہ کم حوصلہ سبک وجود معلوم شد کہ جامۂ اہل محبت ذاکران و عارفان است کہ آن غریب اند با خدا حبیب اند۔ غریب چیست؟ کہ از و غیر بر خیزد و اہل محبت مسکین اند۔ مسکین چیست؟ ساکن مع اللہ۔ پس ساکن مع اللہ چیست؟ فقر۔ فقیر چیست؟ ذاکر۔ ذکر چیست؟

حدیث قدسی

اَنَا جَلِیْسُ مَعَ مَنْ ذَکَرَنِیْ[1]

اہل محبت یتیم است۔ یتیم آنست کہ مادر و پدر او مردہ۔ بجز امید خدا دیگر ندارد۔ نزدیک خدای تعالیٰ یوم فیوم مرتبۂ او در ترقی گردد۔ پس اہل ذکر را وجود کم حوصلہ نباید، پاک باشد کہ اسم اللہ پاک است و در جای پاک قرار

---

[1] حدیث

ابیات

ذکر الٰہی سے مقامات الٰہیہ اُسے حاصل ہوتے ہیں کہ جس کو ذکر و فکر حاصل ہو کر وصال دوست حاصل ہو۔

اور جسے ذکر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیک راہ حاصل نہ ہو، وہ شخص سیاہ دل ہوگا اور بری مجلس میں اُٹھے بیٹھے گا۔

کیونکہ پاس انفاس خاص ذکر ہوتا ہے۔ مکر و فریب کا لباس پہنے ہوئے گدڑی پوش ذاکر نہیں ہیں۔

اے باہوؒ! خدای تعالیٰ کے ذکر میں اہل ذکر کو حجاب کب رہتا ہے، بلکہ وہ تو مقام فنا فی اللہ میں (مست) رہتے ہیں اور یہی اس کا جواب ہے۔

پس وجود وہی ہے کہ اپنے معبود کے ذکر سے قرار اور آرام پکڑے۔ نہ کہ کم حوصلہ اور اس کا وجود ہلکا معلوم ہو۔ معلوم ہوا کہ وہ اہل محبت و عرفان کا لباس ہوتا ہے۔ گو بظاہر غریب ہوتے ہیں، مگر در حقیقت خدا کے پیارے ہوتے ہیں۔ غریب کون ہیں؟ غریب سے مُراد ماسوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی محبت و خیال وجود میں نہ رکھنے کا نام ہے اور اہل محبت مسکین ہیں۔ مسکین کون ہیں؟ مسکین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی معیت و سکونت ہر وقت اللہ کے ساتھ ہو۔ اور ساکن مع اللہ سے مُراد فقیر ہیں اور فقیر سے مراد ذاکر لوگ ہیں۔ اور ذاکر کیا ہیں؟ ذاکر وہ ہیں جو ہر وقت ذکر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

حدیث قدسی

"جو میرا (ہر وقت) ذکر کرتا ہے، مَیں اسکا ہمنشین ہوتا ہوں"۔

اہل محبت و عشق یتیم ہوتے ہیں۔ یتیم وہ ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ مر گئے ہوں اور بجز اُمید خدا کے اور کوئی اس کا سہارا نہیں ہوتا۔ (اسی طرح اہل محبت یتیم ہوتے ہیں کہ وہ محبت و اُمید وصال و قرب خداوند کریم ہیں ماں باپ اور دیگر تمام اقربا کو چھوڑ کر اسی کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں) خداوند تعالیٰ کے نزدیک اُن کا مرتبہ دن بدن ترقی کرتا ہے۔ پس اہل ذکر کا وجود کم حوصلہ نہیں ہونا چاہیے۔ اُن کا وجود پاک ہو، کیونکہ اسم اللہ

گیرد. کسیکہ ذکر کند بارشادِ مرشد و جامۂ او پلید است با حبِّ دنیا، چندروز اسم اللہ درون تاثیر نکند. با آلائش و پلیدی حبِّ دنیا کدورت و زنگاری سیاہ دل گردد، چنانچہ بود ہمچنان تاریکی دل گردد. پس مرشد چہ کند؟

ذکر بمثل صابون است و وجودِ طالب بمثل پارچۂ پلید. باید کہ با آبِ خوف و صابون ذکر شب و روز بشوید والا نہ مرشد چہ کند؟

بشنو! اہلِ علم کہ اسمِ اعظم را در قرآن نمی یابند، بجہت آنکہ اسمِ اعظم در وجودِ اعظم قرار بگیرد. کسی را کہ اسمِ اعظم معلوم می شود و میخواند ہرگز تاثیر نکند چراکہ وجودِ بی اعظم را اسمِ اعظم چہ کند؟ ذکرِ جاری بغیر از اسمِ اعظم نمی شود و اسمِ اعظم در وجود قرار گیرد یک فقیرِ کامل مکمل۔

دوم علماءِ عامل و علماءِ عامل آنست کہ فقیرِ کامل۔ کسی کہ بر اسمِ اعظم اعتقاد دارد و از خدای عزّ و جلّ اعتقاد بردارد، احمق است۔ اسمِ اعظم آنرا حاصل شود کہ صاحبِ مسمّیٰ و صاحبِ اسمِ اعظم است۔ در شکمِ علماءِ عامل و فقیرِ کامل لقمۂ حرام ہرگز نیفتد۔ اگرچہ ظاہر باطن درمیانِ زمین آسمان کُلّیہ حرام شود، چراکہ ایشان والیِ ولایت اند تمام عالم از مشرق تا مغرب بہ برکتِ ایشان قائم است۔ آنچہ بخورند از گردنش اہلِ ملک حق ساقط شود۔ چنانچہ حقِ پیغمبر بر اُمّت است، حقِ علماءِ عامل و فقرای کامل بر خلق اللہ است۔

فقیرِ کامل آنست کسی را کہ ذکرِ سلطانی ذکرِ عامل جاری باشد۔ ذکرِ عامل کرا گویند کہ بی گمان و بی فکر جاری گردد و در استخوان، مغز، رگ، قلب، روح، سرِ موی پوست ہمہ او ست۔

پاک ہے۔ اور پاک جگہ قرار پکڑتا ہے اور جو شخص کہ مرشد کی ہدایت پر ذکر کرتا ہو مگر دنیائے فانی کی محبت اس کے وجود سے نہ نکلی ہو، اسی طرح پلید کپڑوں میں لگا ہوا ہے تو سمجھ لیں کہ ابھی اسم اللہ نے اثر اس کے قلب میں مطلقاً نہیں کیا۔ اور محبتِ دنیا کی پلیدی اور اس کی کثافت سے اس کا دل سیاہ ہو رہا ہے اور ابھی اس کی کدورت جیسی کہ تھی ویسی ہی موجود ہے۔ پس (اس کا) مرشد کیا کر سکتا ہے؟

[اور اس کا علاج وہی ذکر ہے، بشرطیکہ خلوص اور توجہ سے اس میں مشغول ہو۔]

ذکر مثل صابن کے ہے اور طالب کا وجود بمنزلہ پلید کپڑے کے ہے، چاہیے کہ خوف کے پانی اور ذکر کے صابن سے اُسے دن رات خوب دھوئے یہاں تک کہ پاک صاف ہو جائے ورنہ مرشد کیا کر سکتا ہے؟ جبکہ طالب کی خود ذکر کی طرف توجہ نہ ہو۔

اے طالب! غور سے سُن! اہلِ علم اسمِ اعظم کو قرآن مجید میں نہیں پاتے، اس لیے کہ اسمِ اعظم وجودِ اعظم میں قرار پکڑتا ہے اور اگر کسی کو اسمِ اعظم معلوم ہو جائے اور وہ اُسے پڑھتا رہے، لیکن اسمِ اعظم اس میں ہرگز اثر نہیں کرتا، کیونکہ وجودِ اعظم نہیں، اس لیے اسمِ اعظم کیا کرے گا۔ ذکر بغیر اسمِ اعظم کے جاری نہیں ہوتا۔ اور اسمِ اعظم دو وجودوں میں قرار پکڑ سکتا ہے۔ ایک فقیرِ کامل مکمل فقیر کے وجود میں قرار پکڑتا ہے، یا دوسرے علمائے عامل و علماء کے وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ اور علمائے عامل وہی فقرائے کامل ہیں۔ اور جو شخص کہ اسمِ اعظم پر اعتقاد رکھتا ہے، مگر خدائے بزرگ و برتر پر اعتقاد نہیں رکھتا، ایسا شخص احمق ہے۔ اسمِ اعظم اسی کو حاصل ہوتا ہے، جو کہ صاحبِ مسمّیٰ ہے اور صاحبِ اسمِ اعظم ہے۔ علمائے عامل و فقرائے کامل کے پیٹ میں لقمۂ حرام ہرگز نہیں جا سکتا۔ اگرچہ تمام زمین و آسمان کے درمیان ظاہراً و باطناً حرام ہی حرام پھیل جائے۔ اس لیے کہ وہ لوگ صاحبِ ولایت ہیں، اور ان کی برکت سے تمام عالم مشرق سے مغرب تک قائم ہے۔ جو کچھ وہ کھاتے ہیں، اہلِ ملک کی گردن سے کھاتے ہیں تاکہ ان کا حق ساقط ہو جائے۔ جس طرح کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق اُمّت پر ہے، اسی طرح سے علمائے عامل اور فقرائے کامل کا حق بھی خلقِ خدا پر ہے۔

فقیرِ کامل وہی ہے کہ جس کو ذکرِ سلطانی حاصل ہو۔ اور صاحبِ ذکرِ سلطانی وہ ہوتا ہے، جس سے بلا گمان و فکر ذکر جاری رہے اور تمام ہڈیوں، مغز و پوست، قلب، روح، سر و بال اور ہر رگ و ریشہ میں ذکر سرایت کر جائے۔

قولہ تعالیٰ،

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ؕ[1]

نزد فقرا این مراتب نیز سہل است. ذکر بگذار، مذکور را طالب شو۔
بشنو ای صاحب قلب!

بیت

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتان — بیت المقدس است مکن جای بتگران

قلب سہ قسم است:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اَلْقَلْبُ ثَلٰثٌ قَلْبٌ سَلِيْمٌ وَقَلْبٌ مُنِيْبٌ وَقَلْبٌ شَهِيْدٌ اَمَّا قَلْبُ سَلِيْمٌ فَهُوَ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ بِغَيْرِ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَمَّا قَلْبُ الْمُنِيْبِ فَهُوَ الَّذِيْ اَنَابَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَى اللّٰهِ اَمَّا قَلْبُ الشَّهِيْدِ فَهُوَ الَّذِيْ كَانَ فِيْ مُشَاهَدَةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ[2]

بیت باہوؒ

نماز و روزہ و بسیار طاعت — ازان بہتر بود دل ذکر ساعت

نماز روزہ نفل نہ فرض: قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

فِيْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارٌ هُوَ اَحَرُّ نَارِ الْجَحِيْمِ اَبْرَدُهَا[3]

بدلیکہ محبت خدای تعالیٰ نباشد، تحقیق آندل در دوزخ خواہد سوخت۔ آتش دوزخ بر آنکس افروخت کہ بآتش عشق نسوخت۔ نشنیدہ ای کہ اَلنَّارُ تَرْحَمُ لِمَنْ فِيْ قَلْبِهٖ نَارٌ[4]

[1] سورہ البقرہ، ۲: ۱۵۲ [2] حدیث [3] حدیث

اور وہ اس آیت کریمہ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا" کا مصداق بن جائے۔

فقرا کے نزدیک یہ مراتب بھی آسان ہیں۔ چاہیے کہ اس سے گزر کر طالب خود مذکور ہو جائے۔ اے صاحب قلب! غور سے سُن!

بیت

دل کعبۂ اعظم ہے اسے بتوں سے خالی کر۔ یہ بیت المقدس ہے، اسے بتگروں کا گھر نہ بنا۔

قلب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"قلب تین قسم کے ہیں۔ قلب (۱) سلیم، قلب (۲) منیب اور قلب (۳) شہید۔ قلب سلیم معرفت سے حاصل ہوتا ہے اور قلب منیب وہ دل جو تمام چیزوں سے منہ موڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو، اور قلب شہید وہ دل ہے کہ جو ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرے۔

بیت باہوؒ

نماز اور روزہ اور بہت زیادہ اطاعت۔ ان سب سے گھڑی بھر کا ذکر قلبی بہتر ہوتا ہے۔

ہاں اگر فرائض و نوافل مل جائیں، تو قرب الٰہی ضرور حاصل ہوتا ہے لیکن محویت و ہویت کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا،

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"عاشق کے دل میں آگ ہوتی ہے جو دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ تیز ہے"

جس دل میں کہ خدا کی محبت نہیں ہے، وہ دل یقیناً دوزخ میں جلے گا۔ ایسے شخص پر دوزخ کی آگ تیز ہوگی، جو آتش عشق الٰہی میں جلا نہیں ہوگا۔ دلے طالب!! کیا تو نے سُنا نہیں ہے؟ کہ "دوزخ کی آگ اس دل پر رحم کرے گی، جس کے دل میں محبت کی آگ ہوگی"۔

بیت

چو در آتش عشق شد منزلم — دل دوزخ آتش گرفت از دلم نیز

بیت

دل کہ از اسرار خدا غافل است — دل نتوان گفت کہ مشت گل است

بیت

دل یکی خانہ ایست ربانی — خانہٴ دلبرا چہ دل خوانی

بیت

دل کعبۂ اعظم است ازان کعبۂ آب وگل — آن صد ہزار کعبہ بود درمیان دل

این فقیر میگوید کہ دل صورت گل نیلو فر دارد و گرد پہلو چار خانہ است و در ہر خانہ ولایت است وسیع از چہاردہ طبق زمین و آسمان و خانۂ پائین در نشیب دل است ۔ در آن ستر لامکان است و در ہر خانہ خزانۂ الٰہی است و بر ہر خانہ پردہ است و بر ہر پردہ مؤکل است از شیطان ۔

اوّل پردۂ غفلت است نسیان الموۃ و بر پردۂ دوم مؤکل حرص است و بر پردۂ سیوم مؤکل حسد است و بر پردۂ چہارم مؤکل کبر است و با ہر یک متفق اند خناس خرطوم، خطرات و وسوسہ و در ہر خانہ خزانۂ الٰہی است ۔ اوّل علم، دوم ذکر، سیوم معرفت، چہارم فقر فنا فی اللہ بقا باللہ۔

بیت

جب عشق کی آگ میں میرا ٹھکانا بن گیا۔ تو دوزخ کے دل نے میرے دل سے آگ (مستعار) لی ۔

بیت

جو دل کہ اسرار خداوندی سے بے خبر ہے، اُسے دل نہیں کہنا چاہیے، بلکہ وہ (فقط) مشت خاک ہے ۔

بیت

دل تو خداوند تعالیٰ کا ایک گھر ہے۔ جس دل میں شیطان نے بسیرا کر رکھا ہو اُسے دل کیوں کہتے ہو ؟

بیت

دل اُس آب و گل سے بنے ہوئے کعبہ کے مقابلہ میں کعبۂ اعظم ہے۔ دل میں ویسے لاکھوں کعبے آجاتے ہیں ۔

یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ دل گل نیلو فر کی صورت رکھتا ہے اور اس کے چاروں پہلوؤں کے گرد چار خانے ہیں۔ اور ہر خانہ میں زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے بھی وسیع ایک ولایت ہے۔ اور نیچے نشیب میں دل کا ایک خانہ ہے۔ اس خانہ میں سترِ لامکان کا مقام ہے اور پھر ہر خانہ میں خزانۂ الٰہی ہے اور ہر خانہ پر پردہ ہے اور ہر پردہ پر شیطان کا ایک مؤکل ہے ۔

پہلا پردۂ غفلت ہے جس سے موت بھول جاتی ہے، اور دوسرے پردہ پر حرص مؤکل ہے اور تیسرے پردہ پر حسد مؤکل ہے اور چوتھے پردے پر غرور مؤکل ہے اور ہر ایک کے ساتھ خناس، خرطوم و خطرات وسوسہ متفق ہیں۔ اور ہر خانہ میں خزانۂ الٰہی یہ ہیں ۔ خزانۂ اوّل میں علم، دوم میں ذکر، سوم میں معرفت، چہارم میں فقر فنا فی اللہ بقا باللہ۔

قولہٗ تعالیٰ :

خَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ[1] ط

ودفع ہر چہار مؤکل شیطانی اینست۔ اوّل علم شریعت، دوم ذکر طریقت، سیوم فکر معرفت قطع النفس، چہارم ترک معصیت حبّ الدنیا و سرا پردۂ دل نکشاید مگر نظر مرشد کہ قلب گنجینۂ اسرار معرفت وحدانیت الٰہی است کہ از میان دل الوہیت و ربوبیت خیزد۔

دانا و آگاہ باش۔

قولہٗ تعالیٰ :

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ[2] ج

بیت

علم نحو و صرف خوانی یا اصول　　جز وصالش[3] نیست زان چیزی وصول

بیت باہوؒ

درمیان علم فقرش گفتگو　　ہرچہ دانی جز خدا زان دل بشو

حدیث

اِذَا ذَكَرْتَنِیْ شَكَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ كَفَرْتَنِیْ[4] ط

---

[1] سورۃ النّاس، ۱۱۴ : ۴-۶　[2] سورہ احزاب، ۳۳ : ۴

[3] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۳ : وصال حق تعالیٰ [4] حدیث

ارشادِ خداوندی ہے :

"وہ خنّاس جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے۔"

اور ان مؤکل شیطانی کے لیے یہ چار علاج ہیں، جن سے یہ دفع ہو جاتے ہیں : اوّل علم شریعت، دوم ذکر طریقت، سوم فکر معرفت اور نفس کشی، چہارم ترک معصیت و حبّ الدّنیا۔ مگر یہ پردۂ دل اٹھ نہیں سکتا، مگر مرشد کامل کی نظر سے، اس لیے کہ دل اسرار معرفت اور وحدانیت الٰہی کا خزانہ ہے کہ دل کے درمیان الوہیت و ربوبیت پیدا ہوتی ہے۔

اے طالب! تُو یاد رکھ اور آگاہ ہو کہ خداوند تعالیٰ نے کسی کے وجود میں دو دل نہیں بنائے۔ (پھر جب دل ایک ہے تو کئی چیزوں کی طلب فضول ہے)

بیت

اے باہوؒ! تم علم صرف و نحو یا اصول پڑھو، ان سے کچھ بھی وصال حق حاصل نہیں۔ (یعنی علم صرف و نحو و اصول وغیرہ پڑھنے سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے، اگر حق تعالیٰ کا وصال نہیں)۔

بیت باہوؒ

ان علوم میں تو علم اور فقر کی کوئی گفتگو نہیں ہے، اس لیے (ذکر خدا کے سوا تو جو کچھ جانتا ہے، اس کو دل سے دھو ڈال (یعنی پاک صاف کر ڈال)

حدیث

جب بندہ خدای تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو گویا اس کی شکر گزاری کرتا ہے اور جب اسے بھول جاتا ہے تو اس کا کفران نعمت کرتا ہے۔

⁂

ابیات

دل دم روح در یک فکر باید — کہ ذکر خاص از دل می بر آید
ترا شعور باید زان شعوری — دمی غافل مباش از حق حضوری
حضوری صد خطر آن ہم جانی — کہ واصل در حضوری لا مکانی
باہوؒ حضوری شرک کبر وگشت آن — فنا فی اللہ بشو از خویش فانی

○

چون از علم عالم را نورانی اسرار و انوار الٰہی نازل شود و چون زبان با دل مؤمن موافق میباشد، دل با زبان یکی میگردد۔ آنگاہ انوار عشق آنجا مسکن میسازند۔ اگر دل و جان با یکدیگر موافق نماند، انوار محبت از آنجا می گردند۔ در عشق ثابت کیست بکہ از قدم استقامت باز نگردد۔

بیت

عاشقان را راز اینست ذکر ہوؒ گوید دوام — دمبدم ہوؒ ذکر گوید کار او گردد تمام

○

و دل نیز سہ قسم است ؛

اوّل دل بمثل کوہ است کہ از جای جنبیدن نتواند، آن دل محبان است ۔

دوّم دل بمثل درخت است بیخ ثابت ۔

سیوم دل بمثل برگ است کہ باد ہر سوی برد ، ہرگز از میان خود متفرق نشوند۔

ابیات

ذاکر کا دل، دم اور روح (سب) ایک ذکر و فکر میں رہنے چاہئیں، کیونکہ ذکر خاص اسی دل سے حاصل ہوتا ہے۔

تجھے اس شعور سے آگاہ ہونا چاہیے۔ (اور شعور تو یہ چاہتا ہے) کہ تو ایک دم بھی اس مالک حقیقی کے ذکر سے غافل نہ رہے۔

حضوری میں سینکڑوں جانی خطرات ہیں، کیونکہ لامکان میں اس کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

اے باہوؒ! حضوری کو ترک کر دے، اس لیے کہ یہ کبر و انانیت کا شرک ہے۔ اپنے آپ سے فانی ہو کر فنا فی اللہ ہو جا۔

جب علم (دین) سے عالم باعمل پر اسرار نورانی اور انوار الٰہی نازل ہوتے ہیں اور جب زبان دل مؤمن کے ساتھ موافق ہو جاتی ہے، تو دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اس وقت انوار عشق حقانی اس جگہ (یعنی دل میں) پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر دل اور زبان ایک دوسرے کے ساتھ موافق نہ ہوں، تو انوار محبت وہاں سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ مقام عشق میں ثابت قدم کون ہے؟ مقام عشق میں ثابت قدم وہی رہتا ہے جو صاحب استقامت ہو۔

بیت

عاشقوں کا تو راز یہی ہے کہ وہ ہر دم ذکر ہوؒ میں مشغول رہتے ہیں۔ جو شخص ہر دم ہوؒ کا ذکر کرتا رہتا ہے، اس کا کام سنور جاتا ہے اور اس کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

اور دل بھی تین قسم کے ہوتے ہیں:

قسم اوّل : دل پہاڑ کی مانند ہے کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا۔ وہ دل اہل محبت کا ہے۔

قسم دوم : دل مثل درخت کے ہے، کہ جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے۔

قسم سوم : دل بمنزلہ درخت کے پتوں کے جنہیں ہوا ہر طرف اڑاتی پھرتی ہے، مگر وہ

ہمچنان اصل آدمی از حق تعالیٰ است۔ ہر آفتے کہ افتد از حق تعالیٰ متفرق نمی شوند با حق استغراق۔

پس طالب اللہ مرید کمال آنست کہ بر قول و فعل پیر و مرشد ظاہر باطن بدظن نبرد۔ چنانچہ مریدان بداعتقاد دست شدند و شیخ فریدالدین عطارؒ ثابت قدم با شیخ صنعان بماند۔ طالب مرید کمال کم است۔

این فقیر باہوؒ میگوید کہ سی سال در طلب مرشد گشتم و سالہا شد کہ در طلب طالبم، طالب اللہ بدست نمی آید۔

رباعی

کس نہ پرسد ز من خدا پرسی	تا رسانم بعرش تا آن کرسی
ہیچ پردہ نماند راہ خدا	گشتہ یکتا شوی ز غیر خدا
عاشقان کہ وصل برد نمرد	جان خود را بخوش خدای سپرد
باہوؒ ازچنین راہنما باید مرد	فقر فی اللہ فنا و صاحب درد

○

ذکر از حرارت گرمی آتش باشد۔ یک ذرہ از محبت عشق سوزش تپ لرزہ است کہ از و گرمی شکر پیدا شود۔ ذکر آتش لذت زمستان است۔ ذوق از آنست۔ در آتش تپ نہ قرار و نہ آرام، بلکہ حیرت و سردردی و پریشانی ہلاکت تمام است۔ راہِ مذکور حضور وصال محبت فقر بیشتر بیشتر۔ جدائی از خلق و خویش تر۔ تا آنکہ فنا ز الفنا نشوی، ہرگز بخدا نرسی۔

ہرگز (ہوا کی وجہ سے) اپنے سے متفرق اور منتشر نہیں ہوتے۔

یہی حال اہل اللہ کا (بھی) ہے۔ ہر وہ آفت جو اُن پر پڑتی ہے، وہ (ہرگز) راہ خدا سے الگ نہیں ہوتے، بلکہ وہ اللہ کے ذکر میں ہر دم مستغرق رہتے ہیں۔

پس طالب اللہ و مرید کامل وُہ ہے جو پیر و مرشد کے قول و فعل پر (ثابت قدم ہے) اور اس سے ظاہر و باطن کسی حال میں بدظن نہ ہو، جیسا کہ (بعض) مرید بدظن ہو جاتے ہیں۔ اور شیخ فریدالدین عطارؒ اپنے پیر و مرشد شیخ صنعان کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ مرید طالب کمال (دراصل دنیا میں) کم ہوتے ہیں۔

یہ فقیر باہوؒ فرماتے ہیں کہ میں بھی برابر تیس سال تک مرشد (کامل) کی تلاش میں پھرتا رہا ہوں اور (اسی طرح) برسوں گزر گئے ہیں کہ طالب صادق کی جستجو میں ہوں اور اب تک نہیں ملا ہے۔

رباعی

(مقام افسوس ہے کہ) کوئی طالب مجھ سے خدا کے ملنے کا طریقہ نہیں پوچھتا۔ تاکہ میں اُسے (ایک نظر سے) عرش و کرسی تک پہنچا دوں۔

اور اس کے سامنے راہ خدا کا کوئی پردہ باقی نہ رہے۔ اور وہ ماسوائے اللہ سے بے پرواہ ہو کر اللہ کے ساتھ یکتا ہو جائے۔

جن عاشقوں نے (اپنے مالک حقیقی کا) وصل حاصل کر لیا۔ وہ مرتے نہیں یعنی بقا باللہ ہو جاتے ہیں اور خوشی خوشی اپنی جان اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔

اے باہوؒ! راہنما ایسا ہونا چاہیے جو فقیر فنا فی اللہ اور صاحب درد ہو۔

ذکر میں بہت تیز حرارت اور آگ کی سی گرمی ہوتی ہے۔ عشق و محبت کا ایک ذرہ بھی تپ لرزہ سے زیادہ سوزش رکھتا ہے اور اس گرمی سے شکر پیدا ہوتا ہے۔ ذکر کی حرارت اور اس کی گرمی فقیر کے لیے ایسی لذت بخش ہے جیسے سردیوں میں آگ ہوتی ہے۔ فقیر کا ذوق اسی وجہ سے ہے۔ تپ لرزہ کی حرارت میں بے چینی اور بے آرامی رہتی ہے، بلکہ حیرانگی و سردردی اور پریشانی اور ہلاکت تمام کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہی حال مقام مذکور (حضور و وصال و محبت) فقر کا ہے کہ اکثر اس کو خلق سے اور خود اپنی ذات سے جدائی رہتی ہے۔ جب تک

چنانچہ قند و شکر در آب افتد و در آتش پختہ کند آن را حلوہ گویند نہ نام آن قند و شکر
ماند و نہ نام آن آب ۔ پس قند و شکر بمثل توحید است و آب مثل بندہ عبد است و
حلوہ بمثل معرفت ۔

صاحب وصال فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر فنا فی اللہ را دوزخ مثل خانۂ حمام ملذت
زمستان گرم تمام آرام و مقام جنت برایشان حرام بجز دیدار مولیٰ مشرف کدام است؟
طالب نفس مطلوب بسیار و طالب مولیٰ دیدار صاحب غم کم ۔

بیت

طواف کعبہ کجا میروی صفا اینجا است — سر بسنگ می زنی چرا یا خدا اینجا است

○

از نفس ترسا گبر باخبر باش بہر حیلہ ترا در یک بلا مبتلا گرداند ۔

بیت باہوؒ

ساغر از توحید وحدت نوش کن — دنیا و عقبیٰ ہر دو را فراموش کن

○

فقر چیست؟ خاکی بیختہ و آبی در و آمیختہ ۔ نہ پہلو پشت پای را گردی
و نہ کف پای را دردی ۔
فقر چیست بلکہ طمع نکنی ۔ اگر بیابی منع نکنی و اگر بگیری جمع نکنی ۔
باہوؒ فقیر شو ۔ ظاہر باخلق باش ۔

تو فنا فی الفنا نہ ہو جائے ۔ تو ہرگز خدا تک نہیں پہنچ سکتا ۔ (طالب کے دائمی استغراق کے
لیے لازمی ہے کہ وہ اپنی ذات کی نفی کر دے اور اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا کر دے جس طرح کہ
شکر اور قند کو پانی میں ملا کر آگ پر رکھتے ہیں اور وہ آگ پر پک جانے کے بعد حلوہ کہلاتا
ہے ، اس وقت نہ شکر و قند کا نام رہتا ہے اور نہ اس پانی کا نام ۔ پس گویا قند و شکر مثل
توحید کے ہیں اور پانی مثل بندہ کے ہے اور حلوہ بمنزلہ معرفت کے ہے ۔

صاحب وصال فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر کے لیے دوزخ مثل ایک حمام خانہ کے
ہے اور وہ موسم سرما میں بھی گرمی کی لذت کی کیفیت پاتا اور راحت کامل حاصل کرتا
ہے ۔ اور جنت کا مقام ایسے لوگوں پر حرام ہے ، وہ صرف دیدار الٰہی کے طالب ہیں ۔
طالب صاحب شرف (آجکل) کہاں ؟ نفس و خواہشات کے طالب کثرت سے ملیں
گے اور طالب مولیٰ صاحب دیدار اہل غم بہت کم ہیں ۔

(اے طالب !) طواف کعبہ کے لیے کہاں جاتے ہو ؟ (یعنی طواف کعبہ کے لیے جانے
سے کیا حاصل ؟) سب کچھ تو یہاں دل کی صفائی میں ہے ۔ تو پتھروں پر کیوں سجدے کرتا پھرتا
ہے ۔ تیرا خدا یہاں ہے ۔

اے طالب فقیر ! نفس کافر کے مکر سے باخبر رہ ۔ وہ ہر حیلہ بہانہ سے تجھے کسی
نہ کسی بلا میں مبتلا کر دیگا ۔

بیت باہوؒ

توحید وحدت کا پیالہ پی اور اس کی مستی سے دنیا و عقبیٰ دونوں کو بھلا دے ۔

فقر کیا ہے ؟ (یوں سمجھو کہ) فقر ایک چھنی ہوئی مٹی ہے اور پانی اس میں ملا دیا گیا ہے ۔
(یعنی پانی سے گندھی ہوئی مٹی ہے) جس سے نہ پاؤں کی پشت اور پہلو پر گرد پڑتی ہے
نہ پاؤں کی تلی کو درد ، یعنی وہ کسی کو ایذا و تکلیف نہیں پہنچاتی ۔

فقر کیا ہے ؟ فقیر کو چاہیے کہ وہ ہرگز طمع نہ کرے ۔ اگر کوئی (خوشی سے) دے ، تو لے
لے ۔ اس کو رد نہ کرے اور جو کچھ ملے اُسے جمع نہ کرے ۔ (اور راہ مولیٰ میں خرچ کر دے)

اے باہوؒ ! صحیح معنوں میں فقیر بن ۔ اور اپنا باطن ہر ساعت اور ہر دم خدا کے ساتھ
رکھ ۔ اور ظاہر میں خلق خدا کے ساتھ تعلق اور خلق رکھ ۔ اور اس حدیث کا مصداق بن ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی[1]

واگر پنہان شوی ، باطن بمثل حضرت خضر علیہ السلام باش واگر با خوف باشی ، ہمچون حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باش ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

یَا رَبِّ مُحَمَّدٍ لَمْ یُخْلَقْ مُحَمَّدًا[2]

پس دیگری چہ باشد پس معلوم شد کہ اہل اَنَا ابلیس است وصاحب دعوی اہل دکان ، یقین دانید کہ اہل شیطان است ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

مَنْ سَکَتَ عَنِ الْحَقِّ فَھُوَ شَیْطَانٌ اَخْرَسٌ[3]

طالب آنست کہ اول آدمی باادب ، صاحب شعور پرخطر[4] حلقہ بگوش ۔ طوق بندگی درگردنش خاموش ۔ دائم در تصور برزخ فنا فی الشیخ مع برزخ فنا فی اللہ جل جلالہ باشد ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ

برزخ این است برزخ اللہ فی
قلب فی دماغ ذکر آن روح

بیت

اسم اللہ بس گران است بی بہا — این حقیقت را بداند مصطفیٰ

[1] الحدیث نقل از انیس العارفین [2] حدیث

[3] الحدیث [4] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ۔ ص ۳۵ : پرحذر

"اپنے میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو۔"

اور اگر تو پنہاں ہو جائے تو باطن میں حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ہو جا اور اگر با خوف ہو تو ظاہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع رہ ۔ (یعنی تو اپنے ظاہر کو تابع آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھ)

فقیر کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں کبر و تکبر سے بچے ، کیونکہ شیطان نے ہی پہلے کہا تھا :

حدیث

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ فرمایا" پس کسی دوسرے کی کیا حیثیت ہے ؟

پس معلوم ہوا کہ اہل اَنَا ابلیس ہیں اور جو شخص ناحق دعویٰ کرے تو یقین جانیے کہ صاحب دعویٰ دکاندار اہل شیطان ہے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

"جو حق بات کہنے سے رکا رہا ، وہ گونگا شیطان ہے۔"

طالب صادق ، وہ ہے جس میں اول تو آدمیت ہو ۔ دوم : باادب ہو ۔ سوم ، صاحب شعور پہ حذر حلقہ بگوش ہو ۔ چہارم ، اس کی گردن میں بندگی کا طوق ہو ، اور خاموشی کو پسند کرے ۔ اور ہمیشہ تصور برزخ فنا فی الشیخ مع برزخ فنا فی اللہ تعالیٰ باللہ میں رہے ۔

اور وظیفہ مقام برزخ کا یہ ہے :

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

اور برزخ مع فنا فی اللہ یہ ہے اور طالب کو چاہیے کہ اس اسم کو کسی تختی یا کاغذ پر لکھ کر اپنے دل میں اس کا تصور جمائے ، اسم یہ ہے :

اللہ

بیت

اسم اللہ بہت گراں اور بے بہا ہے ۔ اس کی حقیقت کو سوائے حضرت محمد مصطفیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا ۔

(برزخ اسم جس شخص کے قلب و دماغ میں سرایت کر جاتا ہے ، اسے ذکر سری و ذکر روحی حاصل ہو جاتا ہے)

باب ہشتم

در ذکر محبت عشق فقر فنا فی اللہ وصال حال احوال

❊

دانی کہ ذکر عشق در بلندی پرواز ، مگس اگر دست مالد ، سر زند ، ہزار بپرد ، نرسد بمنصب مراتب پرواز شہباز ۔ اگرچہ زاہد در ریاضت ، نہ صاحب راز ۔ دانی کہ عشق در مدرسہ ہیچ امامی نگفت ، از برای آنکہ بار گرانست۔ روایت عشق بیگانگی جہانست ۔ دانی عشق طالب مرگ جان است ، از برای اینکہ مراتب لا مکان است و مرگ عاشق مطلب وصال است چنانچہ دہقان خوش وقت بجہت زراعت فصل است ، عاشق فقر است ۔ فقیر مذہب و ملت چہ دارد ؟ مذہب دہقانیان ۔ مذہب دہقان چیست ؟ گفت : آنچہ از تخم زراعت بکارند ، ہمون بدروند ۔

باب ہشتم

عشق و محبت و فقر فنا فی اللہ و وصال و حال و احوال کے بیان میں

عشق و محبت

(اے طالب !) کیا تو جانتا ہے ؟ کہ عشق کا ذکر بلندی میں پرواز کرتا ہے ۔ (یعنی عشق و محبت کے مراتب بہت عالی ہیں ۔ اور اس کی کٹھن اور دشوار منازل طے کرنا ہر ایک کا کام نہیں) :

(ہر کسی را بہر کاری ساختند　　　میل او اندر دلش انداختند)

قدرت نے ہر ایک کو کسی خاص غرض اور مقصد کے لیے بنایا ہے اور اس کے دل میں اسی کام کی رغبت اور خواہش پیدا کر دی ہے) اور جو اس کا اہل نہیں ، وہ کتنی ہی کوشش و سعی کرے ، اسکے مراتب کو نہیں پا سکتا ۔

اگر مکھی کئی بار ہاتھ ملتی رہے ، سر مارے اور ہزاروں بار اڑے ، وہ ہرگز پرواز میں شہباز کے مناصب و مراتب کو نہیں پہنچ سکتی ۔ ایسا ہی نااہل کتنی ہی ریاضت و زہد کرتا رہے ، وہ (ہرگز) صاحب راز نہیں بن سکتا ۔ کیا تو جانتا ہے ؟ عشق نے کسی مدرسہ میں کسی معلم سے نہیں پڑھا ؟ اس لیے کہ عشق (کی منزل) بہت گراں ہے ۔ (پس معلوم ہوا کہ صاحب دل مثل شہباز کے ہے اور اہل نفس مثل مکھی کے ہے ۔ اور یہ دفتر عشق پڑھنے پڑھانے سے حاصل نہیں ہوتا) حکایت عشق جہاں سے علیحدہ اور بیگانی ہے ۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ عاشق مرگ جان کا طالب ہوتا ہے ۔ اس لیے کہ عشق کے مراتب لامکان سے ہیں ۔ اور مرگ عاشق کا مقصد صرف وصل خداوندی ہے ۔ جس طرح دہقان کا مقصد فصل حاصل کرنے کا ہوتا ہے ۔ اس لیے وہ زراعت کے لیے مناسب وقت کا منتظر رہتا ہے ۔ وہ بیج بوتا ہے ۔ اور خوشہ اور فصل کی امید رکھتا ہے ۔ اور جیسی نیت رکھتا ہے ، ویسا ہی ثمرہ حاصل ہو جاتا ہے ۔ عاشق فقیر ہے اور فقیر مذہب و ملت کیا رکھتا ہے ؟ اسکی

حدیث

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ[1]

عشق ہمچنان است، چنانچہ صراف زر قلب را قلب کند وراس را راس۔

ترانہ (رباعی)

ہر منتہی آغاز من کس نیست محرم راز من مگسی کجا شہباز من در عشق او پروانہ ام

از جان خود بیگانہ ام

کونین واصل یکقدم اللہ بس مارا چہ غم این نفس را گردن زنم در عشق او پروانہ ام

از جان خود پروانہ ام

زاہد کجا اُش[2] دور تر از وصل عاشق بیخبر در وحدتش ہمخانہ ام در عشق او پروانہ ام

از جان خود پروانہ ام

از عرش بالا جاہ من شد وحدت اندر راہ من ای بشنوی دلخواہ من در آتشش پروانہ ام

از جان خود پروانہ ام

این علم را از دل بشو باشوق اسم اللہ بگو در وحدتش شو آبجو ہم جان با جانانہ ام

از جان خود پروانہ ام

ای عالمان علمش بحر ای جاہلان گاؤ خر جز عشق حق دیگر مبر در عشق او پروانہ ام

از جان خود پروانہ ام

---

[1] مشکوٰۃ شریف [2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۶ ؛ کجا بس

مثال بھی دہقان جیسی ہے۔ جس طرح کسان جو کچھ بوتا ہے، اسی کے کاٹنے کی اُمید رکھتا ہے۔ اسی طرح فقیر اپنے ہر کام سے خدا کی رضامندی اور اس کے دیدار کا اُمیدوار رہتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے :

"کہ ہر ایک کام کا دار و مدار اسکی نیت پر رہتا ہے"۔

عشق بمنزلہ صرّاف کے ہے، کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا کر دیتا ہے۔

ترانہ (رباعی)

ہر منتہی میرا آغاز ہے۔ میرے راز کا کوئی محرم نہیں۔

کہاں میرا راز جو مثل شہباز کے ہے اور کہاں مکھی اس کے مقابلہ میں۔ میں اسکے عشق میں پروانہ ہوں۔

میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ واصل کے لیے دونوں جہان ایک قدم ہیں، اللہ میرے لیے کافی ہے۔ مجھے کیا غم ہے، میں اس نفس کی گردن اڑا دیتا ہوں۔

میں اس کے عشق میں پروانہ ہوں۔ اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ زاہد بیچارہ جو عاشق کے وصل سے بے خبر ہے، اس کی کیا بساط۔

وہ تو وصل سے بہت دور ہے۔ میں اس کی وحدت کا ہم خانہ ہوں میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔

میرا مقام عرش معلیٰ ہے۔ میری راہ میں وحدت ہی وحدت ہے۔ میں تجھے اپنے دل کا حال بتاؤں۔ میں اس کی آگ کا پروانہ ہوں۔

میں اپنے حال سے بیگانہ ہوں۔

علم اپنے دل سے دھو ڈال، شوق سے اسم اللہ کا ذکر کر۔ اس کی وحدت کے دریا کی مچھلی بن جا میں اپنے محبوب کا ہم جان ہوں۔

میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔

اے عالم لوگو! میں اس کے علم کا سمندر ہوں۔ اے جاہلو! تم دنیا کے مال و منال پر فریفتہ ہو۔ عشق حق کے سوا کچھ اختیار نہ کر۔ میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں۔

میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔

باھوؔ مرا ھوؔ یار شد — این بخت من بیدار شد

با ہمنشین دلدار شد — در عشق او پروانہ ام

گر سوختم دم کی زنم — نی بلبلم قصہ کنم

از جان خود بیگانہ ام

فقیر عاشق سرّ خدا است۔ ہر کہ صاحب سرّ شود، ہر آنکس سرّ شناسد و سر با سر است۔ ہر کہ طمع سر نکند، ہر آن کس صاحب سرّ گردد۔ ہر کہ فاش کند سرّ سر گیرد۔ بدانکہ چہار ہزار اسم اللہ در آیات اُمّ الکتاب غیر متشابہات در قرآن است۔ فقیر کہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب با شوق نام اللہ بگوید، با شتغال اللہ پاس انفاس ہر دم چہار ہزار ختم قرآن مجید میکند۔ ہم حافظ رحمانی و ہم حافظ قرآنی، ساکن لامکانی، زندہ جاودانی۔ ایشان حافظ یُحِبُّ اللہ است۔

"یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ"۔

تمامیت قرآن در اسم اللہ است۔ چنانچہ تمام قرآن بسم اللہ است کہ سر ابتدائے قرآن حرف ب آمد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ و آخر انتہائی قرآن حرف س آمد۔

"مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ" ط

فقیر صاحب تحصیل است و عالم صاحب تفصیل است۔ فقیر را طمع اللہ است۔ و علما را طمع رسول محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است۔ و ظل اللہ بادشاہ اولوالامر است و طمع رسول و اولوالامر ہر دو تابع و طمع اللہ فقیر است۔ فقیر او فنا فی اللہ از غیر ماسوی اللہ فنا است۔

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین جلد دوم، ص ۳۷ : آخر انتہا

اے باھوؒ! جب ھُو (اللہ) میرا یار بن گیا۔ تو سمجھ کہ میرے بھاگ جاگ اُٹھے۔ میں اپنے دلدار کا ہم نشین ہو گیا۔

میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں۔

اگر میں (اسکے عشق میں) جل گیا ہوں، تو جل کر کس طرح اس کے سامنے دم ماروں؟

نہ ہی میں بُلبل ہوں کہ چہچہاؤں۔

میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔

فقر عاشق سرّ الٰہی ہے۔ جو شخص کہ صاحب سِرّ ہوتا ہے، تو وہ سِرّ سر کے ساتھ دے کر سرکو پہچانتا ہے۔ اور جو شخص (اس منزل پر پہنچ کر) اپنے سر کا طمع نہیں کرتا، وہ ضرور صاحب سِرّ ہو جاتا ہے۔ (اور جو شخص اس سِرّ کو کسی پر ظاہر کر دیتا ہے) تو وہ سر سے جاتا ہے یعنی جان بحق ہو جاتا ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے چار ہزار اسم آیات محکمات غیر متشابہات میں درج ہیں۔ اور جو فقیر کہ زبان سے اور دل سے اُن کی تصدیق کر کے شوق و ذوق سے اسم اللہ میں مشغول ہوتا ہے اور چار ہزار ختم قرآن مجید بطریق پاس انفاس کے ہر دم اور ہر یوم کرتا رہتا ہے، وہ حافظ اسم رحمٰن و حافظ قرآن اور ساکن لامکان ہو کر حیات جاودانی حاصل کرتا ہے۔ یہ لوگ حافظ یحب اللہ کہلاتے ہیں۔ اور یہ "اللہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں" کے مصداق ہوتے ہیں۔ تمامیت قرآن بسم اللہ میں ہے۔ قرآن مجید کی ابتدا حرف (ب) سے ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس کی انتہا لفظ س پر ہے۔

مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ط

فقر صاحب تحصیل ہے اور عالم صاحب تفصیل۔ فقیر متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کر تابع حکم اللہ تعالیٰ میں قائم ہو جاتا ہے۔ اور علما صرف حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع رہتے ہیں۔ اور حضورؐ خود بادشاہ ظل خدا اور اولوالامر ہیں۔ اور فقیر ہر دونوں کا تابع ہو کر فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور بجز ایسا کرنے کے وصال خداوندی محال ہے۔

✣

بیت باہوؒ

ترا اگر بیم ہم اندر وصال است　　　فنا فی اللہ گشتن بس محال است

چون فقیر از خدا جدا بفقیر محتاج است۔ چون بمراتب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1] شد۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ[2] گشت۔ مراتب او

قولہٗ تعالیٰ،

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[3] رخ نمرده شد۔

بمطلب مقصود۔ جدا گشت از نفس و دنیا مردود۔ خلوت شد خلوت مبارکباد۔ نہ خدا و نہ از خدا جدا۔ چنانچہ رُو در آئینہ و یا آئینہ در رُو ہمچنان است ہر آئینہ رو برو۔ چنانچہ قطرۂ باران در دریا افتد۔ آن قطرہ در نظرش نیاید ہمہ دریا شود۔

حدیث قدسی

اَلْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّهٗ[4]

فقر چیست؟ فقر ورثہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اصل ابتدای او در شریعت و انتہا نیز در شریعت، مرد پختہ کامل است۔ ہر سِرّی اسراری احوال حال سکر مستی قبض بسط وقت از الست، شوق عشق پیوست، ہرگز قدم از شریعت بیرون نکشد و اگر کشد از مراتب خاص دور و سلب شود۔ اگرچہ از سکر سرگردان بگردد۔

---

[1] نقل از سر عزب القلوب۔ [2] سورہ محمد، ۴۷ : ۳۸

[3] سورہ البقرہ ۲۰ : ۲۰ [4] نقل از ملفوظات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

بیت باہوؒ

(اے طالب!) اگر تجھے وصال خداوندی میں خوف (لاحق) ہے، تو پھر تیرے لیے فنا فی اللہ ہونا بہت مشکل ہے۔

(اور) جب فقیر خدا سے جدا ہوتا ہے، تو محتاج ہوتا ہے۔ اور جب کہ تمام مراتب طے کرکے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کے مرتبہ پر پہنچتا ہے، تو لا یحتاج ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"خدای تعالیٰ غنی ہے اور تم اس کے محتاج ہو۔" اور "خدای تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس کی طرف رُخ کرتا ہے۔ اور اب وہ منزل مقصود کو پہنچ کر نفس و دنیائے مردود سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ خلوت مبارکباد میں رہتا ہے۔ نہ وہ خدا ہوتا ہے اور نہ خدا سے جدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ آئینہ میں صورت یا صورت میں آئینہ دکھائی دیتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ہر آئینہ رُو برو ہو۔ یا جس طرح سے بارش کا قطرہ جب دریا میں مل جاتا ہے، تو وہ قطرہ نظر نہیں آتا۔ تمام پانی دریا ہی دریا نظر آتا ہے۔ اس امر پر حدیث قدسی شاہد ہے۔

حدیث قدسی

"انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔"

فقر کیا ہے؟ فقر میراث محمدیؐ ہے، اس لیے فقیر کی ابتدا شریعت ہے اور اس کی انتہا بھی شریعت ہے۔ یہی فقیر کامل و پختہ ہے۔ ہر سِرّ و اسرار، حال و احوال، سکر و مستی قبض و بسط، عشق و محبت کسی وقت میں اور کسی حال میں وہ ہرگز شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ اور اگر (کسی وقت بھی) شریعت سے باہر ہو جائے، تو مراتب خاص اس سے دور اور سلب ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ حالت مستی میں وہ کتنا ہی سرگردان پھرتا رہے۔ (فقیر کو چاہیے کہ وہ اپنی روزی کے لیے پریشان نہ ہو) خدا رازق ہے۔ وہ روزی ضرور پہنچائیگا۔

بیت

رزق جب مقدر ہو چکا ہے تو پھر رزق کے لیے سرگردان ہونا کس لیے ہے؟
(یعنی جب اللہ نے رزق مقدر کر دیا اور اس کا ذمہ لے لیا، تو پھر مارے مارے پھرنے سے کیا فائدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ پہنچا ہی دیگا، ہاں اگر رازق پھرتا ہے تو پھر استفسار کا کیا فائدہ؟

رزق انسان کی تلاش میں اس طرح رہتا ہے، جس طرح موت اس کی جان کی تلاش میں رہتی ہے۔ موت انسان کو کسی جگہ نہیں چھوڑتی، اسی طرح اس کی روزی بھی اُسے کہیں نہیں چھوڑتی[1]

فقر کی راہ میں قدم رکھنے میں تین منزلیں اور مقام سخت مشکل ہیں۔
اوّل مقام دنیا؛ کیونکہ رجوعات خلق و اہل دنیا مقام ناسوت ہی ہے، اور اگر انسان اسی مقام پر رہا تو سمجھ لیں کہ ابھی تک ناسوتی ہے۔
دوّم مقام عقبیٰ؛ اگر طالب مشاہدات باطن میں باغ و بہشت و محل و حور و قصور کو دیکھے اور یہ چیزیں اس کو خواب و مراقبہ میں پسند آئیں، تو یہ سمجھ لے کہ یہ مقام ملکوتی ہے اور اس کے بعد مقام جبروتی آتا ہے۔ اور طالب اس طرح جو مقام کہ دیکھتا جائے اس پر بھروسہ کر کے ساکن نہ ہو بیٹھے۔ تا وقتیکہ مقام لاہوتی میں نہ پہنچ جائے اور جب وہ لاہوتی ہو جائیگا تو طَالِبُ الْمَوْلیٰ مُذَکَّرٌ اور مَنْ لَهُ الْمَوْلیٰ فَلَهُ الْکُلُّ کا مصداق بن جائیگا۔
اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

---

[1] بزرگوں نے کہا ہے کہ فقیر وہ ہے کہ جس کو اپنے خدا سے بھی کوئی طلب و حاجت نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے متعلق وہ صدق و یقین رکھتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ اگر وہ نہ مانگے گا، تب بھی اللہ تعالیٰ اس کی روزی اسکو بالضرور پہنچائیگا۔ اسی موقع کے لیے کہا گیا ہے۔

روزیِ تو باز نہ گردد ز در — کار خدا کن غم روزی مخور

(تیری روزی تیرے گھر کے دروازے سے واپس نہیں لوٹ سکتی۔ تُو خدا کا کام کیے جا، روزی کا غم نہ کر، مولانا جلال الدین رومیؒ نے بھی یہی کہا۔۔

کارساز ما بفکر کار ما — فکر ما در کار ما آزار ما

بیت

رزق چون مقدر است گردیدن چیست — رازق بگرداند پس پرسیدن چیست

○

رزق در طلب آدمی ہمچنان است، چنانچہ مرگ در طلب جان۔ مرگ ہیچ جا آدمی را نمی گذارد۔ پس رزق نیز ہمچنان است۔

در فقر قدم نہادن سہ منزل مقام مشکل است۔

اوّل مقام دنیا کہ رجوعہای خلق و اہل دنیا این مقام ناسوت است۔ اگر درین مقام ماند، ناسوتی شد۔

دوّم مقام عقبیٰ۔ اگر در مشاہدات باطن باغ بام چنانچہ بمثل بہشت در خواب مراقبہ پسندیدہ آمد، اہل ملکوتی جبروتی شد و ہر مقامش را کہ ببیند بر آن اعتقاد نکند و بر آن ساکن شود و نہ نشیند۔ در مقام لاہوتی رسد چون بالاہوتی رسد طالب مولیٰ مذکر شود۔

"مَنْ لَهُ الْمَوْلیٰ فَلَهُ الْکُلُّ"۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

فقر چیست ؟ فقر ہمچنان است کہ بجہت مراتب فقر مخدوم جہانیان با سیر طیر تماشای چہاردہ طبقات دید، لیکن بمراتب فقر نرسید، اگر در فقر التمام بودی، گمنام بودی و بجہت فقر سلطان ابراہیم ادھمؒ ترک بادشاہی کرد، سرگردان گردید بکشتن فرزند۔ بعد ازان بمراتب فقر رسید۔

وانی سلطان بایزیدؒ تمام عمر ریاضت کشید و نفس دوست را از پوست بر آورد، ہرگز بمراتب فقر نرسید و اگرچہ شیخ بہاؤ الدینؒ و شاہ رکن عالمؒ از جان خود برخیزید، ہرگز بمراتب فقر نرسید و حضرت رابعہ بصریؒ بخواب دید خوش خسپید بیواسطہ بمراتب فقر رسید و حضرت شاہ محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز در شکم مادر بمراتب فقر رسید و اہل فقر قائم مقام قدم بر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم محبوبیت شد کہ نام خطاب یافت "یا فقیر محی الدین"۔

پس فقر مالک الملکی است۔ در غوثی قطبی کشف و کرامات نیست۔ در عین ذات است۔ فقر عطای الٰہی است۔ ہر کرا اللہ تعالیٰ بخشد، ہر آنکس خواہ خوردن در سیری باشد خواہ در گرسنگی۔

بیت باہوؒ

نقد را با خوش رسیدم خوش بدیدم در کنار   فقر بودم فقر ہستم عاقبت با فقر کار

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ ۔[1]

فقر بزر خرید فروخت خود فروشی نیست و گدای خاموشی دلق پوشی نیست۔ فقر در شریعت طریقت حقیقت معرفت در سکر بیہوشی نیست۔ فقر در بدعت گمراہی جرم پوشی شراب

[1] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

فقر کیا ہے ؟ فقر اس طرح ہے کہ فقر کے مراتب کے لیے حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے چودہ طبق کا سیر د تماشا دیکھا لیکن مراتب فقر کو پھر بھی نہ پہنچے۔ اگر فقر میں کامل ہوتے تو وہ گمنام ہوتے۔ فقیری کے لیے سلطان ابراہیم ادھمؒ نے اپنی بادشاہت کو ترک کر دیا۔ اور اپنے بیٹے کے قتل ہو جانے کے سبب سے سرگرداں پھرتے رہے، اسکے بعد مراتب فقر کو پہنچے۔

کیا تو جانتا ہے کہ حضرت سلطان بایزیدؒ (بسطامی) تمام عمر ریاضتیں کرتے رہے، اور انہوں نے آخر کو اپنے نفس کی کھال بھی کھینچ ڈالی، تب بھی وہ ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے۔ اگرچہ شیخ بہاؤ الدینؒ (زکریا) اور شاہ رکن عالمؒ اپنی جان سے نکل گئے مگر ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے (صرف مقام ملکوت جبروت سے تجاوز کیا)، اور حضرت رابعہؒ بصری بہت اچھی سوئیں اور خواب میں فقر کو دیکھا اور بے واسطہ مراتب فقر پر پہنچیں۔ اور جناب حضرت شیخ شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر ہی میں مراتب فقر پر پہنچ گئے۔ اور پھر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر قدم بہ قدم چل کر محبوبیت کا مرتبہ حاصل کیا اور فقیر محی الدین کا خطاب پایا۔

پس فقر مالک الملکی کا نام ہے اور مقامات غوثی و قطبی میں کشف و کرامات کی حاجت نہیں ہوتی، اس لیے کہ وہ عین ذات میں ہوتا ہے۔ فقر ایک عطیۂ خداوندی ہے، جس کو اللہ چاہے بخش دے، چاہے وہ شخص سیری میں ہو یا گرسنگی میں ہو۔

بیت باہوؒ

(اس) فقر کو میں نے خوشی سے حاصل کیا اور اپنے پہلو میں اسے اچھی طرح دیکھا۔ میں (شروع ہی سے) فقیر تھا اور (اب بھی) ہوں، اور آخر کار فقر ہی سے میرا واسطہ رہے گا۔ اب

میری یہ دعا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے؟

"اے اللہ مجھے مسکین رکھ اور دنیا سے مسکین ہی اٹھا اور قیامت کے دن بھی مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حساب کتاب ہو۔"

فقیری خرید و فروخت، زر و مال، خود فروشی، خاموشی، یا دلق پوشی یا شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت کا نام نہیں ہے۔ فقر مستی اور بیہوشی بھی نہیں ہے اور فقر

نوشی نیست. فقر در رسم رسوم صحو سکرات منزل مقامات نیست. فقر در جہل و علم و شش جہات نیست. فقر در ذکر فکر حضور وصال در عبادت نیک خصائل نیست. در وقت حال احوال نیست. فقر در مراقبہ محاسبہ در حساب کتاب نیست. فقر از خود فنا و باخدا بقا. ہر کرا بخشد باکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بیت باہوؒ

بردل من شد تجلی صد ہزاران حق نور   موسیٰ کجا بیگانہ گردد رَبِّ اَرِنِیْ کوہ طور

حضرت موسیٰ کلیم اللہ برکوہ طور است وما اہل فقر امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راحق درکنار حضور است۔

بیت باہوؒ

درکناری یافتم باحق حضور   موسیٰؑ سر بر سنگ زدہ برکوہ طور

بیت باہوؒ

چہ حاجت رَبِّ اَرِنِیْ رویت اللہ   کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

قولہٗ تعالیٰ :

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ [1]

قولہٗ تعالیٰ :

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ [2]

---

[1] سورہ آل عمران، ۳ : ۱۱۰ [2] سورہ ق، ۵۰ : ۱۶

بدعت وگمراہی، چرس پوشی اور شراب نوشی بھی نہیں ہے۔ فقر رسم ورسوم، صحو سکر یا منزل و مقام نہیں ہے اور نہ فقر جہل و علم اور شش جہات میں ہے۔ اور نہ وہ ذکر و فکر، حضور ووصال، زہد و عبادت اور نیک خصائل میں ہے اور نہ ہی فقر کسی وقت میں اور نہ ہی وہ حال و احوال، مراقبہ، محاسبہ اور حساب و کتاب میں ہے۔ فقر صرف اپنے سے فنا ہو کر فنا فی اللہ بقا باللہ میں ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ بخشے گا، وہ اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کے طفیل ہی بخشے گا۔

بیت باہوؒ

یہ تجلیات الٰہیہ نور حق سے لاکھوں بار میرے دل پر نازل ہوتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو اس تجلی کے دیدار کے لیے کوہ طور پر گئے اور اس تجلی کا جا کر مشاہدہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کو کوہ طور پر تجلی ہوئی اور ہم امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فقراء کو ہر دم حق تعالیٰ (کی تجلیات) حضور اکرمؐ کے بغل و کنار سے حاصل ہوتی ہیں۔ (یعنی تجلیات الٰہیہ ہم فقراء کو حضور اکرمؐ کی اتباع سے ہر دم حاصل رہتی ہیں)۔

بیت باہوؒ

موسیٰ علیہ السلام تو کوہ طور کے پتھروں پر دیدار خداوندی کے لیے مارے مارے پھرتے رہے مگر میں نے کنارے پہ ہی اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل کر لی۔

بیت

جب میرا ظاہر و باطن فنا فی اللہ ہو گیا ہے۔ تو پھر مجھے اللہ تعالیٰ کے لیے رَبِّ اَرِنِیْ رَبِّ اَرِنِیْ کہنے کی کیا ضرورت ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"ان سب امتوں میں تم بہترین امت ہو۔"

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ پر فرماتا ہے :

"ہم اپنے بندے سے اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔"

ابتدای فقر اشتیاق و مشتاق است و انتہی فقر فنا فی اللہ استغراق ۔ ابتدای فقر علم
است و انتہای فقر برسیدن ۔

قولہٗ تعالیٰ ،

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ [1]

ابتدای فقر فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ است و انتہای فقر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ [2،3]

ابتدای فقر ازل است و انتہای فقر ابد ۔ ابتدای فقر خاموشی است و انتہای فقر
خون جگر نوشی است ۔ ابتدای فقر جامۂ کثیف است و انتہای فقر جامۂ لطیف است ۔
ابتدای فقر ولایت است و انتہای فقر لانہایت است ۔ ابتدای فقر ترک است متوسط
فقر فرق است و انتہائی فقر بتوحید غرق است ۔ ابتدای فقر طلب است طالب ۔
متوسط فقر مطلب است مطالب ۔ در انتہای فقر قلب می شود قالب ، بر نفس غالب ۔
ابتدای فقر محب است ۔ متوسط فقر مجذوب است ۔ منتہی فقر محبوب است حقیقت
سر اسرار فقر یکتاب نسخۂ اول است ۔ بجز مرشد دریافتن مشکل ۔ نہ در کتاب سطر حرف
ورق ، نہ در ذکر فکر مستی حال غرق ۔ ابتدای فقر فنا است ، متوسط فقر راہ از ہر دو جہان
جدا است و انتہای فقر یکتا بخدا عزوجل است ۔

تمام عالم سہ قسم است ،

اہل دنیا خبر دنیا دھد ۔ دوم علما اہل عقبیٰ خبر حور و قصور ، میوہ لذت بہشت دھد ۔
سیوم فقرا خبر از مولیٰ دھد ۔ حرص دنیا آخر عذاب ۔ منتہی فقرا فکر عقبیٰ تمام حجاب ۔ ہر دو را ترک
بدہ ۔ این است جواب با صواب ۔

اول قطع علایق علایق باید ، بعدہٗ دریافتن بحق ۔ حقایق یکدم فقرا غرق بتوحید بہتر
است ۔ از مراتب ہزار مہتر موسیٰؑ کلیم اللہ محرم کلام ۔ دوم غرق توحید مراتب محمد رسول

[1] سورہ حشر ، ۵۹ : ۲۲ [2] سورہ الذاریٰت ، ۵۱ : ۵۰ [3] سورہ اخلاص ، ۱۱۲ : ۱

ابتدائے فقر اشتیاق و مشتاق ہے اور انتہائے فقر غرق و استغراق فنا فی اللہ ہے
فقر کی ابتدا علم ہے اور انتہائے فقر پر پہنچنے کی "خدای تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ سب کو
جانتا ہے اور وہ مہربان اور رحیم ہے" پر ہے ۔ فقر کی ابتدا فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ (پس ہر چیز
سے منہ موڑ کر خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو) ہے ۔ اور فقر کی انتہا قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ (کہو اللہ ایک ہے) ہے ۔

ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے فقر ابد ہے ۔ ابتدائے فقر خاموشی اور انتہائے
فقر خون جگر نوشی ہے ۔ ابتدائے فقر لباس کثیف ہے اور انتہائے فقر لباس لطیف ہے
اور ابتدائے فقر ولایت ہے اور انتہائے فقر لانہایت ہے ۔ ابتدائے فقر ترک ہے
اور اس کا توسط فراق ہے ۔ اور اس کی انتہا غرق فی التوحید ہے ۔ ابتدائے فقر طالب کی طلب
ہے اور فقر کا متوسط مطلب و مطالب ہے ۔ اور انتہائے فقر میں قلب قالب ہو جاتا ہے اور نفس پر
غالب رہتا ہے ۔ ابتدائے فقر محبوبیت ہے اور متوسط فقر مجذوبیت ہے اور انتہا محبوبیت ۔ فقر کے
سر اسرار کی حقیقت نسخۂ اول کی کتاب میں مذکور ہے جو بجز مرشد کامل کے دریافت نہیں ہو سکتی ،
نہ کتاب اور نہ اس کے اوراق ، سطر و حروف سے نہ ذکر و فکر ، مستی و حال و احوال
سے نہ غرق و استغراق سے ۔ ابتدائے فقر فنا ہے اور اس کا توسط ایسی راہ ہے ۔ جو
دونوں جہان سے جدا کرتی ہے ۔ اور اس کا انتہا خدائے بزرگ و برتر سے یکتائی ہے ۔

تمام عالم تین طرح پر ہیں ۔

اول : اہل دنیا ، جو دنیا کے حالات کی خبر دیتے ہیں ۔ اور شب و روز اسی میں مشغول
رہتے ہیں ۔

دوم : اہل عقبیٰ ، جو حور و قصور ، میوہ و لذات بہشت کی خبر دیتے ہیں ۔

سوم : فقرا ، جو صرف اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتے ہیں ۔ دنیا کی حرص آخر کو عذاب
میں ڈالے گی ۔ اور منتہائے فقر کے لیے فکر عقبیٰ حجاب کامل ہے ۔ اس لیے دونوں کو ترک
کر دے ۔ اور طالب راہ کو ایسا ہی چاہیے اور یہی اس کے لیے جواب با صواب ہے ۔

(طالب کو چاہیے) کہ وہ پہلے خلق سے قطع تعلق کرے اور اس کے بعد حق کا راستہ
دریافت کرے اور حقائق معلوم کر کے ایک دم فقرا کا غرق توحید ہونا ہزار مراتب محرم
کلام کلیم اللہ حضرت موسیٰؑ سے بہتر ہے ۔ اور دوم توحید الٰہی میں غرق ہو کر مراتب محمدی

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقر معراج تمام۔ دنیا و عقبیٰ ہر دو برمن حرام۔ ابتدای فقر عبودیت است و انتہای فقر ربوبیت است۔

بیت

چار بودم سہ شدم اکنون دویم   وز دوئی بگذشتم و یکتا شدم

ابتدای فقر اشک است و انتہای فقر عشق است۔ ابتدای فقر تصور است و انتہای فقر تصرف است۔

حدیث

عَسٰی اَنْ تَکُوْنَ الْفَقْرُ کُفْرًا [1]

فقر آنست کہ در وجودش شریعت پنہان ست۔ اگرچہ مست الست و مکان او در لامکان است۔ ابتدای فقر علم الیقین و توسط عین الیقین و انتہای فقر حق الیقین است۔ ابتدای فقر بینا است و انتہای فقر فنا است۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [2]

پس ہر کہ مرد بر آن ہمہ چیز ساقط شد۔ فقیر آنست کہ در فرض نقصان نکند۔ فرض دائمی، فرض وقتی، فرض ماہی، فرض فصلی، فرض سالی، از ہمہ فرضہا بالاتر افضل فرض خدای تعالیٰ را حاضر ناظر دانستن و سنت کلان تصرف کردن فی سبیل اللہ۔ ابتدای فقر صدق و یقین است و انتہا فقر با خدای تعالیٰ ہمنشین است۔

نقل است کہ روزی حضرت رابعہ بصریؒ رسولؐ خدا را در خواب دید۔ رسولؐ خدا پرسید۔

---

[1] عین العلم شرح برزخ [2] ایضاً

صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور یہ فقر کی معراج کامل ہے۔ اور دُنیا و عقبیٰ کو اپنے پر حرام سمجھے۔ فقر کی ابتدا عبودیت ہے اور فقر کی انتہا ربوبیت ہے۔

بیت

مَیں چار تھا، پھر تین ہُوا اور اب دو ہوں اور جب مَیں دوئی سے گزر جاؤں گا، تو یکتا ہو جاؤں گا۔

ابتدائے فقر آنسو ہیں اور انتہائے فقر عشق ہے۔ ابتدائے فقر تصور ہے اور انتہائے فقر تصرف ہے۔

حدیث

"خدا نہ کرے کہ کوئی فقر سے کفر تک پہنچے"۔

فقر وہی ہے کہ جس کا وجود شریعت میں پنہاں ہو۔ اگرچہ مقام الست میں مست ہو، اور اسکا مکان لامکان میں ہو۔ ابتدای فقر علم الیقین ہے، اور توسط عین الیقین اور انتہای فقر حق الیقین ہے۔ ابتدائے فقر بینا ہے اور انتہای فقر فنا ہے۔

"مرنے سے پہلے مر جاؤ"۔

پھر جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس سے تمام چیزیں ساقط ہو جاتی ہیں (پس طالب کو چاہیے کہ تمام چیزوں سے قطع تعلق کر کے خدای تعالیٰ کی طرف کامل توجہ کرے اور اسی سے لو لگائے رکھے) فقیر وہ ہے کہ اپنے فرائض مقررہ میں کوئی نقصان نہ آنے دے، خواہ وہ فرض وقتی ہو یا فرض دائمی ہو یا فرض یک ماہی یا فرض فصلی یا سالانہ۔ اور تمام فرائض سے بالاتر اور افضل فرض یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کو ہر لمحہ اور ہر گھڑی حاضر و ناظر جانے اور پھر بطریق شریعت مطہرہ اپنے گھر میں جو کچھ ہو، اس کو راہ مولیٰ میں خرچ کر دے۔ ابتدای فقر صدق و یقین ہے اور انتہای فقر خدای تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی ہے۔

حکایت

کہتے ہیں ایک روز حضرت رابعہ بصریؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں

یا رابعہؓ! مرا دوست می داری؟ گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ باشد کہ ترا دوست نمیدارد؟ لیکن در محبت خدای تعالیٰ چنان دل فرو رفتہ است و در توحید فنانی اللہ غرق ام کہ خبر دوستی و دشمنی در دلم نماندہ د شود[1]۔

بشنو! وجود فقرا قدرت خدای عزّ و جلّ۔ قولہ تعالیٰ "شاہت الوجوہ[2]" بہتر ستر فقرا با سدرۃ المنتہیٰ است۔ بدانکہ مقام فقر فنا فی اللہ است۔ منفرد از مقام اتقیا، عقبا، نجبا، ابدال، اوتاد، اخیار، غوث قطب، غوث، شیخ، مشائخ، عابد و زاہد، متقی بالاتر است کہ فقیر والی ولایت وحدت است منفرد مذکر مرد تابع در حکم صاحب قاب قوسین است اَوْ اَدْنیٰ[3] اعلیٰ حق تعالیٰ و نام منفرد نور الہدیٰ است۔

بیت باہوؒ

یار در کنارم من عین آن بدیدم — جائیکہ بود مشکل آنجا بخوش رسیدم

قولہٗ تعالیٰ:

یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ[4] ؁

ابیات باہوؒ

بہ باہُو ہُو میان دو حرف بردار — چو با و الف رفتہ ہُو تو بشمار

نماندہ پردہ باہُو گشت یا ہُو — کہ ذکرش روز و شب ہُو گشت باہُو

کسی بس ذکر گوید ہُو ہویدا — وجودش می شود زان نُور پیدا

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۴

[2] یعنی منہ بگڑ جائیں۔ بد دعا کا یہ کلمہ ایک بار کفار کی شکست کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے نکلا۔ یہاں مراد یہ ہے کہ فقیر جو کچھ بھی کہتا ہے وہ کُن کی حیثیت رکھتا ہے۔ شکست فتح سے بدل جاتی ہے۔ [3] سورہ النجم، ۵۳ : ۹ [4] سورہ الحشر، ۵۹ : ۲۴

دیکھا۔ رسولِ خدا نے پوچھا اے رابعہؓ! کیا تو مجھے دوست رکھتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو آپ کو دوست نہ رکھتا ہو؟ لیکن خدای تعالےٰ کی محبت و عشق میں میرا دل ایسا مستغرق ہے اور توحید میں ایسا فنا فی اللہ ہوگیا ہے کہ میرے دل میں دوستی و دشمنی کسی چیز کی خبر نہیں رہی ہے۔

اے طالب! غور سے سُن، فقرا کا وجود قدرتِ الٰہی ہے۔ "وہ جو کچھ کہتے ہیں، وہ کام ہو جاتے ہیں"۔ اور اُن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ سے بھی بالاتر ہے۔ اے طالب! تو جان لے کہ فقر کا مقام فنا فی اللہ ہے۔ اور یہ مقام اتقیا، عقبا، نجبا، ابدال، اوتاد، اخیار، غوث قطب، غوث شیخ، مشائخ، عابد و زاہد اور متقی سے منفرد اور بالاتر ہے، کیونکہ فقیر والی ولایت وحدت منفرد مذکر ہے۔ اور مقام منفرد نور الہدیٰ ہے۔ اور یہ صاحب حکم قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ ؁ (وہ تاجدار انبیا، دو کمان یا اس سے کم فاصلے پر تھا)، پر حق تعالیٰ کے کرم سے ہوتا ہے۔

بیت باہوؒ

یار میرے پہلو میں ہے، مَیں نے اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کی برکت سے جو مقامات (اوروں کے لیے) مشکل تھے، مَیں وہاں آسانی سے پہنچ گیا۔

ارشاد خداوندی ہے:

"آسمانوں اور زمین کی کل چیزیں اللہ کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے"۔

ابیات باہوؒ

دو حرفوں کے درمیان ہُو باہُو میں موجود ہے۔ جب بؔ اور الفؔ کو ہٹا دو تو ہُو شمار کرو۔ (یعنی بؔ اور الفؔ کو ہٹا کر دیکھو تو ہُو رہ جاتا ہے۔

جب یہ پردہ اُٹھ جائے تو باہُوؒ ہُو ہو جاتا ہے کیونکہ روز و شب اس کا ذکر کرنے سے ہُو باہُوؒ ہو گیا تھا۔

جو شخص کہ ذکر کثیر کرتا ہے تو ہُو ظاہر ہو جاتا ہے اور اس نُور سے ہُو کا وجود پیدا ہو جاتا ہے۔

رسد در لامکانی در نہانی — تجلی نور گردد جسم جانی
کسی خواہد کہ با حق یار باشد — نماز دائمی ہشیار باشد
تن جدا سر جدا و دل جدا — بہر تسبیحش بخواند باخدا
بردہ است در راز مارا آن نماز — در حضوری غرق گشتم جان بباز

اگرچہ با این مراتب رسد۔ وقت تا وقت نماز وقتی را منتظر باشد۔ والا مراتب او سلب گردد و استدراج شود۔ نعوذ باللہ منہا۔

بدانکہ محبت شوق اللہ بمثل چراغ است و رجوعات خلق کشف کرامات بمثل باد است۔ کسیکہ چراغ را در خانۂ شریعت نپوشد۔ تاریک گردد۔ باد کشد، روشنائی برباد رفت۔ اہل ایمان را پنج چیز زوال۔ ہرکہ این پنج رہ نہ بندد، راہ فقر نکشاید۔ آن پنج چیز کدام است؟ حواس خمسہ۔ این پنج دزد است در وجود رفیق نفس، سامعہ، باصرہ، ذائقہ، لامسہ، شامہ۔ از ہریکی توبہ باید کرد، چنانچہ توبۂ گوش و توبۂ چشم و توبۂ زبان و توبۂ دست و توبۂ پای۔ توبۂ گوش اینست آنچہ ناشنیدنی باشد نشنود و توبۂ چشم این است آنچہ نادیدنی باشد نہ بیند و توبۂ زبان اینست آنچہ ناگفتنی باشد نگوید و توبۂ دست آنست

وہ پوشیدہ طور پر مقام لامکان میں پہنچ جاتا ہے اور اس کا جسم اور جان یعنی وہ سراپا نور کی تجلی بن جاتا ہے۔

جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ کا یار بن جائے، تو اس کو نماز دائمی کے لیے ہوشیار ہونا چاہیے۔

اس کا جسم، اس کا سر اور اس کا دل سب کے سب اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔

اے باہُوؒ! وہ نماز ہم کو راز الٰہی میں لے گئی ہے۔ میں جان دے کر حضوری میں غرق ہو گیا ہوں۔

(یہ مراتب حضرت سلطان باہُوؒ کے حسب حال ہیں)

اگرچہ ان مراتب کو طے کر لے۔ تاہم ہر وقت ایک وقت سے دوسرے وقت تک نماز وقتی کا منتظر رہے۔ ورنہ اس کے مراتب سلب ہو جائیں گے اور مقام استدراج میں رہ جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

اے طالب! جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق بمنزلہ چراغ کے ہے۔ اور رجوعات خلق اور کشف و کرامات بمثل ہوا کے ہیں اور جو شخص اس چراغ کو شریعت کے گھر میں نہیں چھپائے گا، تو وہ عشق و محبت کا چراغ روشن نہ رہے گا۔ کیونکہ کشف و کرامات کی وہ ہوا اس کو بجھا دے گی۔ اہل ایمان کے لیے پانچ چیزیں ہیں جو اس کے لیے باعث زوال ہیں۔ تاوقتیکہ فقیر ان پانچ چیزوں کا راستہ بند نہ کرے تو اس پر راہِ فقر کشادہ نہیں ہو سکتی۔ وہ پانچ چیزیں کونسی ہیں؟ وہ پانچ چیزیں حواس خمسۂ ظاہری ہیں۔ یہ پانچوں حواس اس کے وجود میں جس میں اُس کا رفیق نفس بھی موجود ہے راہزن ہیں۔

اوّل سامعہ: دوم باصرہ، سوم ذائقہ: چہارم شامہ: پنجم لامسہ: ان تمام میں سے ہر ایک قوت سے جو گناہ ہو سکتے ہیں، ان سے توبہ کرنی چاہیے۔ مثلاً توبۂ گوش، توبۂ چشم، توبۂ زبان، توبۂ دست اور توبۂ پاؤں۔ توبۂ کان یہ ہے کہ جو باتیں کہ سننے کے قابل نہیں ہیں (اور شریعت ان سے مخالفت کرتی ہے) انہیں نہ سنے۔ اسی طرح توبۂ آنکھ یہ ہے کہ جن چیزوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے انہیں نہ دیکھے۔ اور توبۂ زبان یہ ہے کہ جو باتیں شریعت کے لحاظ سے نہ کہنے کے لائق ہیں انہیں زبان سے نہ نکالے اور توبۂ ہاتھ

آنچہ تا گرفتنی باشد نگیرد و قوبۂ پای اینست کہ آنچہ نارفتنی باشد نرود ۔ عالم فاضل قاضی مفتی بادشاہ ہزار تفحص موافق شرع شریف میکند، لیکن یک تفحص بانفس خویش تمام عمر نتوانند کرد۔ پس فقرا ؤ شب و روز در تفحص نفس محاسبہ و تفحص است۔ قاضی عشق بر نفس حکم کشتن سیفرماید و مفتی محبت گردن زدن نفس را و حاکم ذکر و فکر حکم قید بہ زنجیر اخلاص اللہ تعالیٰ فرمودہ و طوق بندگی شریعت متابعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اشارت بشارت شد۔ مرا از آن مردم عجب می آید کہ بانفس دیگر تفحص قید عذاب و بانفس خود بی تفحص خراب ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

سَيَأْتِي زَمَانٌ عَلٰى اُمَّتِي يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ وَيُصَلُّوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَيْسَ فِي قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانُ[1]

ہم پارسائی و علم بسیار خواندن فرض نیست و علم با عمل حاصل کردن و از گناہان باز آمدن فرض است و طاعت بسیار کردن فرض نیست۔ پارسائی و علم ہر آنکس دارد کہ خود را از گناہان باز دارد فرض است و اگر نہ کسیکہ تمام شب نماز کند و ہر روز روزہ دارد و از یک گناہ باز نیاید پس معصیتہا دوست دارد، ہیچ فائدہ نیست۔ پس معلوم (باد)[2] کہ از استاد طالب دنیا علم نخواند[3] کہ اَلصُّحْبَةُ مُؤَثِّرَةٌ واقع است ۔

قولہٗ تعالیٰ :

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ[4]

و از مرشد طالب دنیا آشنای بادشاہ و یا امرار ملوک باشد از و تلقین نباید گرفت کہ عاقبت در وجود او تاثیر البتہ خواہد شد ۔

---

[1] امام بخاری و مشکوٰۃ [2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی، ص ۱۴۱ : شد
[3] ایضاً، ص ۱۴۱ : نباید خواند [4] سورہ النحل ، ۱۲ : ۱۲۵

یہ ہے کہ جو چیزیں خلاف شرع ہوں، نہ پکڑے۔ اور نامحرم کو ہاتھ نہ لگائے۔ اور توبۂ پاؤں یہ ہے کہ جس جگہ شرع جانے کی اجازت نہیں دیتی، وہاں نہ جائے۔ (مقام تاسف ہے) عالم، فاضل، قاضی، مفتی، بادشاہ ہزاروں کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں لیکن اپنے ایک نفس سے محاسبہ کرنا اور اُسے مارنا تمام عمر نہیں کر سکے۔ (پس جس نے یہ کام کر لیا تو گویا اُس نے فقر کا میدان جیت لیا) اسی لیے فقراء شب و روز اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔ قاضی عشق اس پر قتل کا حکم دیتا ہے اور حاکم ذکر و فکر اللہ تعالیٰ کے اخلاص کی زنجیر میں باندھ کر اس کو قید کا حکم دیتا ہے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بندگی اور متابعت کا طوق اسکی گردن میں ڈالتی ہے۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنہوں نے اپنے نفس کو بے لگام چھوڑ رکھا ہے اور اسے محاسبہ سے آزاد کر رکھا ہے اور دوسروں کو نفس کشی و محافظت کا حکم دیتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔

"کہ میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئیگا کہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہوں گے۔ اور تلاوت قرآن مجید بھی کریں گے، مگر اُن کے دل ایمان سے خالی ہونگے"۔

بہت زیادہ پارسائی اور بہت زیادہ علم پڑھنا بھی فرض نہیں ہے، بلکہ علم با عمل حاصل کرنا اور گناہوں سے باز آنا فرض ہے۔ اور زیادہ عبادت کرنا کوئی فرض نہیں ہے۔ پارسائی اور علم اُس شخص پر فرض ہے جو گناہوں سے اپنے آپکو بچائے ورنہ اگر کوئی شخص تمام رات نمازیں پڑھتا رہے اور ہر روز روزہ رکھتا رہے اور ایک گناہ سے بھی باز نہ آئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں کو دوست رکھتا ہے۔

پس اتنی عبادت کی ہوئی اسے کچھ فائدہ نہ دے گی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ استاد اہل دنیا سے طالب کو علم حاصل نہ کرنا چاہیے، کیونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ؛

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ موعظت کے ساتھ دعوت دو"

اور اسی طرح مرشد طالب دنیا و آشنائے بادشاہ یا بادشاہوں کے امراء سے تلقین نہ لینی چاہیے، کیونکہ آخر کو وجود میں ضرور اسکا اثر پڑیگا۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

حُبُّ الدُّنْيَا ظُلْمَةٌ وَزِيْنَةٌ [له]

وزینت مراد دنیا ہر آنکس جوید کہ بی شرم باشد۔ اگر کسی طالب اللہ را گوید که دنیا قبول کن یا ترا گردن زنم۔ پس بہتر است کہ مرگ قبول کند، امّا دنیا قبول نکند، چراکہ دنیا مغضوبۂ خدا است یعنی دشمن خدا۔ ہر روز دنیا را ہزار بار حکم شود از اللہ تعالیٰ کہ ای دنیا! نزد دوستان من مرو و مباش و روی خود با ایشان زشت و قبیح و سیاہ و بد می نمائی۔ تو از و پرہیز باش تا از تو دل ترش و قطع باشند تا ترا نجویند و از تو تائب شوند و با تو مبتلا نباشند۔

کہ ای دنیا! من دوستان ترا نمی خواہم، تو دوستان مرا مخواہ۔ پس اہل علم کہ فائدۂ دنیا گرفت، فائدۂ دین از و برفت، زیرا کہ اگر کسی حیلہ کند کہ من برای مسلمانان و مستحقان و فقیران و مسکینان درم نگاہداشتہ ام، این ہمہ مکر و فریب است یعنی با فریب بسیار جمع شود۔ اہل دنیا از اطاعت ذکر فکر حلاوت نیابد۔

نظم

سہ طلاقش داد دنیا را رسولؐ	کی کند با سہ طلاقش زن قبول
یک طلاقش دو طلاقش سہ طلاق	ہر کہ دنیا نیک دارد در نفاق

○

بدانکہ سوال دو قسم است :

بہر حرام و بہر حلال ۔

لہ حدیث

چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"حبِ دنیا ظلمت اور زینت ہے"

اور زینت سے مراد دنیا ہے۔ جو شخص اس کی طلب رکھتا ہے، وہ بے شرم ہے۔ اگر کوئی شخص طالب اللہ سے کہے کہ تُو دُنیا قبول کر یا موت، پس اس کے لیے بہتر ہے کہ موت قبول کرے۔ مگر وہ دُنیا قبول نہ کرے۔ کیونکہ دنیا پر خدا کی طرف سے غضب ڈالا گیا ہے یعنی دشمن خدا ہے۔ دنیا کو خدا ئے تعالیٰ کی طرف سے ہر روز ہزار بار خطاب ہوتا ہے کہ اے دنیا! تو میرے دوستوں کے نزدیک مت جا، انہیں تُو اپنا مُنہ نہ دکھا۔ اُن کے سامنے سیاہ، بُری اور بدصورت بن جا۔ تو اُن سے پرہیز کر تاکہ وہ تجھ سے ترش رُو ہو کر تجھے نہ چاہیں اور تجھ سے قطع تعلق کرتے ہوئے تجھ سے تائب ہو جائیں۔ اور تیرے فریب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

اور اے دنیا! جس طرح میں تیرے دوستوں کو نہیں چاہتا، تو میرے دوستوں کو نہ چاہ۔ پس اہل علم دنیا دار، جو دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہیں، دین کا فائدہ اُن سے چلا جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص دنیا جمع کرنے کے لیے یہ حیلہ بنائے کہ مسلمانوں، مستحقوں، فقیروں اور مسکینوں کے لیے اس نے روپیہ پیسہ جمع کر رکھا ہے تو یہ سب مکر و فریب ہے، کیونکہ مکر و فریب کے ساتھ دُنیا بہت جمع ہو جاتی ہے۔ (ایسے) اہل دنیا عبادت ذکر و فکر سے کچھ حلاوت نہیں پاتے۔

نظم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو تین طلاقیں دیں، اور جس کو تین طلاقیں مل جائیں، وہ اُس عورت کو بحیثیت بیوی کب قبول کریگا؟

اور جس شخص نے اپنی سہ طلاق والی عورت کو پسند کر کے قبول کر لیا۔ تو سمجھ لیں کہ وہ دنیا کو اچھا خیال کرتا ہے اور اُس کے دل میں نفاق ہے۔

اے طالب! جان لے کہ سوال کی دو قسمیں ہیں۔

سوال کرنا حلال بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ سوال حرام کاری کے لیے حرام ہے، جس پر یہ حدیث شاہد ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَلسُّؤَالُ حَرَامٌ [1]

سوال شیطانی و سوال نفس ہوای شرب لذت دنیای فانی مانند این حرام است ۔ سوال حلال حلال است بطلب حلال ۔ سوال کہ از خدای تعالیٰ کند و سوالیکہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء اللہ عارف باللہ بجہت حسبۃ اللہ کند ۔ اگر سوال حرام بودی وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ [2] چرا خدای عزوجل فرمودی ۔ سوال فقیر اشتغال اللہ است و خواندن کلام اللہ حلال است ۔

اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ [3]

بدانکہ فقیر چہ صفت دارد ، دائم بانفس جنگ و جہاد و غزا بانفس کافر و نفس او جزع فزع و عاشق غازی با خدا راضی ۔ صاحب تفحص بانفس محاسبہ مفتی قاضی ۔ عاشق روز ازل قدر قضا طالب خدا با پاس انفاس ذکر اللہ ، از خدا یکدم نیست جدا ۔ آن را لازم است دریوزہ گدائی با دل صفا روا است ۔ کسیکہ این احوال ندارد ، گدائی برو حرام است حرام زادہ نفس پرست است ۔

بیت باہوؒ

باہر دری بانفس خود رسوا کنم ۔ نفس دشمن ما با او دشمنم

گدائی بر آن طالب اللہ روا است کہ از برای طلب دنیا علم نخواند برای اللہ خواند و بر وجود او ظاہر و باطن باشد ۔ ہر کہ علم را از برای دنیا و روزگار خواند بروی

[1] حدیث

[2] سورہ الضحیٰ ، ۹۳ : ۱۰

[3] نقل از جامع الصغیر وکبیر والتشرف

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" سوال کرنا حرام ہے ۔"

سوال شیطانی اور سوال نفسانی حرام ہیں ، کیونکہ یہ محض کھانے پینے اور لذت دنیائے فانی کے لیے ہیں ، چنانچہ یہ سوال حرام ہے اور سوال حلال کاموں کے لیے کرنا حلال ہے ۔ مثلاً جو سوال کہ خدائے تعالیٰ سے یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء اللہ و عارف باللہ سے محض لوجہ اللہ ہو جائز ہے ۔ اگر سوال کرنا (مطلقاً) حرام ہوتا تو خدائے بزرگ و برتر قرآن مجید میں یہ نہ فرماتے ۔

" اور سائل کو نہ جھڑکیں ۔"

اہل اللہ فقیر کا سوال اس لیے بھی حلال ہے کہ اس کا شغل ذکر اللہ تعالیٰ و تلاوت کلام اللہ ہر وقت رہتا ہے ۔ اور اس کے سوال کرنے پر یہ حدیث شاہد ہے ۔

" نیک کام کا راہ بتانے والا بھی گویا اس کا کرنے والا ہے ۔"

(اے طالب!) تو یہ جان لے کہ فقیر میں کیا صفات ہونی چاہئیں ۔ وہ ہمیشہ اپنے نفس کافر سے جنگ اور جہاد اور جدال کرنیوالا ہو ۔ اپنے نفس کی گریہ و زاری کی کوئی پرواہ نہ کرنے والا ہو ۔ وہ عاشق ، غازی اور خدا سے راضی رہنے والا ہو ۔ وہ مفتی قاضی بن کر نفس کا محاسبہ کرنیوالا ہو ۔ وہ طالب خدا روز ازل سے مقررہ شدہ قضا و قدر کا ماننے والا ہو ، اور ایکدم بھی پاس انفاس کے ذکر سے غافل نہ ہو ۔ ایسے شخص کے لیے جو صاحب صفائی قلب ہو ، گدائی کرنا جائز ہے ۔ اور جو شخص کہ یہ حال و احوال نہیں رکھتا ، ایسے شخص و فقیر کے لیے گدائی حرام ہے ، بلکہ وہ نفس پرست حرام زادہ ہے ۔

بیت باہوؒ

مجھے میرا نفس لوگوں کے دروازے پر ذلیل کرنے کے لیے پھراتا ہے ۔ میں نفس کا دشمن ہوں اور وہ میرا دشمن ہے ۔

فقیری اس طالب اللہ کے لیے روا ہے کہ جو دنیا کے حصول کے لیے علم نہ پڑھے ، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے لیے علم حاصل کرے ، ایسے فقیر کے وجود پر ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہے ۔ اور جو شخص دنیا کے روزگار کے لیے علم پڑھتا ہے ، اس پر

گدائی حرام است وسوال۔

قولہٗ تعالیٰ:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ[1]

وطالب اُو بخیل۔ ہر برزخ نود ونہ نام باری تعالیٰ طالب اللہ تصور کند کہ بر دل طالب محبت دنیا نماند۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ہر کہ نام باری تعالیٰ نود و نہ نام برزخ بہ بیند، صاحب محبت گردد صاحب شوق۔

قولہٗ تعالیٰ:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ[2]

بیت

باہوؒ الف اللہ کافی بس لقب اِمحو — ہر چہ خوانی غیر ہو زان دل بشو

برزخ الف۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

ابیات

باہوؒ از ذکر خدا ایمان ما — ذکر حاصل میشود از مصطفیٰؐ

[1] سورہ النساء ۴: ۷۷

[2] سورہ البقرہ ۲: ۲۵۵

گدائی (فقیری) وسوال کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے پیغمبرؐ! لوگوں سے فرما دیں کہ دنیا کی متاع چند روزہ ہے۔"

(اور علم دین بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے پڑھنا چاہیے، دنیا کے لیے نہ پڑھنا چاہیے)۔ جو شخص دُنیا کے لیے علم پڑھے گا وہ ضرور بخیل (اور شوم اور سخت دل) ہو گا۔ (اور طالب صادق کو چاہیے) کہ اسمائے الٰہیہ عالم برزخ کے ننانوے ناموں کا تصور ہمیشہ دل پر کیا کرے تاکہ اُن کے اثر سے اس کے دل سے دنیا کی محبت نہ رہے (اور مٹ جائے)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے اِن ننانوے ناموں کو بخیال و تصور عالم برزخ کے پڑھتا ہے، وہ صاحب محبت و شوق و اشتیاق ہو جاتا ہے۔

باری تعالیٰ فرماتا ہے:

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ اور قائم ہے۔"

بیت

اے باہوؒ! اسم اللہ کا الف ہی کافی ہوتا ہے۔ بس یعنی اس کے علاوہ اور کسی چیز کی خواہش نہ کر۔ اور اللہ کے سوا جو کچھ تُو پڑھتا ہے، اسے دل سے دھو ڈال یعنی مٹا دے۔

برزخ اسم اللہ دونوں جہان کا راہنما ہے۔ (اور یہی عین معرفت ہے کہ دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے) اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

ابیات

اے باہوؒ! اللہ کا ذکر ہمارا ایمان ہے۔ اور ذکر خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔

میخواستم کہ رفتہ کنم کعبہ را طواف	کعبہ دوام حاضر است آں راکہ قلب صاف
کعبہ جواب داد بما دل بیار صاف	آنست صاف دل کہ کند نفس را خلاف

قولہٗ تعالیٰ :

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ [1]

شرح بہ تعلیم تعلیم شرح کلمۂ طیبہ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [2]

پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ بعد از نماز بامداد بلند مدّ کشد کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، حرام شود بر او آتش دوزخ۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ہر کہ بگوید کلمۂ طیبہ مر [3] بہشت بہای اوست۔ پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بیست و چہار حرف است و شب و روز بیست و چہار ساعت است۔ چون بندہ بگوید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہر حرف گناہ ہر ساعتی بسوزد، چنانچہ می سوزد آتش ہیزم را۔ پیغمبر علیہ السلام فرمود کہ رب العزت میگوید کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حصار من است۔ ہر کہ در حصار من در آید، امین گردد از عذاب من۔ پیغمبر علیہ السلام فرمود ہر کہ بگوید در یک مجلس چہل بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ آمرزیدہ شود گناہان او ہفتاد سال۔ کہ کلمۂ طیبہ چنین است کہ علم ابتدا و انتہاء تمامی بدین است۔ ہمہ درین است و دیگر کتب ہمہ شرح اوست۔ دوست تو ست از آئینۂ دل بخواہ و بجو آئینہ ای کہ زنگاری کدورت آلودگی روسیاہ باشد، ازان ہیچ تجلی انوار نمودار نماید پس بی کدورت دل صفا باید۔ در دل صفا بد خطرات نیاید۔

ہر کہ صد بار بخواند لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم در مدت

[1] سورہ العلق ۹۶: ۵ [2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۴۱ ; بر [3] حدیث متفق علیہ بحر الاسرار جامع الترمذی

میں نے چاہا کہ (مکہ معظمہ) جا کر کعبہ کا طواف کروں، مگر کعبہ تو ہمیشہ اس دل میں حاضر ہے جس کا کہ دل صاف ہے۔

کعبہ نے مجھے جواب دیا کہ صاف دل لا۔ اور صاف دل وہ ہے جو کہ نفس کی مخالفت کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا"

انسان کو علوم کے تمام رموز کلمۂ طیبہ سے حاصل ہوتے ہیں، بلکہ یہ تمام علوم کلمۂ طیبہ کی شرح ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو افضل ذکر فرمایا ہے۔ اور جو شخص کہ صبح کی نماز کے بعد کلمۂ طیبہ کو بآواز بلند جذبہ و خلوص کے ساتھ پڑھتا ہے، اس پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: جو کوئی کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے بالخصوص بہشت اس کی جزا ہے۔

نیز آپؐ نے فرمایا کہ کلمۂ طیبہ کے چوبیس حروف ہیں اور شب و روز کی ساعتیں بھی چوبیس ہیں، جب بندہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے، تو ہر حرف کے بدلے ایک ساعت کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ جس طرح کہ آگ خشک لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کلمۂ طیبہ میرا قلعہ ہے جو کوئی میرے قلعہ میں آجاتا ہے، وہ میرے عذاب سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی ایک نشست میں کلمۂ طیبہ چالیس بار پڑھتا ہے اس کے ستر برس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ کلمۂ طیبہ پر تمام علوم کی ابتدا ہے اور اسی کلمۂ طیبہ پر سب علوم کی انتہاء ہے۔ اور اسی پر دین و ایمان کی ابتداء و انتہا ہے اور دیگر تمام کتابیں (فقر کے نزدیک) اسی کلمۂ طیبہ کی شرح ہیں۔ دوست تیرے ہمراہ ہے۔ تو دل کا آئینہ چاہ اور تلاش کر، کیونکہ جس کے دل کے آئینہ میں زنگار و کدورت ہو گی، اس دل سے کبھی تجلیات و انوار رونما نہیں ہو سکتے۔ پس دل بے کدورت اور صاف رہنا چاہیے۔ اور صاف و بے کدورت دل میں بد خطرات پیدا نہیں ہوتے۔

جو شخص کہ عمر بھر میں صرف سو دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے،

عمر خود، حق تعالیٰ ہفت اندام او را بر آتش دوزخ حرام گرداند۔ چون بندہ کلمہ طیبہ اعظم بگوید،
کلمہ رفتہ ستون عرش را بجنباند، فرمان شود یا ستون ساکن شو۔ ستون گوید خداوندا چگونہ
ساکن شوم کہ گویندۂ این کلمہ را نیامرزی۔ فرمان شود کہ آمرزیدہ ام۔ کلمہ کلید بہشت است
فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، ہر کہ بسیار بگوید کلمہ طیبہ آتش دوزخ او را نسوزد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

قَائِلُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَثِیْرٌ وَّالْمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ وَمَنْ قَالَ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مُّخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ
وَّبِلَا عَذَابٍ [1]

بدانکہ اگر کسی را تصدیق دل نباشد، اقرار زبان بہ ہیچ کار نباید۔

حدیث

اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ [2]

چنانچہ ضرب بر مہر روپیہ [3] درست نوشتہ است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰہِ واندرون کذب زر سیم باشد [4] آن را در آتش اندازند و باز از آتش بیرون کنند، اگر
اندرون راستی است، در انداختن آب فریاد کند و اگر دروغی است شرمندہ و خاموش رنگ
سیاہ شود۔ پس مدار ہمہ گو بندہ بر تصدیق قلب و تصدیق قلب از کجا حاصل شود؟

---

۱ حدیث: نقل از مرضیہ
۲ حدیث
۳ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۴
۴ ایضاً۔

حق تعالیٰ اس کے جسم کے سات حصوں پر دوزخ کی آگ حرام کر دیگا۔ جب کوئی کلمہ شریف
پڑھتا ہے تو وہ اوپر جا کر عرش کے ستونوں کو ہلاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے ستون!
ساکن ہو جا۔ ستون عرض کرتا ہے۔ اے پروردگار! میں کس طرح ساکن ہو جاؤں، اس کلمہ کے
پڑھنے والے کو بخش دے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے بخش دیا ہے۔

کلمہ شریف بہشت کی کنجی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی کلمہ طیبہ کا ورد بہت زیادہ کرتا ہے، دوزخ کی آگ اُسے نہیں جلائے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والے بہت زیادہ ہیں اور مخلص تھوڑے ہیں۔ اور جنہوں
نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اخلاص و صدق دل سے پڑھا۔ وہ بغیر حساب اور عذاب کے بہشت
میں داخل ہوں گے۔

اے طالب! جان لے اگر کوئی شخص صرف زبانی کلمہ پڑھتا ہے اور دل میں تصدیق
نہیں کرتا، تو اس کو یہ کلمہ شریف کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ (تصدیق دل اور زبان سے اقرار
کرنا دونوں لازمی ہیں، چونکہ ایمان کا دارومدار انہی پر ہے)

حدیث شریف میں "زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنی چاہیے آیا ہے"۔ (اگر
ایسا نہیں تو کچھ نہیں)

مثلاً روپیہ کی مہر پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی ضرب صحیح اور درست
لکھی ہو، مگر اندر سونا چاندی جھوٹا اور کھوٹا ہو، تو اس کو آگ میں ڈالتے ہیں اور پھر آگ سے
باہر نکالتے ہیں اور اگر اندر راستی ہے، تو وہ پانی میں فریاد کرے گا اور اگر جھوٹ ہوا، تو
خاموش ہو کر روسیاہ اور شرمسار رہے گا۔ ایسا ہی اگر کوئی شخص کتنی مرتبہ ہی کلمہ شریف
کو ظاہری زبان سے پڑھتا رہے اور اندرونی حالت کو خراب و دروغ پر رکھے تو اس
کو بروز حشر مالک حقیقی کے سامنے بجز ندامت اور روسیاہی کے کیا حاصل ہوگا۔ اور
اگر روپیہ سونا چاندی کا اندرونی حال ٹھیک ہوتا ہے تو پانی کی برداشت بھی نہیں کر
سکتا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں تو جب اس کو آگ سے نکال تو پھر اس کو پانی میں ڈالو تو بجز
خاموشی و سیاہ رنگت کے اُس سے کچھ نظر نہیں آئے گا، غرضیکہ تمام امور کی بنیاد تصدیق
قلب پر ہے۔ اور تصدیق قلب کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ ———— ذکر قلبی

از ذکر قلب. ذکر قلب از کجا حاصل شود؟[1] از شیخ مرشد واصل. شیخ واصل کرا گویند؟

اَلشَّیْخُ یُحْیِيْ وَیُمِیْتُ یُحْیِيْ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ ۔

یحی القلب چہ طور معلوم شود؟ چنانچہ لقمۂ گوشت زبان است۔ ہمچنان قلب نیز لقمۂ گوشت است۔ چنانچہ زبان بگوید بآواز بلند اسم اللہ، قلب نیز ہمچنان بگوید۔ بگوش خود بشنود و ہمہ یاران او بشنوند۔ امّا شیخ (باین شرط)[2] باشد۔

یُحْیِيْ السُّنَّةَ وَیُمِیْتُ الْبِدْعَةَ ط

دلیکہ ہنوز حبِّ دنیا شغل شہوات بلذات نفس آلودہ باشد، از مردار دنیا باز نگردد وصیقل ذکر اللہ بر آن دل شود کہ طالب مولیٰ باشد و مرشد نیز صفت مولیٰ دارد۔

قَالَ حَضْرَتُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :۔

مَنْ تَعَلَّمَنِيْ حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَائِيْ[3] ط

پس آن حرف علیحدہ در قرآن کتاب تحریر نیست۔ کسی کہ آن حرف داند، درمیان بندہ وخدا ہیچ پردہ و حجاب نماند۔ امّا صاحب علم قدر دان باشد کہ موافق نص وحدیث متابعت راہ پیغمبری رود۔ مرد آنست کسی کہ در مقام لاہوت باطن تمام گردد و در شریعت تمام باشد۔ چنانچہ یک موی خلاف شریعت نورزد۔ برزخ طرفۃ العین صاحب برزخ ہادی رہبر شناسد۔ اینست کسی را کہ شوق تاثیر اسم اللہ شود، آن را خوش نیاید غیر ماسوی اللہ۔ کسی را کہ تاثیر ذکر اسم ہو شود انس گرفت با ہو، از مردم غیر ماسوی اللہ وحشت گیرد،[4] چنانچہ آہو ہم محبت[5] آہو، با ہو ہم جلیس با ہو۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۴۔

[2] ایضاً۔ [3] نقل از شامی

[4] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۴

[5] ایضاً، ص ۴۵: صحبت۔

سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر و فکر قلبی شیخ و مرشد سے حاصل ہوتا ہے۔ واصل (باللہ) اور شیخ (کامل) کس کو کہتے ہیں؟ (اسکی صفت یہ ہوتی ہے) ۔

"جو دل زندہ کرے اور نفس کو مارے۔"

یحی القلب کس طرح معلوم ہوتا ہے؟ جس طرح زبان گوشت کا ایک عضو ہے۔ یہی حال دل کا ہے۔ دل بھی (اعضائے جسمانی میں سے) گوشت کا ایک عضو ہے جس طرح زبان بلند آواز سے کلمۂ طیبہ پڑھتی ہے۔ دل بھی اسی طرح آواز سے کلمہ طیبہ کہنے لگتا ہے۔ اور وہ خود سنتا ہے اور اس کے پاس کے تمام لوگ بھی۔ مگر بشرطیکہ یہ صفت شیخ کی بھی ہو:

"سنت نبویؐ کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹا دے۔"

وہ دل جو اب بھی حب دنیا اور شغل شہوات ولذات نفسانی میں آلودہ ہوا ہو اور مردار دنیا سے باز نہ آتا ہو، تو اس دل کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر صیقل ہے، بشرطیکہ وہ طالب مولیٰ ہو، اور مرشد بھی خدائی صفات رکھتا ہو۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا ہو، وہ میرا آقا ہے۔" (اس سے یہی تلقین مراد ہے)

پس وہ حرف (تلقین) علیحدہ قرآن اور کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے (یہ تلقین خاص مرشد سے ہی حاصل ہوتی ہے) جو شخص کہ وہ حرف جان لیتا ہے، تو پھر خدا اور بندے کے درمیان سے پردہ و حجاب اٹھ جاتا ہے۔ مگر صاحب علم قدر دان ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث کے مطابق راہ پیغمبری کی متابعت میں چلتا ہے۔ مگر جوانمرد وہ ہے کہ باطنی مقامات کو طے کر کے مقام لاہوت کو حاصل کر لیتا ہے اور شریعت محمدیؐ کو تمام کرتا ہے، چنانچہ سر مو شریعت کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے چونکہ اس کی خاص نظر ہر وقت عالم برزخ پر ہوتی ہے۔ برزخ اسم اللہ اس شخص کے لیے ہادی ہے کہ جسے ذکر اسم اللہ تعالیٰ سے شوق واشتیاق ہو۔ جب ذکر اسم اللہ کی تاثیر ہو جاتی ہے تو ماسوائے اللہ اسے خوش نہیں آتا۔ صرف ذات الٰہی سے مانوس اور ماسوائے سے وحشتناک ہوتا ہے۔ جیسا کہ آہو (ہرن) کی محبت اور صحبت ہرن سے ہوتی ہے اور ہو کی ہو سے یا باہو کی مجلس ہو سے ہوتی ہے۔ یعنی اُسکے ساتھ کند ہم جنس باہم جنس پرواز والا معاملہ بن جاتا ہے۔

بدانکہ دوست خدا اہل ذکر اللہ فقیر فنا فی اللہ از اہل عیال وخانمان وفرزند وا مادر پدر خویش[1] آشنا برادر خویش مونس جان است[2] از مال درم ودنیا فانی این ہمہ در نظرش مقام تماشگاہ است کہ آنرا بر عرصات نگاہ است. ہیچ خوش نباید مراتب جاہ. فقر لازوال[3] لامراتب ولاملک است۔

قولہٗ تعالیٰ:

لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا[3]

نقیر بجز اللہ تعالیٰ چیزی را کہ ملک خود گوید[4] وجای نشست وآرامگاہ خویش داند، مطلق کافر گردد[5] وبہرہ از درویشی وفقر نیابد۔ ای (ولد) آدم[6] از سگ کمتر باش کہ سگ ملک وساکنت ندارد۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ[7]

پس سجدہ گاہ[8] لاملک وفقیر اہل اللہ لاملک سجدۂ[9] خاص خدا ست۔

قولہٗ تعالیٰ:

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ[10] لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوَ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ جلّ شانہٗ

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۵: صحبت [2] ایضاً

[3] سورہ النبا، ۷۸: ۳۷ [4] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۵

[5] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۵ [6] ایضاً

[7] حدیث [8] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۵

[9] ایضاً، سجدہ گاہ [10] سورہ البقرہ، ۲: ۳۰

(اے طالب!) جان لے کہ خدا کے دوست اہل ذکر اللہ اور فقیران فنا فی اللہ ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے اہل وعیال، خاندان، اولاد، والدین، آشنا، بھائی جو کہ اُسکے مونس جان ہیں، اور مال واسباب، درم ودینار ودنیائے فانی ان سب کو بہ نظر تماشہ دیکھتے ہیں، اور یہ چیزیں اُن کے لیے تماشہ گاہ ہیں۔ اور ان اشیاء میں سے کسی چیز کو محبت اور خوشی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، انہیں یہ چیزیں بالکل نہیں بھاتیں۔ انکو مراتب و جاہ سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔ فقر لازوال دولت ہے۔ نہ انہیں مراتب پسند ہیں۔ اور نہ ہی ان لوگوں کو کوئی ملکیت حاصل ہونے سے خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ اُن کی نظر میں صرف اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور کسی کی ملکیت نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"قیامت کے دن بڑے بڑوں کو بھی مخاطب ہونے کی جرأت نہ ہوگی"۔

(پس) فقیر اگر اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی چیز کو (باوجود فقیر ہونے کے) اپنی ملکیت کہتا ہے، اور اُسے اپنی نشستگاہ اور آرامگاہ سمجھتا ہے، تو وہ (ایسا کہنے سے) پورا کافر ہوجاتا ہے اور وہ فقر ودرویشی سے کچھ حصہ نہیں پاتا ہے۔ اے ابن آدم! کُتّے سے بھی کمتر ہوجا، کیونکہ کتا (جو ایک ادنیٰ درجہ کا جانور ہے) کوئی ملکیت اور سکونت نہیں رکھتا (یعنی طالب مولیٰ کو چاہیے کہ وہ ایک ادنیٰ جانور سے ہی اس کی یہ خصلت حاصل کرے۔ اور اپنے آپ کو اس حدیث کا مصداق بنالے)۔

حدیث

"وقف (جائیداد) کسی کی ملکیت نہیں ہوتی"۔

اور جیسا کہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، ویسا ہی فقیر بھی ہر ایک چیز کی ملکیت سے آزاد ہوتا ہے۔ اور سجدہ گاہ وخانۂ خدا ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"بیشک مجھ کو معلوم ہے، جو تم نہیں جانتے"۔

دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کچھ نہیں۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ جلّ جلالہٗ

باب نہم

در ذکر شرب و حقایق اولیاء اللہ و ترک ماسوی اللہ

قَوْلُہٗ تعالیٰ :

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی [1]

بدانکہ اہل شرب با شیطان اہل قرب است۔ ہر کہ نوشد اُمّ الخبائث۔ در ہر دو جہان خراب۔ می محبت حق تعالیٰ باید ساقی حوض کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل شرب از آن محروم۔ ہر کہ شراب نوشد پنج بار در خانہ کعبہ با مادر خود زنا کردہ باشد۔ لعنت اللہ است بر اُو ہفتاد و پنج بار۔ ہر کہ خورد بہنگیم مرد احمق نافہیم۔ ہر کہ شرب کند پوست، خدا را دشمن و با ابلیس دوست۔ ہر کہ کشد تمباکو دود رسم کفاران یہود، آن نیز مراتب نمردد۔ ہر کہ شرب کند بوزہ، از دبیزار نماز و روزہ۔ دنیا کفر سرد است و اہل شرب را سرود لب بسیار خوش آید کافران پیش بتان (سجدہ [2]) سرود کنند۔ این ہمہ کذاب و دروغی و اہل استدراج اند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلْکَذَّابُ لَا اُمَّتِیْ [3]

[1] سورہ النسآء ، ۴ : ۴۳

[2] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، جلد دوم ، ص ۴۶

[3] حدیث

باب نہم

شراب کے ذکر اور حقایق اولیاء اللہ اور ترک ماسوی اللہ کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"نہ جاؤ قریب نماز کے جب کہ تم نشے کی حالت میں ہو۔"

جاننا چاہیے کہ جو لوگ شراب پیتے ہیں وہ شیطان کے قریب ہیں (اور) جو کوئی اُمّ الخبائث کو پیتا ہے وہ دونوں جہان میں ذلیل و خراب ہوتا ہے (اس لیے کہ یہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے، اسی لیے اس کو اُمّ الخبائث کہا جاتا ہے) (اور طالب کو) چاہیے کہ شراب محبت و عشق الٰہی پیا کرے اور یہ شراب ساقی کوثر آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر نوش کیا کرے۔ اور جس شخص نے شراب محبت و عشق پی، اس کو بروز حشر نبی علیہ السلام حوض کوثر سے شراب طہوریٰ پلائیں گے اور جس شخص نے دنیا کی شراب پی، وہ اس شراب حوض کوثر سے محروم رہیں گے۔ اس دنیا کے شراب پینے والے شراب طہوریٰ سے محروم ہیں۔ جو شخص (اس دنیا کی) شراب پیتا ہے وہ سمجھ لے کہ میں نے اپنی والدہ کے ساتھ خانہ کعبہ میں پانچ دفعہ زنا کیا ہے۔ ایسے شخص پر اللہ کی ہزار بار لعنت ہے۔ اور جو کوئی افیون استعمال کرتا ہے، وہ بے عقل اور احمق ہے۔ اور جو کوئی پوست استعمال کرتا ہے، وہ خدا کا دشمن اور شیطان کا دوست ہے اور جو کوئی تمباکو پیتا ہے جو یہود و کفار کی رسم ہے۔ وہ بھی نمرود و مردود کے درجے میں ہے۔ اور جو کوئی جو کی شراب پیتا ہے، اس سے نماز اور روزہ بیزار ہے۔ (یعنی جو لوگ نشہ دار چیزیں استعمال کرتے ہیں، ان سے اکثر اوقات نماز و روزہ وغیرہ (احکام شرعیہ) ترک ہو جاتے ہیں اور گناہوں کے کام میں مبتلا ہو جاتے ہیں) دنیا کفر و سرود کی جگہ ہے۔ اور شرابیوں کو گانا بجانا بہت پسند آتا ہے۔ اور کافر لوگ بتوں کے سامنے سجدہ کرتے اور ناچتے گاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں کذب، جھوٹ اور استدراج ہیں۔ حدیث میں آیا ہے :

"جھوٹا شخص میری امت میں سے نہیں۔"

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اِنِّیْ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِلَّا مِنْ ضُعْفِ الْیَقِیْنِ[1]

بیت باہوؒ

باسرودی اہل شربان لعنتی بربادِ او   فاسقان ہم بی نمازان خوک و خرآن را بگو

بدان با اہل شیطان ہمنشین مباش۔ بدانکہ سرود و رقص ہر دو بہ عکس اند۔ رقص روا[2] برای آن فقرا کہ فنا از نفس و ہوا۔ غرق بتوحید خدا۔ مستی سرود شیطان بردو بی سرود یا رقص مستی ذکر اللہ بعشق محبت حاصل شود۔ رقص بر آن (فقیر)[3] لازم است اول کسی کہ سماع شروع کند و درویش فقیر در رقص در آید۔ اول از گرمی ذکر اللہ آنرا تاثیر تپ شود۔ اگر وقت اصلی است با ہمون تپ ہمان دم بیفتد و بمیرد و اگر وقت خاص است، ہیچ در جنبش نیاید۔ بیفتد و جان بدن او سرد گردد۔ گویکہ مُردہ باز باشعور شود و اگر وقت کمترین است، اوّل از دھن او دُود بر آید، چنانچہ از آتش۔ بعد ازان نار اللہ برخیزد۔ چنانچہ آتش تیز تمام وجود او بسوزد و خاکستر شود و در آن خاکستر یک لقمہ گوشت پیدا شود۔ باز ہمون گوشت در جنبش ذکر اللہ در آید و باز صورت درست شود، چنانچہ بود یا آنکہ وقت رقص ذکر اللہ پارچہ بدن ہمہ سوختہ گردد و پارچہ دیگر پوشد، ہر کرا از اہل اللہ رقص این احوال نیست۔ در بادیہ ضلال[4] است دشتر شیطان است نعوذ باللہ منہا۔

دیگر باقی کسی را کہ سُکر مستی الٰہی است، آنرا مستی دیگر چہ در کار، پس معلوم شد کہ

---

[1] حدیث

[2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۶

[3] ایضاً

[4] ایضاً، ص ۴۶ : زوال

دوسری حدیث میں آتا ہے :

"میں نہیں خوف کرتا اپنی اُمّت پر مگر یقین کی کمزوری کا۔"

بیت باہوؒ

شراب پینے والوں اور گانے بجانے والوں پر لعنت ہو۔ فاسقوں اور بے نمازوں کو سؤر اور گدھے کہنا چاہیے۔

اے طالب! جان لے کہ ان شیطان سیرت لوگوں کے ساتھ ہمنشینی نہ کر اور جان لے کہ رقص و سرود و سرود (ایمان) کے برعکس ہیں۔ رقص و سرود ان فقراء کے لیے روا ہے جو نفس و ہوا سے گزر کر مقام فنا میں پہنچے ہوں۔ اور توحید خدا میں غرق ہو گئے۔ مستی و سرود سرود شیطانی فعل ہیں۔ ذکر اللہ بغیر سرود یا رقص و مستی کے عشق و محبت سے حاصل ہوتا ہے۔ رقص اس فقیر پر لازم ہے۔ جس کی یہ تین حالتیں ہوں۔ اوّل وہ شخص جو سماع شروع کرے۔ اور درویش فقیر رقص میں آجائے اور تاثیر ذکر اسم اللہ اور اس کی گرمی سے فقیر کے وجود میں تپ پیدا ہوتا ہے۔ اگر تو وقت اصلی ہے، تو اسی تپ سے اُسی وقت گر کر مر جاتا ہے اور اگر وقت خاص ہے تو وہ مطلق جنبش نہیں کرتا اور گرتے ہی اس کا بدن و جان سرد ہو جاتی ہیں۔ اور ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ جان بحق ہو چکا ہے۔ (اور کچھ دیر بعد) پھر باشعور ہو جاتا ہے۔ اور بعض وقت اس کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ پہلے اس کے مُنہ سے دھواں نکلتا ہے، جس طرح کہ آگ سے نکلتا ہے۔ اس کے بعد ذکر اللہ کی تیز آگ اس کے وجود میں پیدا ہوتی ہے، جس سے وہ جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اسی خاک میں ایک لقمہ گوشت پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہی گوشت ذکر اللہ کی وجہ سے جنبش میں آتا ہے اور پھر اپنی پہلی صورت میں آجاتا ہے، جیسا کہ تھا۔ یا یہ کہ رقص کے وقت اسم اللہ کی گرمی سے جسم کے کپڑے تمام جل جاتے ہیں اور پھر وہ دوسرے کپڑے پہنتا ہے۔ جس کسی (فقیر) کو رقص میں یہ حال احوال حاصل نہیں ہیں، وہ ابھی تک گمراہی کے بیابان میں ہے اور نفس شیطان کے مکر و فریب میں پھنسا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

پھر جس شخص کو سُکر و مستی ذکر الٰہی سے حاصل ہو، اس کو دوسری مستی حاصل

اہل شرب از مستی وحق[1] بی نصیب اند۔ جرعہ ای ازان مستی الست نچشیدہ اند بحقیقت حق نرسیدہ اند۔ ناتراشیدہ اند و آتش دوزخ برای خود بدست خود خریدہ اند و از دین محمدی خود را بخود بریدہ اند کہ نظارہ بازی طفلان محض۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِنِّي أَخَافُ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ[2]

کہ اہل بدعت بی نماز را ذکر فکر قبول نیست۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ[3]

باقی مراتب طی سیر۔ اگر بر روی آب روی خسی و اگر بپری مگسی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را رضامند بکن آنگاہ کسی۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ہمہ ہوس۔ (بشنو[4]) بدانکہ از حاصلیت دنیا (نصیب[5]) دونان است و دنیا ذلت جاودان است کہ دنیا درم ملک شیطان است و اہل دنیا از برای دنیا چہ پریشان است، پس اہل فقر را با خدا عزوجل ہمچنان است اخلاص۔ چنانچہ اہل دنیا را با شیطان است۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۶ : زوال

[2] حدیث

[3] سورہ آل عمران، ۳ : ۳۱

[4] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۷

[5] ایضاً۔

کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پس معلوم ہوا کہ اہل شرب و مستی ذکر اللہ سے بے نصیب ہیں۔ انہوں نے مست الست کی شراب سے ایک گھونٹ بھی نہیں پی ہے۔ اور حقیقت حق تک نہیں پہنچے ہیں۔ وہ ناہنجار ہیں۔ اور انہوں نے اپنے لیے دوزخ کی آگ اپنے ہاتھوں سے خریدی ہے۔ اور اپنے آپ کو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو گئے ہیں اور محض طفل بازی کے حال میں پڑ گئے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"میں نہیں خوف کرتا اپنی امت پر مگر یہ کہ قوم لوط کا عمل یہ نہ شروع کر دے"۔

کیونکہ اہل بدعت و بے نمازوں کا ذکر فکر قبول نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اے میرے حبیب! لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تمہیں دوست رکھے گا"۔

بغیر اتباع شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مشقت اور ریاضت کسی کام کی نہیں ہے۔ اگر ایسا فقیر پانی پر چلتا ہو تو جان لو کہ وہ خس و خاشاک ہے اور اگر ہوا میں اڑتا ہو تو سمجھ لو کہ گویا وہ مکھی ہے۔ (اس سے زیادہ اس کی وقعت نہیں)۔ اے طالب فقیر! اللہ اور رسول ﷺ کو راضی کر اور دنیائے دوں کو چھوڑ دے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اے طالب مولیٰ! غور سے سن اور جان لے کہ دنیائے دوں کم ہمت لوگوں کا حصہ ہے۔ اور دنیا ہمیشہ کی ذلت ہے، کیونکہ درہم دنیا شیطان کی ملکیت ہے۔ اور جس طرح اہل دنیا مال و دولت کے لیے پریشان رہتے ہیں، اسی طرح فقیر لوگ خدائے بزرگ و برتر کے دیدار کے لیے پریشان حال رہتے ہیں۔ اس راستہ کو طے کرنے کے لیے طالب کو اخلاص نیت چاہیے۔ اور جیسا کہ اہل دنیا شیطان کی پیروی میں اپنی جان کو جلاتے ہیں۔ ایسا ہی کم از کم فقیر طالب کو چاہیے کہ وہ باری تعالیٰ کے حکم کے آگے اپنی جان کو قربان کر دے اور نفسانی و شیطانی خواہشات کو مطلقاً اپنے اوپر حرام سمجھے۔

قولہ تعالیٰ :

یَا بَنِیْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝[1]

عجب است کہ با خدا دشمن و با دنیا و شیطان دوست[2] یقین۔ نعوذ باللّٰہ منہا۔ کہ دنیا نام تمام پریشان است و دوستان خود را نیز پریشان کند و شیطان نام شر است و دوستان خود را در بدی شر اندازد و اسم اللّٰہ نام تمام جمعیت است و دوستان خود را در ہر دو جہان جمعیت بخشد۔ سبحان اللّٰہ! مردم از دوست بگریزند و با وسوسہ خطرات آمیزند و در خواب غفلت و با حرص می خیزند۔ گر و بندہ ہر ذرہ حساب است[3]۔ و مردم در قصاب[4] است۔ حرص دنیا آخر عذاب است۔ و اہل خراب است۔

باہُوؒ! اہل دنیا بی خرد است کہ شب و روز درم و دنیا با ایشان تسبیح[5] و ورد است۔ درم و دنیا با اہل دنیا ہمچنان است۔ چنانچہ کسی را مطلوب مقصود معبود۔ اہل دنیا طالب دنیا مردود و اہل دنیا را لذت احتلام است و بر مردان خدای تعالیٰ لذت دنیا حرام است۔ دنیا زن بی حیا است و طالب دنیا زن بی وفا است۔

ابیات باہُوؒ

زن ساجدہ یا ذاکرہ صاحب سجود　　از زنان پرہیز باشی نیست سود

باہُوؒ اگرچہ دنیا ز نقش و نگار است　　ہمچوں زیبا و چنانچہ پوست مار است

باہُوؒ اگرچہ دنیا نقد و زر است۔ طالب دنیا سگ گاؤ خر است۔ طالب مولیٰ از ان بی خبر است۔

---

[1] سورۃ یٰسین ، ۳۶ : ۶۰

[2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ، ص ۷۴

[3] ایضاً ، گر و بندہ ہر ذرہ حساب است [4] ایضاً ، کذاب [5] ایضاً۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"اے بنی آدم! تم ہرگز شیطان کی پیروی نہ کرنا ، وہ تمہارا صریح دشمن ہے"۔

ان لوگوں پر بڑا تعجب ہے ، جو کہ خدا اور رسولؐ سے تو یقیناً دشمنی رکھتے ہیں اور نفس و شیطان اور دنیا کو از حد دوست رکھتے ہیں ، نعوذ باللہ منہا۔ حالانکہ دنیا نام ہی تمام پریشانیوں کا ہے۔ اور یہ (دنیا) اپنے دوستوں کو بھی پریشان کرتی ہے۔ اور شر شیطان لعین کا نام ہے اور یہ اپنے دوستوں کو بلائے شر میں مبتلا کرتا ہے اور اسم اللہ مکمل دلجمعی کا نام ہے اور اپنے دوستوں یعنی اہل ذکر کو دونوں جہان میں دلجمعی بخشتا ہے۔ تعجب ہے کہ لوگ دوست اللہ تعالیٰ کے نام سے گریز کرتے ہیں اور خطرات و وسوسہ شیطانی میں پڑ جاتے ہیں اور خواب غفلت و حرص میں مبتلا ہو جاتے ہیں (انکو معلوم نہیں ، کہ قیامت کے روز ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا اور لوگ دروغ گوئی میں لگے ہوئے ہیں۔ حرص دنیا کا انجام عذاب ہے اور ذلت ہے۔

اے باہُوؒ! اہل دنیا بیوقوف ہیں کہ شب و روز مال و دولت دنیا انکی تسبیح و ورد ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ دنیادار لوگ دنیا ہی کو اپنا مقصود و معبود سمجھتے ہیں۔ اہل دنیا اور طالب دنیا مردود ہے اور اہل دنیا کے لیے یہ درم و دنیا احتلام کی لذت رکھتی ہے ، مگر اہل اللہ کے نزدیک دنیا کی لذات حرام ہیں۔ دنیا کی مثال ایک بے حیا عورت کی ہے اور طالب دنیا کی مثال ایک بے وفا عورت کی ہے۔

ابیات باہُوؒ

اے باہُوؒ! عورت سجدہ کرنے والی یا ذکر کرنے والی صاحب سجود یعنی عابدہ اور زاہدہ ہی کیوں نہ ہو ، تجھے چاہیے کہ عورتوں (کی صحبت) سے پرہیز کرے۔ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

باہُوؒ! اگرچہ دنیا بڑی خوبصورت اور زیبا ہے ، مگر اس کی خوبصورتی ایسی ہی ہے جیسے سانپ کی کھال پر نقش و نگار ہوتے ہیں۔

باہُوؒ! اگرچہ دنیا نقد و زر ہے ، لیکن اس کا طالب گائے ، گدھا اور کتا ہے۔ اور طالب مولیٰ اس کو کچھ جانتا ہی نہیں۔ (یعنی طالب مولیٰ دنیا کو کوئی وقعت ہی نہیں دیتا)

بدانکہ فقیری و درویشی نام بزرگیست . خدای تعالیٰ فقیری و درویشی ہیچ کس راند ہد بجز پیغمبران و اولیا و بزرگان و اہل دین صاحبِ صدق خاص الیقین ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ [1]

بدانکہ دنیا چیست ؟ و کرا گویند . دنیا آنست کہ بندہ را از خدای تعالیٰ باز دارد . پس درم غنایست است . اگرچہ با قناعت است . مفلس کسی دعوی خدائی نکردہ . ہر کہ کرد اہل دنیا کرد . رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از برای این قبول نکرد و نگاہ نداشت کہ مبادا در قیامت از اہل دنیا شوم . چنانچہ امام المسلمین حضرت امام اعظم قضای یک روز قبول نکرد کہ مبادا روز قیامت از سلک قاضیان استادہ شوم . پس دنیا را ہمہ کس بد دانند . بد را با خود نیک گرداند و خدا را ہمہ کس نیک و پیدا کنندہ داند . از خدای تعالیٰ عزوجل مردم روی خود را بگرداند . یقین است کہ با اہل دنیا و دنیا اخلاص دارد و اہل دنیا دو دل و دو روی زرد رو اند ۔

بیت

گر زمین زر می شود سیری نگردد زرد روی — زرد رُو یا رو سیاہ است رو نیارد حق بسوی

دنیا ہمہ ذلت است و اہل دنیا بی ملت است ۔

بیت باہوؒ

دنیا دانی کفر کافر را نصیب — ہر کرا حق رہبر است آن حق حبیب

[1] نقل از حدیث اربعین . ابن ماجہ

اے طالب مولیٰ! (اچھی طرح) جان لے کہ فقیری و درویشی ایک بہت بڑی چیز ہے . (یعنی فقیری و درویشی کا رتبہ بہت اعلیٰ ہے) اللہ تعالیٰ پیغمبروں ، اولیاؤں ، بزرگوں ، اہل دین ، اہل صدق خاص الیقین کے سوا کسی شخص کو فقیری و درویشی عنایت نہیں کرتا ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔

"ایک مؤمن دوسرے مؤمن کا عکس ہے"۔

کیا تُو جانتا ہے دنیا کیا ہے ؟ اور دنیا کسے کہتے ہیں ؟ دنیا وہ ہے جو بندے کو خدای تعالیٰ سے باز رکھتی ہے ۔ پس ایک درم بھی غنایت ہے ، بشرطیکہ اُس پر قناعت ہو ۔ کسی مفلس شخص نے (اب تک) خدائی کا دعویٰ نہیں کیا جس کسی نے کیا ہے ، اہل دنیا نے کیا ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے درم دنیا کو قبول نہیں کیا اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھا ، مبادا میں اہل دنیا میں شمار ہو جاؤں ۔ چنانچہ امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ (باوجود بادشاہ وقت کے تشدد کے) منصب قضا کو ایک روز کے لیے بھی قبول نہیں کیا (اور نہ ہی اس کو پسند کیا ہے) کہ مبادا قیامت کے روز قاضیوں کی صف میں کھڑا کیا جاؤں ۔ پس تمام لوگ دنیا کو بُرا جانتے ہیں ۔ چاہیے کہ بُرے کو اپنے ساتھ نیک بنا لے اور تمام لوگ خدای تعالیٰ کو مہربان اور (ہر چیز کا) پیدا کرنے والا جانیں ۔ اور کسی طرح (بھی) خدائے بزرگ و برتر (کے احکام) سے لوگ روگردانی نہ کریں یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل دنیا اور دنیا کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے ، مگر اہل دنیا طلب دنیا میں دو دل کرتے اور اس کا غم اٹھا کر زرد رُو رہتے ہیں ۔ لیکن پھر بھی ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔

بیت

اگر تمام زمین (دنیا) (سراپا) سونا بن جائے ، تو لالچی پھر بھی سیر نہیں ہوتا ۔ دُنیا زرد رُو ہو یا رُو سیاہ ، اہل حق اس کی طرف رُخ بھی نہیں کرتے ۔

دنیا تمام کی تمام ذلت ہے اور اہل دنیا رسوا اور بے آبرو ہیں ۔

بیت باہوؒ

دنیا کو کافر جانو ، اور یہ کافروں کو ملا کرتی ہے ۔ جس کا راہنما اللہ تعالیٰ ہے ، (وہ) اللہ تعالیٰ سے ہی لو لگاتا ہے ۔

بشنو! کسیکہ نام اللہ بلند گیرد و مردم با او جنگ کنند و کسیکہ نام دنیا یا نام شیطان گیرد با وے ہیچ نمی گویند. اگر فرض کفایت است. پس جلّ جلالہٗ گفتن گناہ نیست معلوم شد کسیکہ بگرفتن نام اللہ آزردہ شود. ہر آنکس طالب دنیا است یا اہل شیطان یا متکبر ہوای نفسانی۔ ازین سہ حکمت خالی نباشد نعوذ باللہ منہا۔

کسی کہ دوستی باکسی دارد. نام دوست ظاہر و باطن لذت و حلاوت دہد کسی کہ نام دشمنی گیرد، دل بسیار آزردہ شود۔ پس اہل فقر را نام گرفتن دنیا و شیطان بسیار آزردہ شود و اہل علما را نام گرفتن روزِ معاش زمین فرمان صدر امرا و بادشاہ فرحت وقتی پیدا شود۔ از علماء طالب دنیا صاحب حرص و ہوا[1] خدا پناہ بخشد. گفتار ایشان نشنود و بر عمل بد ایشان مرو کہ ورثہ عبادت و سعادت از دست ایشان رفتہ است۔ پریشان بر در اہل دنیا و ملوک و خان رفتہ اند. علماء آخر زمان صاحب ہلاکت و پریشانی خراب شود کہ اعتقاد از خدای عزّ و جلّ بر دارد و روی بسوی اہل دنیا آرد نعوذ باللہ منہا. خدا پناہ دہد از علماء بی عمل و فقیر بی توکل و بی صبر۔

اللہ بس ما سوی اللہ ہوس

فقرا اگرچہ دوازدہ سال برگ درختان و گیاہ خوردہ اند و با گرسنگی مردہ اند۔ قدم بر در ملوک و اہل دنیا نبردہ اند۔ علماء کہ عامل اند در فقر و فاقہ کامل اند۔ علماء عامل فقیر کامل است کہ فاقہ فقیر را قوت است و ہمنشین حیّ و قیوم است و فقیر را اگر شکم پُر است، چنانچہ دیگ و آب چندانکہ باشد ہمہ نوشد چنانچہ ریگ و زبان فقیران

---

[1] عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۴۸

(اے طالب! غور سے) سُن! جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر بلند کرتا ہے، تو دجانے خوش ہونے کے) لوگ اُس سے جنگ کرتے ہیں۔ اور جو کوئی دنیا یا شیطان کا نام لیتا ہے، اس کو لوگ کچھ نہیں کہتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نام سُن کر جلّ جلالہٗ کہنا فرض کفایہ ہوتا ہے، پس تیرا جلّ جلالہٗ کہنا گناہ نہیں ہے۔ (بلکہ ثواب ہی ملتا ہے) جو شخص خدای تعالیٰ کا نام لینے سے آزردہ ہوتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ وہ طالب دنیا اور اہل شیطان ہے یا متکبر اور خواہشات نفسانی کا پیرو ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ اور یہ امور بھی تین حکمتوں سے خالی نہیں ہوتے۔ اوّل تو یہ ہے کہ جو شخص جس آدمی کو دوست رکھتا ہے، اس دوست کے نام کے ذکر سے ہی ظاہری و باطنی لذت و حلاوت حاصل کرتا ہے۔ اور جو شخص جس کو دشمن رکھتا ہے، اس کا نام سنتے ہی اس کا دل بہت رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ پس فقرار کو اہل دنیا و شیطان کا نام بہت بُرا معلوم ہوتا ہے اور علمار کو روزی و معاش اور امیری و بادشاہت کے نام سے بہت فرحت ہوتی ہے۔

طالب دنیا اور صاحب حرص و ہوا علمار سے خدا پناہ دے۔ ایسے علمار کی باتوں کو نہ سُنا جائے۔ اور ان کے اعمال بد کی پیروی نہ کی جائے، کیونکہ ان کے ہاتھوں سے عبادت و سعادت کا ورثہ چلا گیا ہے۔ وہ پریشانی کے عالم میں (اور کلام اللہ سے بداعتقاد ہو کر) اہل دنیا، اور امرار و سلاطین کے دروازوں پر پھرنے لگے ہیں۔ علمار پر ہلاکت و پریشانی اور خرابی اسوقت ہوتی ہے کہ جب وہ خدای تعالیٰ سے بداعتقاد ہو کر اہل دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے۔ عالم بے عمل اور فقیر بے توکل و بے صبر سے خدا محفوظ رکھے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

فقرائے کاملین نے بارہ سال تک درختوں اور گھاس کے پتے کھا کر اپنی عمر بسر کی اور بھوک کی وجہ سے مر گئے ہیں، مگر (مرتے دم تک) (امرار و) سلاطین و اہل دُنیا کے دروازے پر قدم نہیں رکھا ہے۔ وہ عالم کہ عامل ہیں، وہ فقر و فاقہ میں کامل ہیں۔ عامل علمار فقر لئے کامل ہوتے ہیں، کیونکہ (درحقیقت) فاقہ فقیر کو تقویت دیتا اور حیّ و قیوم کا ہمنشین بناتا ہے۔ نیز اگرچہ فقیر کامل اپنا شکم طعام سے اس طرح بھرتا ہے جسطرح دیگ اور پانی اس قدر پیتا ہے جس طرح کہ ریت پیتی ہے۔ اور زبان اس طرح چلاتا ہے جس طرح تیز تلوار۔ مگر ایسے فقیر جس قدر کھاتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ ذکر الٰہی بھی کرتے

ہمچنان است، چنانچہ تیغ تیز، ہر چند کہ بخورند بسیار ذکر کنند۔ نفس را بکشند یاد رفقر در مکان جلالی وجمالی دم از خدای تعالیٰ خالی نباشد و خوردن فقیر ہمچنان است، چنانچہ ہیزم تنور، شکم ایشان پُر شعلہ آتش عشق نور، نہ دائم وصال حضور، نہ ہمیشہ بُعد دور، گاہ گرم گاہ سرد، ہمچنان باید مرد۔ باید باخبر حرف نکتہ از زیر زبر۔[1]

بیت

زیر وزبر و مد و شد و تحت و فوق	عاشقان را می نماید ذوق شوق

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اَلْاٰدَمُ بِنَاءُ التَّرْكِيْبِ[2]

علما میگویند:

ابیات

مردم فقیری زشت را این زر چرا دہند[3]	زبہر حق آنکہ اسم اللہ بخوانند
منم دانم منم خوانم مسائل	چو توتش نقل بر خود نیست قائل
درم درویش بر خود گشت مائل	تو علم خویش را خود کردہ زائل
درم درویش را در حق بہ بندد	درویش آنکہ بر درمش بخندد

درویشی دُرویشی را گویند، نہ درپیشی درویشی۔

بیت باہوؒ

کسی پرسد فقیری تو چہ نام است	برو از حق بپرسی لامکان است

---

[1] عین الفقر مترجمہ محمد نظام الدین ملتانی علیگ ۱م، ص ۴۹ [2] حدیث [3] متن: فقیری مرد را از چون بداوند۔

ہیں۔ وہ نفس کو مارتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس قدر بھی وہ فقیر صاحب مقام جلالی وجمالی ہوگا۔ اسی قدر اس کا ایک دم بھی ذکر خداوندی سے خالی نہ ہوگا۔ فقیر کا طعام گویا تنور (نفس) کا ایندھن اور اُنکا شکم عشق کی آگ کے شعلوں سے پُر نور ہوتا ہے۔ نہ ہر وقت وصال حضور اور نہ ہمیشہ بعد و دوُر۔ گاہے گرم، گاہے سرد کا مضمون ہوتا ہے۔ مرد (فقیر) کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اسے منازل ومراتب فقر کے ہر نکتہ سے واقف وباخبر ہونا چاہیے۔

بیت

زیر، زبر، شد، مد، نیچے اور اوپر غرض تمام حالات سے عاشقوں کو ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد پاک ہے۔

"آدمؑ کی بنیاد ترکیب پر ہے۔"

علماء کہتے ہیں۔

ابیات

لوگوں نے بڑے فقیروں کو روپے پیسے اس لیے دیے کہ وہ اللہ کا نام لیتے تھے۔

میں پڑھتا ہوں اور مسائل جانتا ہوں یعنی فقیر اپنے حق میں فیصلہ کرنے کی قوت کا قائل نہیں ہے۔

درویش مالدار ہوکر اپنے اوپر مائل ہوگیا۔ اس نے اپنے علم کو خود ہی زائل کر دیا۔

دولت درویش کے لیے حق کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔ درویش تو وہ ہے، جو روپے پیسے سے نفرت کرتا ہے۔

درویشی دُرویشی کو کہتے ہیں نہ کہ درپیشی درویشی ہوتی ہے۔

بیت باہوؒ

اگر کوئی پوچھے تُو فقیر ہے تو بتا کہ فقیری کیا چیز ہوتی ہے۔ تو اُسے کہدے کہ چلا جا اور اللہ تعالیٰ سے پُوچھ! جو لامکان میں رہتا ہے۔

بر لوح ببین شرف کدام است، فقیری تمام است باہُوؒ فقیری و درویشی نہ در گفتگوی نہ در خواندن و نوشتن مسئلہ مسائل حکایت خوانی۔ فقیر دریافت معرفت محو شدن در توحید رحمانی و گشتن از خویش فانی و بیزار شدن از ہوای نفسانی و معصیت شیطانی و بستن دھن لب با ادب رحمانی۔ ذکر دن غیر نسیانی نگہداشتن جوہر ذکر پاس انفاس جسمانی جانی، صاحب شریعت بیش بہادر کانی، غوطہ خوردن در لاہوت لامکانی و توبہ کردن بدیدن روی اہل دنیا ظلمانی۔

پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم کسی کہ روی بہ بیند اہل دنیا ظالم را از برای دنیا بدینش سیوم حصہ دین از وی بر رود۔[2]

خداوندا! دریای شہوت در وجود نہادی و گفتی خبردار باش۔ الٰہی بجز رفاقت تو بستہ کشادہ نشود و نفس و شیطان دشمن جانی کردی و فرمودی کہ با ایشان جنگ بکن و من ہر دو دشمنان را بچشم ظاہری نمی بینم۔ الٰہی! چشم بینائی بخش کہ ظاہر و باطن دشمنان را بہ بینم و بہ آنہا جنگ کنم۔ الٰہی! رفیق توفیق تو باید۔ وجود را تمام با حرص ہوا طمع بستی و فرمودی کہ بی طمع باش۔ بجز کرم تو از آن خلاص نشوم۔

بیت باہُوؒ

جز خدای نیست با ما جان عزیز   طالبان این بس بود عقلش تمیز

در شریعت شوق است خلاف شر شیطانی، شرط اسلام و آنچہ امر معروف شرم[3] از نافرمودۂ خدای تعالیٰ حلال خوردن و راست گفتن، گناہ صغیرہ و کبیرہ دانستن، علم و دانش آموختن،

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۹ : زبانی

[2] الحدیث نقل از فتاوی ثمرا تاشی۔

[3] ایضاً، ص ۴۹

(اے طالب!) لوحِ محفوظ پر نگاہ ڈال کر بزرگی کسے کہتے ہیں، فقیری باہُوؒ پر ختم ہے۔ فقیری درویشی نہ گفتگو میں ہے۔ اور نہ پڑھنے لکھنے میں اور نہ مسئلہ مسائل بیان اور نہ حکایات خوانی میں ہے۔ بلکہ فقیری معرفت اور غرق توحید وحدانیت اور اپنی خودی میں محو ہونے اور ہوائے نفسانی اور معصیت شیطانی سے بیزار ہو جانے اور زبان بند کرنے، باادب رہنے، اور جہری اور خفیہ ذکر اذکار جاری رکھنے اور متشرع رہنے میں ہے۔ اور فقیری معرفت کے دریا میں غوطہ لگانے اور مقام لاہوت میں پہنچنے، دنیائے دوں سے توبہ کرنے اور ظالم اہل دنیا سے بیزار رہتے میں ہے۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ظالم اہل دنیا کا منہ دیکھتا ہے تو اس کے دین کا تیسرا حصہ سلب ہو جاتا ہے۔

یارب العالمین! خواہشات نفسانی کا دریا تُو نے انسان کے وجود میں بھر دیا ہے اور فرمایا ہے خبردار! یا الٰہی! تیری توفیق کے بغیر اس پر بند نہیں باندھا جا سکتا۔ خداوندا! تُو نے نفس و شیطان کو انسان کا جانی دشمن بنا دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ان سے جنگ کرو۔ یا الٰہی! میں ان دونوں دشمنوں کو ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے باطنی آنکھیں عطا فرما کہ میں ان ظاہری اور باطنی دشمنوں کو دیکھوں اور ان کے ساتھ جنگ کروں۔ الٰہی! تیری توفیق کی رفاقت درکار ہے۔ خداوندا! تُو نے خود انسان کے وجود میں حرص و ہوا و طمع ڈال دیا ہے اور خود ہی فرما دیا ہے کہ طمع ہرگز نہ کرنا۔ اے میرے مالک! تیرے فضل و کرم کے بغیر میں اس سے خلاصی نہیں پا سکتا۔

بیت باہُوؒ

خداوند کریم کی ذات کے سوا ہمارے لیے کوئی چیز عزیز نہیں، طالبان حق اہل عقل و تمیز کو یہی کافی ہے۔

شریعت میں شوق و اشتیاق ہے، جو کہ شر شیطان کے سخت خلاف ہے اور یہ منزل طے کرنے کے لیے شرط اسلام ہے۔ اور اسلام نے نیک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور بُرے کاموں سے منع کیا ہے۔ اور حلال کھانے کا حکم دیا ہے۔ (اور حرام کھانے سے منع فرمایا ہے) اور سچ بولنے کا حکم فرمایا ہے (اور کذب بیانی سے منع فرمایا ہے) اور حکم دیا ہے کہ کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے بچے، علم و دانش سیکھے، فرض، واجب، سنت، مستحب پہچانے اور

فرض واجب سنت مستحب۔ ہر چہار حصار برگرد خود استادہ کردن و درمیان قلعۂ عبادت توفیق رفیق بعون اللہ تعالیٰ۔ در طریقت شرط ہشیاری است، چنانچہ پریدن شہباز، پریدہ در مقام مطلب رسید د حقیقت دلداریست۔ ہمہ از دست و ہر چہ بشود ہمہ از دست۔ دم مزن ای دوست۔

"خیرہٖ وشرہٖ من اللہ تعالیٰ" خیر خلق اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شر شیطان است تو کرا خواہی[2] و در معرفت غمخواری ست۔ ہر کہ عارف تر است عاجز تر است۔ ہر کہ حقیقت این چہار مقام نداند گاؤ خر است۔ از مسلک سلوک التصوف و فقیر[3] بی خبر است۔

بیت

ہر چہ بینی بد از آن من بد ترم　　　در غریبی بد ترین حق یافتم

بدانکہ در ہر یک مقام قبض بسط سُکر است و در مقام طریقت سُکر است۔ خدا پناہ بخشد۔ چنانچہ سکرات الموت مرگ مفاجات۔ عبد مبتدی و متوسط و منتہی علی الفور در طریقت در آید۔ احوال خود را بشناسد و بر خود نگہبان شود کہ در مستی درود خواند سلامت بماند کہ شریعت بمثل دم و طریقت بمثل قدم و قدم آن زمان بردارد کہ نیت سیر سفر باشد۔ طریقت طریق راہ را گویند و در راہ تمام آب از غرقہ باید و الّا آنہ جان از لب بر آید۔ (شریعت بمثل کشتی است و طریقت بمثل دریا ہمچون طوفان نوح زیر و بالا

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۰

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

گرداگرد ان چاروں باتوں کی دیوار بنا کر توفیق اور مدد الٰہی کے ساتھ قلعۂ عبادت کے درمیان میں بیٹھے۔ اور طریقت میں غفلت دُور کر کے ہوشیاری اور چالاکی حاصل کرے۔ اور شہباز کی طرح اڑ کر مقامِ حقیقت میں پہنچے۔ اور حقیقت دلداری (کا مقام) ہے۔ اور جو کچھ ہے، وہی ہے۔ اور جو کچھ ہوتا ہے، اُسی سے ہوتا ہے۔ اے دوست! اس راہ میں دم نہ مار (اور صبر و شکر سے رہے) خیر و شر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پر ایمان رکھے۔

خیر الخلائق جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شر الخلائق شیطان لعین ہے۔ تو (ان دونوں میں سے) کس کو چاہتا ہے؟ اور معرفت میں غمخواری ہے۔ جو (طالب) جتنا زیادہ عارف ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے۔ اور جو شخص ان چہار مقامات کی حقیقت نہیں جانتا، وہ گاؤ خر اور مسلک سلوک و تصوف و فقر سے بے خبر ہے۔

بیت

تُو جو بُری چیز دیکھتا ہے، میں ان سب سے بُرا ہوں۔ اس بدترین غریبی میں میں نے حق کو پا لیا ہے۔

(اے طالب!) جان لے کہ ہر ایک مقام (فقر) میں قبض، بسط و سُکر ہے۔ اور مقام طریقت میں سُکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے، کیونکہ اس کا سُکر سکرات موت یا مرگ مفاجات سے کم نہیں۔ بندۂ طالب خواہ مبتدی ہو، یا متوسط یا منتہی فی الفور مقام طریقت میں آ جاتا ہے۔ اور اپنے حال احوال کو پہچان جاتا ہے اور اپنے آپ پر نگہبان ہو جاتا ہے۔ اور مستی کی حالت میں بھی وہ درود شریف پڑھتا رہتا ہے۔ اس مقام سے سلامتی کے ساتھ گزر جاتا ہے، کیونکہ شریعت بمنزلۂ جان کے اور طریقت بمنزلۂ قدم کے ہے۔ اور قدم اُس وقت اٹھاتا ہے، جب کہ نیت سیر و سفر کی ہو۔ طریقت طریق راہ کو کہتے ہیں (یعنی طریقت ایک طریق راہ کا نام ہے) اور اس تمام راستہ کو پانی کے بغیر طے نہیں کر سکتے۔ راستہ میں مسافر کو پانی کا گھونٹ نہ ملے تو مسافر کی جان نکل جائے گی۔ شریعت گویا کشتی ہے اور طریقت بمثل دریا کے ہے اور گویا کہ کشتی طوفان نوحؑ میں پڑی ہوئی ہے۔ اوپر اور نیچے گرد بگرد موج اندر موج میں پڑی ہے۔ اس لیے اس

مرشد دستگیر باید بمثل باد موافق شرط باید کہ از طغیانی موج مستی آب کشد کشتی غرق و خراب نگردد۔ و ہر طالبیکہ خراب شد، و در طرہ طریقت سکری عظیم پیدا شود۔ در طریقت ہر کرا کشف و کرامات پیدا شود دراہ زند در طریقت و ہر کرا طیر سیر پیدا شد در طریقت و ہر کرا حیرت سکر پیدا شود، در طریقت از گرمی ذکر سوختہ گردد و مجذوب شود۔ در طریقت ہر کرا وسوسہ و خطرات خناس خرطوم پیدا شود، در طریقت ہر کرا دیوانگی و بی ہوشی و بی زاری از خانمان تارک الصلوٰۃ پیدا شود، در طریقت ہر کرا جذب جلالی و جمالی پیدا شود، در طریقت و بعضی جذب طریقت زدہ دیوانہ شدہ در آب دریا غرق شدہ مردہ اند۔ و بعضی جذب طریقت خوردہ در طریقت خفتہ بدرخت گرفتہ مردہ اند و بعضی روی بصحرا در آوردہ بی طعام و آب مردہ اند۔ آتش سکر طریقت شب و روز طالب اللہ را چنان سوزد کہ نہ شب خواب و قرار و نہ روز آرام ۔ خاکساری و چرم پوشی ذکر قلب خروشی در طریقت و سکر و مشرکی در طریقت قسم طریقت دو شود با طوق در گردنش لعنت با طوق بندگی عبودیت ربوبیت و شرب از وصال بعد قرب در طریقت طمع لذت مدار۔ در مقام طریقت طالب چہل سال می باشد و اگر مرشد کامل مکمل است بطرفہ زد احوال بیرون از طریقت بکشد۔ بمنزل مقام حقیقت و در حقیقت ادب است ۔

خدای تعالیٰ را حضور داند۔ وصال اینست نیک خصال با جمعیت باشد و بیش بکرم اللہ تعالیٰ مقامہای پیشین خود بفضل اللہ تعالیٰ کشادہ گردد و احتیاج ہرگز نماند ۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

وقت مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ جو مثل باد موافق کے راہبر ثابت ہو۔ اور کشتی کو بتوفیق الٰہی طوفان سے باسلامت کنارے پر لے آئے۔ اور کشتی غرق و خراب نہ ہو جائے۔ ہر وہ طالب جو اس راہ طریقت میں پھنس گیا، تو پھر اس گرداب طریقت میں عظیم سُکر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کسی کو کشف و کرامات پیدا ہو جاتی ہے، تو پھر وہی طریقت میں اس کے لیے سدِ راہ بن جاتی ہے۔ کسی کو طریقت میں طیر و سیر حاصل ہوتی ہے اور کسی کو حیرت و سُکر۔ اور کوئی طریقت میں حالت سُکر سے سوختہ ہو کر مجذوب ہو جاتا ہے۔ طریقت میں کسی کے دل میں وسوسے و خطرات و خرطوم شیطان پیدا ہو جاتے ہیں۔ طریقت میں کوئی دیوانہ و بیہوش ہو کر گھر بار اور خاندان سے بیزار ہو جاتا ہے اور تارک الصلوٰۃ بن جاتا ہے طریقت میں کوئی جذبۂ جلالی و جمالی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور بعض جذب طریقت سے دیوانہ ہو کر دریا کے پانی میں غرق ہو کر مر گئے ہیں۔ اور بعض جذب طریقت سے مغلوب ہو کر درختوں کے نیچے سوتے سوتے ہی مر گئے ہیں، اور بعض جنگل و صحرا میں جا کر فاقہ سے مر گئے ہیں۔ اور سُکر طریقت کی آگ طالب کو اس طرح جلاتی ہے کہ نہ اسے رات کو نیند آتی ہے اور نہ دن میں اس کو قرار آتا ہے۔ راہِ طریقت میں خاکساری، دلق پوشی اور ذکر قلبی وغیرہ حاصل ہوتی ہے۔ طریقت میں سُکر اور شرک کا بھی عمل دخل ہے، اور طریقت میں دو باتیں ضرور ہوتی ہیں۔ (یا تو شرک میں پڑ کر) طوق لعنت اپنی گردن میں ڈال لیتا ہے یا پھر مقام عبودیت و ربوبیت میں پہنچ کر طوق بندگی کے ساتھ وصال و استغراق حاصل کر لیتا ہے۔ اور طالب کو طریقت میں قرب خداوندی کے بعد عیش و عشرت اور لذات کا طمع نہ رکھنا چاہیے۔ اگرچہ مقام طریقت میں طالب چالیس سالوں تک یعنی مدتوں تک محنت و مشقت اٹھاتا ہے۔ ہاں البتہ اگر مرشد کامل و مکمل ہو، تو چشم زدن میں حال و احوال اور طریقت کی تمام منزلوں سے نکال دیتا ہے، اور مقام حقیقت میں داخل کر دیتا ہے۔ اور مقام حقیقت ہی دراصل ادب ہے۔

خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جانے۔ یہی وصال ہے۔ اور طالب کو چاہیے کہ وہ نیک خصال اور دلجمعی کا مالک ہو، اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی ہر وقت توقع رکھے اس کے فضل و کرم سے تمام مقامات خود بخود کشادہ اور سہل ہو جاتے ہیں، اور پھر کسی چیز کی بھی احتیاج نہیں رہتی۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔ اسلام حق ہے اور کفر

اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّالْکُفْرُ بَاطِلٌ ۔

ابیات باھُوؒ

خاکساری بہ بود آن خاکسار — فرض واجب سنّت اہم نگہدار
فرض دائم بہ کہ با اوسی و پنج — فقر را این رہ بود با پنج گنج

در طریقت رجوعات کلیہ شود۔ چنانچہ جن وملائک وانس وزر و[۱] مال، بلکہ در حقیقت[۲] این رجوعات نیست۔ امتحان از باری تعالیٰ ہزاران ہزار طالبان بی شمار درین ورطۂ طریقت خراب شدہ اند۔ از ہزاران ہزار[۳] کس سلامت لب ساحل رسیدہ[۴] اند، بکرم خدای تعالیٰ وبرکت کامل فقرا، مرشد بہرہ بخش بمثل صلوٰۃ اللّٰہ علیہ سر در عالم کہ باین غریب بخشد، بہ برکت پیر کہ بہر ساعت دستگیر است پیری کہ ناقص خود درماندہ در طریقت مردار طلب دنیای دون زشت دست طالب کی تواند گرفت۔

بیت باھُوؒ

از رہبر شود حق رہنما — می رساند در مجلس مصطفیٰؐ

بدانکہ فقیر بی ریا وعالم بی طمع وغنی باسخا۔ فقیر را صبر مشکل وعلما را سخاوت مشکل وبادشاہ را عدل مشکل، وقاضی را بی رشوت شدن مشکل، چنانچہ عام را کار خاصان مشکل، خاصان را کار عام مشکل۔ خاص فقیر، عام دنیادار[۵]۔ اگر خاص را زرمال[۶] تمام عالم بدھی، اختیار نکند واگر عام را فقر فاقہ[۷] مراتب غوثی قطبی بدھی اختیار نکند۔

---

۱ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰ ۲ ایضاً: طریقت ۳ ایضاً
۴ ایضاً: رسد ۵ ایضاً: دنیا زر
۶ ایضاً ۷ ایضاً

باطل ہے، کا سبق یاد رکھے۔

ابیات باھُوؒ

خاکسار وہی اچھا ہے، جو ہمیشہ فرض وسنت یعنی احکام شریعت پر کاربند رہے۔

فرض بہتر وہی ہے جو پانچ نمازوں اور تیس روزوں کی صورت میں ہے۔ فقیر کو اس راہ میں یعنی شریعت پر عمل کرنے سے پانچ خزانے (یعنی کلمۂ توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) حاصل ہوتے ہیں۔

طریقت میں رجوعات کلی ہوتی ہیں، جیسے ملائک وانس وجن اور زر ومال۔ مگر در حقیقت یہ رجوعات نہیں ہیں۔ محض باری تعالیٰ کا اس میں امتحان ہوتا ہے۔ اس لیے ہزاروں طالب طریقت کی گرداب میں آکر خراب وخستہ حال ہو گئے ہیں۔ اور ہزار ہا طالب اس منزل سے بفضل خداوند تعالیٰ اور فقرائے کاملین کی برکت سے سلامتی کے کنارے پر پہنچ گئے ہیں۔ مرشد (کامل) حضور اکرمؐ کی طرح شفیق ہوتا ہے، وہ ہر وقت اس غریب کا معین ومددگار رہتا ہے اور مرشد ناقص جو خود راہ طریقت میں درماندہ ہے اور مردار دنیائے دوں زشت کے درپے ہر وقت رہتا ہے، وہ کس طرح سے طالب کی مدد کر سکتا ہے۔

بیت باھُوؒ

اگر رہبر حق کی رہنمائی کرنے والا یعنی کامل ومکمل ہو، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔

اے طالب! جان لے کہ فقیر کو بے ریا اور عالم کو بے طمع اور غنی با سخا ہونا چاہیے۔ فقیر کے لیے صبر، علماء کے لیے سخاوت اور بادشاہ کے لیے عدل اور قاضی (حاکم) کے لیے رشوت سے بچنا مشکل ہے۔ جیسا کہ عوام کو خاص لوگوں کا کام اور خاص کو عوام کا کام مشکل ہے۔ خاص کیا چیز ہے؟ فقیر ہے اور عام کیا چیز ہے؟ وہ دنیادار ہے۔ اگر خاص کو تمام دنیا کا زر ومال دے دیا جائے، تو وہ ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ اور اگر عام کو فقر (فاقہ) سے مراتب غوثی وقطبی دیے جائیں، تو وہ بھی اختیار نہیں کریں گے۔

قولہ تعالیٰ:

فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ[1]

قولہ تعالیٰ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ[2]

اِی یَعرِفُونَ اہل یعبدون اہل عالم است و اہل یعرفون اہل عارف است. پس عابد مبتدی و عارف منتہی. پس مبتدی احوال منتہی چہ داند و شریعت نیز دو قسم است.

شریعت اوّل اسلام است۔

قولہ تعالیٰ:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ[3]

و شریعت انتہا احکام است۔

قولہ تعالیٰ:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى[4]

اوّل طریقت طریق طی است، چون بحقیقت حق رسد حضور بادشاہ مجازی رو برو است. منتظر ہمہ کس روی بسوی ادب لب برلب بستہ خاموش. و پیش از معرفت شریعت احکام است کہ شریعت مقام الہام است. آواز ظاہر چنانچہ پیغام یک کس دھد۔ این مراتب پیغمبر است و پیش از شریعت پیغام طریقت انعام است بمقام خاص الخاص نہ عام نہ آن طریقت بس است پای عشق توحید الٰہی۔ ہر کہ درین طریقت است

---

[1] سورہ الشوریٰ، ۴۲: ۷

[2] سورہ الذاریٰت، ۵۱: ۵۶

[3] سورہ الکہف، ۱۸: ۱۱۰

[4] سورہ النجم، ۵۳: ۳

اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر رکھا ہے۔

"کہ ایک فرقہ جنت میں اور ایک فرقہ دوزخ میں ہے۔"

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بلا کسی خصوصیت کے اپنی عبادت و معرفت حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ہم نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا، مگر صرف اسلیے کہ وہ ہماری عبادت کریں" یعنی وہ مجھے پہچانیں۔ اہل عبادت علمائے دین کے زمرہ سے مراد ہے یعنی عالم عابد اور اہل معرفت عارفوں کے زمرہ سے مراد ہے یعنی عارف باللہ۔ پس عابد مبتدی ہوتا ہے اور عارف باللہ منتہی ہوتا ہے۔ پس مبتدی منتہی کے احوال سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے؟ اور اسی طرح شریعت کی بھی دو حالتیں ہیں۔ اوّل اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"تو کہہ کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہی ہوں، مگر مجھے یہ خصوصیت ہے کہ خدا کی طرف سے میرے پاس وحی آتی ہے۔"

دوسرا حکم شریعت انتہائے احکام ہے، یعنی جو اہل شریعت حکم دے، اسکی تعمیل پورے طور پر کی جائے۔ اور صاحب حکم کے احکام پر بایں معنی اعتقاد رکھا جائے "ہمارا پیغمبرؐ اپنے جی سے کچھ نہیں کہتا، بلکہ وہ صرف ہماری وحی ہوتی ہے۔"

یہی حال طریقت کا ہے کہ اوّل طریقہ طے مراتب ہے۔ جب فقیر حقیقت کو پہنچ جاتا ہے، تو بادشاہ مجازی کے روبرو اس کو حضوری حاصل ہوتی ہے۔ (اس مقام مشاہدہ میں) تمام لوگ اس بات کے منتظر ہوتے ہیں کہ وہ فقیر ادب سے دست بدستہ خاموش رہے۔ اور جب معرفت حاصل کرلے۔ تو پھر بھی شریعت کے احکام کو قائم رکھے، کیونکہ شریعت الہامات کا ذریعہ ہے۔ اور اس مقام میں ہاتف سے آواز آتی ہے۔ اور گویا کہ یہ الہام پیغام ہے، جیسا کہ ایک کا پیغام دوسرے کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور یہ مراتب پیغمبروں کے ہوتے ہیں۔ پس جب کہ وہ مراتب کو پہلے طے کرلیتا ہے، تو پھر اس کو یہ انعام حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ شریعت کی تعمیل کے بعد یہ فضل اور انعام حاصل ہونا لازم ہے اور یہ مقام خاص الخاص کا ہے۔ نہ عام کا اور مرتبۂ طریقت نہایت بلند ہے۔

عارف باللہ شود و عاشق اللہ واصل فی اللہ معارف صاحب عفو۔ این طریق طریقت وحدانیت است (لانہایت[1])۔

بیت

وحدت اندر وحدت اندر وحدت است ۔۔۔ ہر کہ بیند غیر وحدت آن بت است[2]

قولہٗ تعالیٰ:

مَا شَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ[3]

فقر شریعت فقر طریقت فقر حقیقت فقر معرفت۔ نیز منتہی فقر شریعت فقر طریقت عاشق اللہ فقیر لاسوی اللہ۔ باھوؒ فقر یک بحر است و آن پر قاتل زہر است۔ ہر کہ باین بحر رسید۔ ساغر از آن بحر چشید۔ بہ چشیدن مرد شہادت یافت نمرد (مقام[4]) مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا برد و خود را بخدای خود سپرد۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ[5]

بدانکہ حضرت ابابکر صدیقؓ شریعت است و حضرت عمر خطابؓ طریقت است، و حضرت عثمانؓ حقیقت است و حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ معرفت است و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر است۔ و حضرت ابابکر صدیقؓ صدق است و حضرت عمر خطابؓ عدل است بالنفس و حضرت عثمانؓ حیا است و حضرت علیؓ جود و کرم است و حضرت پیغمبرؐ صاحب فقر است و حضرت ابابکر صدیقؓ باد است و حضرت عمر خطابؓ آب است۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۲ [2] ایضاً: بت پرست

[3] حدیث [4] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۲

[5] سورہ المؤمن، ۴۰: ۴۴

اسکے بعد پے در پے عشق توحید الٰہی ہے۔ جو اس مقام پر پہنچتا ہے۔ عارف باللہ، واصل الی اللہ، معارف صاحب عفو ہوتا ہے۔ یہ طریقہ طریقت وحدانیت کا ہے، جس کے انتہا کی انتہا نہیں۔

بیت

وہاں تو وحدت ہی وحدت ہے، جو کوئی وحدت کے سوا کچھ سمجھے، وہ بت پرست ہے۔

چنانچہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"جو چیز کہ تجھ کو خدا کی طرف سے ہٹا دے، وہی تیرا بت ہے۔"

(اور جان لینا چاہیے کہ فقر کیا ہے؟) فقر شریعت ہے، فقر طریقت ہے، فقر حقیقت ہے اور فقر معرفت ہے۔ اور فقر معرفت منتہی ہے اور نہ ہی شریعت کے بغیر فقر طریقت حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی فقر اللہ تعالیٰ کے عشق کے بغیر حاصل ہو سکتا ہے۔ اے باھوؒ! فقر ایک گہرا سمندر ہے۔ اور وہ زہر قاتل سے بھرا ہوا ہے۔ جو شخص اس سمندر تک پہنچتا ہے، وہ اس سمندر سے پیالے بھر بھر کر پیتا ہے۔ اگر اس نے چکھ لیا اور مر گیا تو جانو اس نے شہادت کا درجہ پایا۔ اور اگر نہ مرا (اور زندہ رہا) تو مقام "مرنے سے پہلے مر جاؤ" طے کیا۔ اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"میں نے اپنا کام خداوند تعالیٰ کو سونپا۔"

لطیفہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ شریعت ہیں اور حضرت عمر خطابؓ طریقت ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ حقیقت ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ معرفت ہیں۔ اور جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سر ہیں۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ صدق ہیں۔ اور حضرت عمر خطابؓ عدل ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جود و کرم ہیں۔ اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقر ہیں۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ ہوا کی طرح ساتھ ہیں۔ اور حضرت عمر خطابؓ پانی کی طرح رقیق القلب ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ آگ کی طرح تیز اور گرم مزاج ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خاک کی طرح منکسر المزاج ہیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ

وحضرت عثمانؓ آتش است وحضرت علیؓ خاک است وحضرت پیغمبرؐ صاحب عناصر جان است انسان است۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرُّہٗ [1]

انسان پیغمبر علیہ السلام صاحب دیگر ہمہ مراتب بمراتب۔

بیت باہوؒ

صدیقؓ صدق وعدل عمرؓ پر حیا عثمانؓ بود — گوئی فقرش از پیغمبرؐ شاہ مرداںؓ می ربود

رسید بمطلب خود رسید [2] کہ از ہر دو جہان گشت آزاد۔

بیت

باہوؒ بی سری سیری کنم در لامکان — کی تواند کرد وصف عاشقان

چون درین مقام عاشق باللہ فقیر فنا فی اللہ رسد۔ مراقبۂ او ہمچون شود کہ چون چشم خود را پوشد، ہر جا کہ میخواہد می رسد۔ چون چشم ظاہر واضح کند، خود را ظاہر و باطن ہمون جا بیند وہر مجلس مقام کہ خواہد در آن می نشیند۔ در طریقت منتہی رسد۔

در طریقت مبتدی ومنتہی چہ فرق است؟

مبتدی طریقت روبرو ومنتہی طریقت بجز خود را بخدای سپرد و در مقام کبریا تماشا بین حق الیقین، نہ خدا و نہ از خدا جدا۔

۱؎ حدیث

۲؎ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۲ : بمراد

علیہ وسلم بمنزلہ اربع عناصر کے انسان کامل کی جان ہیں۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"انسان میرا بھید ہے اور میں انسان کا بھید ہوں۔"

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان کامل ہیں اور باقی سب لوگ مراتب بمراتب۔

بیت باہوؒ

حضرت صدیق اکبرؓ صدق تھے۔ اور حضرت عمرؓ عدل تھے اور حضرت عثمانؓ حیا سے پُر تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شاہ مرداں یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فقر کی دولت پائی۔

فقر اس مقام پر پہنچ کر دونوں جہان سے آزاد ہو جاتا ہے۔

بیت

اے باہوؒ! عاشقوں کی صفات کیسے بیان کی جا سکتی ہیں۔ وہ تو بغیر سر یعنی حواس خمسہ کے لامکان کی سیر کرتے ہیں۔

جب فقیر فنا فی اللہ عاشق باللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا مراقبہ کامل ہو جاتا ہے، اس کے مراقبہ کی کیفیت اس طرح ہو جاتی ہے کہ جب وہ مراقبہ میں اپنی آنکھیں بند کرے تو جہاں چاہے چلا جائے۔ اور جب ظاہری آنکھیں کھولے تو اپنے آپ کو ظاہر و باطن میں وہیں دیکھے اور یہ شخص ہر مقام اور ہر مجلس میں جہاں چاہے پہنچ سکتا ہے۔ اور جب یہ طاقت حاصل ہو گی تو وہ انتہائے طریقت پر پہنچ گیا۔

طریقۂ مبتدی اور طریقۂ منتہی میں کیا فرق ہے؟

فرق یہ ہے کہ طریقت کا مبتدی ہر چیز کا مشاہدہ کرتا ہے اور طریقت کا منتہی اپنے آپ کو خدا کو سونپتا ہے اور مقام کبریا میں حق الیقین کا تماشا دیکھتا ہے۔ یہ شخص نہ تو خدا ہوتا ہے اور نہ کسی وقت خدا سے جدا ہوتا ہے۔

بیت

باہُوؒ بہار خوش با یار است　　بی یار بہار چہ کار است

○

این ہمہ خوار باز پرسش آزار است ۔ چنانچہ اہل دنیا گران بار است
ومفلس فی امان اللہ سبکبار است ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ ؕ

در نکتہ ہزار کتاب است و در ہزار کتاب یک نکتہ نگنجد کہ اسم اللہ یک حرف است و ہر دو جہان ربنامش تصدق او یک طرف است ۔

انسان سہ قسم است :

اہل محجوب حیوان ناطق ۔

واہل مجذوب واہل جذب احمق مجنون مراتب ۔

واہل محبوب انسان مراتب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم ۔

چراکہ جعل را خوشبوی آب گلاب طیب عنبر خوش بمیرد، چنانچہ اہل طیب انسان از بدبو مردار جان بلب رسد۔ پس فقیر ہمنشین اہل اللہ، اہل علم بمثل اہل خوشبو است۔ واہل دنیا بمثل جعل مردار است، بدبو و بدگو۔

بدانکہ تمام عالم سہ قسم است :

یک قسم فقرا کہ ایشان را اللہ تعالیٰ ذکر فکر وصال حضور فنا بقا توحید عشق محبت ساغر مستی داد و از غیر ماسوی اللہ می خیزد و دیوانہ ساخت، کہ بجز طلب مولیٰ در طلب دیگر نباشد۔ طالب مولیٰ مذکر ۔

لہ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۳

بیت

اے باہوؒ! بہار تو اس وقت ہی اچھی لگتی ہے، جب کہ یار پاس ہو۔ بغیر یار کے بہار کا کیا فائدہ ہے ؟

جن لوگوں نے یار کی رضامندی کے بغیر باغ بہاروں کے ساتھ محبت لگائی، وہ ذلیل وخوار ہوئے اور آزار میں پڑ گئے۔ اسی لیے اہل دنیا بار گراں میں پڑے ہوئے ہیں اور اہل اللہ مفلس جنہوں نے دنیا کو ترک کیا وہ سبکباری اور امن میں ہیں۔ لہٰذا مفلس فقیر فنا فی اللہ خدا تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے پناہ دے۔ جو خود بے عمل ہو۔ اور لوگوں کو تلقین اور وعظ کرتا ہو ۔

ایک نکتہ ہزار کتاب کے برابر ہے، بلکہ اس کی تفصیل ہزار کتابوں میں نہیں سما سکتی ۔ اسی طرح اسم اللہ ایک حرف ہے اور دونوں جہان اس کے نام کی تصدیق کرتے ہیں اور اس پر قربان ہیں ۔

انسان تین قسم کے ہیں :۔

اوّل اہل حجاب حیوان ناطق ہیں ۔

دوم : اہل جذب، احمق و مجنوں ہیں ۔

سوم : اہل محبوب، مقام محمدیؐ کو طے کیے ہوتے ہیں ۔

اس کے برعکس ایک جعل شخص آب گلاب کی خوشبو اور پاکیزہ خوشبودار عنبر کو سونگھ کر مر جاتا ہے، جیسے کہ ایک پاکیزہ انسان مردار کی بدبو سے جاں بلب ہو جاتا ہے۔ پس فقیر ہمنشین اہل اللہ اولاد اہل علم خوشبو کی مانند ہیں اور اہل دنیا بدگو اور بدبو مردار کی مانند ہیں ۔

جان لے کہ تمام عالم تین قسم پر ہیں :۔

اوّل : فقرا کہ جنہیں اللہ تعالیٰ ذکر، فکر، وصال حضور، فنا، بقا، توحید، عشق و محبت، ساغر مستی عطا کرتا ہے اور غیر ما سوائے اللہ سے جدا کر کے اپنے قرب میں جگہ دیتا ہے اور اپنا دیوانہ بناتا ہے، کہ طلب مولیٰ کے بغیر کسی دوسرے کی طلب نہیں رہتی۔ طالب المولیٰ مذکر ۔

دوم قسم عالم علم حلم عمل، تقوی بخشید، صاحب خرد اہل شعور علما وارث الانبیاء بحوالہ پیغمبر صاحب ساخت۔ قول و فعل ہمقدم نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم تارک دنیا۔

سیوم قسم دنیا و زینت دنیا زر درم اشیا ایشان بحوالہ کفار منافق سگ خوک خر ساخت از خود دور انداخت۔ پس طالب درین معاملات خود منصف حق شناس باشد کہ از کدام قسم جسم است۔

بدانکہ نقیر دو قسم است، تارک الدنیا، تارک و فارغ دنیا۔ پس تارک دنیا چیست؛ و فارغ دنیا کیست؟ تارک آن نیست کہ فقیر شود از بہر جمع کردن دنیا کہ از دنیا ترک تارک فرق و با اہل دنیا اخلاص۔ پس این تارک دنیا نیست۔ صاحب لباس بازار خود را میفروشد بدنیا نخاس، نہ فقر خاص۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

تَرْكُ الدُّنْيَا اِلَى الدُّنْيَا[1]

یعنی بعضی فقیر درویش فقیر را ترک دنیا از برای دنیا۔ فقیر تارک فارغ آنست کہ تارک از دنیا و اہل دنیا۔ فقیر آنست کہ آنچہ بہ نذرش آید، بہ نذر خدای تعالیٰ دھد۔ ہر کہ این صفت دارد، فقیر سلطان العارفین است۔ چون فقیر را تارکی و فارغی دنیا بالکل مطلق رو دھد و صاحب جمعیت گردد، خواہ ساکن قائم مقام، خواہ ہمیشہ در سیر سفر باشد۔ فقیر[2] سلطان العارفین شاہ جاودانی ہمین را گویند۔ ہر کہ اول در مد نظر خدا است۔ بجز خدا تعالیٰ آن را در نظرش دنیا خوش نیاید۔ براہ مولیٰ دھد۔ بدانکہ[3] حضرت ابراہیم خلیل اللہ را از قبیلۂ بیگانہ کفار با خود یگانہ ساخت و ابوجہل را از قبیلۂ یگانہ در کعبہ بیگانہ انداخت۔

---

[1] الحدیث

[2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۵

[3] ایضاً: تمثیل۔

دوم: اہل علم و حلم کہ خداوند تعالیٰ انہیں علم و عمل و تقویٰ عطا فرما کر اہل خرد و صاحب شعور بناتا ہے، جن سے وہ بحوالہ رسول اکرمؐ کے العلماءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے قول و فعل کو سنت نبویؐ کے مطابق کرتے ہیں۔ اور قدم بقدم طریقۂ محمدیؐ پر چل کر تارک الدنیا ہو جاتے ہیں۔

سوم: اہل دنیا، زینت دنیا و طالب زر و مال کہ کافروں اور منافقوں کی تقلید کر کے حرص و ہوس میں پڑتے اور اپنے آپ کو راہ راست سے دور پھینک دیتے ہیں۔ پس طالب خدا ان معاملات میں خود منصف اور حق شناس ہوتا ہے کہ وہ کس قبیل سے ہے۔

یاد رہے کہ فقیر کی بھی دو قسمیں ہیں: تارک از دنیا و فارغ از دنیا۔ پس تارک دنیا کیا ہے اور فارغ دنیا کون ہے؟ فقر تارک دنیا وہ نہیں ہے جو دنیا جمع کرنے کے لیے فقیر بن جائے۔ اور دنیا کا تارک اور فارق کہلائے، مگر اہل دنیا سے محبت رکھے پس یہ تارک دنیا نہیں ہے، جو اپنا فقیری کا لباس ٹکے سکوں کے عوض بازار میں فروخت کرتا پھرے۔ یہ فقر خاص نہیں ہے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے:

"دنیا کے لیے دنیا ترک کرو۔"

یعنی بعض فقیر درویش دنیا کو ترک کرتے ہیں (واقعی) دنیا کے لیے۔ فقیر تارک فارغ وہ ہے جو دنیا اور اہل دنیا دونوں کو ترک کر دے۔ فقیری یہی ہے کہ جو کچھ اس کی نذر ہو، وہ سب خدا کی نذر کر دے۔ جو شخص یہ صفت رکھتا ہے وہ فقیر سلطان العارفین ہے۔ جب فقیر پوری طرح دنیا سے تارک فارغ ہو جاتا ہے تو اسے دلجمعی خاطر حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ کسی ایک جگہ مقیم ہو یا ہمیشہ سیر و سیاحت میں رہے۔ فقیر سلطان العارفین شاہ جاودانی اسی کو کہتے ہیں۔ جس شخص کو ہمیشہ خداوند تعالیٰ مد نظر ہو، تو پھر اسے خداوند تعالیٰ کے بغیر دنیا کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ بلکہ وہ ہر عزیز چیز راہ مولیٰ میں دے دیتا ہے۔

تمثیل

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو کفار کے بیگانہ قبیلہ سے ہوتے ہوئے اپنے ساتھ یگانہ کر لیا اور ابوجہل کو اپنے قبیلے سے یگانہ ہونے کے باوجود کعبہ سے بیگانگی ہوئی۔

نظم

مرا روز ازل زخیل عشاقان نوشت — ہجران زدہ را چہ مسجد چہ کنشت چہ دوزخ چہ بہشت
اگر گیتی سراسر باد گیرد — چراغ مقبلان ہرگز نمیرد
چراغی را کہ ایزد برفروزد — ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

بدانکہ این دو کس بی نیاز اند۔

بیت

بادشاہان وگدایان این دو قومی عجب اند — کہ نبودند و نباشند بفرمان کسی

فقیر از برای این بی نیاز اند کہ ہمنشین بی نیاز اند و بادشاہان بی نیاز اند بزر و مال فانی، و بادشاہی فقرا باقی جاودانی۔

بدانکہ چون اہل نار در دوزخ فریاد کنند و اہل بہشت با حور و قصور آرام گیرند در بہشت فقرا طالب دیدار اچنان[1] جزع فزع فریاد کنند از آتش عشق ہجر کہ از فریاد اہل دیدار اہل بہشت و اہل دوزخ حیران مانند و فریاد ایشان بحضور حق رسد، حکم شود کہ شما را مدخل بہشت کردیم، چنانچہ اہل بہشت آرام گرفتہ اند، شما نیز آرام بگیرید۔ اہل دیدار عرض کنند خداوندا! بہشت نیز مرا دوزخ است۔ بجز دیدار تو نہ ہجران آتش عشق محبت تو در دل چنان سوزان است۔ اگر یک آہ کشم۔ بہشت نیز سوختہ گردد، ما مشتاق دیدار بہشت بر ما مُردار است۔ بعد ازان حکم دیدار شود۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ

[1] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۴۹

نظم

اللہ تعالیٰ نے مجھے روز ازل میں ہی عاشقوں کے گروہ میں لکھ دیا ہے۔ ہجر زدہ کو مسجد اور بت خانہ اور دوزخ اور بہشت برابر ہیں۔

اگر دنیا میں ہر طرف آندھیوں کا زور ہو جائے، تو بھی مقبولان بارگاہ خدا کا چراغ نہیں بجھتا۔

جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کر دے، اسے جو کوئی بجھانا چاہے اس کی داڑھی جل جاتی ہے۔ یعنی رسوا ہو جاتا ہے۔

جان لے کہ یہ درج ذیل، دو قسم کے انسان بی نیاز ہیں۔

بیت

دنیا میں دونوں قومیں سلاطین و فقرا بے نیاز ہیں۔ وہ نہ کسی کے زیر فرمان رہے ہیں اور نہ رہیں گے۔

فقرا اس وجہ سے بے نیاز ہیں کہ وہ بے نیاز کے ہمنشین ہوتے ہیں اور سلاطین اس لیے بے نیاز ہوتے ہیں کہ فانی مال و زر کی محبت میں مست رہتے ہیں اس کے برعکس، فقرا کی بادشاہت باقی رہنے والی اور جاودانی ہے۔

اے طالب! جان لے کہ جب دوزخی دوزخ میں فریاد کریں گے اور اہل بہشت حور و قصور کے ساتھ آرام کرتے ہوں گے، تو فقرائے طالب دیدار آتش عشق ہجر سے ایسی گریہ وزاری اور فریاد کریں گے کہ اہل بہشت اور اہل دوزخ دونوں حیران رہ جائیں گے۔ اور ان کی فریاد حق تعالیٰ کی حضوری میں پہنچے گی۔ حکم ہوگا کہ ہم نے تم کو بہشت میں داخل کیا ہے۔ جس طرح اور اہل بہشت آرام کر رہے ہیں، تم بھی آرام کرو۔ اہل دیدار عرض کریں گے کہ خداوندا! بہشت بھی ہمارے لیے دوزخ ہے، تیرے دیدار کی جدائی سے اور تیرے عشق و محبت کی آگ کی وجہ سے دل میں ایسی تپش ہو رہی ہے کہ اگر ہم ایک آہ نکالیں، تو تمام بہشت بھی جل کر خاک بن جائے۔ ہم لوگ تیرے دیدار کے مشتاق ہیں۔ بہشت ہم پر حرام ہے۔ بعد ازاں دیدار کا حکم ہوگا۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ

بفرماید کہ بسیار رنج کشیدہ اید بجہت دیدار. بہ بینید دیدار کہ از شما دریغ ندارم۔ چون اہل دیدار را دیدار حاصل شود۔ سالہا سال مست افتادہ باشند مستی فقر از آن مستی است۔ نشانی دیدار است۔ چنین آوردہ اند کہ روزی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا را دید۔ بصورت بیوہ زن، چادر رنگین بر سر انگندہ، پشت دوتا کردہ، یک دست بہ حنا نگار کردہ و دست دوم با خون آلودہ حضرت عیسیٰؑ گفت: ای ملعون! پشت دوتا چیست؟ گفت: یا روح اللہ! پسر کشتہ ام۔ پشتم دوتا شدہ است۔ گفت: این چادر رنگین چیست؟ گفت: دلہای جوانان بدین می فریبم۔ گفت: دست خون آلودہ چیست؟ چرا کردہ ای؟ گفت: شوہر خود را الحال کشتہ ام۔ گفت: دست دیگر نگار کردہ چیست؟ گفت: ہمین ساعت شوہر خود دیگر کردہ ام۔ حضرت عیسیٰؑ در تعجب شد۔ گفت: ای حضرت عیسیٰ علیہ السلام! ازین تعجب تر آنست کہ اگر پدر را میکشم، پسر بر من عاشق شود و اگر پسر را میکشم، پدر بر من عاشق می شود۔ و اگر برادر یکی را می کشم، برادر دیگر جویای من می شود۔ ای روح اللہ! از ہمہ تعجب تر آنست کہ چندین ہزار شوہرا[1] کشتم، ہرگز روی ہمرگ از من کسی ترس نکردہ است و ہر کہ می خواست مرا مرد نبود۔ ہر کہ مرد بود مرا نخواست و ہر کہ مرا نخواست، من او را نخواستم۔ ہر کہ مرا نخواست من او را نخواستم کہ متاع دنیا شیطان است۔ چون کسی دست بدنیا درم زد، آن را ابلیس ملعون می گوید کہ ایمان و دین خود را بمن دہد کہ دنیا درم متاع من است۔ ہر آنکس دست در متاع من زند کہ او در دین من بیاید۔ صاحب معصیت شود۔ از دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برگشتہ باشد۔

این فقیر باہوؒ[2] میگوید۔ آنچہ در دنیا زر و مال، سیم و زر و آنچہ اعمال اہل دنیا جمع[3] مال زکوٰۃ، تلاوت قرآن شریف، تصرف خیرات، علم فقہ مسائل و آنچہ ظاہر فی الدارین،

[1] عین الفقر جلد دوم، ص ۵۴ [2] ایضاً، ص ۵۵ [3] ایضاً، ج

فرمائے گا کہ تم نے دیدار کی خاطر بہت رنج اٹھایا ہے۔ دیدار سے شرف حاصل کرو۔ کیونکہ میں تم سے دیدار کے معاملہ میں دریغ نہیں کروں گا۔ جب اہل دیدار کو دیدار حاصل ہوگا۔ تو وہ سالہا سال مست پڑے رہیں گے۔ فقراء کی مستی اسی کے دیدار کی مستی کی نشانی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو بیوہ عورت کی صورت میں دیکھا کہ وہ سر پر ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ اسکی پیٹھ جھکی ہوئی ہے۔ ایک ہاتھ مہندی سے رنگا ہوا ہے اور دوسرا ہاتھ خون سے آلودہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اے ملعون! تیری پیٹھ کیوں جھکی ہوئی ہے؟ کہنے لگی۔ اے روح اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا ہے، اس لیے میری پیٹھ جھک گئی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ یہ رنگین چادر کیوں اوڑھی ہے؟ کہنے لگی۔ کہ میں اس سے نوجوانوں کے دلوں کو فریب دیتی ہوں۔ آپ نے دریافت کیا۔ تو نے اپنا ہاتھ خون سے کیوں رنگا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنا شوہر مار ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دوسرا ہاتھ مہندی سے کیوں رنگا ہے؟ کہنے لگی: میں نے اسی وقت دوسرا شوہر کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تعجب میں ہوئے۔ کہنے لگی۔ اے روح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ اگر میں باپ کو مار ڈالوں، تو بیٹا مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ اور اگر بیٹے کو مار ڈالوں، تو باپ مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایک بھائی کو مار ڈالوں، تو دوسرا بھائی میرا خواہشمند ہو جاتا ہے۔ اے روح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں نے ہزاروں شوہر مار ڈالے ہیں، مگر میں نے کسی ایک کی موت پر بھی ترس نہیں کھایا۔ اور جس کسی نے مجھے چاہا وہ مرد نہ تھا۔ اور جو کوئی مرد تھا۔ اس نے مجھے نہیں چاہا۔ اور جس نے مجھے چاہا، میں نے اسے نہیں چاہا۔ اور جس نے مجھے نہیں چاہا، میں نے اس کو چاہا، کیونکہ دنیا شیطان کی متاع ہے۔ جس کسی نے دنیا و درم کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس کو ملعون شیطان کہتا ہے کہ اپنا دین و ایمان مجھ کو دیدے کہ دنیا و درم میری پونجی ہے جو کوئی میری متاع میں ہاتھ مارے، اُسے چاہیے کہ میرے دین میں آجائے اور صاحب معصیت ہو جائے۔ اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جائے۔

یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ دنیا کا مال و زر، اور اہل دنیا کے اعمال، حج، مال زکوٰۃ، تلاوت قرآن شریف، خیرات، علم فقہ مسائل اور جو کچھ عبادت ظاہری سے تعلق

است۔ اگر تمامی جمع کنی، بمقابلہ یکدم نقر فاقہ عشق اہل محبت نرسد کہ این در معرض زوال است۔ دم فقیر لازوال کہ ایشان اہل مزدور و در فقر اہل حضور۔ فقر مذہب ملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چیست؟ مذہب مزارع بہشت، مزارع چیست؟ آنچہ تخم کارد، بدرود۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ [1]

رافضی خارجی فاسق اہل دنیا را مذہب چہ کند، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در مذہب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ تارک الدنیا طالب اللہ نہ طالب دنیا بخیل اہل خطرات خلل خراب و مذہب امام اعظمؒ است۔

بدانکہ بر درم دنیا مہر زدند و شیطان برداشت و بر پیشانی خود نہاد و درم دنیا را گفت: ہر کہ ترا دوست دارد، بندۂ من است۔

ای عزیز! اگر می خواہی کہ بخدا عز وجل برسی، این بلای درم دنیا کہ ہمچون کوہ قاف است، از سر باید انداخت۔ و این طوق لعنت از گردن دور باید کرد و از سلسلۂ شیطانی سر باید کشید۔ بندہ را نباید کہ نقر فاقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نعمت خدائی تعالیٰ را بگذارد و ہمچون سگی دنبال استخوان بگردد۔ آن را بندہ نتوان گفت، بلکہ سگ است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَلدُّنْيَاءُ جِيْفَةٌ وَّطَالِبُهَا كِلَابٌ [2]

و جیفہ آنرا گویند کہ بسیار بدبو باشد کہ آنرا جلاد ہم قبول نکند۔ لایق خوردن سگان باشد۔ کسیکہ در فقر قدم زند و تارک ہزار سالہ باشد۔ روزی بخاطر گذارد کہ دنیا ہم

[1] مشکوٰۃ شریف۔ [2] عین العلم شرح زین الحلم۔

رکھتا ہو۔ اگر ان سب کو جمع کرو تو وہ فقیر صاحب فقر و فاقہ و اہل عشق و محبت کے ایک سانس کے برابر بھی نہیں پہنچتے۔ کیونکہ یہ سب معرض زوال ہیں ہیں۔ دم فقیر لازوال ہے۔ اور وہ لوگ مزدور اور فقر اہل حضور ہے۔ فقر مذہب و ملت محمدی ہے۔ مذہب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہشت کی کھیتی ہے۔ کھیتی کیا ہے؟ کاشتکار جو کچھ اپنے کھیت میں بوتا ہے، فصل پر وہی کاٹتا ہے۔

اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔"

رافضی، خارجی، فاسق اہل دنیا کو مذہب سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مذہب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر تارک الدنیا اور طالب رب جلیل رہے۔ نہ کہ طالب دنیا، کیونکہ یہ دنیا نہایت بخیل وخطرناک اور مذہب امام اعظمؒ کو بدنام و خراب کرنے والی ہے۔

اے طالب! جان لے کہ درم دنیا پر مہر لگادی گئی، تو شیطان نے اسے اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھ لیا۔ اور دنیا سے کہنے لگا، جو کوئی تجھے دوست رکھے گا، وہ میرا بندہ ہے۔

اے عزیز! اگر تو خدا کے بزرگ و برتر تک پہنچنا چاہتا ہے، تو اس درم دنیا کی بلا کو جو کہ کوہ قاف سے بھی زیادہ فزوں ہے، سر سے اتار ڈال۔ اور اس دنیا کی محبت کے طوق لعنت کو گردن سے نکال ڈال اور شیطان لعین کی زنجیر سے سر باہر کھینچ لے۔

بندے کو نہیں چاہیے کہ وہ فقر و فاقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ نعمت خداوندی ہے، کو چھوڑ دے اور ایک کتے کی طرح ہڈیوں کے پیچھے چلکر کھاتا پھرے۔ ایسے شخص کو بندہ نہیں کہہ سکتے، بلکہ وہ کتا ہے۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔"

جیفہ اس مردار شے کو کہتے ہیں کہ جس میں سے سخت بدبو آتی ہو۔ اور جسے جلاد (نیچ قوم کے لوگ)، بھی قبول نہ کرتے ہوں۔ اور وہ کتوں کے کھانے کے لائق ہو۔ جو شخص کہ فقیری میں قدم رکھے اور مدتوں سے دنیا کا تارک بھی ہو چکا ہو، مگر کسی وقت

خوب است. ہنوز حُبِّ دنیا مُردار میدارد. طالب جاہ است نہ مرد طالب راہ[1]

نقل است کہ یکی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان اہل خانہ و خود یک چادر داشتند. چون پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم آن اصحاب را بدین حال دید. فرمود چہار صد درم بگیر و تصرّف کن. اصحاب از زن خود پرسید. بی بی روا نداشت کہ زر دنیا بد است. دشمن در خانہ نیاید. اصحاب گفت: اگر زر نمی گیرم خلاف فرمودۂ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم می شود. بی بی اصحاب را گفت: کہ (بدین نیت[2]) دو گانہ نماز بخوان کہ اللہ تعالیٰ مرا از جہان بردارد و درم در خانۂ من نیاید. اصحاب ہمچنان کرد و دُعا کرد و ہر دو جان بحق تسلیم کردند. درین زمانہ ہمہ کس از بہر آوردن زر درم دوگانہ می خوانند. نعُوذُ باللہِ مِنھا۔

بیت باہوؒ

درم دنیا چیست پالیش در زنجیر اہل بندی بر نیاید دستگیر

○

مرد طالب را درین راہ مولیٰ ہیچ طمع نباید. مولیٰ شاید اوّل بعضی کہ در جہان ظاہر شدہ بود، ہر روز ابلیس طبل طمع می زند کہ در گوش ابلیس آواز طمع افتاد۔

نقل است کہ بادشاہ شجاع دختری داشت با فقیری عقد بست. چون دختر بادشاہ در خانۂ فقیر آمد. موزہ از پالیش نکشید کہ[3]، در خانہ نان جوین دید. پرسید کہ این نان چیست؟ فقیر گفت: کہ دیشب دو نان جوین بمن رسید. یکی خوردم و دیگری را

---

[1] عین الفقر جلد دوم. ص ۵۵ [2] ایضاً، ص ۵۶

[3] ایضاً، ص ۵۶۔

اس کے دل میں اتنا ہی خیال آتا ہو کہ دنیا بھی خوب ہے. تو سمجھ لیں کہ ابھی تک دنیائے مُردار کی محبت اس کے دل سے نہیں گئی ہے. وہ طالب جاہ ہے اور طالب راہ مولیٰ نہیں ہے۔

نقل ہے کہ رسولُ اللہ کے صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی اپنے اور اپنے اہل خانہ کے درمیان ایک اور صرف ایک چادر رکھتے تھے. جب سرورِ کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنے صحابی کی یہ حالت دیکھی. تو آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ تم چار سو درم لے جاؤ اور خرچ کرو. صحابی نے اپنی بیوی سے پوچھا. اُنکی بی بی صاحبہ کہنے لگی. کہ یہ روا نہیں ہے، کیونکہ دولت دنیا بڑی (دشمن) ہے اور دشمن کو گھر میں نہیں لانا چاہیے. صحابی بولے اگر میں درموں کو نہ لوں، تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نافرمانی ہوگی. بی بی صاحبہ نے صحابی کو کہا کہ اس نیت سے دوگانہ نماز ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا سے اٹھا لیں، اور درہم ہمارے گھر میں نہ آئیں. صحابی نے ایسا ہی کیا اور دُعا کی اور دونوں جان بحق تسلیم ہوئے۔

تعجب کی بات یہ ہے، کہ اس زمانہ میں تمام لوگ دنیا کے زر و مال کے حصول کے لیے دوگانہ نماز پڑھا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

ع بہ بین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

بیت باہوؒ

درم دنیا کیا چیز ہے ؟ یہ ایک پاؤں میں زنجیر ہے. جس کے پاؤں میں بند پڑے ہوئے ہوں، وہ بیکار اور بے دستگیر ہوتا ہے۔

طالب مولیٰ کو اس راہِ حق میں کچھ طمع نہ چاہیے. جب سے اللہ تعالیٰ نے جہان کو پیدا کیا ہے، تب سے ابلیس ہر روز طمع کی نوبت بجاتا ہے، تاکہ لوگوں کے کان میں اس کی طمع کی آواز پہنچے اور لوگ اس کے ہو جائیں۔

نقل ہے ایک بہادر بادشاہ ایک بیٹی رکھتا تھا، جس کا نکاح اُس نے کسی درویش کے ساتھ کر دیا. جب بادشاہ کی بیٹی درویش کے گھر میں آئی اور اس نے موزے اپنے پاؤں سے نہیں اتارے تھے. کہ اسکی نگاہ گھر میں جو کی روٹی پر پڑی، دختر نے پوچھا: یہ کیسی روٹی ہے ؟ درویش نے کہا کہ مجھے کل رات

نگاهداشته ام ۔ دختر پادشاه در گریه آمد ۔ فقیر گفت : از برای این گریه میکنی که من دختر پادشاه ام ۔ در خانۂ مفلس فقیر آمده ام ۔ دختر پادشاه گفت : که من از برای این گریه نکنم که در خانۂ فقیر آمده ام ولیکن از برای این گریه کنم که تو درویش نیستی که توکل برابر سگ نداشتی ۔ نان را از برای فردا نگاه داشتی ۔ من بر تو حرام ام ۔ دختر پدر را گفت که این درویش نبود ۔ یک اہل حرص بود ۔ دیگر بی توکل زر مال با طمع جمع کند ۔ براه خدای تعالیٰ ندهد ۔ اہل ابلیس اند که دل ایشان بجانب خدای تعالیٰ نگردد ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَلْبَخِيْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ زَاهِدًا [1]

عدو اللہ اہل ملعون است ۔ روز قیامت اہل دنیا ہمہ منکر شوند ۔ خداوندا ! اگر کسی درویش یا فقیر پیش ما آمدی ہمہ از مال براه تو تصرف می کردمی ۔ (بدانکہ) در دل فقیری خدای اندازد کہ پیش فلان اہل دنیا برو کہ آن خزانچی من است ۔ اگر دهد سائل را فقیر درویش را ندهد بخدا دهد و فقیران را نیز خدای تعالیٰ دهاند ۔ اگر کسی گوید کہ فلان داد ، کافر گردد ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا ۔ اگر کسی گوید کہ من فلان را چیزی دادم ، نیز کافر گردد ۔ نعوذ باللہ منہا ۔ خدا تعالیٰ دهد خدا دهاند ۔

چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ از دزدی کفن کش حقیقت کفن کشیدن مردگان پرسید ۔ دزد کفن کش گفت : یا سلطان ! یک ہزار و یک قبر را کشادم

---

[1] الحدیث

جو کی دو روٹیاں ملی تھیں جس میں سے ایک میں نے کھالی ۔ اور دوسری رکھ چھوڑی تھی (جو کہ اب تیرے لیے لایا ہوں ۔ بادشاہ کی بیٹی (یہ حال دیکھ کر اور سن کر) رونے لگی ۔ فقیر نے کہا کہ شاید ، تم اس لیے رو رہی ہو کہ میں بادشاہ کی بیٹی ہوں اور ایک مفلس فقیر کے گھر میں آئی ہوں ۔ بادشاہ کی بیٹی نے کہا کہ میں اس لیے نہیں رو رہی کہ ایک فقیر کے گھر میں آئی ہوں ، بلکہ اس لیے گریہ کر رہی ہوں کہ تو درویش نہیں ہے ۔ تو نے کتے کے برابر بھی توکل کر کے خدا پر بھروسہ نہ کیا ۔ اور آنے والے کل کے لیے روٹی رکھ چھوڑی ۔ میں تم پر حرام ہوں ۔ بیٹی نے باپ سے جا کر کہا کہ یہ درویش نہیں تھا ، بلکہ اہل حرص میں سے ایک تھا ۔ (یعنی دنیا کی حرص کے سبب سے اس نے درویشی اختیار کر رکھی تھی) دوسرے بے توکل ہو کر مال کی طمع کر کے اسے جمع کرتا ہے ۔ (اور) خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا ۔ جن کا دل کہ خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ، اہل ابلیس ہیں ۔

اسی لیے حضور اکرمؐ نے فرمایا :

" بخیل اللہ کا دشمن ہوتا ہے ، اگرچہ وہ پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو ۔ "

اللہ کا دشمن ملعون ہے ۔ قیامت کے روز اہل دنیا تمام منکر ہوں گے ۔ اور کہنے لگیں گے کہ اے خدا ! اگر کوئی فقیر یا درویش ہمارے نزدیک آتا تھا ، تو تیری راہ میں ہم تمام مال صرف کرتے تھے ۔ (اے طالب !) جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی درویش کو کچھ مال دینا چاہتا ہے ، تو اس کے دل میں یہ القا کر دیتا ہے کہ اہل دنیا میں سے فلاں شخص کے پاس جا کہ وہ ہمارا خزانچی ہے ۔ اگر وہ سائل فقیر درویش کو دیتا ہے تو وہ گویا خدا کو دیتا ہے ۔ اور اگر نہیں دیتا ، تو خدا دیتا ہے ۔ اور فقرا کو بھی خدا دلاتا ہے ۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں نے مجھے دیا ، تو وہ کافر ہو جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے ۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو کوئی چیز دی ، تب بھی وہ کافر ہو جاتا ہے ۔ نعوذ باللہ منہا ۔ (در حقیقت) خدا تعالیٰ ہی دیتا ہے اور وہی دلاتا ہے (ویسے یہ الفاظ مجازاً کہنے جائز ہیں)

حکایت

حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ نے ایک کفن چور سے مُردوں کے کفن چرانے کی حقیقت دریافت کی ۔ اس نے کہا : اے سلطان ! میں نے ایک ہزار و ایک قبریں

او کفنش کشیدم[1]، ہیچ کس را روی بقبلہ ندیدم، مگر دو کس را۔ سلطان فرمود: راست گفتی۔ ایشان ہمہ اہل دنیا باشند۔ ہر آنکہ دوست دارد دنیا را، ہرگز روی ایشان بقبلہ نباشد۔ درم ایشان را دین و قبلہ است۔

حدیث

تَرْكُ الدُّنْیَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ كُلِّ خَطِیْئَةٍ[2]

بدانکہ فقیر نیز چہار قسم است۔

صاحب حیرت حیران۔

صاحب جرم گریان۔

صاحب عشق جان بریان۔

صاحب شوق قلب ذکر در وحدت وجد جریان است۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم، ص ۵۶

[2] عین العلم و ابن ماجہ

کھولیں اور ان کے (مردوں کے) کفن نکالے، مگر ان سب میں دو شخصوں کے سوا کسی کا منہ قبلے کی جانب نہ دیکھا۔ آپ نے کہا: تو نے سچ کہا۔ وہ سب اہل دنیا ہوں گے، جو کوئی دنیا کو دوست رکھتا ہے، اس کا منہ قبلہ کی طرف کبھی نہیں ہو سکتا۔ دنیا کا مال و زر ہی اُن کا دین و قبلہ ہوتا ہے۔

حدیث

"دنیا سے منہ موڑنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے۔"

یاد رہے کہ فقیر کی بھی چار قسمیں ہیں:-

(۱) صاحب حیرت و حیران۔

(۲) صاحب جرم گریان۔

(۳) صاحب عشق جان بریان۔

(۴) صاحب شوق قلب ذکر و فکر اور وحدت میں مستغرق ہونا۔

باب دہم

ذکر فنا فی اللہ فقراء ذکر اولیاء اللہ

بیت

باہُوؐ بس حجاب ست علم ذکر حضور ہر کہ فی اللہ فنای گشت بنور

ذکر و علم ہر دو پیر اہل حضور بی ادبی ست، چرا کہ کسیکہ بحضور بادشاہ مجازی روبرو شود، نام بادشاہ گرفتن ادب نیست۔ و حضور نیز جدای از وحدانیت و شرک است، تا آنکہ بوحدت غرق نشود، تا آنکہ از ما سوی اللہ جدا و با خدا یکتا نگردد، تا آنکہ ازین محبت عشق فنا فی اللہ نگذرد علم و ذکر نسیان نگردد۔[1]

بیت

علم و ذکرش چیست یعنی در درنج در درنجی نیست آنجای کہ گنج

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:

لَذَّةُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّةِ الْاَذْکَارِ[3]

حدیث

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰهِ الْاَکْبَرُ[4]

[1] عین الفقر جلد دوم، ص ۵۷ [2] ایضاً
[3] الحدیث [4] کتاب التشرت

باب دہم

ذکر فنا فی اللہ بقا باللہ و ذکر فقر اولیاء اللہ و ترک دنیا و ماسوای اللہ

بیت

علم ظاہری صاحب حضوری ذاکر کے لیے بمثل حجاب کے ہے۔ اور جو شخص نور الٰہی کی وجہ سے فنا فی اللہ میں ہے، اس کے لیے تو ذکر حضوری و علم ظاہری ہر دو سبب حجاب ہوتے ہیں۔

ذکر اور علم دونوں اہل حضور کے لیے بے ادبی ہے۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ مجازی کے سامنے کھڑا ہو کر اس کا نام پکارے، تو یہ محض بے ادبی سمجھی جاتی ہے۔ اور صاحب حضوری بھی وحدانیت سے جدائی اور شرک ہے، تاوقتیکہ وحدت اور توحید میں غرق نہ ہو جائے۔ اور وحدت میں غرق نہیں ہو سکتا، تاوقتیکہ ماسوائے اللہ سے جدا ہو کر بخدا یکتا نہ ہو جائے۔ اور تاوقتیکہ اس عشق و محبت میں فنا فی اللہ ہو کر علم اور ذکر کو فراموش نہ کر دے۔

بیت

علم و ذکر کیا ہے؟ یعنی درد و رنج کا نام ہے۔ جس جگہ کہ خزانہ ہو وہاں درد و رنج نہیں ہے۔

اور حدیث میں وارد ہے:

"لذت فکر لذت ذکر سے بہتر ہے۔"

حدیث

"اور علم خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا حجاب ہے۔"

بدانکہ بعضی سالک یا طالب یا مرشد خود را حضور دانند با وہم خیال، از حضوری خدای تعالیٰ دُور تر اند چنانچہ گاوِ عصار گاوِ چشم بستہ تمام روز بر گرد چاہ بگردد و می دانند کہ من راہ منزل بسیار کشیدم۔ چون چشم وا کند ہمانجا بر گرد چاہ خود را می بیند۔

بیت باہوؒ

ہر آن گوید حضورش حق زِ دُورش حضور آنکہ از خود و خویش دُورش

بدانکہ فقر سہ حرف است۔ ف ق ر۔ از حرف ف فناء النفس و از حرف ق قریب قبر و از حرف ر روحانیت۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [1]

اگر دوازدہ ہزار صاحب دعوت وظایف تسبیح خوان یکجا جمع شوند، بمراتب یک ذاکر نتوانند رسید و اگر دوازدہ ہزار صاحب مذکور الہام یکجا جمع شوند، بمراتب حضور نتوانند رسید و اگر دوازدہ ہزار صاحب مراقبہ استغراق یکجا جمع شوند، بمراتبہ فقیر فنا فی اللہ نتوانند رسید کہ الْمُوَحِّدُ فِي التَّوْحِيْدِ بِبَقَاءِ حَيٍّ فِي الدَّارَيْنِ، اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ،

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

و اگر دوازدہ ہزار بار ذکر زبان کند، از آن بہتر است کہ یک مرتبہ قلب ذکر کند، اسم اللہ بگوید و اگر دوازدہ ہزار بار دل ذکر کند، از آن بہتر است کہ یک مرتبہ ذکر روح کند، و اگر دوازدہ ہزار بار ذکر روح کند، از آن بہتر است کہ یک مرتبہ ذکر سِرّ کند و پیش از سِرّ فقر تمام است۔ ہر گناہ و عبادت او برابر، خواب و بیداری او برابر، مستی و ہوشیاری او برابر۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط

---

[1] نقل از عین العلم در شرح برزخ

یاد رہے کہ بعض سالک یا طالب یا مرشد محض وہم کے طور پر اپنے آپ کو مقام حضور میں جانتا ہے، مگر در حقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی حضوری سے بہت دُور ہوتا ہے۔ جس طرح کہ کولہو کا بیل کہ اس کی آنکھیں تو بند ہوتی ہیں اور وہ تمام روز کنوئیں کے گرد پھرتے پھرتے آخر خیال کرتا ہے کہ میں (شاید) بہت منزل طے کر چکا ہوں، اور جب اس کی آنکھ کھلتی ہے، تو وہ اپنے آپ کو کنوئیں کے گرد وہیں کا وہیں دیکھتا ہے۔

بیت

جو کوئی اہلِ حضور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ درحقیقت حضورِ خداوندی سے دُور ہے۔ اہلِ حضور وہی ہوتا ہے جو اپنے آپ سے دُور یعنی فنا میں کامل ہو چکا ہو۔

یاد رہے کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ ف ق ر۔ ف سے مراد فنا فی النفس اور ق سے قربِ قبر اور ر سے مراد روحانیت حاصل کرتے ہوئے "مرنے سے پہلے مر جاؤ" کا مرتبہ حاصل کرنا۔

اگر بارہ ہزار صاحبِ دعوت و درود و وظائف و تسبیح خواں ایک جگہ جمع ہو جائیں، تب بھی وہ ایک ذاکر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اور اگر بارہ ہزار ذاکر صاحبِ الہام ایک جگہ مجتمع ہو جائیں، تب بھی وہ ایک صاحبِ حضور کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اور اگر بارہ ہزار صاحبِ مراقبہ و استغراق ایک جگہ جمع ہو جائیں، تو وہ ایک فقیر فنا فی اللہ کے مرتبہ کے برابر نہیں ہو سکتے، چونکہ صاحبِ فنا فی اللہ نے حیاتِ جاودانی حاصل کی ہوتی ہے، اس لیے وہ ہر دو جہان میں زندہ ہوتا ہے۔ اور وہ "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے" کا مصداق بنا ہُوا ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اور اگر بارہ ہزار بار ذکر زبانی کرے تو اس سے ایک بار ذکر قلبی کرنا بہتر ہوتا ہے کہ قلب بھی اللہ کہے۔ اور اسی طرح ذکر قلبی سے ذکر روحی ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور اگر بارہ ہزار بار ذکر روحی کرے تو اس سے بہتر ہے کہ ایک بار ذکر سِرّی کرے۔ اور اب ذکر سِرّی پر فقر تمام ہو جاتا ہے۔ اور فقیر صاحبِ مراتب سِرّی کی عبادت و گناہ، خواب و بیداری و مستی و ہوشیاری برابر ہو جاتی ہے۔ چونکہ وہ صاحب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کا مصداق ہو کر فقرِ حضوری پر پہنچ چکا ہے۔

بدانکہ فقر حضور را چہ نشان است؟ آنجا نہ خرد باشد و نہ در آنجا ذکر باشد و نہ فکر، جائیکہ حضور است، آنجا سرّ ہوٗ آواز مذکور است۔ جائیکہ ظاہر بادشاہ مجاز است، آنجا ہیچ غوغا و آواز بلند نباشد کہ غوغا و آواز بلند بادشاہ را ناپسند است۔ جائیکہ لم یزل، نہ آنجا غوغا و نہ خلل، ہر جا کہ سلطان خیمہ زد، غوغا نماند عام را۔

بدانکہ آن نہ فقیر است کہ در نام و ناموس غوغا خلل پذیر است۔ در مجلس فقیر اگرچہ بی واسطہ کلام ذکر است، ذکر خدا یا ذکر انبیاء یا ذکر اہل اللہ اولیاء و ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃٍ واقع است۔ فقیر کہ کلام کند کلام اللہ یا نبی اللہ یا اولیاء اللہ والا نہ خاموشی بہتر است۔

بدانکہ فقیر باہوٗ میگوید کہ فقیر را آن بہتر است۔ اگر کسی گردن زند و بر در پیش رفتن اہل دنیا نرود۔ مگر حبّ اللہ فقیریکہ با بادشاہ یا اہل دنیا در خانہ آن در آید۔ گناہ بر آن فقیر ساقط نشود، مگر سر و ریش آن فقیر حجّام بتراشد و بر خر سوار کند و دنبال او رسوای طفلان در خلق رسوائی کند و محلہ بمحلہ کوچہ بکوچہ و شہر بشہر بگرداند و بگوید۔ فقیریکہ خدای تعالیٰ را گذاشتہ و از خانۂ خدا ناامید گشتہ و بخانۂ اہل دنیا برای زر سیم نذر درم در آید، باو ہمین تنبیہ خواہد شد۔ فقیر اخلاص با دنیا و اہل دنیا نکند، مگر آنکہ بی معرفت سلب راندۂ درگاہ شود کہ و برابر دنیا و اہل دنیا نگاہ افتد فقیر محتاج، نعیری او باطل و دروغ استدراج باشد۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا

بدانکہ دنیا مثل دریا است و اہل دنیا ہمچون ماہی و نہنگ و اہل علم بمثل مرغ آبی کہ ہمیشہ ساکن آب می باشد و بآب ترنمی نشود، و

(اے طالب!) جان لے کہ فقر حضوری کا کیا نشان ہے؟ اس کا نشان یہ ہے کہ وہاں نہ عقل کا عمل دخل ہے اور نہ ہی وہاں ذکر و فکر ہے۔ اس جگہ صرف حضوری حضور ہے، یہاں صرف ذکر سرّ ہوٗ کی آواز ہی ہویدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں بادشاہ صاحب مجاز ہے، وہاں کوئی شور و غل اور آواز بلند نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ شور و غوغا اور آواز بلند بادشاہ کو ناپسند ہیں۔ اسی طرح مقام ابدی میں نہ وہاں شور و غل ہے اور نہ ہی (کسی قسم کا) خلل۔ جس جگہ بادشاہ خیمہ زن ہوتا ہے، وہاں عام شور و غوغا نہیں رہتا۔

(اے طالب!) جان لے کہ وہ فقیر نہیں ہے جو نام ناموسی کے درپے رہے۔ وہاں نہ شور و غل ہے، کیونکہ شور و غوغا تو خلل پذیر ہے۔ فقیر کی مجلس میں بے واسطہ کلام ذکر الٰہی جاری رہتا ہے۔ یا ذکر انبیاء، یا ذکر اہل اللہ اولیاء اللہ رہتا ہے، کیونکہ اہل اللہ کا ذکر کرنا بھی بہتر عبادت ہے۔ چونکہ حدیث جامع الصغیر میں ہے کہ ان کا ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا، تو اس کا خاموش رہنا بہتر ہے۔

(اے طالب!) جان لے فقیر باہوٗ کہتا ہے کہ اگر کوئی فقیر کی گردن اڑا دے تو منظور کرے، مگر اہل دنیا کے دروازے پر دنیاوی غرض سے جانا منظور نہ کرے۔ اگر لوجہ اللہ ان کے در پر جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جو فقیر کہ دنیاوی غرض سے امراء و سلاطین کے دروازے پر جاتا ہے، تو اس کا گناہ بجز اس کے ساقط نہیں ہو سکتا، کہ اس فقیر کے سر اور داڑھی کے بال حجام کاٹ کر اور اسے گدھے پر سوار کرا کر اور اس کے پیچھے لڑکوں کو لگا کر رسوا کر کے خلقت میں تذلیل کر کے شہر میں محلہ بہ محلہ کوچہ بکوچہ گشت کرا کر اعلان کریں کہ یہ فقیر اللہ تعالیٰ کے گھر سے ناامید ہو کر زر و سیم کے لیے اہل دنیا کے دروازوں پر پریشان پھرتا ہے۔ (بس) ایسے فقیر طالب دنیا کی یہی سزا ہو گی۔ (فقیر کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور اسی پر اخلاص رکھے) اور دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ اخلاص نہ رکھے۔ ورنہ محض اسباب دنیا پر نظر پڑنے سے معرفت اس سے سلب ہو جائے گی اور وہ راندۂ درگاہ خداوندی ہو جائیگا۔ وہ محتاج اور اس کی فقیری باطل دروغ اور استدراج ہو جائے گی۔ نعوذ باللہ منہا۔

یاد رہے کہ دنیا کی مثال دریا کی ہے اور اہل دنیا کی مثال مچھلی اور مگرمچھ کی ہے اور اہل علم کی مثال مرغابی کی ہے، جو ہمیشہ پانی میں رہتی ہے اور پانی سے تر نہیں ہوتی ہے۔

دنقراو[1] بمثل مرغ سفید کہ برکنارۂ دریا بہ نشیند، آنچہ قسمت او باشد، از آب بکشد
وبخورد۔ بشرط در دریا پای نہ اندازد (ودر آب غرق نمی شود)[2] فقیر از دنیا بی آب
اند کہ آبرو از خدای تعالیٰ دارند واہل دنیا زر دوست اند کہ آبرو باشان زر دادہ اند۔
پس آبرو با زر دوستی چہ تعلق دارد؟

بشنو! وزیری بود کہ وزارت دنیا را ترک دادہ ودرسلک فقر قدم باعتقاد
اخلاص نہاد۔ ناگاہ روزی براو بادشاہ بگذشت وگفت کہ از ترک وزارت وجدای
ما از فقر چہ چیز حاصل کردی؟

جواب داد کہ پنج چیز:۔

اول آنکہ ہنگامی کہ تو نشستہ بودی، ما ہر دو دست با دب بستہ می استادم۔
گاہی نمی گفتی کہ بنشین۔ آن خداوند تعالیٰ در چہار رکعت مرا دوبار می نشاند۔

دوم آنکہ چون تو بخواب می رفتی، من از دشمنان تو ترا محافظت میکردم۔ من
بخواب می روم، آن خداوند تعالیٰ حافظ من است۔

سیوم آنکہ تو طعام میخوردی ومرا بخوردن ندادی، آن خداوند تعالیٰ خود نمی
خورد ومرا میخوراند کہ روزی بی حساب بخشند۔

چہارم آنکہ وقتیکہ تو مُردہ می شدی وترا مردم[3] برای حساب می بردند، آن خداوند تعالیٰ
برین بندہ حیّ وقیوم است کار چہ چیز حساب خواہم داد؟

پنجم آنکہ از قہر تو ہیچ گاہ ترس جان ستم وخود عافیت نبود، آن خداوند تعالیٰ
آمرزگار است۔

نقل است روزی سلطان بایزید بسطامیؒ کہ ہر روز روزہ داشتند وہر شب بہ نماز

---

[1] عین الفقر جلد دوم، ص ۵۸ [2] ایضاً۔
[3] ایضاً، ص ۵۸

اور فقیر کی مثال سفید پرندے (بگلہ) کی ہے جو دریا کے کنارے پر بیٹھتا ہے۔ اس کی جتنی
قسمت ہوتی ہے، پانی سے نکالتا ہے اور کھاتا ہے، مگر دریا میں پاؤں نہیں ڈالتا۔
اور پانی میں غرق نہیں ہوتا۔ اہل دنیا فقیر کا احترام نہیں کرتے، مگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
قابل احترام ہیں، اور اہل دنیا زر دوست ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی تمام عزت مال وزر کو
دے رکھی ہے۔ پس ان سے عزت وآبرو کا کیا تعلق ہے۔

(اے طالب!) (غور سے) سن! (کہتے ہیں) کہ ایک وزیر نے وزارت چھوڑ کر فقیری
اختیار کرلی۔ اور اعتقاد (و) اخلاص کے ساتھ فقراء کے گروہ میں داخل ہوگیا۔ اچانک
ایک روز بادشاہ وقت اس کے قریب سے گزرا، اور (وزیر سے) کہنے لگا کہ تو نے
وزارت چھوڑ کر اور ہم سے جدا ہو کر فقیری اختیار کی تو تجھے کیا حاصل ہوا؟ اس نے جواب
دیا کہ مجھے پانچ چیزیں حاصل ہوئی ہیں:۔

اول: یہ کہ جب تو بیٹھا رہتا تھا تو میں دونوں ہاتھ باندھے ادب کے ساتھ تیرے
روبرو کھڑا رہتا تھا۔ اور تو کبھی مجھے یہ نہ کہتا تھا کہ تو بیٹھ جا۔ اور اب میں خدای تعالیٰ کے روبرو
چار رکعتوں میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہوں، جن میں وہ مجھے دو دفعہ بیٹھنے کا حکم دیتا ہے۔

دوم: یہ کہ جب تو سوجاتا تھا، تو میں تیرے دشمنوں سے تیری محافظت کرتا تھا۔ اب
میں سوتا ہوں، وہ اللہ تعالیٰ میری نگہبانی کرتا ہے۔

سوم: یہ کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھے نہیں کھلاتا تھا۔ اب وہ خدای تعالیٰ خود نہیں
کھاتا ہے اور مجھے کھلاتا ہے۔ اور مجھے بے حساب رزق وروزی دیتا ہے۔

چہارم: یہ کہ جس وقت تو مرجاتا، تو لوگ تجھے لے جاتے اور مجھ سے معاملات
کی تحقیق کرتے اور حساب لیتے اور خداوند کریم جو حیّ وقیوم ہے، وہ اس بندہ (مجھ عاجز)
سے کس چیز کا مواخذہ کرے گا؟

پنجم: یہ کہ مجھے تیرے غیظ وغضب سے کسی وقت بھی عافیت نہ تھی اور ہر وقت
جان کا خطرہ رہتا تھا اور وہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان اور ان کے خطا وقصور
معاف کردینے والا ہے۔

حکایت

کہتے ہیں کہ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور ہر

استاده بودی[1]. روزی سلطان را خطرات در نماز پیدا شد. سلطانؒ فرمود: ای یاران! تفحص کنید که امروز در خانۂ مابان دنیا آمده است. خادمان سوگند خوردند (یا سلطانؒ!) که دوازده روز[2] شد که هیچ روی دینار و درم ندیده ایم و به طعام پُرِ دهن لذت نچشیده ایم. سلطانؒ فرمود که خطرۂ من از حکمت دنیا خالی نیست. چون خدام تمام خانه را جاروب کردند، زیر پای پلنگش خرما یافتند. پیش سلطانؒ بردند. سلطانؒ فرمود: در خانۂ کسی که این قدر متاع باشد، آن خانۂ سوداگر شد.

بدانکه این فقیر باھوؒ می گوید که فقیر چهار قسم است:-

یکی حکمت دنیا. ظاہر پریشان و باطن آراسته، چنانچه حضرت خضر علیه السلام و یکی را ظاہر آراسته و باطن پریشان، چنانچه حضرت موسیٰ علیه السلام و یکی را ظاہر و باطن آراسته است، چنانچه حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و یکی را ظاہر و باطن خراب، چنانچه بلعم باعور۔

پس فقیر را باید اگر نفس طلب دنیا کند، نفس را بگوید که صد پیاز از شلاق بخور و پیش اہل دنیا برو و سوال کن که ترا سزای ہمین بس است که از خدای تعالیٰ نا امید شوی والا مرو سوال مکن و اگر اہل دنیا پیش فقیر بیاید برای زیارت، فقیر آنرا بگوید که تو اہل دنیا ہستی، صد پیاز بخور که فتنۂ دنیا از وجود تو بدر شود۔ پیش من بیا والا میا۔ اگر صادق با اخلاص خدای تعالیٰ است، بجہت شرمندگی نفس قبول خواہد کرد که بیاید حجاب اُو برطرف گردد۔ تارک فقیر خواہد شد والا دیدن روی اہل دنیا خطرات شیطانی پیدا شود۔ آن رہزن فقر است۔ نعوذ باللہ منہا۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم، ص ۸۵ : میگذارند۔

[2] ایضاً

[3] ایضاً : سال

رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔ ایک روز آپ کو نماز میں خطرات پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا: تلاش و تحقیق کرو۔ آج ہمارے گھر میں دنیا آئی ہے۔ خادموں نے قسم کھا کر عرض کیا: یا سلطانؒ! بارہ سال گزر گئے ہیں کہ ہم نے درہم و دنیا کی صورت نہیں دیکھی۔ اور نہ لذیذ کھانوں کو چکھا ہے۔ سلطانؒ نے فرمایا: میری نماز میں خطرات کا پیدا ہونا دنیا دی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ جب خدام نے تمام گھر میں جھاڑو دی، تو آپ کی پلنگ کی پائینتی سے ایک خرما نکلا۔ خدام نے وہ خرما آپ کے پاس لے جا کر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: جس شخص کے گھر میں اس قدر بھی پونجی رہے، وہ تاجر کا گھر ہے۔

اے طالب! جان لے۔ یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں:۔

اوّل: ایک فقیر وہ ہوتا ہے اور اس میں حکمت دنیا ہوتی ہے کہ وہ فقیر بظاہر پریشان حال ہوتا ہے، مگر اس کا باطن دتجلیات الٰہیہ کے سبب، آراستہ ہوتا ہے۔ جیسے حضرت خضر علیہ السلام اور ایک فقیر وہ ہوتا ہے کہ ظاہر حال اس کا آراستہ اور اسکا باطن حال پریشان جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال تھا۔ اور ایک فقیر وہ ہوتا ہے جس کا ظاہر و باطن نہایت آراستہ ہوتا ہے، جیسے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور ایک فقیر وہ ہوتا ہے، جس کا ظاہر و باطن ہر دو پریشان حال ہوتا ہے، جیسا کہ بلعم باعور۔

پس فقیر کو چاہیے کہ اگر نفس دنیا کی طلب کرے، تو اس سے کہہ دے چلا جا اور زنبیل میں سے ایک سو پیاز کھا (یعنی خواہش نفس کے خلاف مطلوب غذا سے پیٹ بھر) اور اہل دنیا کے پاس جا کر سوال کر اور ذلیل ہو، کیونکہ تو خدای تعالیٰ سے نا امید ہو گیا ہے، تو تیری یہی سزا ہے۔ ورنہ اہل دنیا کے پاس نہ جا۔ ان سے سوال نہ کر اور اگر فقیر کے پاس اہل دنیا زیارت کے لیے آئیں، تو انہیں اپنے پاس نہ آنے دے، اور اگر آئیں تو ان سے کہہ دے کہ تم اہل دنیا ہو۔ سینکڑوں جوتیاں کھاؤ تاکہ دنیا کا فتنہ تمہارے وجود سے نکل جائے۔ پھر میرے نزدیک آؤ، ورنہ نہ آؤ۔ اگر طالب صادق ہے اور اللہ سے مخلص ہے، تو شرمندگی کی وجہ سے نفس قبول کرے گا، اور دنیا کا تارک بن کر آئے گا۔ اس کی گمراہی کا حجاب دُور ہو جائیگا۔ وہ تارک فقیر ہو جائے گا۔ ورنہ اہل دنیا کو دیکھنے سے فقیر کے دل میں خطرات پیدا ہوتے ہیں جو راہ فقر کے راہزن ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

نقل است کہ فقیری در بر خلوت گرفت۔ بہر قوت یک خرما نگہداشت۔ چون فقیر از فاقہ نفس بسیار عاجز و تنگ آمدی۔ آن خرما را در دیگ انداختی، با آتش جوشاندی۔ با اہل مجلس یک قدح آب نوشاندی، ہمہ یاران سیر گشتندی، تا چہل[1] سال بدین طریق خرما را خورد۔ بعد از ان خرما تصرف شد۔ درویش جان خود را بخدای سپرد، چنانچہ گذشت اگرچہ مرد قدم بر در اہل دنیا نبرد۔

پیغمبر صاحب فرمود (صلی اللہ علیہ وسلم):

سہ چیز را آدمی طالب اللہ یاد نکند۔ یکی دنیا را بحُبّ، دوم اہل دنیا را یاد نکند بحُبّ، سوم رغبت نکند بہوای نفس۔

بیت باہوؒ

نفقر وانی چیست دائم در لاہوت　　نفقر را ہر دم بود بہتر سکوت

قولہٗ تعالیٰ:

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ[2]

بشنو! امام احمد حنبلؒ روایت میکند کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام فرمود کہ زمانہ بر امت من پیش آید، کسانی چند پیدا آیند کہ بامدادی باشند مسلمان و در شب کافر خسپند، و بعضی کہ در شب مؤمن خسپند، در روز کافر بسبب آنکہ بر زبان ناگفتنی بسیار گویند و آن کفر بود و ایشان ندانند۔ پس در خبر است کہ دین ہر آن کس آن زمان سلامت ماند کہ در مجلس علمای عامل و یا در مجلس فقرای کامل کلام اللہ بشنوند و با علم و با ذکر اللہ مشغول باشند و یا بگفتہ

---

[1] عین الفقر جلد دوم، ص ۵۹: پنجاہ سال

[2] سورہ فاتحہ ۱: ۴

نقل ہے کہ ایک درویش نے خلوت اختیار کی۔ اور اپنی خوراک کے لیے اپنے پاس ایک خرما رکھ لیا۔ اور جب فقیر پر بھوک کا غلبہ ہوتا اور فقر و فاقہ سے بہت تنگ آتے، تو اس خرما کو دیگچے میں ڈال کر آگ سے جوش دیتے۔ اور اہل مجلس کو بھی ایک ایک پیالہ پلا دیتے۔ اس کے پینے سے سب سیر ہو جاتے۔ پچاس سال تک وہ اسی طرح بسر کرتے رہے۔ اس کے بعد خرما صرف ہو گیا اور درویش نے اپنی جان اپنے مالک حقیقی کے سپرد کی، چنانچہ وہ فوت ہو گئے۔ مگر اپنے قدم اہل دنیا کے دروازے پر نہ رکھے (اور کسی سے سوال نہ کیا)۔

جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"کہ طالب کو چاہیے کہ وہ تین چیزوں میں اخلاص و محبت سے کام نہ لے۔ ایک دنیا کو محبت سے یاد نہ کرے۔ دوسرے اہل دنیا کو بھی محبت سے یاد نہ کرے تیسرے نفسانی خواہشات کی طرف رغبت نہ کرے۔

بیت باہوؒ

کیا تو جانتا ہے؛ فقر کیا ہے؛ فقر ہمیشہ مقام لاہوت میں رہنے کا نام ہے۔ فقیر کے لیے ہر وقت خاموش رہنا بہتر ہے۔

اور ان امور پر یہ دلیل قرآنی شاہد ہے:

"یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔"

(اے طالب!) غور سے سن! امام احمد حنبلؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری امت پر (عنقریب) ایک زمانہ آئے گا کہ بعض لوگ صبح کو مسلمان ہوں گے، مگر رات کو کافر سوئیں گے۔ اور بعض رات کو مؤمن سوئیں گے، مگر دن کو کافر ہو جائیں گے، اس لیے کہ ان کی زبان پر بہت ناگفتنی باتیں جاری رہیں گی۔ جو ان کو کفر تک پہنچا دیں گی اور ان کو خبر تک نہ ہو گی۔ پس حدیث میں آتا ہے کہ اس زمانہ میں ان لوگوں کا ایمان سلامت رہے گا، جو کہ عامل علماء کی مجالس اور کامل فقراء کی مجلسوں میں بیٹھ کر کلام الٰہی سنیں گے یا وہ لوگ جو علم کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں گے اور یا ان علمائے کرام کے کہنے پر اعتماد کرتے ہوئے اس پر عمل کریں گے۔

ایشان اعتقاد کنند و عمل آرند بسلامتی بمانند از کفر و شرک۔

حدیث قدسی

یَا مُحَمَّدُ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَعُدَّ نَفْسَکَ
مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ[1]

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:

اَلدُّنْیَا بَیْتُ الْکَلْبِ وَعَیْشُ الدُّنْیَا فَخْرُ الْکُفَّارِ وَلَذَّةُ الدُّنْیَا لَحْمُ
الْخِنْزِیْرِ وَالدُّنْیَا سَوَادُ الْقَلْبِ وَالْعِشْقُ نَارٌ تُحْرِقُ مَاسِوَی اللّٰهِ[2]

بیت باہوؒ

شکر للہ شہید عشق نمرد　　جان خود را فنا فی اللہ سپرد

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:

اَقْرَبُکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَطْوَلُکُمْ جُوْعًا وَّتَفَکُّرًا[3]

فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک تر از شما نزد من روز قیامت کسی باشد که گرسنگی و تفکر او طویل باشد۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اَلْجُوْعُ مُخُّ الْعِبَادَةِ[4]

فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم که گرسنگی مغز عبادت است۔ لیکن ریاضت و گرسنگی موافق شرع باشد نه آنکه از ریاضت کافر و از گرسنگی دیوانه و مغز سوخته گردد و در استدراج افتد۔ اگر کسی تماشای زیر و زبر تمام ہفت طبق زمین و آسمان از ماه تا ماہی بہ بیند۔ بجز فنا فی اللہ غیر شرع ہمه گمراہی است۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

بشنو! روزی بزرگواری از حد زیاده با حق مشغول بود که بر سرش جماعت مسلمانان بگذشت۔ گفت: ای مسلمانان! کجا می روید؟ گفتند از برای غزا جنگ با کفاران۔ بزرگوار را نفس

---

[1] حدیث قدسی [2] الحدیث [3] الحدیث [4] الحدیث

یہ لوگ کفر و شرک (اور بداعتقادی) سے محفوظ رہیں گے۔

حدیث قدسی

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دنیا میں اپنے قیام کو ایک غریب مسافر کی طرح سے جانو۔ اور اپنے نفس کا حساب رکھنا چاہیے۔ کل تم قبر میں پڑے ہو گے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ دُنیا کتوں کا گھر ہے۔ دنیا کا آرام کفار کا فخر ہے۔ اور دنیا کی لذت خنزیر کا گوشت ہے۔ اور دنیا سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور عشق الٰہی کی آگ ماسوی اللہ سب کو جلا دیتی ہے۔"

بیت باہوؒ

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ عاشق شہید ہوا ہے، مرا نہیں۔ اور وہ اپنی روح کو فنا فی اللہ میں لے گیا ہے۔"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "تم سب سے زیادہ قریب تر مجھ سے بروزِ حشر وہ شخص ہوگا، جس کا فقر و فاقہ اور ذکر و فکر طویل ہوگا۔"

اسی طرح دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے:

"بھوک عبادت کی مغز ہے۔"

لیکن (شرط یہ ہے) کہ ریاضت اور بھوک شرع شریف کے مطابق ہو نہ کہ خلاف شرع ریاضت سے کافر ہو جائے۔ اور گرسنگی سے دیوانہ اور مغز سوختہ ہو کر استدراج میں پڑ جائے۔ اگر کوئی خلاف شرع طریقہ سے زمین و آسمان اور چودہ طبقوں کا تمام تماشا دیکھ لیتا ہے۔ تو پھر بھی فنا فی اللہ اور غیر شرع کے سوا سب گمراہی اور ضلالت ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

اے طالب! غور سے سن! ایک روز ایک بزرگ حد سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔ اُن کے قریب سے مسلمانوں کی ایک جماعت گزری۔ بزرگ نے اُن سے پوچھا۔ اے مسلمانو! تم کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ (جہاد فی سبیل اللہ) کفار کے ساتھ جنگ کے لیے جا رہے ہیں۔ بزرگ کے نفس نے کہا کہ میں بھی

گفت: ماہم با ایشان برای غزا می رویم و غازی شویم۔ بزرگ نفس را گفت: کہ من خوب ترمیدانم کہ مرا فریب می دہی کہ از ماندگی راہ قوت بسیار طلب کنی یا از ماندگی راہ از طاعت بسیار مانی یا از ماندگی راہ خواب بسیار کنی۔ نفس گفت: ازین ہیچ نقصان نخواہم کرد۔ بزرگ نفس را گفت: تو دشمن خدائی بیدین۔ ترا با غزا چہ کار است؟ بگو: مطلب تو چیست؟ نفس گفت: مطلب من ہمین است کہ شب و روز مرا بفقر و فاقہ بعشق محبت خدا با تیغ ذکر میکشی۔ دمبدم ساعت بساعت۔ پس بہتر و اولیٰ تر آنست کہ یک مرتبہ با جنگ کفار غزا کشتہ شوم و از عذاب خلاصی یابم۔

پس این فقیر باہوؒ میگوید کہ ذرۂ محبت از حج و غزا و زکوٰۃ و نماز و نفلات از جن و انس تمامی عبادت (دیو) پری و فرشتہ بہتر است۔ لیکن درین راہ محبت و اخلاص خدا فقیر صادق قدم و راسخ اعتقاد باشد کہ فقرای کامل خود را در محبت و عشق بکمال رسانیدہ اند و سینۂ ایشان بہ تجلۂ انوار مالا مال گشتہ۔ صد ہزار ستر بفقیر بندہ صاحب محبت عشق برو نازل میگردد۔

نقل است بزرگواری با بزرگ درم بسیار فرستاد۔ آن بزرگ باو گفت: چیزی را کہ خدای تعالیٰ دشمن داشتہ باشد۔ پس آن دشمن خدا پیش دوستان خدای فرستی۔ این چہ جای دوستی است۔ طالبان این بسیار است، بایشان بدہی۔

پس فقیر آنست کہ دنیا و اہل دنیا را بگوشۂ چشم نہ بیند چراکہ بدیدنش دل سیاہ گردد۔

نقل است بزرگی صاحب عزلت معتکف بود۔ بادشاہ (والیؒ) ولایت برای زیارت چند زر نذر درویش آورد۔ درویش فرمود کہ ای دشمن خدا! این چہ جای کینہ و نفاق و منافقت بود کہ با من داشتی۔ زر از نظر پیش

لہ عین الفقر جلد دوم، ص ۶۱

اُن کے ساتھ جہاد میں جاؤں اور غازی بنوں۔ بزرگ نے نفس سے کہا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ راستے کی محنت و مشقت (اور اس کے نتیجے میں تھکاوٹ) سے زیادہ خوراک طلب کرے گا یا راہ کی ماندگی کی وجہ سے زیادہ عبادت کرنے سے بھی بچ جائے گا یا راہ کی مشقت سے خوب آرام سے سویا کرے گا۔ نفس نے کہا: اس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ (میں چاہتا ہوں کہ میں غازی بنوں) بزرگ نے نفس کو کہا تو بیدین خدا کا دشمن ہے۔ تجھے غازی بننے سے کیا سروکار ہے؟ سچ کہو تیرا اس سے کیا مطلب ہے؟ نفس نے کہا: میرا مطلب یہی ہے کہ شب و روز فقر و فاقہ کی محنت اٹھاتا ہوں، عشق و محبت اور ذکر و فکر کی تلوار سے دم بہ دم ساعت بہ ساعت مارا جاتا ہوں۔ پس اس سے بہتر اور اولیٰ تر یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ کفار کے مقابلہ میں شہید ہو کر (ہمیشہ کے لیے) عذاب سے نجات پاؤں۔

پس یہ فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ ذرہ برابر محبت بھی حج، جہاد، زکوٰۃ، نماز، نفل نمازوں، دیو پری و جنات و انسانوں اور فرشتوں کی تمام عبادات سے بہتر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی اس راہ محبت و اخلاص میں صادق فقیر کو ثابت قدم اور راسخ الاعتقاد ہونا چاہیے، کیونکہ کامل فقراء نے عشق و محبت کے ذریعے ہی اپنے آپ کو کمال کے مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ اور اُن کا سینہ تجلّیات انوار سے مالا مال ہو گیا ہے۔ کیونکہ صاحب عشق و محبت کے دل پر ہزاروں اسرار نازل ہوتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ نے کسی بزرگ کے پاس بہت سی رقم روانہ کی۔ اُس بزرگ نے اس کو کہا کہ جس چیز کو خدای تعالیٰ دشمن تصور کرتا ہو۔ پس تو خدا کی ناپسندیدہ چیز کو خدا کے دوستوں کے پاس بھیجتا ہے؟ یہ کیا دوستی ہے؟ اس کے طالب تو بہت ہیں، ان کو دے دو۔

پس فقیر وہ ہے جو دنیا اور اہل دنیا کو بالکل در خور اعتنا نہ سمجھے، کیونکہ اُن کو دیکھنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ گوشہ نشین اعتکاف میں بیٹھے تھے۔ کہ بادشاہ وقت اُن کی زیارت کے لیے آیا۔ اور کچھ زر و مال اُن کی نذر کیا۔ درویش نے کہا: اے دشمن خدا! یہ کیا کینہ و نفاق اور منافقت کا موقع تھا، جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ یہ زر و مال میرے

من بردار کہ دوستداران وطالبان این بسیار اند کسیکہ توکل خدای تعالیٰ دارد، ہرگز بدنیا دست نیارد۔

قولہٗ تعالیٰ: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ[1]

واین فقیر باھوؒ[2] میگوید کہ طالب دنیا شیاطین است۔ دنیا فتنہ است و پیروی منافقان است وطالب اُو منافق۔ دنیا خون حیض است وطالب دنیا حائض دنیا کذاب است وطالب دنیا مشرک است، دنیا مشرکات است، طالب دنیا مشرکین است۔ دنیا خبیثات وطالب دنیا خبیث[3]۔ دنیا لعنت است وطالب دنیا ملعون۔

بدانکہ یکدرم دنیا از جان عزیز است کہ لادین بی عقل و بی تمیز است۔ دنیا جہل است وطالب دنیا جاہل۔ دنیا زن قحبہ است فاجرہ واہل دنیا شوہر دنیا دیوث است کہ زن خود را ظاہر و باطن با دیگری بیند کہ با زنا وفسق فاحشہ است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلدَّيُّوثُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ[4]

پس فقیر آن را گویند کہ مرد مذکر باشد نہ دیوث مخنث۔ دنیا عام و تابع او عام۔ وعالم[5] تمام غلام است۔ دبجہت آن مردم سرگردان از صبح تا شام است وبر اہل اللہ خاص دنیا عام حرام است۔ خاص کرا گویند؟ خاص آنست کہ از دنیای عام خلاص۔ با خدای عزوجل اخلاص۔ درویش صاحب شعور وفقیر صاحب حضور آنست کہ بدل خود حب دنیا جیفہ ندارد۔ ہرکہ ہوای شہوت را طلاق دھد، صاحب شوق است۔ ہرکہ دنیا را طلاق دھد، صاحب ذوق است۔ ہرکہ غیر ماسوی اللہ را طلاق دھد، آن صاحب مشتاق اشتیاق است۔

ہرکہ کشید خود را ازین بلا، در عشق حق مبتلا۔

---

[1] سورہ النساء، ۴ : ۷۷ [2] عین الفقر جلد دوم، ص ۶۱ [3] ایضاً

[4] حدیث [5] عین الفقر جلد دوم، ص ۶۱

سامنے سے اٹھا۔ اس کے طالب اور دوستدار تمہیں اور بہت ملیں گے جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے پیغمبرؐ! لوگوں سے کہدو کہ دنیاوی متاع بہت قلیل ہے۔"

اور یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ طالب دنیا شیاطین ہیں۔ دنیا فتنہ ہے اور اہل دنیا فتنہ انگیز ہیں، دنیا کے طالب منافق ہیں۔ دنیا خون حیض ہے اور دنیا کے طالب حائض ہیں۔ دنیا دروغ گو ہے اور طالب دنیا مشرک ہیں۔ دنیا مشرکات ہے اور طالب دنیا مشرکین ہیں۔ دنیا خبیثات ہے اور طالب دنیا خبیث ہے۔ دنیا لعنت ہے۔ اور طالب دنیا ملعون ہے۔

اے طالب! جان لے کہ دنیا کی قیمت ایک درم ہے اور اس کو وہی دوست رکھتا ہے، جو بے دین، بے عقل اور بے تمیز ہے۔ دنیا جہل ہے اور دنیا کا طالب جاہل ہے۔ دنیا ایک زن فاحشہ اور فاجرہ ہے اور اہل دنیا اس کے بے حیا شوہر ہیں کہ اس کو ظاہر و باطن میں دوسرے کے پاس آراستہ دیکھتے ہیں، جو زنا اور فواحش میں مبتلا ہے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"دیوث (بے حیا) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

پس فقیر اس کو کہتے ہیں جو مرد مذکر ہو نہ کہ بے حیا مخنث۔ دنیا عام ہے اور اس کے تابع بھی عام ہیں۔ تمام عالم دنیا کا غلام ہے۔ اور اس دنیا کی وجہ سے لوگ صبح سے شام تک سرگرداں اور پریشان حال رہتے ہیں۔ مگر خاص اہل اللہ پر یہ دنیا مطلق حرام ہے۔ خاص کس کو کہتے ہیں؟ خاص وہ ہے جو دنیا سے مطلق اخلاص نہیں رکھتا، بلکہ وہ خدائے بزرگ و برتر سے اخلاص رکھتا ہے۔ درویش صاحب شعور اور فقیر صاحب حضور وہ ہے جو اپنے دل میں دنیا کی محبت نہیں رکھتا۔ جو شخص کہ شہواتِ نفسانی کو چھوڑ دے، وہ صاحب شوق ہے۔ اور جو دنیا (اور زر و مال) کو چھوڑ دے، وہ صاحب ذوق ہے۔ جو کوئی ماسوائے اللہ کو چھوڑ دیتا ہے، وہ صاحب مشتاق واشتیاق ہے جس نے اپنے آپ کو ان تمام بلاؤں سے نکال لیا، وہ عشق الٰہی میں مبتلا ہوگیا۔

بیت باہوؒ

دنیا دانی چیست پُر درد و بلا   میکند از ذکر فکر حق جُدا

دُنیا چیست؟ دُنیا نام دوئی است۔ ہر کہ بدوئی دست انداخت، خود را در سلک شیطان ساخت۔ کسیکہ با خدای تعالیٰ دوستی دارد، شیطان با دشمنی دارد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

پس معلوم شد ہر کہ باشد اہل علم، خواہ اہل جہل، ہر کہ بدنیا راغب است، از دوستی خدای تعالیٰ کاذب است۔ پس بعد از مردن یک فلوس یا یکدرم از ملک فقیر کامل یا علمای عامل برآید۔ بدانکہ از حق کاذب بود و رفتہ از محبت خدای تعالیٰ خالی بی مقصود۔ باید کہ آن درم را در آتش انداختہ، چنان سوزش کنند، چنانچہ آتش سُرخ بر پیشانی داغ دہند کہ آن رانشان اہل دنیا باشد۔ یقین است کہ کسیکہ فلوس درم دنیا را دوست دارد، ہر آنکس خدای عزّ و جلّ را عزیز ندارد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

حدیث

اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْہِ صَوْمٌ [1]

بیت

واصلان را بس بود نام خدا   روز و شب با عشق وحدت کبریا

بدانکہ با پیغمبر علیہ السلام جنگ و دشمنی کہ کرد، درم و دنیا کرد۔ اگر بوجہل مفلس بودی، تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودی و امام حسنؓ و امام حسینؓ و امامانؓ را کہ کشت، دنیا کُشت۔ اگر یزید مفلس بودی، تابع امامانؓ بودی کہ امامانؓ صاحب نور چشم

[1] الحدیث

بیت باہوؒ

کیا تمہیں معلوم ہے؟ دنیا کیا ہے؟ دنیا دکھوں اور مصیبتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر سے جُدا کرتی ہے۔

دنیا کیا ہے؟ دنیا دوئی کا نام ہے۔ جس کسی نے دوئی اختیار کی، اس نے اپنے آپ کو شیطان کے زمرہ میں داخل کیا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے، شیطان اُس سے دشمنی رکھتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

پس معلوم ہُوا جو شخص کہ خواہ عالم ہو یا جاہل، جو کوئی دنیا سے رغبت رکھتا ہے، خدای تعالیٰ کی محبت میں وہ جھوٹا ہے۔ پس کسی فقیر کامل یا علمای عامل کے پاس مرنے کے بعد اگر ایک کھوٹی کوڑی یا ایک درہم بھی نکلے، تو جاننا چاہیے کہ وہ خدای تعالیٰ کی محبت میں جھوٹا تھا۔ وہ خدای تعالیٰ کی محبت سے محروم، خالی اور بے مقصود رہا۔ قیامت کے روز اسی پیسے کو آگ میں گرم کر کے اُس کی پیشانی پر داغ دیں گے تاکہ سب کو معلوم رہے کہ یہ شخص اہل دنیا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ جو شخص روپیہ پیسہ کو دوست رکھتا ہے، وہ خدای بزرگ و برتر کو عزیز نہیں رکھتا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

حدیث

"دنیا ایک دن ہے اور اس میں ہمارے لیے روزہ ہے۔"

بیت

واصلوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام کافی ہے۔ وہ دن رات اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست رہتے ہیں۔

اے طالب! جان لے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ جنگ اور عداوت کی، دولت اور دنیا نے کی۔ اگر ابوجہل مفلس ہوتا، تو رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہو جاتا۔ (اسی طرح) حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور (دیگر) اماموںؓ کو شہید کیا گیا، تو دنیا نے کیا۔ اگر یزید مفلس ہوتا تو وہ اماموںؓ کے تابع ہوتا، کیونکہ حضرت امام

ام المؤمنین حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را اولاد
حضرت علی کرم اللہ وجہہ بود. پس اہل دنیا ابوجہل و یزید است نہ رابعہ و بایزید. دنیا
قاتل اصحابؓ و امام است. دنیا را نگاہداشتن شرف کدام است؟ دنیا قہر الٰہی و خون
است و طالب دنیا کافر و دون است و دشمن بی چون و بی چگون است. دنیا بدعت
و طالب دنیا ملحد است و طالب دنیا دعوی کش خدائی است. و چون زن دنیا در ہر دو جہان
رو سیاہ خوار بی اعتبار است[1] اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

زر و سیم و اسپ و شتر و گاو و خر و فیل و نوکر و سپاہی و خزانہ[2] لشکر ابوجہل و یزید بود و
صبر و شکر و ذکر فکر و ذوق شوق محبت عشق نماز و روزہ فقر و فاقہ اصحاب مسلم مؤمن فرقان
نص حدیث لشکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امامانؓ بود و نقارہ و دہل و دف
شترنا نوبت ابوجہل و یزید بود. بانگ و اذان، ذکر جہر نعرۂ ذکر اللہ نوبت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم و امامانؓ بود. و ہشت نوبت دنیا و بادشاہی دنیا فانی باطل و نوبت بادشاہی
دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باقی اسلام حق و راست۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنِ مُحَمَّدٍ رسول اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قولہٗ تعالیٰ:

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ[3] فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا
وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ[4] اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

ہمراہ پیغمبر علیہ السلام چہار قسم لشکر بود. یک قسم لشکر اصحابؓ، دوم لشکر فرشتہ
و شہید و سوم قسم لشکر خلق علم و چہارم قسم لشکر خُلق و حلم. دو قسم لشکر ظاہر بود اصحابؓ
و فرشتہ و شہید و دو قسم لشکر ظاہر باطن بود، خُلق علم و حلم کسی را کہ دین عزیز

[1] عین الفقر جلد دوم، ص ۱۴۲ [2] ایضاً

[3] سورہ الصف ۶۱: ۱۳ [4] سورہ یوسف ۱۲: ۶۴

حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ ام المؤمنین حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جگر گوشے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے
تھے۔ پس ابوجہل اور یزید اہل دنیا تھے، نہ حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت رابعہ بصریؒ اور
دنیا ہی اصحابؓ اور امامینؓ کی قاتل ہوئی۔ اور دنیا کی حفاظت کرنا کونسی بزرگی اور شرافت
ہے، سوائے اس کے کہ وہ قہر الٰہی اور خون ہے۔ اور طالب دنیا کافر دُون اور دشمن خدا
اور لاشئ ہے۔ دنیا بدعت اور طالب دنیا ملحد ہے اور دنیا داروں نے ہی خدائی کا
دعویٰ کیا۔ جبکہ دنیا ایک عورت کی مانند ہے جو ہر دو عالم میں رُو سیاہ، خوار اور بے اعتبار
ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اور متاع دنیا زر و سیم، گھوڑے، اونٹ، بیل، گدھے، ہاتھی، نوکر، سپاہی، خزانہ
اور لشکر ابوجہل اور یزید کے پاس تھے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور
آئمہ کبارؓ کا اسباب یہ تھا: صبر و شکر، ذکر فکر، ذوق و شوق، محبت و عشق، نماز روزہ،
فقر و فاقہ، مومن مسلم اور قرآن و حدیث کے خزانے یہ سب حضورؐ اور آئمہؓ دین کے لشکر
تھے۔ ابوجہل اور یزید کے پاس نقارہ، نوبت دف ترنا، دف اور ڈھول تھے اور حضور اکرمؐ
اور آپ کے صحابہ کے پاس بانگ و اذان، ذکر جہر اور نعرۂ ذکر اللہ کی نوبت تھی۔ اور تمام
ہفت اقلیم کی نوبت اور سلطنت دنیا فانی اور باطل ہے۔ اور دین محمدیؐ کی بادشاہت
اور نوبت تا قیامت باقی رہنے والی ہے۔ اسلام حق اور راستی کا نام ہے۔

"اے اللہ! دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کر جس کی نوبت لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدد اور جلدی فتح اور ایمان والوں کو خوشی سنا دے۔"
"سو اللہ نگہبان بہتر ہے اور وہی سب مہربانوں سے مہربان ہے۔"

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ بھی چار قسم کا لشکر تھا۔ اوّل قسم آپ کے اصحابؓ کا لشکر
تھا۔ دوسرا لشکر ملائکہ اور شہدا، تیسرا لشکر خُلق و علم اور چوتھا لشکر خُلق و حلم۔ دو قسم لشکر ظاہری
تو ملائکہ و صحابہؓ و شہدا اور دو قسم لشکر ظاہر اور باطن تھا، مثلاً آپ کا خُلق اور علم و حلم۔ اس

بود۔ اگر ابوجہل بادشاہی دنیا زر سیم مال داد، نذر نمود۔ جان تصرف براہ خدا و تصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردند و بعضی منافقان ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ۔ چنانچہ نبی اللہ از مکہ کوچ کردہ بحکم اللہ تعالیٰ بجانب مدینہ متوجہ شدند۔ پس اصحابان اختیار کردند کہ اہل محبت و جان فدای کہ از نبی اللہ سر و مال و جان دریغ نداشتند۔ کسانیکہ طمع وطن و زر و زمین و اہل و اقربا کرد، از ہجر خدمت جُدا ماند۔ لیکن اہل محبت طایفہ فقرا اصحاب عاشق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودند ہر کہ جُدا ماند از طمع دنیا۔

قولہٗ تعالیٰ :

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ [1]

قولہٗ تعالیٰ :

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى [2]

حدیث

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ [3]

بدانکہ اگر زمین و آسمان پُر زر آراستہ آرایش کند و بادشاہی تمام زمین بخشد، اہل دین آن را گویند کہ نگاہ بہ زر نگارش نکند و دین خود را نفروشد کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فایق از کونین است۔ کونین تصدق دین است۔ دین دین محمدؐ، یقین یقین محمدؐ۔ بہای کلمہ ہر دو جہان نبود، کلمہ طیبہ از ہر دو جہان فایق تر است۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ زیر و زبر عرش و کرسی لوح محفوظ از ماہ تا ماہی ہمہ در ذکر الٰہی۔

[1] سورہ آل عمران ۳: ۱۵۲ [2] سورہ النّٰزعٰت ۷۹: ۳۷-۳۹ [3] مشکوٰۃ، صحیح بخاری

وقت جس کسی کو دین عزیز تھا۔ اُسے ابوجہل کتنا ہی دبدبہ اور مال و زر کا طمع دیتا، مگر وہ دینِ حق کے سوا، کچھ قبول نہ کرتا اور اپنی جان راہِ خدا اور حضورِ اکرمؐ کی حمایت میں تصدق کرتا مگر بعض منافق لوگ اس نعمت سے محروم رہتے۔ چنانچہ سیپارہ ۶ میں ہے کہ یہ دونوں کے بیچ میں اِدھر اُدھر لٹکے ہوئے ہیں، نہ اُن کی طرف نہ اِن کی طرف۔ چنانچہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بحکم ربی مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے جانے لگے، تو آپؐ کے اصحابؓ، اہلِ محبت اور جان کی بازی لگانے والوں نے اپنی جان اور اپنے زر و مال سے کچھ دریغ نہ کیا۔ آپؐ کا ساتھ دینے میں نہ اُن کو کچھ عزیز و اقارب کی محبت اور نہ وطن اور نہ اپنی زمین و جائداد کی کچھ الفت رہی۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپؐ کے ہمراہ چلے گئے۔ اس وقت جو کوئی آپؐ سے جدا ہوتا یا مخالفت کرتا تھا، وہ محض دنیا کے طمع کی وجہ سے مخالفت کرتا تھا۔

چنانچہ پروردگارِ عالم نے تمام لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے :

"تم میں سے بعض ایسے ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت چاہتے ہیں"۔

دوسری جگہ فرمایا ہے :

"جو شخص کہ سرکشی کرکے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے، تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے"۔

جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہ ہوگا، تاوقتیکہ میں اس کے نزدیک اسکے ماں باپ سے اور اس کی اولاد سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں"۔

(اے طالب!) جان لے کہ اگر تمام زمین و آسمان کو سونے سے آراستہ کر دیا جائے اور تمام روئے زمین کی سلطنت بھی بخش دی جائے، مگر پھر بھی اہلِ دین اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اہلِ دین اسے کہتے ہیں کہ مال و زر کے پیچھے اپنے دین کو فروخت نہ کرے، کیونکہ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان سے فائق و برتر ہے۔ دونوں جہان دینِ محمدیؐ پر تصدق ہیں۔ دین دینِ محمدؐ ہے اور یقین یقینِ محمدؐ ہے۔ دونوں جہان کلمۂ طیبہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ کلمۂ طیبہ دونوں جہان سے بالاتر ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ عرش و کرسی، لوحِ محفوظ سے اوپر اور نیچے اور ماہ سے ماہی تک ذکرِ الٰہی میں رہتے ہیں۔

بیت باہوؒ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بردل مؤمن نوشت　　　مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ شد لسان اہل بہشت

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

بدانکہ میان حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام دو ہزار بیست[1] سال بود۔ میان نوحؑ و ابراہیمؑ یک ہزار صد سال بود۔ میان ابراہیمؑ و داؤدؑ پانصد[2] سال بود[3] و میان عیسیٰؑ و موسیٰؑ علیہما السلام سہ[4] صد سال بود و میان عیسیٰؑ و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شش صد سال بود۔ جملہ پنج ہزار و نہ صد و ہفتاد و نہ سال بود کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تولد شدہ بود۔ گفت پیغمبر علیہ السلام کہ بزرگان امت من چہل باشند تا قیامت۔ از آن چہل بیست و دو در زمین شام باشند و ہژدہ در زمین عراق۔ ہرگاہ کہ ازان چہل یک بمیرد، دیگر از خلائق بمقام او مدخل شود۔ ہرگز (از چہل) کم نگردند۔ چون قیامت نزدیک آید، ہر چہل بیک بار از عالم بیرون شوند۔

روایت عباس[5] ابن مسعودؓ کہ فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در زمین سہ صد کس باشد کہ دل ایشان چون دل آدم علیہ السلام بود و چہل کس باشند کہ دلہای ایشان چون دل موسیٰ علیہ السلام بود و ہفت کس باشند کہ دلہای ایشان چون دل ابراہیم علیہ السلام و پنج کس باشند کہ دلہای ایشان چون دل جبرائیل علیہ السلام بود و سہ کس باشند کہ دلہای ایشان چون دل میکائیل اند و یک کس باشد کہ دل او چون دل اسرافیل علیہ السلام بود۔

---

[1] عین الفقر، جلد دوم، ص ۶۳: بیست و دو سال۔ [2] ایضاً، پانصد و ہفتاد سال۔
[3] میان داؤدؑ و موسیٰؑ پانصد سال۔ [4] میان موسیٰؑ و عیسیٰؑ یک ہزار یکصد ہشتاد و ہفت سال بود۔ ایضاً
[5] ایضاً: ص ۶۴: عبداللہ بن مسعودؓ۔

بیت باہوؒ

اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے دل پر تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھ دیا ہے اور محمد رسول اللہ جنتی لوگوں کی زبان پر جاری کر دیا۔

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

یاد رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار بیس[1] سال کا فاصلہ تھا اور حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک ہزار ایک سو سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پانچ سو سال[2] کا عرصہ ہوا[3]۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تین سو سال[4] کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ تھا۔ جملہ پانچ ہزار نو سو اناسی سال ہوئے تھے کہ جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تولد ہوا۔

جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"کہ میری امت میں تا قیامت چالیس بزرگ (ابدال) رہا کریں گے۔ ان چالیس میں سے بائیس ملک شام میں اور اٹھارہ سرزمین عراق میں۔ ان چالیس میں سے جب کوئی مرے گا، تو اللہ تعالیٰ خلائق میں سے دوسرے شخص کو اس کی جگہ پر قائم مقام کر دے گا۔ ان کی تعداد ہرگز چالیس سے کم نہ ہوگی۔ جب قیامت قریب آ جائے گی تو یہ چالیس ابدال ایک ہی بار میں عالم سے باہر ہو کر کھڑے ہونگے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین پر تین سو آدمی ہوں گے کہ ان کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل جیسے ہوں گے۔ اور چالیس شخص ایسے ہوں گے کہ ان کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی مانند ہوں گے۔ اور سات آدمی ایسے ہونگے، جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی طرح ہوں گے اور پانچ شخص ایسے ہوں گے جن کے دل حضرت جبرائیلؑ کے دل کی مثل ہوں گے اور تین شخصوں کے دل حضرت میکائیل علیہ

---

[1] دو ہزار بائیس سال (نظام الدین حقانی) [2] پانچ سو ستر۔ ایضاً [3] حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان پانچ سو سال۔ ایضاً [4] گیارہ سو ستاسی سال۔ ایضاً

و چون یکی بمیرد ، یکی از سہ گانہ پایگاہ وی برسد۔ چون یکی از پنجگانہ یکی بمیرد، از ہفتگانہ یکی پایگاہ وی برسد۔ چون ہفتگانہ بمیرد، از آن چہلگانہ یکی پایگاہ وی برسد۔ و ہرگاہ کہ ازین سہ صدگانہ یکی بمیرد، از آن جملہ یکی مسلمانان یکی پایگاہ وی برسد تا قیامت ہرگز ازین سہ صدگانہ ہیچ کم نشود، بہ برکت ایشان بلا ہا از امتِ من باز ماند۔

حدیث قدسی

ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! آفریدم یک آدم را پیش از آدمؑ کہ پدرِ تست، عمرِ آن ہزار[1] سال کردم۔ پس بمُرد۔ پانزدہ ہزار آدم دیگر آفریدم۔ عمرِ ہر یک کس را دہ ہزار سال ساختم۔ پس از آن حضرت آدمؑ کہ پدر تست آفریدم۔

در تفسیر اسرار الفاتحہ نقل است کہ روزی حسن بصریؒ و مالک دینارؒ و شقیق بلخیؒ پیش رابعہؒ بودند و در صدق سخن می رفت۔ حضرت حسنؒ گفت، لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلٰہُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش کہ صبر نکند بر زخم مولای خویش۔ رابعہؒ گفت : ازین سخن بوی منی می آید۔ بیش باید گفت۔ شقیق بلخیؒ گفت لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَتَلَذَّذْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلٰہُ ، یعنی نیست صادق در دعوی خویش کہ لذت نیابد از زخم مولای خویش۔ رابعہ گفت : بیش سخن باید گفت کہ ازین سخن بوی خودی می آید۔ مالک دینارؒ گفت، لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَشْکُرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلٰہُ ، یعنی نیست صادق در دعوی خویش کہ شکر نکند بر زخم مولای خویش۔ رابعہؒ گفت، لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَنْسَ ضَرْبَ مَوْلٰہُ فِیْ مُشَاھَدَۃِ رُؤْیَۃِ مَوْلٰہُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش کہ فراموش نکند زخم را در مشاہدہ مطلوب خویش۔

---

[1] عین الفقر جلد دوم، ص ۶۵ : دہ ہزار

السلام کے دل کی مانند ہوں گے۔ اور ایک شخص ایسا ہوگا کہ جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل جیسا ہوگا۔ اور جب یہ ایک فوت ہو جائے گا، تو تین میں سے ایک اس کی جگہ پر آجائے گا۔ جب پانچ میں سے ایک کا وصال ہو جائے گا۔ تو سات میں سے ایک اس کی جگہ لے گا۔ اور اسی طرح جب سات میں سے ایک فوت ہو جائے گا، تو چالیس میں سے ایک اس کی جگہ پر قائم ہوگا۔ اور جس وقت تین سو میں سے کوئی مر جائے گا، تو اس کی جگہ پر تمام مسلمانوں میں سے ایک اس کا قائم مقام ہو جائیگا۔ اور ان تین سو میں سے قیامت تک ہرگز کمی نہ ہوگی۔ ان کی برکت سے میری اُمّت سے بلائیں دُور رہیں گی۔"

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اے محمدؐ ! میں نے تمہارے باپ آدمؑ سے پہلے بھی آدم پیدا کیا تھا۔ جس کی عمر ایک ہزار سال کی تھی۔ اس کے بعد پندرہ ہزار آدم اور پیدا کیے۔ جن میں سے ہر ایک کو میں نے دس دس ہزار سال کی عمر دی تھی۔ ان کے بعد میں نے تمہارے باپ آدمؑ کو پیدا کیا۔

تفسیر اسرار الفاتحہ میں نقل ہے کہ ایک روز (خواجہ) حسن بصریؒ اور مالک بن دینارؒ اور شفیق بلخیؒ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ کے پاس (بیٹھے) تھے۔ اور صدق کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ بصریؒ نے فرمایا : جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم پر صبر نہ کر سکے، وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے کہا : اس بات سے تکبر کی بُو آتی ہے۔ اس سے زیادہ عمدہ لفظوں میں بیان کرنا چاہیے۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ نے کہا : جو شخص کہ اپنے مولیٰ کے زخم سے لذت پانے والا نہ ہو، وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے کہا : اس سے عمدہ لفظوں میں مضمون کہنا چاہیے، کیونکہ اس میں بھی کبر کی بُو آتی ہے۔ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ بولے : جو شخص کہ اپنے مولیٰ سے زخم پانے پر شکر گزاری نہ کرے، وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ بولیں : جو شخص مولا کے مشاہدہ میں زخم کو فراموش نہ کرے، وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔

این فقیر باہوؒ جمیع الاولیاء اللہ را جواب میدھد: لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَائِہٖ مَنْ لَّمْ یَنْسَ الْبَدَنَ وَالْمُشَاھِدَۃَ مَوْلَیْہٖ یعنی نیست صادق در دعویٰ خویش کہ فراموش نکند خویش ومشاہدہ را بغرق توحید مطلوب۔

چنین آوردہ اند کہ روزی شیخ بایزید بسطامیؒ ذوالنون مصریؒ بزیارت امام المسلمین امام اعظمؒ صاحب آمدند۔ امام المسلمین مرخادم را فرمود: کہ برو تاس روشن کن ودروی از شہد پرکن ویک موی بالای او داشتہ بیار پیش بزرگان۔ خادم حکم بجا آورد۔ امام صاحب فرمود: کہ این بزرگانؒ! این تاس را واین شہد را واین موی را بیان فرمایند۔ اول شیخ بایزیدؒ گفت: کہ بہشت خدای تعالیٰ ازین تاس روشن تراست ونعمت ہای بہشت ازین شہد شیرین تراست وبگذشتن پلصراط ازین موی باریک تراست۔ بعدہٗ شیخ ذوالنون مصریؒ گفت: کہ اسلام خدای تعالیٰ ازین تاس روشن تراست۔ وبودن در اسلام ازین شہد شیرین تراست واسلام را نگہداشتن ازین موی باریک تراست۔ بعدہٗ امام المسلمین فرمود: کہ علم خدای تعالیٰ ازین تاس روشن تراست ومسائل فقہ ازین شہد شیرین تراست وباریک ہای علم ازین موی باریک تراست۔ بعدہٗ خادم امام المسلمین گفت: روی مہمان دیدن ازین تاس روشن تراست وخدمت مہمان کردن ازین شہد شیرین تراست ودل مہمان نگہداشتن ازین موی باریک تراست ومصنف کتاب نافع المسلمین می گوید، کہ روی اولیاء اللہ دیدن ازین تاس روشن تراست ومحبت خدای تعالیٰ در دل داشتن ازین شہد شیرین تراست وشریعت نبویؐ نگہداشتن ازین موی باریک تراست۔ جمیع اولیاء اللہ را وحضرت امام صاحب را ومصنف کتاب وخادم را فقیر باہوؒ جواب میدھد: نعمت خوردن بہشت کار نفس خراست وبی عمل علم خواندن کار بی خبر است وروی مہمان دیدن پر خطر است ومحبت بی محنت حق رسیدن زہر است وقدم در اسلام بی صدق ریا تراست برزخ اسم اللہ ازین تاس روشن تراست ولذت مشاہدہ وحدانیت ازین شہد شیرین تراست

یہ فقیر باہوؒ تمام اولیاء اللہ کو جواب دیتا ہے: جو شخص مولا کے مشاہدہ میں اپنی ذات کو نہ بھول جائے اور توحید میں غرق نہ ہو جائے، وہ اپنے دعوے میں صادق نہیں ہے۔

یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت ذوالنون مصریؒ امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے خاص خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور تاس کو صاف کرو اور اس میں شہد بھر لاؤ۔ اور اس کے اوپر ایک بال رکھ کر ان بزرگوں کے سامنے لاؤ۔ خادم حکم بجا لایا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: کہ اے بزرگو! آپ ان تینوں چیزوں تاس، شہد اور بال کی تاویل بیان کریں۔ پہلے شیخ بایزید بسطامیؒ نے فرمایا: کہ خداوند کریم کی بہشت اس تاس سے زیادہ روشن ہے اور بہشت کی نعمتیں اس شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اور پلصراط سے گزر جانا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ اس کے بعد شیخ ذوالنون مصریؒ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ کا اسلام اس تاس سے زیادہ روشن ہے۔ اور اہل اسلام ہونا اس شہد سے شیریں تر ہے اور اسلام کی نگہداشت کرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ اس کے بعد امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا: کہ علم دین اس تاس سے زیادہ روشن اور مسائل فقہ اس شہد سے زیادہ شیریں ہیں، اور علم کی باریکیاں اس بال سے زیادہ باریک ہیں۔ اس کے بعد آپ کے خادم نے کہا: مہمان کا چہرہ دیکھنا، اس تاس سے زیادہ روشن ہے اور مہمان کی خدمت کرنا اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مہمان کا دل خوش رکھنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ اور کتاب نافع المسلمین کا مصنف کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کے چہرے کی زیارت کرنا اس تاس سے زیادہ روشن ہے اور دل میں خدای تعالیٰ کی محبت رکھنا اس شہد سے شیریں تر ہے۔ اور شریعت نبویؐ کی پوری طرح پابندی کرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ تمام اولیاء اللہ اور حضرت امام صاحبؒ اور مصنف کتاب اور خادم کو فقیر باہوؒ یہ جواب دیتا ہے: بہشت کی نعمتیں کھانا خر نفس کا کام ہے اور علم بے عمل حاصل کرنا بے خبر اور ناواقف کا کام ہے اور مہمان کا چہرہ دیکھنا پُر خطر ہے۔ اور بغیر محنت کے اللہ تعالیٰ کی محبت کو پہنچنا زہر کے مترادف ہے۔ اور اسلام میں بغیر تصدیق کے قدم رکھنا زیادہ ریاکاری (کا خطرہ) ہے۔ برزخ اسم اللہ اس تاس سے زیادہ روشن ہے اور وحدانیت کی لذت مشاہدہ اس

دغرق فنا فی اللہ شدن واز خودی خویش برآمدن ازین موی باریک تر است۔

بیت باہوؒ

عاقبت با کار باید کار دوست   معرفت را مغز باید نی پوست

چنانچہ حق تعالیٰ روزی فرمود کہ ای موسیٰؑ! عبادت آن بکن کہ لایق درگاہ ما باشد۔ از برای ما چہ میکنی؟ موسیٰؑ گفت: خداوندا! علم، نماز، روزہ و حج، مال زکوٰۃ، خیرات۔ خداوند تعالیٰ فرمود: کہ ای موسیٰؑ! این ہمہ عبادت از برای آسایش تن و لذت نعمت بہشت و نفس و پناہ از آتش دوزخ است۔ موسیٰ علیہ السلام عرض نمود خاص عبادت تو چیست؟ خداوند تعالیٰ فرمود: محبت و صدق و ذکر اللہ باخلاص است۔

قولہٗ تعالیٰ:

فَاِذَا قَضَيۡتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِكُمۡ[1]

بدانکہ مردم را دوستی بمسائل فقر است کہ از مسئلہ زر و سیم بدست آرند و ذکر خفیہ بمثل شمشیر است از و با نفس کافر جنگ نیز آرند۔

بیت باہوؒ

باہوؒ! فقر چیست یعنی خود فنا   از علم پیدا می شود کبر و ریا

قَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ:

اَلۡحَسَدُ يَاۡكُلُ الۡحَسَنَاتِ كَمَا تَاۡكُلُ النَّارُ الۡحَطَبَ[2]

---

[1] سورۃ النساء، ۴: ۱۰۳۔ [2] عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین عثمانی: نقر
[3] نقل از عین العلم۔

شہد سے زیادہ شیریں ہے اور فنا فی اللہ میں غرق ہونا اپنی انا سے باہر آنا یعنی نفس کو مارنا، اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

بیت باہوؒ

کام کا انجام یار کی رضامندی ہونا چاہیے، معرفت کا مغز چاہیے، چھلکا کسی کام کا نہیں۔

چنانچہ ایک روز خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: کہ عبادت ایسی کرنی چاہیے جو ہماری درگاہ کے لائق ہو۔ اے موسیٰؑ! ہمارے لیے تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! علم، نماز، روزہ، حج، مال زکوٰۃ اور خیر خیرات، پروردگار عالم نے فرمایا: اے موسیٰؑ! یہ تمام عبادات اپنے نفس کی راحت و آسائش اور بہشت کی نعمتوں کی لذت اور عذاب دوزخ سے نجات پانے کی غرض سے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ خداوندا! تیری خاص عبادت کیا ہے؟ خداوند کریم نے فرمایا: میری عبادت خاص محبت اور صدق و اخلاص کے ساتھ میرا ذکر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یاد کرو۔"

(اے طالب!) جان لے کہ لوگوں کو مسائل فقر سے زیادہ رغبت ہوتی ہے، اس لیے کہ مسئلہ مسائل سے (مال دنیا) زر و سیم حاصل ہوتا ہے۔ (نیز مسئلہ مسائل سے لوگوں کے دلوں میں ان کی وقعت زیادہ ہوتی ہے) اور ذکر خفی شمشیر کی طرح ہے کہ جس سے کافر نفس سے جنگ کی جاتی ہے (اور اس سے اس کو زیر کیا جاتا ہے)

بیت باہوؒ

اے باہوؒ! فقر کیا ہے؟ یعنی اپنے آپکو فنا کرنا ہے، کیونکہ علم (ظاہری) سے تو تکبر اور ریاکاری حاصل ہوتی ہے۔

رسول مقبول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"حسد نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے، جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔"

بیت باہوؒ

آن چیست کہ از ہر دو جہان فاضل تر است　　کہ بہتر از آرایش سیم و زر است

و از آن مردم بی خبر است علم آن علم کہ با عمل است و آن عمل کہ از و معرفت حق حاصل شود و آن معرفت کہ بطرف توحید باری تعالیٰ ببرد و آن توحید کہ نفس را با پاس انفاس کہ حق الیقین خاص الخاص و آن خاص الخاص کہ چنان غرق شود در مقام لاہوت فنا فی اللہ کہ فیض اللہ درست باشد۔ فیض اللہ درست چیست؛ با خدا مست و با شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار و صاحب سلک و صاحب معرفت و صاحب علم و صاحب توحید، صاحب سکر، صاحب شکر، صاحب محبت، صاحب عشق فنا صاحب موحد محقق رضا اللہ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت

علم کثیر آمد و عمرت قصیر　　آنچہ ضروری است بآن شغل گیر

چون بینی کہ طالبی را از باطن در ہیچ راہی از ذکر فکر مراقبہ مشاہدہ نکشاید و صاحب سیاح باشد و ہیچ جایہ و اعتقاد نشود باید کہ آن را بگوید کہ نزدیک قبر زندہ دل درویش فقیر یا غوث یا قطب یا شہید کہ لا یموۃ باشد، ہمون طالب را بگوید[1][2]

کہ وقت شب یا نیم شب یا آخر شب طرف پای قبر یا بر قبر سوار شود چنانچہ سوار اسب۔ آنچہ داند از قرآن مجید بخواند آن قبر بمثل برق ابر آنرا در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ببرد یا در توحید وحدانیت غرق کند، اما این شدنی نیست کہ خالی بی حاصل ماند۔

---

[1] عین الفقر، جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۷　[2] ایضاً، ص ۶۷

بیت باہوؒ

وہ کیا چیز ہے کہ دونوں جہان سے افضل ہے اور سیم و زر کی آرائش سے بھی بہتر ہے۔

اور (عموماً) اس سے لوگ بے خبر ہیں، وہ علم با عمل ہے، جس سے معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ معرفت باری تعالیٰ کی توحید کی طرف لے جاتی ہے اور وہ توحید نفس کو پاس انفاس کی طرف راغب کرتی ہے اور وہ پاس انفاس حق الیقین اور خاص الخاص کے منازل طے کراتا ہوا مقام لاہوت فنا فی اللہ میں ایسا غرق ہو جاتا ہے کہ (اس مقام میں طالب صادق) فیضان الٰہی حاصل کرتا ہے۔ صحیح فیضان الٰہی کیا ہے؟ صحیح فیضان الٰہی یہ ہے کہ طالب صادق خدا کے ساتھ مست اور شریعت محمدیؐ کے ساتھ ہوشیار رہتا ہے۔ اور صاحب سلک و صاحب معرفت و صاحب علم و صاحب توحید، صاحب شکر و صاحب محبت و صاحب عشق فنا فی اللہ و موحد و محقق اور صاحب رضا ہو جاتا ہے۔ (اور اسی کا نام فیضان الٰہی ہے)

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

علم تو بے انتہا ہے اور تمہاری عمر قلیل ہے۔ جتنا علم ضروری ہے، اتنا ہی علم حاصل کر۔

جب تو دیکھے کہ طالب کے ذکر و فکر، مراقبہ و مشاہدہ سے راہ باطن اس پر نہیں کھلتی، اور صاحب سیاحت ہو کر جس کے پاس جاتا ہے، اس پر اعتقاد نہیں ہوتا، اُسے کہنا چاہیے کہ وہ اوّل شب یا نیم شب یا آخر شب کسی درویش زندہ قلب یا غوث یا قطب یا شہید جو لا یموت ہو، کی قبر کے نزدیک قبر کے پاؤں کی طرف یا قبر پر سوار جائے، جس طرح سے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور قرآن مجید سے جو کچھ یاد ہو پڑھے۔ وہ قبر اسے بادلوں کی بجلی کی طرح مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دے گی، یا غرق توحید الٰہی کر دے گی۔ بشرطیکہ یہ شدنی امر ہو، ورنہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ[1]

واگر طالب از دہشت قبر بترسد، آن طالب حق نباشد، طمع جان دارد۔

بیت باہُوؒ

جانی بدہ خوش جام نوش دل | با تو گویم بشنوی اے دل بگوش

مرشد مہر محبت بخش مشفق المحرم اسرار را گویند۔ مرشد بمثل سیف است طالب کہ سراز گردن خود جدا کند، پیش مُرشد بیاید۔ مرشد بمثل کارد است، ہر کہ خود را بدست خود ذبح کند، پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل ملک الموت است، ہر کہ طمع جان نکند، پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل خانۂ گرسنگی فقیر است، ہر کہ فاقہ را اختیار کند، پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل دار است ہر کہ سواری دار اختیار کند، پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل آتش است، ہر کہ نفس کافر را بسوزد، پیش مرشد بیاید۔ ہر کہ پیش مرشد بیاید باخلاص نگاہ بر محبت کند نہ بر نیکی و بدی پس نیک و بد را تحقیق کردن کار جاسوس است، طالب اللہ نیست۔ بزرگی را ہزار طالب بود صاحب مراتب کہ بر آب روان مصلّی انداختہ نمازی خواندند۔ کسی از آن بزرگ بپرسید کہ ازین طالبان صاحب اعتقاد چند است، آن بزرگ ہمون شخص را گفت: کہ شما برو تحقیق کن۔ آن شخص در سلک طالبان در آمدہ، تحقیق کرد۔ آن بزرگ را گفت: کہ ازان ہزار طالب چہل صاحب اعتقاد است خاص آن بزرگ گفت: ازان چہل ؟ گفت: بیست۔ گفت ازان ؟ گفت: دہ۔

[1] شرح مسند امام اعظم ملا علی قاریؒ۔ لاہور، ص ۱۱۴

حضور اکرمؐ کا ارشاد پاک ہے:

"جب تم کسی امر میں حیران رہ جاؤ، تو اہل قبور سے مدد مانگو۔"

اور اگر طالب قبر کی دہشت سے ڈرتا ہے (یعنی اگر طالب قبر پر آنے سے خوف کھاتا ہو، اور قبر کے نزدیک نہ آئے) تو وہ طالب صادق نہیں ہے اور اس کو ابھی تک اپنی جان کی محبت ہے۔

بیت باہُوؒ

اے دل! میں تجھے کہتا ہوں۔ غور سے سن! جان دے دو اور خوشی خوشی شراب عشق پیو۔

(اور یاد رکھ کہ) مرشد مہر و محبت کا پیکر، مہربان اور محرم اسرار کو کہتے ہیں۔ وہ (طالب کے لیے) تلوار کا حکم رکھتا ہے۔ جو طالب کہ اپنے نفس کی گردن اڑوانا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد مثل ایک چھری کے ہے، جو کوئی اپنے آپکو اپنے ہاتھ سے ذبح کروانا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ مرشد کے پاس آجائے۔ مرشد طالب کے حق میں گویا ملک الموت ہوتا ہے، جسے اپنی جان کا کچھ خوف نہ ہو، اسے چاہیے کہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد ایک مفلس فقیر کے گھر کی مانند ہے، جسے فقر و فاقہ اختیار کرنا ہو، چاہیے کہ وہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد ایک سولی کی طرح ہے، جو کوئی سولی کی سواری اختیار کرنا چاہتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد مثل آگ کے ہے، جسے اپنے نفس کافر کو جلانا منظور ہو، وہ مرشد کے پاس آئے۔ جو شخص خلوص و اخلاص کے ساتھ مرشد کے پاس آئے، اسے چاہیے کہ اس کی محبت پر نظر رکھے، نہ کہ اسکی نیکی و بدی پر۔ کیونکہ نیکی و بدی کی تحقیق کرنا جاسوس کا کام ہے۔ طالب کو اس سے کیا سروکار؟

نقل ہے کہ کسی بزرگ کے ایک ہزار طالب ذی مراتب تھے جو دریا پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے ان بزرگ سے پوچھا کہ آپکے ان طالبوں میں سے صاحب اعتقاد کتنے ہیں؟ اس بزرگ نے اسی شخص کو کہا کہ تم جاؤ اور تحقیق کرو۔ اس شخص نے طالبوں کے گروہ میں آکر تحقیق کی اور اس بزرگ کو کہا کہ ایک ہزار میں سے صرف چالیس خاص صاحب اعتقاد ہیں۔ اس بزرگ نے کہا: چالیس میں سے کتنے؟ کہا: بیس۔ کہا: بیس

گفت ازان دہ؟ گفت: پنج۔ گفت: ازان پنج؟ گفت: دوکس۔ گفت: برابر این دوکس بر زمین طالب اللہ کم باشد۔ آن بزرگ جواب داد کہ چشم دیدن طالبان نداری۔ مرا این ہر دو گواہ برای کشتن بس است۔

باہوؒ! محال است کہ طالب صاحب سر باشد کہ مدخل اسرار الٰہی گردد۔ درین زمانہ طالب اہل فرار است با مطلب دنیا دون قرار۔

بیت

طالبان این زمانہ دون ہمت　　　طالبان را نیست طلب ہیچگون

مرشد اہل دکان صاحب طمع بسیار و طالب از ہزار یک کس نیک کردار۔

قولہٗ تعالیٰ:

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ[1]

پس مرشد بمثل حکم خدا کہ قضا فرمان است و طالب فرمانبردار کہ سوختۂ عشق جان کباب بریان است۔ مرشد بمثل بحر است و طالب بمثل موج، نہ موج از بحر جدا و نہ بحر از موج جدا۔ ہمین طور است طالب فنا فی الشیخ۔ مرشد بمثل چشم و طالب بمثل نظر، نہ نظر از چشم جدا و نہ چشم از نظر جدا۔ علم بمثل شہید است و فقر بمثل شہادت، در علم مفت خوردن و مفت پوشیدن و مفت نوشیدن و بہ آسایش خسپیدن و علم سرگردانی گردیدن زبان است و فقر و فاقہ سوختن جان است۔

❊

[1] سورہ النساء ۴، ۵۹

میں سے کتنے۔ کہا: دس۔ پوچھا: دس میں سے کتنے؛ جواب دیا: پانچ۔ پوچھا پانچ میں سے کتنے؟ کہا دو اور یہ دو ایسے ہیں کہ دنیا میں ایسے طالب کم ہوتے ہیں۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ تم نے ایسے طالب کم دیکھے ہوں گے۔ میرے لیے قتل ہونے کے لیے دو ہی طالب کافی ہیں۔

اے باہوؒ! صاحب راز کا ملنا (آجکل) محال ہے جو صاحب اسرار الٰہی ہو۔ اس زمانہ کے طالبوں کو اس دنیا ئے دوں سے تو قرار ہے، مگر اہل اللہ سے فرار ہے۔

بیت

اس زمانہ کے طالب کمینے اور پست ہمت ہیں۔ (آجکل) کے طالبوں کو کسی طرح سے بھی (حقیقی) طلب نہیں ہے۔

(آجکل) کے مرشد اکثر دکاندار، صاحب طمع و نفس ہیں اور (اسی طرح) ہزار میں سے ایک شخص ہوگا، جو طالب نیک کردار ہو۔

طالب و مرشد کے باہمی تعلق پر یہ آیت کریمہ شاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
"اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صاحب امر کی"۔

(یعنی صاحب امر مرشد بھی وہی ہونا چاہیے، جو کہ خداوند کریم و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کا تابعدار ہو، اور طالب صادق بھی وہی ہوگا جو ان تینوں کے احکام کو ایک نظر سے دیکھ کر ان کو بجا لائے گا، پس مرشد کامل کا حکم گویا خداوند تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے سے قضائے الٰہی جاری ہوتی ہے اور طالب اس کے حکم کا فرمانبردار کہ عشق و محبت سے سوختہ ہو کر ہمیشہ کباب ہوتا ہے۔ مرشد کامل دریا کے مثل ہے۔ اور طالب اس کی موج ہوتا ہے۔ نہ موج دریا سے اور نہ دریا سے موج جدا ہوتی ہے طالب فنا فی الشیخ کا یہی حال ہے۔ مرشد گویا چشم اور طالب اس کی نظر ہے۔ نہ نظر چشم سے جدا اور نہ چشم نظر سے جدا ہوتی ہے۔ (مرشد گویا چشم اور طالب اس کی نظر ہے) علم بمنزلہ شہید کے اور فقر بمنزلہ شہادت کے ہے۔ علم میں مفت کھانا، مفت پینا، مفت پہننا اوڑھنا اور آرام و آسائش سے سونا ہے اور علم سرگرداں ہونے کا نام ہے۔ اور زبان چلانا ہے۔ اور فقر میں فاقہ کے ساتھ جان گھلانا ہے۔

بیت

علم کز تو ترا نہ بستاند ۔۔۔ جہل ازان علم بہ بود بسیار

علم رستگاری ست و جہل معصیت خواریست ۔ فقر را دل دریا جاریست۔

بدانکہ بزرگی فرمودہ است جوہر جہل را خرید و فروخت شیطان است، جوہر علم را شناسا رحمٰن است و جوہر فقر را کان لامکان است و جوہر حیوان را خوردن جمعیت جان است۔ جواب این فقیر جوہر علم در چشم با زبان است۔ جوہر فقر در سر سینہ جان است۔ جوہر جہل بد مغز پریشان است۔ شیطان ہمہ ظلمت گردد، نعوذ باللہ منہا۔

فقیر را اوّل الف باید۔

اللہ بس ماسوای اللہ ہوس

اُلوھیت اِلٰھاً وَّاحِداً چہار ب باید۔ اوّل ب برکت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ دوم ب، بنای اسلام، سیوم ب، بدی را گذار، چہارم ب، بند کند نفس را از ہوا و ہفت ت، باید اوّل ت ترک۔ دوم ت، توکّل۔ سوم ت، تکبیر تحریمہ، چہارم ت، تواضع، پنجم ت، تسلیم، ششم ت، تکبر نکند، ہفتم ت، تیار شود برای موت قبر باخبر۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

اگر عالم عامل و فقیر کامل در جہان نبودی در جہان شیطان ہمہ ظلمت گردد، در جہان طفلان ببازی و جوانان با کبر مستی ہوا و پیران در غیبت بسیار گوبائی (بازماندی) از بازی و مستی و ہوا و غیبت باز آئی، ادب با خاموشی است و ذکر در دل جوشش

ﻪ عین الفقر، جلد دوم، ص ۶۸

بیت

اگر تیرا علم تجھے مفید نہ ہو۔ تو اس علم سے جہالت بہت اچھی ہے۔

علم رستگاری اور جہالت معصیت و خواری ہے۔ فقر کا دل دریائے جاری ہے۔

یاد رہے کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ جوہر جہالت کا خرید و فروخت کرنے والا شیطان لعین ہے (اور) جوہر علم کا شناسا رحمٰن ہے۔ اور جواہرات فقر کی کان لامکان ہے اور جوہر حیوانیت کھانا (پینا) اور دلجمعی ہے۔ اس فقیر (باھوؒ) کا جواب یہ ہے کہ جوہر (صاحب) علم زبان و چشم میں رہتا ہے اور جوہر فقر سر سینہ، اور جان میں رہتا ہے۔ جہل بد مغز کا جوہر (ہمیشہ) پریشان رہتا ہے اور جاہل کے دماغ میں شیطان تاریکی ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

فقیر کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے الف کو یاد رکھے کیونکہ الوہیت سے مراد الٰہ واحد ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

پھر فقیر کو چار ب چاہئیں۔ ب اوّل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت حاصل کرے۔ دوم ب بنائے اسلام، سیوم ب بدی سے اجتناب، چہارم ب، نفس و ہوا اور خواہشات کو بند رکھنا۔

(اور اسی طرح فقیر کو) سات (ت) چاہئیں۔ اوّل (ت) ترک دنیا۔ دوم (ت) توکّل۔ سوم (ت) تکبیر تحریمہ کا خیال رکھے اور ہمیشہ جماعت سے نماز ادا کرے۔ چہارم (ت) تواضع۔ پنجم (ت) تسلیم۔ ششم (ت) ترک تکبر و غرور۔ ہفتم (ت) موت کے لیے (ہر وقت) تیار رہے اور قبر کے متعلق باخبر رہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اگر دنیا میں علمائے عامل اور فقرائے کامل نہ ہوتے تو دنیا میں شیطنت سے تاریکی پھیل جاتی۔ لڑکے (محض) کھیل کود (اور لہو و لعب) اور جوان کبر و مستی اور نفسانی خواہشات اور بوڑھے غیبت اور زیادہ گوئی میں مبتلا رہتے۔ چاہیے کہ کھیل کود، مستی و نفسانی خواہشات اور غیبت و چغل خوری سے بچے۔ ادب خاموشی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ذکر (قلبی) سے (فقیر کے) دل میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے صبر سے مراتب

است وصبر مراتب خون نوش است بہتر آنکہ از خود بی ہوش نہ خود فروش۔ نقیر
دریا نوش باسکوت. اگرچہ سکر تمام۔

بیت

ز ہجرت الف وسی بود ند ہم بود ند پنج دہم پنجاہ
در عمل اورنگ زیب شاہ شُد این نکتہ وحدت اِلٰہ

این کتاب "عین الفقر" تصنیف حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین فنا فی اللہ بقا باللہ واصل باہُو سلطان باہُو ولد حضرت محمد بازیدؒ عرف اعوان ساکن ڈیرہ سارنگ خان بلوچ۔

مردم چشم کور تا بلب گور، بی معرفت، باجور۔

بیت

باہُو حقیقت بدمردم ازمن چہ پرسی؟ بدرش بدکار آن کرسی بکرسی
اہل معرفت یافت وحدت، وقتیکہ جان کباب. واللہ اعلم بالصواب۔

تمت بالخیر

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

خون نوشی کا اظہار ہوتا ہے (فقیر کے لیے) بہتر یہ ہے کہ وہ نہ بالکل بیہوش ہو جائے اور نہ خود فروش بن جائے۔ فقیر کو سکوت (اور صبر کے) ساتھ دریا نوش ہونا چاہیے۔ یعنی (متحمل اور بردبار ہونا چاہیے)، اگرچہ وہ مکمل طور پر سکر کی حالت میں ہی ہو۔

بیت

(اللہ تعالیٰ کی مدد سے) یہ کتاب "عین الفقر" تصنیف (لطیف) حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین فنا فی اللہ بقا باللہ واصل با "ہُو" سلطان باہُوؒ ولد حضرت محمد بازیدؒ عرف اعوان ساکن ڈیرہ سارنگ خان بلوچ میں ۱۰۸۵ھ میں اورنگزیب عالمگیر کی عملداری کے زمانہ میں اختتام پذیر ہوئی۔ اس کتاب میں نکتۂ وحدت کی پہچان کا پورا پورا حال بیان کر دیا گیا ہے۔

لوگ تو آنکھوں کے اندھے ہیں، قبر تک وہ اندھے ہی رہیں گے۔ اور معرفت خداوندی سے بے خبر، یہی تو ظلم وستم ہے۔

بیت

اے باہُوؒ! بدکردار لوگوں کی حقیقت تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے؟ بُرے کو اس کا عمل ترتیب وار (تنزّل کی طرف) لے جاتا ہے۔
اہل معرفت نے اس وقت وحدت کو پایا، جبکہ جان کباب ہو چلی تھی۔
واللہ اعلم بالصواب

تمت بالخیر

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

فہرست مضامین